یعنی

قرآن وسنت کی روشنی میں گھر کی اصلاح کیلئے چالیس بیش قیمت نصیحتوں کا مجموعہ

گھر میں دینی ماحول بنانے اور اہل خانہ کی اصلاح وتربیت کیلئے بہترین تجاویز

اخلاقی ومعاشرتی مضرتوں سے حفاظت کی آسان اور کارآمد تدابیر

ترتیب وتشکیل

حضرت مولانا شفیق احمد خان القاسمی البستوی دامت برکاتہم

استاذ حدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ

ناشر

مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ

کلمات بابرکت

حضرت العلام مولانا مفتی نظام الدین شامزئی صاحب مدظلہ

شیخ الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ علامہ یوسف بنوری ٹاؤن کراچی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد للہ رب العلمین والصلوۃ والسلام علی سید المرسلین

وعلیٰ الہ وصحبہ اجمعین

حضور ﷺ کا ارشاد گرامی ہے کہ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ۔ علماء نے اس جملہ کا مفہوم یوں بھی بیان فرمایا ہے کہ مسلمانوں کے گھر یاد الٰہی سے معمور رہنے چاہئیں یعنی مسلمانوں کو اپنی گھریلو زندگی ایسے خطوط پر استوار کرنی چاہئے جو حق تعالیٰ شانہ کی قربت کا ذریعہ ووسیلہ اور پل کا کام دیتے ہوں۔ یہ خطوط ان اسلامی آداب واخلاق سے تعبیر ہیں جو شریعت نے ہمیں گھریلو زندگی کیلئے عطا فرمائے ہیں۔ ان اسلامی خطوط پر چل کر ہم اپنے گھروں میں زندگی کا لطف وسکون اور راحت وچین محسوس کر سکتے ہیں۔

مگر افسوس کہ آج ہم عملی زندگی کے دوسرے شعبوں کی طرح گھریلوں ماحول کو اسلامی سانچے میں ڈھالنے میں حد درجہ کوتاہ بنے جارہے ہیں حالانکہ گھر کی زندگی کو دینی رنگ میں رنگنا ایسا مفید کام ہے جس کا نقد فائدہ چین وسکون کی صورت میں ہمیں مل سکتا ہے۔ مگر ہماری غفلت تاریکی

شب کی مانند رفتہ رفتہ بڑھتی ہی جارہی ہے۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے ہمارے محترم دوست حضرت مولانا شفیق احمد خان بستوی صاحب مدظلہ کو جنہوں نے اصلاح البیوت کے عنوان سے ایک علمی خدمت انجام دی ہے۔ اس میں موصوف نے ناصحانہ انداز واسلوب کے ساتھ بڑے عمدہ پیرایہ میں گھریلو زندگی کے آداب واحکام بیان فرمائے ہیں۔

گو بندہ عدیم الفرصتی کی بناء پر پوری کتاب کا مطالعہ تو نہیں کرسکا البتہ کتاب کے زیر تصحیح پروف کو جہاں جہاں سے دیکھنے کا موقع ملا کتاب کو مفید ترین پایا اور پوری کتاب پڑھنے کی خواہش باقی رہی اور یہ امید بھی بندھی کہ جو گھر کتاب میں بیان کردہ نصائح اور فوائد سے مستفید ہو اور ان کے مطابق عمل کرے تو انشاء اللہ اس گھر کا ماحول امن وسکون کا گہوارہ اور چین وراحت کی مثال بن جائے گا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس کتاب میں بیان کردہ نصائح اور آخر میں فوائد کا سلسلہ ہر گھر کی ضرورت ہے۔

اللہ تعالیٰ موصوف کی اس گرانقدر کوشش کو شرف قبولیت بخشے اور مسلمانوں کو اس کے مطابق عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمین

(مفتی) نظام الدین شامزئی

۱۴۲۴/۱۲/۲۷ھ

پہلی بات

تالیف: دراصل کہا جاتا ہے ترکیب اور کئی متفرق چیزوں کو باہم جوڑنے کو یعنی کہ مؤلف اپنی کاوش وتدبیر سے متفرق جگہوں سے لیکر مضامین کو یکجا کرتا ہے۔ اور اپنے ذوق واستعداد کے مطابق وہ مضامین واقتباسات کے مابین ترتیب وترکیب کا عمل انجام دیتا ہے۔ اس وقت جو کتاب آپ کے پیش نظر ہے اس کا خمیر دراصل ایک مختصر سے رسالہ کے ترجمہ سے تیار کیا گیا ہے پھر اس پر مستزاد یہ تالیف وترتیب کا عمل اپنی موجودہ شکل میں قرطاس وقلم کے سپرد ہوکر آپ کے سامنے ہے۔

اس سے قبل اس کتاب کا پہلا ایڈیشن آج سے تقریباً تین سال قبل شائع ہوا تھا اور بحمد اللہ اس کو احباب نے اور عامۃ المسلمین نے بھی بڑی قبولیت کی نگاہ سے دیکھا اور صرف تین ماہ کی قلیل مدت میں پورا ایڈیشن ختم ہوگیا اور مسلسل اس کی مانگ بڑھتی رہی اور احباب کا اصرار رہا کہ اس کو جلدی ہی دوبارہ شائع کیا جائے۔ تاہم احقر کے پیش نظر کچھ مزید اضافات کا شامل کرنا تھا اس لئے اس کی دوبارہ اشاعت میں خاصا وقت لگ گیا ہے۔ اس موقع پر مجھے اپنے ایک مشفق بزرگ کا مقولہ یاد آ رہا ہے وہ فرماتے ہیں'' کتاب کی تالیف واشاعت کیلئے عمر نوحؑ، صبر ایوبؑ، اور دولتِ سلیمانؑ چاہئے'' یہ سچ ہے کہ اس کام میں بڑا وقت لگتا ہے اور بہت خاصی رقم صرف ہوتی ہے تب جا کر یہ کام وجود میں آتا ہے۔

گذشتہ ایڈیشن کے مقابلہ میں احقر نے پوری لگن سے کوشش کی ہے کہ موجودہ ایڈیشن کو ہر طرح سے بہتر اور مفید تر بنایا جائے اس غرض سے کئی بڑی بڑی اور چھوٹی کتابوں سے مفید ترین اقتباسات لئے ہیں۔ حضرت تھانویؒ کے بعض مواعظ من وعن شامل کئے ہیں کیونکہ انمیں ایک الہامی تاثیر ہے۔ نیز سنت نبوی اور جدید سائنس نامی کتاب سے بھی خاصا استفادہ کیا گیا ہے۔

چنانچہ پہلے ایڈیشن کی بہ نسبت موجودہ ایڈیشن میں مضامین کی مقدار دوگنی سے

بھی کچھ زیادہ ہوگئی ہے اس لئے مناسب یہی سمجھا گیا کہ اس کو بڑی تقطیع پر کمپوز کروا کے شائع کیا جائے تا کہ عبارات واضح ہوں اوران سے استفادہ بھی آسان ہو۔

ہماری کوشش اس مرحلہ میں کتنی کامیاب رہی ہے یہ تو قارئین کرام کے تاثرات سے معلوم ہوگا۔اس علمی وقلمی کاوش میں عین ممکن ہے کہ بعض مقامات پر کوئی کمی خامی یا غلطی رہ گئی ہوتو اس کو قصداً غلطی پر محمول نہ فرما کر قارئین محترم اگر ہمیں مطلع فرمادیں تو عین نوازش ہوگی اور ہمیں اس بات کا موقع مل جائے گا کہ آئندہ ایڈیشن میں اس کی اصلاح کردی جائے۔

اس کتاب کی تیاری میں جہاں اللہ رب العزت کی خصوصی مہربانی شامل حال رہی ہے وہیں ہمارے بہت سے بزرگوں کی دعائیں بھی شامل رہیں اور خاص طور سے برادر عزیز مولوی لطیف اللہ زکریا کا تعاون شامل رہا جنہوں نے خصوصی توجہ اور محنت کے ساتھ پوری کتاب کی کمپوزنگ کا کام انجام دیا ہے۔اللہ تعالیٰ موصوف کو بہتر جزائے خیر عطا فرمائے۔آمین

آخر میں دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کتاب کو عامۃ المسلمین کیلئے نفع بخش بنائے اور اس کتاب کے مقصد کو مسلم معاشرے میں عملی شکل عطا فرمائے اور اس کو مولف ، ناشر، معاونین اور جملہ دعا گو حضرات وخواتین کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائے۔آمین

فقط والسلام

بندہ ناچیز......شفیق احمد خان قاسمی بستوی
خادم حدیث نبویؐ۔جامعہ خدیجۃ الکبریٰ
محمد علی سوسائٹی کراچی

فہرست مضامین اصلاح البیوت

یعنی

قرآن وسنت کی روشنی میں گھر کی اصلاح کیلئے چالیس بیش قیمت نصیحتوں کا مجموعہ

گھر میں دینی ماحول بنانے اور اہل خانہ کی اصلاح و تربیت کیلئے بہترین تجاویز

اخلاقی و معاشرتی مضرتوں سے حفاظت کی آسان اور کارآمد تدابیر

ترتیب و تشکیل جدید

حضرت مولانا شفیق احمد خان القاسمی البستوی مدظلہ العالی

استاذ حدیث جامعہ خدیجۃ الکبریٰ

ناشر

مکتبہ خدیجۃ الکبریٰ رض

17، شاہ زیب ٹیرس (کتاب مارکیٹ)

اردو بازار، کراچی۔ فون: 7752007

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نام کتاب: اصلاح البیوت

تالیف: علامہ شیخ محمد صالح المنجد مدظلہ

ترجمہ توضیح وتشکیل جدید: شفیق احمد خان القاسمي البستوي حفظه الله

پہلا ایڈیشن: ۱۴۱۸ھ الموافق ۱۹۹۸ء۔

دوسرا ایڈیشن: ۱۴۲۲ھ الموافق ۲۰۰۲ء۔

کمپوزنگ: (م) لطیف اللہ زکریا۔

زیر اہتمام: شفیق احمد خان۔

ناشر: مکتبة خدیجة الکبریٰؓ

۴/ای۔ محمد علي سوسائٹي۔ کراشي

ملنے کے پتے:

۱۔ مکتبۃ العلوم بنوری ٹاؤن کراچی

۲۔ مکتبہ رشیدیہ اردو بازار کراچی

۳۔ کتب خانہ مظہری گلشن اقبال بلاک ۲ کراچی

۴۔ مکتبہ سید احمد شہید اردو بازار لاہور

انتساب

اللہ رب العزت کے لاکھوں شکر وحمد کے ساتھ میں اپنی اس علمی وعملی کاوش کو اپنے والد ماجد حضرت الحاج مولانا وحکیم نوازش علی خان صاحب قاسمی بستوی مدظلہ العالی اور محترمہ والدہ ماجدہ صاحبہ مدظلہا کے نام سے منسوب کرتا ہوں،

جن کی بے پناہ شفقتوں، مستجاب ومقبول دعاؤں اور دیرینہ نیک تمناؤں کی برکت سے احقر لکھنے پڑھنے کے قابل ہوا۔ اللہ تعالیٰ شانہ صحت وعافیت کی نعمت کے ساتھ ان کی زندگیوں میں خیر وبرکت فرمائے

ایک دعا

یارب العالمین! اس کتاب کی ترتیب واشاعت محض تیرے دین کی خدمت اور تیری رضا کے لئے ہے، اس پر جو اجر وثواب تیری بارگاہ عالی سے احقر کو نصیب ہوا ہے وہ احقر کے عظیم محسن خسر مرحوم جناب قمر الزمان خان صاحب کی روح کو پہونچا کر انہیں جنت میں اعلیٰ مقام عطا فرما اور ان کے پسماندگان کو صحت وعافیت کے ساتھ دین والی زندگی عطا فرما۔ (آمین)

دعا گو: شفیق بستوی

تقریظ

محقق علام حضرت مولانا ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہ فاضل دیوبند
مشرف عام شعبہ تخصص فی الحدیث جامعہ علوم اسلامیہ
بنوری ٹاؤن کراچی

دین خیر خواہی کا نام ہے یہ کتاب اسی خیر خواہی کی آئینہ دار ہے، اس خیر خواہی کا آغاز گھریلو ماحول سے ہوتو گھر جنت بن جاتی ہے، ماں باپ کو اولاد کی طرف سے راحت واطمینان رہتا ہےاور صبح وشام دل ٹھنڈا رہتا ہے، پڑوس بھی ان کے طورطریق دیکھ کراوران کے دینی ماحول اور نیک چلن سے اپنی اصلاح کرتا ہے ، یہ ایسی نیکی اور خیر خواہی ہے جس سے دنیا وآخرت اپنی اوراپنے بچوں کی درست ہوجاتی ہےاوراسلامی طرز زندگی قلب ونظر میں رچ بس جاتا ہے۔

اس کتاب میں فاضل مصنف نے ایسی چالیس حدیثیں یعنی سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی بتائی ہوئی چالیس تدبیریں جمع کی ہیں جسے ہمارے کرم فرما عزیز دوست جناب مولانا شفیق احمد بستوی فاضل دارالعلوم دیوبند ومدیر جامعہ خدیجۃ الکبری نے آسان اردو میں منتقل کیا ہے اور اس کے ساتھ بہت سی توضیحات ومفید ترین اضافات کو بھی شامل کیا ہے۔جس سے ہر مسلمان فائدہ اٹھا

سکتا ہے اور اپنے گھر کی اصلاح اور ماحول کو درست کر سکتا ہے میں نے اسے سرسری نظر سے دیکھا ہے اور اسے مفید پایا ہے۔ دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچائے۔ آمین۔

محمد عبدالحلیم چشتی

۹/ رمضان المبارک ۱۴۱۸ھ

۸/ جنوری ۱۹۹۸ء

حروف چند

ازقلم: ڈاکٹر اظہار افسر اسعدی بنگلوری
ایڈیٹر ماہنامہ "نور و نار" بنگلور (انڈیا)

کراچی میں قیام کے دوران جہاں بہت سی عظیم ہستیوں سے ملاقات اور ان کی علمی و اصلاحی مجلسوں میں کچھ وقت گزارنے کی سعادت نصیب ہوئی وہیں ایک اور قدآور علمی وادبی شخصیت حضرت مولانا قاری شفیق احمد خان صاحب قاسمی بستوی سے بھی ملنے کا شرف حاصل ہوا، ایک متبسم چہرہ، ابھری ہوئی چوڑی پیشانی، مروت ومحبت کا پیکر، اخلاص کا مجسمہ، تواضع وانکساری کا مجموعہ، نرم کلامی وشیریں دہانی کا سرچشمہ یعنی ایک انسان۔

شفیق بستوی صاحب ہند و پاک میں نئی نسل کے ان نامور نوجوان علماء میں گنے جاتے ہیں جن کو اللہ تعالی نے ایک جاری چشمہ کی حیثیت دی ہے اور جس سے عوام ہی نہیں خواص بھی اکتساب فیض کر رہے ہیں، چھوٹی سی عمر میں جناب شفیق صاحب نے اپنی علمی قابلیت وصلاحیت کے وہ جوہر دکھائے ہیں جو کم لوگوں کو ہاتھ لگتے ہیں اس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ موصوف کا خمیر ہندوستان کے اس مشہور ضلع سے اٹھا ہے جو "بستی" کے نام سے جانا جاتا ہے یہ وہ خطہ ہے جس کی کوکھ سے محدثین، مجاہدین، صوفیاء، اتقیاء، ادباء، شعراء، علماء کرام اور مفتیان عظام نے اس کثرت سے جنم لیا ہے جس پر پوری علمی دنیا کو سر غرور اونچا کرنے کا بجا طور پر استحقاق ہے۔

دوسرے یہ کہ ایشیاء کی سب سے بڑی دینی یونیورسٹی دار العلوم دیوبند شفیق صاحب کا مادر علمی رہا ہے اور دار العلوم دیوبند میں بھی علامہ بہاری رحمۃ اللہ علیہ اور مولانا عبد الرحیم صدیقی بستوی، شیخ الادب صاحب قاموس مولانا وحید

الزمان کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا معراج الحق صدیقی دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ، مولانا سعید احمد پالن پوری جیسے قابل اور کامل اساتذہ ملے۔

شفیق صاحب نے اپنا علمی سفر طے کرنے کے دوران اور بعد میں بھی علمی وادبی حلقوں میں اپنی خداداد صلاحیت کے کھونٹے گاڑے، موصوف نے ستاروں پر کمندیں ڈالیں، اس نوجوانی اور کم عمری میں یہ مقام پانا انعام خداوندی ہی ہے ورنہ یہاں تک پہنچنے کے لئے ایک عمر درکار ہوا کرتی ہے۔ اب آپ خود ہی دیکھئے کہ حدیث کی بڑی بڑی کتابیں پڑھانے اور دوسری علمی مصروفیات وذمہ داریوں کے باوجود کئی کتابیں تصنیف کر ڈالیں جو اہل علم کی خوراک بنی ہوئی ہیں۔

''دلیل الانشاء فی حل معلم الانشاء'' جو تین حصوں پر مشتمل ہے آپ کی ایک مفید اور کامیاب تصنیف ہے، ''النحو المیسر''، ''جہاد کے فضائل ومقاصد''، ''نبذۃ من حیات القائد الاسلامی المفتی محمود رحمۃ اللہ علیہ''، ''عبرت کے نمونے'' اور ''تحفۃ الازدواج''، جن میں کچھ تو اب تک چھپ چکی ہیں اور کچھ طباعت کے مراحل سے ہو کر آپ تک پہنچ جائیں گی یہ کتاب جو آپ کے ہاتھوں میں ہے اور آپ کی علمی پیاس بجھانے میں مدد دے رہی ہے، بستوی صاحب کی وہ تازہ تصنیف ہے جس کا ہر عنوان مستقل ایک کتاب ہے، اس کتاب ''اصلاح البیوت'' میں بستوی صاحب نے قرآن وحدیث کی روشنی میں زندگی کے ہر شعبہ پر تفصیل کے ساتھ لکھا ہے، قرآنی آیات اور حدیث رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ہلکی پھلکی اردو میں ایسا صاف اور عمدہ ترجمہ کیا ہے کہ جس کو اردو سے تھوڑی بہت شدھ بدھ رکھنے والا بھی بہ آسانی پڑھ سکتا ہے۔

نصیحت نمبر ۸ میں ''گھر والوں کو تعلیم دینا'' کے عنوان کے تحت قرآنی آیات کا ترجمہ بستوی صاحب نے کتنے سہل اور آسان پیرائے میں کیا ہے'' اے

ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں''۔

اسی طرح نصیحت نمبر (۱۷) میں بچوں کیلئے قرآنی تعلیم کے حصول کا زود اثر طریقہ بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں''اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی کہ باپ اپنے تمام بچوں کو جمع کر کے بٹھا کر مناسب تشریح کے ساتھ قرآن پڑھائے'' اگر ہر گھر میں اس نسخہ کو اپنایا جائے جو بستوی صاحب نے بتایا ہے تو یقین جانئے بچہ قرآن پاک پڑھنے کے ساتھ ساتھ کسی نہ کسی حد تک اس کے مفہوم پر غور کرنے اور سمجھنے کی صلاحیت بھی پیدا کر لے گا۔

غرض کہ پوری کتاب دنیا وآخرت کی فلاح اور کامیابی کے نسخوں سے آراستہ ہے، طرز نگارش، اسلوب بیان اچھوتا اور الگ تھلگ ہی ہے، خوبصورت ٹائٹل، عمدہ کتابت وطباعت کتاب کی جاذبیت ودلکشی میں اضافہ کا باعث بنی ہیں۔

اہل قلم کا فرض بنتا ہے کہ اس کامیاب اور کار آمد تصنیف کو اپنی اپنی لائبریریوں کی گود میں جگہ دیں۔

کیسی دلکش کتنی جامع ہے یہ اصلاح البیوت
ہے شفیق بستوی کی قابلیت کا ثبوت
ہر کسی چھوٹے بڑے کی کام کی ہے یہ کتاب
اور اہل علم کے بھی درمیاں ہے کامیاب

خاکسار: اظہار افسر
وارد حال کراچی پاکستان
۲۵/ جون ۱۹۹۸ء

تمہید

دورِ حاضر میں ہر ذی شعور شخص کھلی آنکھوں سے اس بات کا مشاہدہ کر سکتا ہے جیسا کہ راقم السطور سمیت لاتعداد دینی فکر رکھنے والے لوگ شب و روز بڑے قلق و اضطراب کے ساتھ یہ مشاہدہ کر رہے ہیں کہ مسلم معاشرہ میں عام لوگوں کی زندگیاں کس قدر بے دینی بلکہ بد تہذیبی اور سوء معاشرت کے کیچڑ میں لت پت ہیں۔

اسلامی طرز زندگی کے نقوش اکثر خاندانوں میں ناپید ہیں، گھریلو ماحول ہو یا گھر سے باہر کی کاروباری دنیا ہو ہر طرف مغربیت ہی کا رنگ ڈھنگ غالب نظر آتا ہے، عام مسلمانوں کا رہن سہن، لباس پوشاک، خورد و نوش، آرام و استراحت، اہل و عیال کے ساتھ اختلاط و برتاؤ، اٹھنے بیٹھنے، سونے جاگنے، بچوں کی دیکھ بھال اوران کی تربیت و تعلیم، دوستوں اور احباب کے ساتھ ملنے جلنے غرض ایک خاندانی و اجتماعی زندگی کے تمام ظاہری پہلوؤں پر نظر ڈالئے تو محسوس ہوگا کہ جیسے ہر شخص اپنی زندگی گزارنے میں تمام تر قومی اور ملی روایات، دینی اور مذہبی اصولوں، شرعی اور فطری تقاضوں اور خالق دو جہاں اور رہبر انسانیت کے دیئے ہوئے دستور حیات سے یکسر لاتعلق اور منحرف ہے، جو شخص جس طرح چاہتا ہے زندگی گزارتا ہے، کوئی تو یورپ کی تہذیب اپنائے ہوئے ہے، تو کوئی امریکی طرز معاشرت کی نقل میں زندگی کی برتری محسوس کر رہا ہے، کچھ لوگ بے لگام ہو کر نفسانی خواہشات کی خاطر ہندوؤں اور بت پرست مشرک اقوام کی رسومات کی پیروی کرتے نظر آتے ہیں تو دوسرے کچھ لوگ محض آرام پرستی کا شکار ہو کر بے عملی کی روش اپنائے ہوئے ہیں۔

اس بے ہنگم انسانی فضا میں دینی، اخلاقی، معاشرتی اور فکری اصلاح کے لئے امت مسلمہ کے دردمند مصلحین، علماء کرام، داعیان عظام اور ہر طبقہ کے فکر

مند حضرات وخواتین نے اپنی اپنی بساط بھر زبان وقلم اور ہر ممکن ذرائع سے امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کا فریضہ انجام دیتے ہوئے ماضی میں بہت ہی قابل قدر اور لائق صد شکر وامتنان کارنامے انجام دیئے ہیں اور آج بھی اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے انفرادی، اجتماعی، شہری، صوبائی، ملکی بلکہ بین الاقوامی، الغرض ہر پیمانہ وہر سطح پر جدوجہد اور سعی عمل جاری ہے۔

آج کی زندگی میں اصلاح فکر وعمل کے لئے جو کاوشیں ہورہی ہیں بلاشبہ ان کی عمومی صورتحال کو دیکھ کر یہ کہا جاسکتا ہے کہ یہ کاوشیں ہمہ جہت ہیں اور ان کی مجموعی کیفیت کو ایک اصلاحی تحریک سے تعبیر کیا جاسکتا ہے، لیکن اس کے ساتھ ہی ہم اگر غور کریں تو معلوم ہوگا کہ ان تمام اصلاحی کاوشوں اور مختلف اصلاحی شعبوں سے کون کون لوگ استفادہ کرتے ہیں، اور کن کن لوگوں کو استفادہ کا موقع مل جاتا ہے۔

آپ دیکھیں کہ جلسہ جات، کانفرنسیں اور اصلاحی مجالس ومحافل منعقد ہوتی ہیں تو ان میں زیادہ تر بالغ مرد حضرات ہی کی شرکت ہوتی ہے اور ان میں سے گنے چنے چند ہی لوگ ایسے ہوں گے جو اصلاحی باتیں سن کر آکر اپنے گھروں میں بیوی بچوں کو بھی سناتے ہوں اور ان سے عمل کی مشق کرواتے ہوں اسی طرح ممکن ہے کہ کچھ تعداد خواتین کی بھی ایسی ہو جو کہ ان مجالس سے استفادہ کرتی ہو مگر عام طور پر خواتین خود کے لئے بھی اصلاحی باتوں کو پلے باندھ لیں تو بہت ہی غنیمت ہے، ورنہ وہ اپنے بچوں اور نوکرانیوں کو کہاں ان باتوں کی تعلیم دیتی ہوں گی۔ الا ماشاء اللہ۔

اسی طرح اصلاحی مضامین پر مشتمل رسائل اور کتابیں شائع ہوتی ہیں تو عام طور پر ان سے بھی استفادہ بالغ مرد وخواتین ہی کر سکتے یا کرتے ہیں۔ پھر یہ بھی قابل غور بات ہے کہ ان بالغ حضرات وخواتین کے استفادہ کا دائرہ اثر

آگے کتنا وسیع یا محدود ہے؟ اور پھر یہ بھی توجہ کا ایک گوشہ ہے کہ ان رسائل وکتب میں یا اصلاحی مجالس میں ہونے والے بیانات میں اثر انگیزی کا دائرہ کس حد تک وسیع یا محدود رکھا جاتا ہے؟

عموی طور پر یہی دیکھا جاتا ہے کہ ان سب بیانات ومضامین میں زبان و تحریر کا اصلاحی رخ اکثر وبیشتر خود مختار بالغ حضرات وخواتین کی طرف ہی ہوتا ہے، میرا مقصد اس عرض سے یہ ہے کہ اگر آپ ایک متوسط یا اعلی گھرانے کے مسئول ہیں تو اصلاحی بیان وتحریر کا محور صرف آپ کی ذات ہی نہیں ہونی چاہئے، بلکہ جس طرح آپ کو اصلاح کی ضرورت ہے اسی طرح آپ کی بیوی بھی اس کی محتاج ہے، پھر آپ کے بچے، آپ کے گھر کی خادمائیں نوکرانیاں، آپ کے ڈرائیور، آپ کے چوکیدار، آپ کے نوکر اور آپ کے ماتحت جو بھی افراد ہیں وہ سب اپنی اپنی حد تک اصلاح فکر وعمل اور تہذیب وتربیت کے سخت محتاج ہیں۔

کیونکہ عموما یہ دیکھنے میں آیا ہے کہ فلاں صاحب خود تو بڑے باشرع اور نیک ہیں لیکن ان کے بیٹے اور بیٹیوں کا برا حال ہے، اسی طرح کوئی صاحب خود تو بہت مہذب اور سلجھے ہوئے ہیں مگر ان کے گھر کی نوکرانیاں، یا ڈرائیور بڑے گندے اخلاق اور برے اعمال میں مبتلا ہیں، یہ صورتحال بھی گھر کے ذمہ دار کے لئے بہت توجہ اور فکر کا تقاضا کرتی ہے، ورنہ نقصان کبھی کبھی ایسا ہو جاتا ہے کہ

خود گھر کو آگ لگ گئی گھر کے چراغ سے

اسی لئے حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا ہے:

”تم میں سے ہر شخص ذمہ دار ہے اور ہر شخص سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں کل قیامت میں پوچھا جائے گا“

اس لئے گھر سے وابستہ تمام افراد کی فکر کرنا صاحب خانہ کی ذمہ داری ہے۔

آج کل جو کتابیں شائع ہو رہی ہیں وہ بہت ہی عمدہ مضامین واسلوب نگارش پر مبنی ہونے کے ساتھ اعلیٰ قسم کی کتابت وطباعت اور جاذب نظر سرورق پر بھی مشتمل ہوتی ہیں، مگر آپ ڈھونڈ لیجئے کہ ان میں ایسی کتنی کتابیں ہیں جو بیک وقت گھریلو زندگی کے تمام ہی اہم گوشوں میں آپ کو اور آپ کے اہل خانہ کو اسلامی اور دینی رہنمائی دیتی ہوں، آپ کے بچوں، بچیوں، نوکروں اور ماتحتوں کی زندگیوں پر اصلاحی توجہ دلاتی ہوں؟ نتیجۃً آپ کو بہ مشکل تمام چند ایک کتابیں ہی ایسی نظر آئیں گی جو گھریلو ماحول کے تمام پہلوؤں پر آپ کی اصلاحی تشنگی کو دور کرتی ہوں۔

اللہ تعالیٰ جزائے خیر عطا فرمائے علامہ شیخ محمد صالح المنجد مدظلہ کو کہ انہوں نے چالیس نصیحتوں کی شکل میں اس موضوع پر ایک مختصر مگر جامع اور انمول رسالہ تصنیف فرما کر مسلم معاشرہ کے حق میں بڑی نیکی انجام دی ہے (جزاہ اللہ خیرا عنا و عن جمیع المسلمین)

حضرت موصوف مدظلہ کے رسالہ کی ضخامت کل ساٹھ صفحات کی تھی، رسالہ کی جامعیت اور افادیت کے پیش نظر داعیہ پیدا ہوا کہ اس رسالہ کی ترجمانی اور مناسب انداز میں تشریح کر دی جائے تاکہ اس سے استفادہ کی حدود میں مزید بہتر وسعت پیدا ہو جائے۔

اللہ تبارک تعالیٰ کا بے حد شکر و احسان ہے کہ احقر کو اس علمی خدمت کی توفیق بخشی اور اسی کی مہربانی سے یہ رسالہ آپ کے ہاتھوں میں موجودہ شکل میں ہے، اس کا عنوان استخارہ کے بعد "**اصلاح البیوت**" رکھا گیا ہے، اس میں جس قدر خوبی اور عمدگی ہے وہ محض میرے پروردگار کے فضل سے اور حضرت علامہ مدظلہ کے علمی کمال کی برکت سے ہے، اور اگر کوئی خامی یا نقص ہے تو وہ میری

علمی کم مائیگی اور کوتاہی کے سبب سے ہے، اس لئے جملہ قارئین کرام سے اپیل ہے کہ دوران مطالعہ اگر کوئی علمی یا کتابت کی غلطی نظر آئے تو برائے کرم احقر کو اس سے آگاہ فرمائیں، بڑی نوازش ہوگی۔

آخر میں احقر بے حد شکرگزار ہے علامہ ڈاکٹر محمد عبدالحلیم چشتی صاحب مدظلہ کا جنہوں نے تقریظ تحریر فرما کر احقر کی حوصلہ افزائی فرمائی، ساتھ ہی ساتھ ادیب کامل شاعر بنگلور جناب حافظ ڈاکٹر اظہار افسر صاحب بنگلوری (انڈیا) کا بھی ممنون ہے جنہوں نے اپنی بیش قیمت نظم بعنوان "ٹی وی گھروں میں ایک خدا کا عذاب ہے" اور کتاب کے لئے پیش لفظ عنایت فرما کر احقر کی ذرہ نوازی فرمائی، علاوہ ازیں مولوی لطیف اللہ زکریا سلمہ بھی شکریہ کے مستحق ہیں جنہوں نے عمدہ کمپوزنگ کر کے کتاب کو زینت بخشی، ان حضرات کے ساتھ ہی ساتھ احقر بے حد ممنون و مشکور ہے محترمہ حاجیانی باجی جان ام الحسنات صاحبہ مدظلہا اور باجی فاضلہ ام الخیر صاحبہ مدظلہا کا جن کی دعاؤں اور کریمانہ تعاون کی برکت سے یہ کتاب زیور طبع سے آراستہ ہوسکی۔

اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ مولف، مترجم، کاتب، ناشر اور جملہ معاونین کو بھرپور جزائے خیر عطا فرمائے اور دنیا و آخرت میں ہر طرح کی راحت و نعمت سے مالا مال فرمائے، اور اس کتاب کی افادیت کو تام فرما کر عامۃ المسلمین کو اس سے کامل استفادہ کی توفیق بخشے، اور احقر کے لئے، اس کے والدین اور جملہ اہل و عیال و معاونین و محسنین کے لئے ذخیرہ آخرت فرمائے۔ آمین۔

ایں دعا از من و از جملہ جہاں آمین باد۔

خاکپائے علماء: شفیق احمد خان بستوی

جامعہ خدیجۃ الکبریٰ ۴/ای محمد علی سوسائٹی۔ کراچی: ۸

۷/ جولائی ۱۹۹۸ء

منظوم دعا

مرشدی و مولائی عارف باللہ حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم العالیہ کی ایک نظم

دھواں اٹھا نشیمن سے یہ کہہ صیاد ظالم ہے

منور کردے یارب مجھ کو تقوی کے معالم سے
ترے در تک جو پہنچادے ملادے ایسے عالم سے
علاج حزن و غم ہے صرف توبہ کر گناہوں سے
اندھیرے بے سکونی ہیں معاصی کے لوازم سے
جو دل سے غیر مخلص ہو وفاداری سے عاری ہو
بہت محتاط رہنا چاہیے پھر ایسے خادم سے
کیا برباد جس نے آخرت کو اپنی غفلت سے
بھلا پھر فائدہ کیا اس کو دنیا کے مغانم سے
نہ اہل دل کی صحبت ہو نہ درد دل کی نعمت ہو
تو پڑھ لکھ کر بھی وہ محروم ہوگا قلب سالم سے
کسی کی آہ سوزندہ فلک پر نعرہ زن بھی ہو
تو پھر ظالم کو ڈرنا چاہئے ایسے مظالم سے
کہیں شامل نہ ہو طائر کی تجھی آہ و فغاں اس میں
دھواں اٹھا نشیمن سے یہ کہہ صیاد ظالم سے
کتب خانے تو ہیں اختر بہت آفاق عالم میں
جو ہو اللہ کا عالم ملو تم ایسے عالم سے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ان الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینه و نستغفرہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یهدہ اللّٰہ فلا مضل له و من یضلل فلا هادی له واشهد ان لا اله الا اللّٰہ وحدہ لا شریك له واشهد ان محمدا عبدہ و رسوله ۔ اما بعد :

گھر ایک نعمت ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

''اور اللہ نے تمہارے لئے گھروں میں سے مقام سکون بنایا ہے''

(سورۃ النحل آیت ۸۰)

علامہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: اللہ تبارک وتعالیٰ نے اپنے بندوں پر نازل کردہ تمام نعمتوں کا تذکرہ کیا ہے جن کے منجملہ وہ گھر بھی ہیں جن کو اللہ نے بندوں کے لئے مقام سکونت بنایا ہے جہاں وہ ٹھکانہ اختیار کرتے' سر چھپاتے اور ہر طرح سے فائدہ اٹھاتے ہیں۔ (تفسیر ابن کثیر طبع دار الشعب ۴/۵۰۹)

گھر ہمارے لئے کیا رول ادا کرتا ہے، کیا انسان کے لئے خورد ونوش، شادی بیاہ، اس کے آرام واستراحت کی جگہ نہیں ہے، کیا اس کی تنہائی اور اپنے بال بچوں سے میل جول کی جگہ نہیں ہے کیا وہ عورت کے پردے اور اس کے تحفظ کا مقام نہیں ہے؟ جیسا کہ ارشاد باری ہے:

''اور تم اپنے گھروں میں ہی ٹھہری رہو اور ماضی کی روش اپنا کر بے پردہ مت پھرو''۔ (سورۃ احزاب آیت ۸۰)

اگر آپ ان لوگوں کے حالات پر غور کریں جن کے پاس نہ گھر ہے نہ

مکان، جو پناہ گاہوں (کیمپوں) میں زندگی گزار رہے ہیں، یافٹ پاتھوں پر گزارہ کر رہے ہیں اور ایسے پناہ گزیں جو بے گھر کر دیئے گئے اور عارضی خیموں میں ہیں تو آپ کو گھر کی نعمت کا اندازہ ہوگا، اگر آپ کسی پریشان حال آدمی کو سنیں جو کہتا ہے کہ: میرا نہ کوئی ٹھکانہ اور نہ ہی کوئی مستقل مکان ہے کبھی کسی مکان میں سو جاتا ہوں ،کبھی قہوہ خانوں میں یا پارک میں یا سمندر کے ساحل پر یا کسی باغ میں ،اور میرا سوٹ کیس میری گاڑی میں ہے۔ تب آپ کو پتہ چلے گا کہ گھر سے محرومی کے باعث پیدا ہونے والے ذہنی انتشار کا مفہوم کیا ہے؟

اور جب اللہ نے یہود بنی نضیر سے انتقام لیا تو ان سے یہ نعمت چھین لی اور انہیں ان کے گھروں سے دھتکار دیا جیسا کہ ارشاد باری ہے ''اسی اللہ نے اہل کتاب میں سے کافروں کو ان کے گھروں سے نکالا پہلے ہی اجتماع کے دن'' پھر اللہ نے فرمایا: ''وہ اپنے ہی ہاتھوں اپنے گھروں کو برباد کر رہے ہیں اور ایمان والوں کے ہاتھوں سے بھی، اے عقلمندو عبرت حاصل کرو''۔ (سورۃ حشر آیت ۲)

مسلمان کے لئے اصلاح خانہ کی فکر کے چند اسباب ہیں

سبب اول: خود کو اور گھر والوں کو جہنم کی آگ سے بچانا، جیسا کہ ارشاد باری تعالیٰ ہے ''اے ایمان والو تم خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس بڑی آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں جس کے انتظام پر ایسے فرشتے تعینات ہیں جو بہت ہی سخت اور زبردست گرفت والے ہیں اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے احکام کی نافرمانی نہیں کرتے اور وہ وہی کام کرتے ہیں جس کا انہیں حکم ہوتا ہے''۔

(سورۃ تحریم۔ آیت ۶)

سبب دوم: گھر کے ذمہ دار کے اوپر ڈالی جانے والی ذمہ داری کی

اہمیت، جو قیامت کے دن اللہ کے سامنے ظاہر ہوگی، حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کی ذمہ داری کے متعلق پوچھیں گے کہ اس نے پورا پورا دھیان دیا یا اپنے ماتحتوں کو ضائع کردیا یہاں تک کہ اللہ تعالیٰ آدمی سے اس کے گھر والوں کے بارے میں پوچھیں گے''۔(حسن، رواہ النسائی فی عشرۃ النساء(حدیث نمبر ۲۹۲) ابن حبان عن انس و ھو فی صحیح الجامع ۱۷۷۵۔ السلسلۃ الصحیحۃ ۱۶۳۱)

سبب سوم: گھر اپنی ذات کی حفاظت اور شرور سے پناہ اور لوگوں کو ان شرور سے بچانے کی جگہ ہے اور یہی فتنہ کے موقع پر شرعی جائے پناہ ہے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''خوشخبری ہے اس شخص کے لئے جو اپنی زبان پر کنٹرول رکھے، جس کا گھر اس کے لئے کشادہ ہو، اور جو اپنی خطاؤں پر روئے''۔

(حسن، رواہ الطبرانی عن ثوبان وہو فی صحیح الجامع ۳۸۱۴)

اور حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ''پانچ چیزیں ایسی ہیں کہ جو شخص ان میں سے کسی ایک پر بھی عمل کرلے وہ اللہ پاک کی حفاظت وذمہ میں آجاتا ہے۔

نمبر ا:۔ جو شخص مریض کی عیادت کرے۔

نمبر ۲:۔ جو کسی غازی کو (اللہ کے راستے میں) نکالے۔

نمبر ۳:۔ جو شخص اپنے رہنما کے پاس اس کی عزت اور توقیر کے ارادے سے آئے۔

نمبر ۴:۔ وہ شخص جو اپنے گھر میں بیٹھا رہے تو لوگ اس سے مامون رہیں۔

نمبر ۵:۔ اور وہ لوگوں سے بچا رہے''۔(رواہ احمد ۵/۲۴۱)

اور حضور پاک صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا ''فتنہ کے وقت بندے کے لئے عافیت اسی میں ہے کہ وہ اپنے گھر میں پڑا رہے''۔

(حسن، رواہ الدارمی فی مسند الفردوس عن ابی موسیٰ وہو فی صحیح الجامع ۳۵۴۳)

اور مسلمان اس بات کا فائدہ بے وطنی کی کیفیت میں محسوس کرسکتا ہے جب کہ وہ بہت ساری منکرات کو تبدیل کرنے کی استطاعت نہ رکھتا ہو؟ اس کے پاس ایک ٹھکانہ ہو جب وہ اس ٹھکانے میں پہنچے تو خود کو حرام کام سے بچالیتا ہے ، نیز اپنے بچوں کو برے ہم نشینوں سے بچالیتا ہے۔

سبب چہارم: لوگ عموماً اپنا اکثر وقت گھر کے اندر گزارتے ہیں اور خاص طور سے سخت گرمی ، سخت سردی ، بارشوں اور دن کے آغاز و اختتام اور کام یا لکھنے پڑھنے سے فارغ ہونے کے اوقات میں تو ان اوقات کو نیک کاموں میں گزارنا ضروری ہے ورنہ یہ اوقات ناجائز کاموں میں ضائع ہو جائیں گے۔

سبب پنجم: یہ بات سب سے اہم ہے کہ گھر کا بھرپور خیال رکھا جائے جو کہ مسلم معاشرے کی تشکیل کا ذریعہ ہے کیونکہ معاشرہ گھروں ہی سے بنتا ہے۔ یہ گھر ہی معاشرے کی اینٹیں ہیں ان گھروں کا مجموعہ محلّہ کہلاتا ہے ، اور محلوں کا مجموعہ معاشرہ کہلاتا ہے ، اگر اینٹ درست اور بہتر ہو تو ہمارا معاشرہ اللہ کے فیصلوں اور فضل سے مضبوط ، دشمنان خدا کے مقابل ٹھوس اور خیر کو فروغ دینے والا ہوگا اور شر اس میں مداخلت نہیں کرسکتا۔

چنانچہ مسلمان گھرانے سے معاشرے تک ، میں اصلاح کا کام کرنے والے ایسے حضرات سامنے آتے ہیں جن میں داعی ، طالب علم ، سچا مجاہد ، نیک عورت ، تربیت کرنے والی ماں اور باقی مصلحین شامل ہیں۔ جب یہ موضوع اس قدر اہمیت کا حامل ہے اور دوسری جانب ہمارے گھر والوں میں منکرات کی کثرت ، بڑی کوتاھیاں ، بے کاری ، حد سے تجاوز جیسی چیزیں موجود ہیں تو یہاں ایک بڑا سوال پیدا ہوتا ہے کہ:

گھروں کی اصلاح کے ذرائع کیا ہیں؟

محترم قارئین کرام!

جواب آپ کے سامنے ہے، اس سلسلے کی یہ چند نصیحتیں ہیں امید ہے کہ اللہ پاک ان کے ذریعے لوگوں کو فائدہ پہنچائیں گے، اور مسلمانوں کی کوششوں کا رخ پھیر دیں گے۔ تاکہ وہ از سرنو اسلامی گھرانے کا پیغام عام کریں۔ ان نصیحتوں کا دارومدار دو چیزوں پر ہے۔

نمبر۱:۔ مفادات کا حصول اور وہ نیکی کرنا ہے۔

۲:۔ نقصانات کا خاتمہ تو وہ منکرات کا ازالہ ہے۔

اب ہم مقصد کی بات کرتے ہیں

شادی خانہ آبادی

نصیحت (۱) اچھی بیوی کا انتخاب

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ: " وَاَنْكِحُوا الْاَيَامٰى مِنْكُمْ وَالصَّالِحِيْنَ مِنْ عِبَادِكُمْ وَاِمَائِكُمْ اِنْ يَّكُوْنُوْا فُقَرَاءَ يُغْنِهِمُ اللّٰهُ مِنْ فَضْلِهٖ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ "

(سورۃ نور آیت نمبر ۳۲)

ترجمہ: اور تم اپنے میں سے بے نکاحی عورتوں اور اپنے غلاموں اور باندیوں میں سے نیکوں کی شادیاں کرادو۔ اگر وہ فقیر ہوں گے تو اللہ پاک انہیں اپنے فضل سے مالدار کردینگے اور اللہ پاک بڑی وسعت اور بڑے علم والے ہیں۔

گھر بسانے والے کے لئے مناسب ہے کہ وہ درج ذیل شرائط کے لحاظ

سے نیک بیوی کا انتخاب کرے۔

(الف) "تُنْكَحُ الْمَرْأَةُ لِأَرْبَعٍ لِمَالِهَا ، وَلِحَسَبِهَا ، وَلِجَمَالِهَا ، وَلِدِيْنِهَا ، فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّيْنِ تَرِبَتْ يَدَاكَ"

(رواه البخاری ۔ دیکھئے فتح الباری ۹/۱۳۲) (متفق علیه)

ترجمہ: یعنی عورت سے چار باتوں کی بنیاد پر شادی کی جاتی ہے مالداری کی وجہ سے، خاندانی شرافت کی وجہ سے، حسن و جمال کی وجہ سے، اور دینداری کی وجہ سے، تو اے مخاطب! دین والی سے کامیابی حاصل کر، تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں۔

اس حدیث میں واضح طور پر دیندار عورت سے شادی کی ترغیب دی گئی ہے اور یہاں پر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ فرمان کہ "تیرے ہاتھ خاک آلود ہوں" یہ کوئی بددعا نہیں بلکہ محاورتاً تنبیہ مقصود ہے۔

(ب) "اَلدُّنْيَا كُلُّهَا مَتَاعٌ وَ خَيْرُ مَتَاعِ الدُّنْيَا اَلْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ"

(رواه مسلم، والنسائی عن ابن عمرو ۔ صحیح الجامع ۳٤۰۷)

ترجمہ: دنیا کل کی کل سامان زندگی ہے اور دنیا کا بہترین سامان نیک عورت ہے۔ (مسلم شریف)

(ج) "لِيَتَّخِذْ أَحَدُكُمْ قَلْبًا شَاكِرًا وَلِسَانًا ذَاكِرًا وَزَوْجَةً مُؤْمِنَةً تُعِيْنُهُ عَلٰى أَمْرِ الْآخِرَةِ"

(رواه احمد ۵/۲۸۲ ۔ والترمذی وابن ماجه عن ثوبان ۔ صحیح الجامع ۵۲۳۱)

ترجمہ: یعنی ہر شخص کو چاہئے کہ شکر گزار دل کو اپنائے، ذکر کرنے والی زبان اور ایسی ایمان والی بیوی کو اپنائے جو اس کی آخرت کے امور میں مدد کرے۔ (احمد)

(د) و فی روایة "وَزَوْجَةٌ صَالِحَةٌ تُعِینُكَ عَلٰى اَمْرِ دُنْیَاكَ وَ دِیْنِكَ خَیر مَا اکْتَنَزَ النَّاس"

(رواہ البیھقی فی الشعب عن ابی امامہ ۔ دیکھئے صحیح الجامع ٤٢٨٥)

ترجمہ: ایک روایت میں ہے کہ ایسی نیک بیوی جو تیری دنیا اور دین کے معاملے میں تیری مدد کرے وہ لوگوں کے لئے قابل ذخیرہ چیزوں میں سب سے بہتر ہے"۔

(ہ) تَزَوَّجُوا الوَدُودَ الوَلُودَ فَاِنّی مُکَاثِرٌ بِکُمُ الاَنْبِیَاءَ یَومَ القِیَامَۃ "۔

(رواہ احمد بروایۃ انس ۔ جسے ارواء الغلیل کے مصنف نے صحیح قرار دیا ہے)

ترجمہ: زیادہ محبت کرنے والی اور زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کرو کہ میں روز قیامت انبیاء کے مقابلے میں تمہاری کثرت پر فخر کروں گا۔(مسند احمد)

حدیث کے الفاظ سے صاف ظاہر ہے کہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خواہش تھی کہ امت میں زیادہ بچے ہوں تا کہ امم سابقہ کے مقابلہ میں امت محمدیہ کے افراد کی تعداد زیادہ ہو اسی بنا پر حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے زیادہ بچے جننے والی عورت سے شادی کی ترغیب دی ہے، لیکن دور حاضر میں لوگ فیملی پلاننگ کی طرف مائل ہو رہے ہیں جو انتہائی بھیانک صورتحال ہے کیونکہ یہ عمل حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی خواہش کے بالکل خلاف ہے جو کسی صورت میں جائز نہیں ہے۔

(ز) "عَلَیْکُمْ بِالاَبْکَارِ فَاِنَّھُنَّ اَنْتَقُ اَرْحَاماً وَاَعْذَبُ اَفْوَاھاً وَاَرْضَی بِالیَسِیْرِ ۔(رواہ ابن ماجہ)

و فی روایة "وَاَقَلُّ خِبًّا وَ خِدَاعاً"

ترجمہ: تمہیں ضرور باکرہ عورتوں سے شادی کرنی چاہئے اس لئے کہ وہ زیادہ

ستھرے رحم والی، زیادہ شیریں منہ والی اور تھوڑے سے مال پر زیادہ راضی رہنے والی ہوتی ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ کم دھوکہ دینے والی ہوتی ہیں۔

اس حدیث کے مفہوم سے واضح ہے کہ خوشگواری، راحت اور پاکیزگی کے اعتبار سے باکرہ عورتیں دیگر عورتوں کے مقابلہ میں قابل ترجیح ہیں۔ نیز اولاد بھی بابرکت اور اچھی ہوتی ہے ساتھ ہی ساتھ لطف ومحبت اور حسن معاشرت نیز قناعت پسندی کی عمدہ سیرت کا حسین امتزاج باکرہ لڑکی کی رفاقت ہی میں عمدہ طریقے سے نظر آتا ہے۔ دوسری روایت کے حوالے سے ایک اور فائدہ معلوم ہوتا ہے کہ باکرہ عورت میں مکر وفریب اور دھوکہ دہی کی صفت ثیبہ کے مقابلہ میں یا تو بالکل نہیں ہوتی یا پھر بہت ہی کم ہوتی ہے۔

جس طرح کہ ایک نیک عورت چار طرح کی سعادتوں میں سے ایک ہے ٹھیک اسی طرح بری عورت چار بدبختیوں میں سے ایک بدبختی ہے، جیسا کہ حدیث صحیح میں وارد ہوا ہے، نیز اس کے بارے میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد بھی ہے: ''جسے تو دیکھے تو تجھے بھائے اور تو خوش ہو جائے اور جب تو اس سے دور ہو تو اس کی ذات کی بارے میں اور اپنے مال کے بارے میں تو مطمئن رہے، اور بدبختیوں کے منجملہ وہ عورت ہے جسے تو دیکھے تو وہ تجھے بری لگے اور تیرے سامنے زبان درازی کرے اور جب تو اس کے پاس نہ ہو تو اس کی ذات کے بارے میں اور اپنے مال کے بارے میں تجھے اطمینان نہ رہے'' حدیث کی عبارت اس طرح ہے۔

''فَمِنَ السَّعَادَةِ الْمَرْأَةُ الصَّالِحَةُ تَرَاهَا فَتُعْجِبُكَ وَ تَغِيْبُ عَنْهَا فَتَأْمَنُهَا عَلٰى نَفْسِهَا وَ مَالِكَ، وَ مِنَ الشَّقَاءِ الْمَرْأَةُ تَرَاهَا فَتَسُوْئُكَ وَ تَحْمِلُ لِسَانَهَا وَاِنْ

غِبْتَ عَنْهَا لَمْ تَأْمَنْهَا عَلَى نَفْسِهَا وَ مَالِكَ"۔(رواہ ابن حبان وغیرہ)

اور اسی طرح اس کے مقابل یہ بھی ضروری ہے کہ غور وفکر سے کام لیا جائے تاکہ اس لڑکے کا حال معلوم کیا جائے جو کہ کسی مسلمان عورت کے لئے پیغام نکاح لے کر آنا چاہتا ہے، اور اس کے ساتھ اتفاق رائے درج ذیل شرائط کے مطابق ہونا چاہئے:

"اِذَا اَتَاكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ خُلُقَهُ وَ دِيْنَه فَزَوِّجُوه اِلَّا تَفْعَلُوا تَكُنْ فِتْنَةٌ فِي الْاَرْضِ وَ فَسَادٌ عَرِيْضٌ "(ابن ماجه شريف)

ترجمہ: جب تمہارے پاس کوئی ایسا شخص پیغام نکاح لے کر آئے جس کا اخلاق اور دینداری تمہیں پسند ہو تو اس کی شادی کرادو، اگر ایسا نہ کروگے تو زمین میں بڑا فتنہ اور زبردست فساد برپا ہوگا۔

ان ساری مذکورہ باتوں میں یہ ضروری ہے کہ آدمی اچھی طرح پوچھ گچھ کرے، صحیح تلاش وجستجو کرے، معلومات حاصل کرے اور مختلف اخبار وذرائع سے اعتماد حاصل کرے تاکہ گھر خراب وبرباد نہ ہو۔

(شیخ محمد صالح المنجد نے اس موضوع کو اپنے لیکچر بعنوان "المراۃ المسلمۃ علی عتبۃ الزواج" میں قدرے مفصل ذکر کیا ہے۔)

اور نیک مرد نیک عورت کے ساتھ مل کر ہی ایک صالح خاندان کو تعمیر کرتا ہے، اس لئے کہ عمدہ زمین ہی اپنے کامل پودے اللہ کے حکم سے اگاتی ہے اور خراب زمین تو ناقص ہی پودے اگاتی ہے۔

اس موقعہ پر ہمیں یہ فراموش نہیں کرنا چاہئے کہ لڑکے اور لڑکی کی عمر جوں ہی شادی کے قابل ہوجائے تو ان کی شادی کردینی چاہئے۔ ورنہ اس کے نقصانات کا سامنا کرنا پڑتا ہے جس کو آج کی جدید سائنسی تحقیقات نے بھی تسلیم کیا ہے

چنانچہ درج ذیل اقتباس ملاحظہ فرمائیں!:-

بلوغت کی شادی اور جدید سائنس

بلوغ کے فورا بعد نکاح مسنون ہے۔

(اسوۂ رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

شریعت کی رو سے انسان جب بالغ ہو تو اس کی شادی کر دی جائے، اگر ایسا نہ کیا جائے تو کیا ہوا اور کیا ہوگا؟

ڈاکٹر واچر لوہک کے انکشافات

ڈاکٹر واچر لوہک سڈنی کے عظیم معالج ہیں انہوں نے ایک انٹریو میں اس بات کی وضاحت کی ہے کہ اگر بلوغت کے بعد شادی میں دیر کی جائے تو جسمانی جنسی ہارموز کی طبعی کیفیت ختم ہو جاتی ہے اور وہ آہستہ آہستہ زوال کی طرف مائل ہوتے جاتے ہیں۔ غدہ فوق الکلیہ (Adrenal Glands) کی رطوبات میں کمی واقع ہو کر جنسی ہیجان میں پہلے زیادہ اور پھر آہستہ آہستہ کمی واقع ہو جاتی ہے۔

بلوغت میں شادی نہ ہونے کی وجہ سے معاشرتی برائیاں پھیلنے کے خطرات بڑھتے ہیں، اگر شادی ہو بھی جائے تو پھر بھی وہ برائیوں کی عادت ختم نہیں ہوتی، یوں یہ معاشرہ روز بروز خراب ہوتا جاتا ہے۔

اس وقت معاشرتی برائیوں کی بنیادی وجہ نوجوان نسل میں جذباتی اور جنسی رجحان ہے اور شادی اسی رجحان پر قابو پانے کا بہترین نسخہ ہے لیکن رواج اور فیشن کی زندگی نے شادی کو مشکل اور زنا کو آسان بنا دیا ہے۔

پورا یورپ جنسی اسکینڈلوں میں مبتلا ہے، یورپ کے صدر، وزیر اعظم سے

لے کر ہر آخری آدمی جنسی گمراہی میں مبتلا نظر آتا ہے کیا اسلام مسیحا مذہب ہے؟
اس کی ہر ایک ایک شق راہ مستقیم ہے یا راہ ضلالت؟!!!
شادی کے لئے باہمی رشتوں کا اہتمام وانتظام اسلامی اصولوں کے مطابق ہو اور سر پرستوں یا مخلص معاونین کے ذریعہ ہو تو سلامتی راس آتی ہے، جب کہ مغرب پرستی یا ہوسکنا کی کا شکار ہو کر بہت سے لوگ غیر اسلامی و نامناسب تعلقات کی بنیاد پر محبت کی شادی کرتے ہین جس میں عموما اچھا مستقبل اور ازدواجی زندگی کی صحیح تعمیر نہیں ہو پاتی اس سلسلے کا ایک اقتباس درج ذیل ہے:-

لو میرج۔ سنت نبوی اور جدید سائنس

اسلامی تعلیمات میں لو میرج یعنی (Love before Marriage) کا تصور نہیں ہے۔ بلکہ اسلامی تعلیمات اس کو سختی سے منع کرتی ہیں۔
ایک عورت کا غیر محرم کے ساتھ بیٹھنا منع ہے اس کے ساتھ باتیں کرنا منع ہے، جہاں یہ دو بیٹھے ہونگے (یعنی تنہائی میں) اس وقت شیطان جذبات اور خیالات کو مسلح کرنے کی کوشش کرتا ہے، شادی سے پہلے ہی محبت بہت عروج پر چلی جاتی ہے اور توقعات جو وہ ایک دوسرے سے لگاتے ہیں وہ پوری نہیں ہوتیں۔ شادی سے پہلے اپنی چھوٹی غلطیوں اور کوتاہیوں سے چشم پوشی کرتے ہیں (صرف شادی کے لئے) مگر بعد میں ان غلطیوں کو برداشت کرنے کا جذبہ ختم ہو جاتا ہے۔ جس کی وجہ سے اکثر یہ شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔
اس کے مقابلے میں بڑوں کی طرف سے طے کردہ شادی کے معاملات میں چونکہ مذکورہ باتیں نہیں ہوتی اس لئے وہ ناکام نہیں ہوتیں۔
جدید سائنس نے اس اسلامی اصول زندگی کے بارے میں کیا تحقیقات

کی ہیں آیئے زیر نظر مضمون میں غور فرمائیں۔

اسلام نے (Love before Marriage) کی اجازت نہیں دی Love aftere Marrisge کی اجازت دی ہے،لومیرج کو بنیاد بنائیں گے تو میرج کا کیا مطلب ہے کہ جب ماں باپ نے وکیل بن کر لڑکے کے لئے بہتر لڑکی تلاش کرلی اور لڑکی کے لئے بہتر لڑکا تلاش کرلیا تو اب وہ میاں بیوی بن چکے اب انہیں ایک دوسرے کے ساتھ محبت پیار سے زندگی گزارنی چاہئے،وہ جس قدر محبت اور پیار سے زندگی گزاریں گے اس پر انہیں اجر وثواب ملے گا۔میرے آقا صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک فرمان میں زندگی کے سنہری اصول بتلادیئے۔

حدیث پاک میں ہے:''کہ جب کوئی بیوی اپنے خاوند کی طرف دیکھ کر مسکراتی ہے اور خاوند بیوی کی طرف دیکھ کر مسکراتا ہے تو اللہ تعالی ان دونوں کی طرف دیکھ کر مسکراتے ہیں''۔

محبت کی شادیاں ناکام شادیاں

محبت کی شادیوں کی ناکامی کی بڑی وجہ میاں بیوی کا ایک دوسرے کی توقعات پر پورا نہ اترنا ہے یہ بات سوشل ایڈ آرگنائزیشن (ساؤ) شعبہ خواتین کی جانب سے کئے گئے ایک سروے میں سامنے آئی ہے،تنظیم کی جانب سے ''ارینج میرج'' اور''لومیرج'' کی کامیابی کے تناسب پر کرائے گئے سروے میں پتہ چلا ہے کہ ارینج میرج کی صورت میں ناکامی کا تناسب صرف اٹھائیس فیصد ہوتا ہے اور ناکامی کی صورت میں فریقین کسی نہ کسی شکل میں زندگی کے جبر سے سمجھوتہ کرلیتے ہیں اور ساری زندگی ایک دوسرے کے ساتھ بندھے رہتے ہیں۔چنانچہ طلاق کا تناسب نہ ہونے کے برابر ہے ارینج میرج کی شکل میں

طلاق کا تناسب اعشاریہ سات فیصد (۷ء۰) جب کہ محبت کی شادیوں میں طلاق کا تناسب چھ (6%) فیصد ہے اور محبت کی اسی فیصد شادیاں ناکام ہو جاتی ہیں۔

وجہ یہ ہے کہ لو میرج کرنے والے جوڑوں کے خاندان بھی اختلاف کی صورت میں ان جوڑوں کے مابین صلح کروانے کی کوشش نہیں کرتے۔ اہل خانہ کی کوشش ہوتی ہے کہ میاں بیوی کو اپنی مرضی کرنے کی سزا ملے اور انہیں اپنی غلطی کا احساس ہو اگر انہیں کوئی مسئلہ درپیش ہو جائے تو خاندان والے عموماً سرد مہری کا مظاہرہ کرتے ہیں جس کی وجہ سے حالات کے دباؤ کی وجہ سے فریقین ایک دوسرے کو مشکلات کا باعث سمجھتے ہیں ایک دوسرے پر طعنہ زنی بھی کی جاتی ہے۔

محبت کی شادیوں میں فریقین کو ایک دوسرے سے توقعات بھی بہت زیادہ ہوتی ہیں اور ان کی خواہش ہوتی ہے کہ مخالف فریق اس کے ساتھ وہی رویہ رکھے جس کا وہ شادی سے پہلے مظاہرہ کرتا تھا اور ان دعووں پر پورا اترے جس کی وہ شادی سے پہلے قسم کھاتا تھا۔ تو لو میرج کے بعد مرد روزگار کی تلاش میں اور خواتین گھریلو کاموں میں مصروف ہو کر پہلے والا رویہ برقرار رکھنے میں ناکام ہو جاتی ہیں۔ ناقدری کا احساس بھی جھگڑے کی بنیاد بن جاتا ہے جبکہ ارینج میرج کی صورت میں فریقین کسی بھی قسم کی توقعات نہ ہونے کی وجہ سے آپس میں سمجھوتہ کرنے کی کوشش میں مصروف رہتے ہیں لو میرج کی صورت میں میاں بیوی ایک دوسرے سے ''فرینک'' ہوتے ہیں اور وہ برابری کی بنیاد پر زندگی گزارنا چاہتے ہیں برابر کا عدم توازن بھی اختلافات کا سبب بن جاتا ہے۔

ارینج میرج کی صورت میں اگر خاندانوں کے تعلقات آپس میں اچھے ہوں تو اس کا اثر جوڑوں کی ازدواجی زندگی پر بھی خوشگوار ہی ثابت ہوتا ہے جب کہ لومیرج کرنے والے جوڑے مشترکہ خاندانی نظام میں ایڈجسٹ نہیں ہو پاتے شادی سے پہلے کی انڈراسٹینڈنگ عملی زندگی میں ناکام ہو جاتی ہے کیونکہ شادی کے بعد کے مسائل دوسرے ہوتے ہیں مگر ارینج میرج کی شکل میں بھی گھر والوں کو لڑکے اورلڑکی کی پسند کا خیال رکھنا چاہئے ذہنی ہم آہنگی ہونی چاہئے لڑکی اور لڑکے کی تعلیم اور حیثیت میں زیادہ فرق نہیں ہونا چاہئے اور گھر والوں کو اپنی اولاد کے ذہنوں کو سمجھتے ہوئے رشتہ طے کرنا چاہئے۔

(ارینج اینڈ لومیرج گائیڈ۔لوری میری)

ہم شادی بیاہ کے متعلقہ امور ورسوم پر حضرت حکیم الامت مجدد ملت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا ایک وعظ یہاں نقل کر رہے ہیں جس کا مطالعہ امید ہے کہ بہت نفع بخش ثابت ہوگا۔

وعظ

عضل الجاهلية

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل لـه و من يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه وسلم

وعلی آله واصحابه و بارك وسلم۔

اما بعد : فقد قال اللّٰه تعالی : یَاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ کَرْھاً وَ لَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوا بِبَعْضِ مَا آتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ وَ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئًا وَّیَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْراً کَثِیْراً ط

آج جس مضمون کا بیان کرنا ہے یہ آیت اسی کے متعلق ہے اہل علم تو ان کوسن کر ہی سمجھ گئے ہوں گے اور غیر اہل علم ترجمہ سے سمجھ لیں گے۔

مقصد وعظ

آج کا مضمون بالکل پھیکا ہے مگر وعظ سے خود اصلی مقصود دلچسپی نہیں ہوتی بلکہ اصلاح ظاہر و باطن مقصود ہوتی ہے اگر یہ بات حاصل ہو تو سننے کے قابل اور عمل کے قابل اور اگر یہ نہ ہو تو نا قابل سماعت اور فضول ہے اگر دونوں ہوں تو ہم خرما و ہم ثواب تو وعظ سننے سے مقصود محض اصلاح ہونی چاہئے اس میں لذت کا منتظر ہونا فضول حرکت ہے آپ نے کسی کو نہ دیکھا ہوگا کہ محض اس کو حکیم محمود خان کے نسخہ سننے سے وجد ہوا ہو اور ذوق کے شعر پر وجد ہوا ہوگا لیکن اس تفاوت کی وجہ سے یہ اثر نہ ہوگا کہ وجد ہونے کی وجہ سے ذوق کے شعر سے علاج کیا ہو کہ اس کو سنا کرو بیماری جاتی رہے گی ۔

کہ داروے تلخ است رفع مرض

ترجمہ: دوا بدمزہ ہوتی ہے مگر اس سے مرض دور ہوتا ہے۔

ہاں اگر اتفاق سے کوئی مرکب لذیذ بھی ہو اور مزیل مرض (مرض کو دور

کرنے والی) بھی ہوتو خوش قسمتی ہوگی مگر لذت مقصود نہیں ہوتی اور جہاں لذت رکھی جاتی ہے تو محض بہلانے کے لئے ہوتی ہے یہی وجہ ہے کہ ذکر میں ابتداءً لذت ہوتی ہے بعد میں فوائد صرف رہ جاتے ہیں اس پر ایک حکایت یاد آئی مولانا فضل الرحمٰن صاحبؒ کے ایک مرید نے کہا کہ حضرت اب تو ذکر میں لذت نہیں آتی فرمایا پرانی بیوی اماں ہو جاتی ہے اس طرح سے کہ اول اول تو اس میں لذت ہوتی ہے مگر فوائد اخیر میں بڑھتے ہیں کہ مونس ہوتی ہے خدمت گزار ہوتی ہے بہر حال عقلاء کے نزدیک زیادہ نظر کے قابل فوائد ہوتے ہیں نہ کہ لذت، لہذا اگر مضمون بے نمک ہوتو پرواہ نہ کیجئے۔

نکاح میں تناسب عمر

اور سنئے آج کل عورتوں کے حقوق میں لوگوں نے بہت کوتاہی کر رکھی ہے مثلاً بچی کا نکاح بوڑھے سے کر دیتے ہیں جس کا انجام یہ ہوتا ہے کہ اگر شوہر پہلے مر جاتا ہے پھر لڑکی کی مٹی خراب ہوتی ہے اور کہیں دوسری طرح ظلم ہوتا ہے کہ بچہ سے جوان عورت کا نکاح کر دیتے ہیں اور اس مرض کا مجھے اب تک گو اجمالاً علم تھا مگر تفصیلاً نہ تھا یعنی جس درجہ پر وہ پہنچا ہوا ہے اس کا علم نہ تھا ایک واقعہ جو یہاں ہوا اس سے اس مرض کا پتہ چلا اور ایک بزرگ کے آنے سے اس پر زیادہ توجہ ہوئی وہ یہ کہ ایک نکاح یہاں ہوا ہے لالہ چھوٹا بہو بڑی کہ دونوں کی عمر میں اتنا تفاوت تھا کہ اگر اس عورت کے پہلوٹا لڑکا ہوتا تو شاید وہ اس کے برابر ہوتا مجھے یہ ناگوار ہوا مگر وہ ناگواری اس وجہ سے نہ تھی کہ وجوب یا حرمت تک پہنچی ہوئی ہو بلکہ صرف کراہت طبعی اور عقلی تھی کہ تناسب بین العمرین اگر ہوتو اس سے موانست ہوتی ہے قرآن پاک میں ہے: قَاصِرَاتُ الطَّرْفِ، (نیچی نگاہ والی ایک عورت) کہ حوروں کی

ہیئت ایسی ہوگی جیسے ہم عمر ہوتے ہیں، دوسری آیت میں ہے: اِنَّآ اَنْشَاْنٰهُنَّ اِنْشَآءً فَجَعَلْنٰهُنَّ اَبْكَارًا عُرُبًا اَتْرَابًا لِّاَصْحٰبِ الْيَمِيْنِ ط (ہم نے اٹھایا ان عورتوں کو اچھے اٹھان پر پھر کیا ان کو کنواریاں پیار دلانے والی ہم عمر)

غرض تفاوت عمر کا اثر اجنبیت ہوتی ہے آپ دیکھئے بچہ سے بچہ کو جیسی محبت ہوتی ہے بڑے سے نہیں ہوتی ایک حکایت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت کی لکھی دیکھی ہے کہ:

ایک لڑکا نالی میں گھس گیا اور وہاں آپ ہنسنے لگے کوئی تدبیر نکالنے کی نہ تھی کیونکہ جتنا بلاتے اور نکالنا چاہتے وہ اور اندر گھسا جاتا تھا یہاں تک کہ نیچے گر پڑنے کا اندیشہ ہوا لوگ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ اسے کچھ مت کہو ایک دوسرے لڑکے کو اس کے پاس بٹھلا کر کھیل میں مشغول کرو، چنانچہ ایسا ہی کیا گیا، بچہ کو کھیلتا دیکھ کر یہ بھی وہاں سے نکل آیا اور اس کے ساتھ کھیلنے لگا۔

ایک حکایت اور یاد آئی دیوبند کے ایک طبیب بادشاہ کے یہاں امیدوار بن کر بہت دنوں رہے مگر تقرر نہ ہوا ایک شہزادہ کمسن نے روزہ رکھا تھا، ذرا روزہ کا عوام میں زیادہ اہتمام ہے نماز کا اہتمام نہیں، حالانکہ نماز کے متعلق حکم ہے کہ اول تو کھڑے ہو کر پڑھو کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکو تو بیٹھ کر پڑھو، بیٹھ کر بھی نہ پڑھ سکو تو لیٹ کر اشارہ سے پڑھو، جب اشارہ بھی نہ ہو سکے تو نماز موخر کر دو معاف نہیں ہوئی جب طاقت آجائے گی تو ان نمازوں کو قضا کرنا پڑے گا اور سات برس کے بچہ کو نماز پڑھوانے کا اور دس برس کے بچہ کو مار کر پڑھوانے کا حکم ہے اور روزہ میں یہ خاص اہتمام نہیں بلکہ جب تحمل ہو رکھوا اور اگر تحمل نہ ہو تو افطار کر لینا جائز ہے اور پھر جب طاقت آوے گی تو قضا لازم ہوگی اور اگر طاقت نہ آوے تو فدیہ بھی دے سکتے ہیں مگر لوگوں کو روزہ کا ایسا

شوق ہے کہ میں نے دیکھا کہ لڑکیوں نے ایک ذرا سی لڑکی کو روزہ رکھوادیا اور جب وہ پاخانہ گئی تو یہ ساتھ گئی۔

غرض چاہے بچہ کی جان پر بن جائے مگر روزہ ضرور ہو مگر بعض دفعہ یہ روزہ روضہ میں بھی لے جاتا ہے ایک مرتبہ ایک رئیس زادہ سے روزہ رکھوادیا گیا گرمی کے دن تھے دوپہر تک تو بے چارہ نے نباہ دیا مگر عصر کے وقت پیاس سے سخت پریشان ہوا، رئیس نے روزہ کشائی کا بہت اہتمام کیا تھا۔ تمام خاندان کی اور دوستوں کی دعوت کی تھی آخر بہلایا کہ تھوڑی دیر اور صبر کر مگر اس بے چارہ کو تاب کہاں تھی اول تو اس نے لوگوں کی منتیں خوشامدیں کیں مگر کسی ظالم نے اس کی جان پر رحم نہ کیا اور کسی نے اس کو ایک گھونٹ بھی پانی نہ دیا آخر وہ خود اٹھا۔ رئیس نے اتنا سامان کیا تھا کہ مٹکوں میں برف بھری گئی تھی وہ مٹکے سے جا لپٹا کہ کچھ تو پانی سے قرب ہو اور لپٹتے ہی جان نکل گئی اس کا وبال ان بے رحم ماں باپ پر ہوا۔

صاحبو! شریعت کا تو یہ حکم ہے کہ اگر جوان کی بھی جان نکلنے لگے ور روزہ توڑ دینا واجب ہے، مگر اہل رسوم کے نزدیک معصوم بچہ کو بھی اجازت نہیں افسوس! خدا کو ایسے روزہ کی ضرورت نہیں خدا کو تم سے زیادہ تم پر رحمت ہے بلکہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو بھی تم سے زیادہ تم پر شفقت ہے: اَلنَّبِیُّ اَوْلٰی بِالْمُؤْمِنِیْنَ مِنْ اَنْفُسِہِمْ .

(مسلمان کو جتنا اپنے نفس کا خیال ہوتا ہے نبی علیہ السلام کو اس سے زیادہ مسلمانوں کا لحاظ ہوتا ہے)

تو جب مکلف کو یہ حکم ہے کہ ایسے وقت میں روزہ توڑ دے تو چار پانچ برس کا بچہ تو کس شمار میں ہے اسی لئے میں کہا کرتا ہوں کہ شریعت میں اتنی شفقت و

سہولت ہے کہ تم بھی اپنے ساتھ اتنی نہیں کر سکتے۔غرض شاہزادہ بھی روزہ سے بہت پریشان تھا اطباء سے ترکیب پوچھی گئی انہوں نے روزہ توڑنے کو کہا یہ رائے بادشاہ کو پسند نہ آئی کیونکہ سارا سامان خاک میں ملتا تھا۔افسوس دین میں بھی دنیا ہی مقصود ہے بچہ کی جان جاتی ہے اور بادشاہ کو اپنے سامان کی پڑی ہے غرض اس تجربہ کار طبیب نے کہا کہ میں ایک ترکیب بتاتا ہوں چند لڑکوں کو بلا کر حکم دیجئے کہ شاہزادہ کے سامنے لیمو تراش کر کھاویں چنانچہ بچے بلائے گئے ان کو اس حالت میں دیکھ کر بچہ کے منہ میں پانی بھر آیا طبیب نے کہا یہ پانی نگل جاؤ۔

پس اس تدبیر سے تمام حلق تر ہو گیا اور پیاس کم ہو گئی بہت اطمینان ہوا اسی روز افسر الاطباء مقرر ہو گئے اس حکایت سے میرا مقصود یہ ہے کہ ہمعمری کی رعایت بہت ضروری ہے خاص کر زوجین میں یہ امر طبعی تو ہے ہی مگر کسی قدر شرعی بھی ہے اور شریعت میں بھی قابل التفات ہے چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کا اول حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ تعالی عنہ نے پیغام دیا، پھر حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ نے پیغام دیا تا کہ جس طرح یہ شرف ان کو حاصل تھا کہ ان حضرات کی صاحبزادیاں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی ازواج مطہرات میں داخل تھیں یہ شرف بھی ان کو حاصل ہو جائے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے داماد بنیں، مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے یہ فرمایا: اِنَّھَا لَصَغِیْرَۃٌ ، (کہ وہ کمسن بہت ہے)

ان حضرات کی عمر زیادہ تھی حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تناسب بین العمرین کی رعایت فرما کر دونوں صاحبوں کی درخواست رد فرما دی، اس کے بعد ان دونوں حضرات نے حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ کو رائے دی کہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے نکاح کی تم درخواست کرو امید ہے کہ حضور اکرم صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم منظور فرمالیں گے، افسوس ہے کہ اس کے بعد بھی لوگ یوں کہتے ہیں کہ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم میں کشاکشی تھی۔

نَعوذُ بِاللّٰه ذَالِكَ ظَنُّ الَّذِيْنَ كَفَرُوا فَوَيْلٌ لِلَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنَ النَّارِ۔

(ہم اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگتے ہیں یہ کافرلوگوں کے خیالات ہیں پس بربادی ہے ان کافروں کے لئے کہ وہ دوزخ میں جانے والے ہیں)

صاحبو! شیخین نے خود حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نکاح فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے پیغام دینے کی رائے دی کیا اسی کو عداوت کہتے ہیں؟ عداوت تو جب ہوتی کہ یہ راہ مارتے نہ کہ خود رائے دیتے۔ چنانچہ یہ حاضر ہوئے، مگر چونکہ کم سن تھے اس لئے ذرا شرمندہ ہوئے اور زبان سے کچھ نہ کہہ سکے۔ مگر دیکھو خبردار شیخین پر اعتراض نہ کرنا کہ بے حیا تھے۔ یہاں تو بیٹی ہی مانگنا تھا صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین میں تو بعض دفعہ باپ نے خود اپنی بیٹی کیلئے پیام طلب کیا ہے۔ چنانچہ جب حضرت حفصہ رضی اللہ عنہا پہلے شوہر سے بیوہ ہوئیں تو حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ نے حضرت عثمان رضی اللہ عنہ سے کہا کہ حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیوہ ہوگئی ہے اس سے تم نکاح کرلو۔ وہاں ہندوستان کی سی رسم نہ تھی کہ باپ کا خود بیٹی کیلئے کہنا حرام سمجھتے تھے۔ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے کہا کہ میں سوچ کر جواب دونگا۔

چنانچہ انہوں نے عذر کر دیا اس کے بعد حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے کہا کہ حفصہ بنت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بیوہ ہوگئی ہے اس سے آپ نکاح کر لیجئے، انہوں نے بھی وہی جواب دیا کہ سوچوں گا، پھر کچھ جواب ہی نہ دیا۔ آخر حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا پیغام آیا اور نکاح کر دیا۔ پھر حضرت ابوبکر وعمر رضی اللہ عنہما ملے۔

حضرت ابو بکر نے کہا کہ میرے کچھ جواب نہ دینے پر تم خفا ہو گئے ہو گے بھائی ہم نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو حفصہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا ذکر فرماتے سُنا تھا اس لئے ہم نے جواب میں توقف کیا کہ خود قبول کر سکتا ہوں نہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا راز ظاہر کر سکتا ہوں اور صاف جواب دینے میں شبہ تھا کہ تم اور کہیں منظور نہ کر لو۔ غرض عرب میں ایسی بے تکلفی تھی کہ باپ اپنی بیٹی دیتے ہوئے نہیں شرماتا تھا بلکہ خود عورتیں آکر عرض کرتیں کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہم سے نکاح کر لیجئے۔ ایک مرتبہ حضرت انسؓ کو کسی نے کہا کہ یہ عورت کیسی بے حیا تھی، حضرت انس رضی اللہ عنہ نے کہا کہ تجھ سے اچھی تھی اس نے اپنی جان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو ہبہ کر دی۔ غرض عرب میں یہ کوئی عیب نہ تھا

میرا یہ مطلب نہیں کہ ہم بھی ایسا ضرور کریں لیکن اگر کوئی کرے تو مضائقہ نہیں، باقی اگر کوئی شرم وحیا سے ایسا نہ کرے تو کسی فرض کا تارک نہیں اور شرم وحیا تو کم وبیش لڑکوں میں بھی ہوتی چاہیے۔ خصوصاً ہندوستان کیلئے تو بہت ہی زیادہ ضروری ہے کیونکہ یہاں بہت فتنے پھیل رہے ہیں اور ان سب کا انسداد حیا سے کیا جا سکتا ہے اور اس کی دن بدن کمی ہوتی ہے جس قدر حیا ہم نے اپنی ابتدائی عمر میں لڑکوں میں دیکھی تھی اب لڑکیوں میں بھی نہیں دیکھی جاتی اور اب بھی جس قدر بوڑھوں میں ہے۔ وہ جوانوں میں نہیں۔ اس کمی کی وجہ سے خرابیاں بڑھتی چلی جاتی ہیں اس لئے کم وبیش حیا کا ہونا بہت ضروری ہے اور ماخذ اس کا حضرت علی رضی اللہ عنہ کا فعل ہے کہ چپ آکر بیٹھ گئے اور شرم کی وجہ سے زبان نہ ہلا سکے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مجھے خبر ہو گئی ہے کہ فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا پیغام نکاح لے کر آئے ہو تو مجھ سے حضرت جبریل علیہ السلام کہہ گئے ہیں کہ خدا کا حکم ہے کہ علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے

فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا نکاح کر دیا جائے۔ چنانچہ منگنی ہو گئی۔ مگر یہ نہیں ہوا کہ لال ڈوری ہو کوئی جوڑا ہو مٹھائی تقسیم ہو لوگ کہتے ہیں کہ منگنی میں یہ باتیں ہونے سے پختگی ہو جاتی ہے۔

صاحبو:۔ میں نے غیر پختہ جڑتے ہوئے اور پختہ ٹوٹتے ہوئے اپنی آنکھ سے دیکھے ہیں اس لئے سب اوہام ہیں کہ پختگی ہوتی ہے اور اگر ہو تب بھی تو ہم کو وہ کرنا چاہئے جس طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کو تو اتباع کا اتنا اہتمام تھا کہ انہوں نے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے کھانے تک کی حدیثیں بھی ضبط کی ہیں مثلاً یہ کہ: اِنّی آ کُلُ کَمَا یَا کُلُ العَبْدُ

کہ میں تو اس طرح کھاتا ہوں جس طرح غلام کھایا کرتا ہے

سو تم بھی ایسے ہی کھاؤ جس طرح غلام کھاتا ہے۔ دیکھو تو ہم سب خدا کے غلام ہیں اور ہر وقت خدا کے سامنے ہیں تو اس طرح سے کھانا چاہئے، جیسے آقا کے سامنے غلام، حضور صلی اللہ علیہ وسلم اکڑو بیٹھ کر کھاتے تھے ایک اس میں بڑی مصلحت ہے کہ پیٹ رانوں سے مل کر دب جاتا ہے کھانا حد سے زیادہ نہیں کھا سکتا جس سے پیٹ بھی نہیں بڑھ سکتا جیسا کہ بعض حریصان بندۂ شکم کا بڑھ جاتا ہے، چنانچہ ایک پیر جی تھے ان کا پیٹ بہت بڑھ گیا تھا ایک مرید نے کہا اس کا کیا سبب ہے؟ فرمایا کہ کتا مر کر پھول جاتا ہے تو نفس بھی چونکہ مر چکا ہے اس لئے پھول گیا۔ غرض بعض لوگ بہت ہی بڑھتے چلے جاتے ہیں۔ شریعت کو توسط مطلوب ہے اس کا طریقہ یہ ہے کہ اکڑو بیٹھ کر کھاؤ۔ نیز اکڑو بیٹھنے میں تواضع اور انکسار بھی ہے۔ بعض فرعون کی طرح بیٹھ کر کھاتے ہیں۔ ایک بزرگ سے میں نے حکایت سُنی کہ انہوں نے ایک رئیس زادہ کو دیکھا کہ وہ گاؤ تکیہ لگائے ہوئے کھانا کھا رہے تھے سینہ پر ایک رومال پڑا ہوا تھا تاکہ شوربا وغیرہ گرے تو کپڑا خراب نہ ہوں کچھ تو وہ بہت

موٹے تھے اور کچھ تکبر بھی کرتے تھے خدا بچائے بعض تو اس قدر موٹے ہو جاتے ہیں کہ عظیم آباد میں ایک رئیس تھے ان کا استنجا نوکر کراتے تھے اس طرح کہ ایک تھان بیچ میں دے کر کھسیٹا جاتا تھا اور سقہ پانی ڈالتا تھا اس غریب کیلئے تو موٹاپا بھی ایک عذاب تھا ؎

مکن رحم بر مرد بسیار خوار — کہ بسیار خوار است بسیار خوار
نہ چنداں بخور کز دہانت بر آید — نہ چنداں کہ از ضعف جانت بر آید

ترجمہ: (۱) زیادہ کھانے والے آدمی پر رحم نہ کرو کیونکہ زیادہ کھانے والا زیادہ ذلیل ہوتا ہے۔

(۲) نہ تُو اتنا زیادہ کھا کہ تیرے منہ سے نکلنے لگے نہ اتنا کم کھا کہ کمزوری سے تیری جان نکلنے لگے

غرض اس ہیئت میں ایک یہ مصلحت تھی کہ جلدی جلدی کھانا زیادہ نہ کھایا جاوے اسی طرح حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جلدی جلدی کھانا کھاتے تھے۔ آجکل سمجھا جاتا ہے کہ جو جلدی کھائے وہ حریص ہے۔ صاحبو کسی نوکر کو اس کا آقا کوئی چیز دے تو بتلاؤ اسکی قدر کرو گے یا بے قدری یقیناً قدر کرو گے اور ظاہر بھی کرنا چاہو گے کہ ہمیں اسکی قدر ہے تو خدا کی دی ہوئی چیز کیا قابل قدر نہیں اور کیا قدر کا یہ طریقہ ہے۔ کہ نزاکت کیساتھ آہستہ آہستہ کھایا جائے جس سے دیکھنے والا یہ سمجھے کہ اس کو بھوک نہیں یا رغبت نہیں۔ یا یہ طریقہ ہے کہ خوب جلدی جلدی اس پر جھک کر کھایا جائے جس سے معلوم ہو کہ بڑا ہی شایق ہے اور اس کو اس کھانے سے بہت ہی رغبت ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کھانے کی خوب قدر کی اور اس کی طرف اپنی احتیاج فعل سے بھی ظاہر کر دی اور قول سے بھی کہ دعا جو کھانے کے بعد ہے اس میں فرمایا: "غَيْرَ مُسْتَغْنًى عَنْهُ رَبَّنَا" اے رب ہم

اس کھانے سے مستغنی نہیں عمر بھر حاجت رہیگی اور یہاں سے ایک ادب کی بات بتاتا ہوں کہ آجکل یہ عام محاورہ ہو گیا ہے کہ پیروں کے سامنے جب کچھ لاکر پیش کرتے ہیں کہ آپ کو تو اس کی کیا ضرورت ہے مگر جی چاہا اس لئے یہ ہدیہ لیتا آیا اور پیر اس سے خوش ہوتے ہیں۔ حالانکہ ان کو اس وقت اپنی حاجت ظاہر کرنا چاہئے۔

صاحبو: یہ استغناء محض پیٹ بھرائی ملنے کی بدولت ہے۔ ذرا ایک وقت کو کھانے کو نہ ملے پھر دیکھئے پیر صاحب کا سارا استغناء دھرا رہ جائے گا۔ انسان کو نہ تو ایسا استغناء چاہئے کہ خدا کی دی ہوئی نعمتوں سے بھی استغناء کرنے لگے اور نہ ایسا حریص ہو کہ اشعب طماع بن جائے۔ حضرت مولانا گنگوہی قدس سرہ فرماتے تھے کہ آج کل تو پیروں کی یہ حالت ہے کہ جہاں مرید نے سر کھجلایا سمجھے کہ پگڑی سے روپے نکال کر دیگا۔

اشعب طماع عرب میں بڑا حریص شخص تھا۔ اس کو ایک دفعہ لڑکوں نے چھیڑا تو ٹالنے کی غرض سے کہنے لگا کہ دیکھو فلاں جگہ کھانا پک رہا ہے وہاں جاؤ۔ لڑکے اس طرف کو ہو لئے تو خود بھی انکے پیچھے پیچھے ہولیا کہ شاید یہ بات سچ ہی ہو جو اتنے لڑکے اس طرف جا رہے ہیں تو واقعی آجکل بعض کی یہی حالت ہے اور بعض کو جو استغناء ہوا ہے تو ایسا کہ جہاں شریعت حکم بھی دے وہاں بھی استغناء ہی برتتے ہیں، تو ہماری وہ حالت ہے ؎

چوں گرسنہ می شوی سگ می شوی
چونکہ خوردی تند و بدرگ می شوی

بہرحال استغناء عن اللہ کوئی چیز نہیں خدا کا رزق قابلِ استغناء نہیں اسی کو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فعل وقول دونوں سے ظاہر فرمادیا ہے تو ان

چیزوں کے متعلق جو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم نے افعالِ نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو ذکر کیا ہے وہ محض اسی لئے کہ ہم ان کا اتباع کریں بلکہ جو چیزیں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو مرغوب تھیں وہ ہم کو بھی مرغوب ہونی چاہئیں یعنی وہ امور عقلاً تو مرغوب ہونے چاہئیں ہی طبعاً بھی مرغوب ہو جائیں، حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک درزی نے حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی دعوت کی اور کدو کا سالن پکایا تو میں نے دیکھا کہ آپ پیالے میں جا بجا سے کدو تلاش فرماتے تھے اس میں علماء کا اختلاف ہے کہ وہ کونسا کدو تھا مگر محققین نے دونوں کو عام کہا ہے تو حضرت انس رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: فَلَمْ اَزَلْ اُحِبُّ الدُّبَّاءَ مِنْ یَوْمَئِذٍ یعنی اس دن سے کدو سے محبت ہوگئی نہیں کہا: فلم ازل اکل الدباء بلکہ کہا کہ میں اس دن سے کدو کھانے لگا تو صحابہ رضی اللہ تعالیٰ عنہم کی یہ حالت تھی کہ جس چیز کی طرف حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی رغبت دیکھتے ان کا دل بھی اس کو چاہنے لگتا تھا۔

مسلمانو! اگر یہ بات نصیب نہ ہو تو عقلاً تو پسند کرنا چاہیئے اور اس کا اتباع تو کرنا چاہیئے تو حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا نکاح حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس طرح کیا کہ کوئی رسم وغیرہ نہیں کی اور یہ رسمیں اس وقت موجود ہی نہ تھیں یہ تو بعد میں لوگوں نے نکالی ہیں اور خوشی میں تو رسمیں ہوا کرتی تھیں امراء کے یہاں غمی میں بھی رسمیں ہوتی ہیں۔

منگنی اور شادی میں رسوم کی تباہ کاریاں

اور صاحبو! ان رسموں نے مسلمانوں کو تباہ کر ڈالا ہے اسی لئے میں نے منگنی کا نام قیامتِ صغریٰ اور شادی کا نام قامت کبریٰ رکھا ہے، ان شادیوں کی

بدولت گھروں کو گھن لگ جاتا ہے، حتیٰ کہ رفتہ رفتہ سارے گھر کا خاتمہ ہو جاتا ہے غرض حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کا رشتہ کیا اور رشتہ کے وقت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ موجود بھی تھے اور نکاح کے وقت تو حضرت علی رضی اللہ عنہ بھی خود موجود نہ تھے، بلکہ معلق نکاح ہوا تھا کہ اگر علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ رضا مندی ظاہر کریں، چنانچہ جب وہ حاضر ہوئے تو انہوں نے کہا رَضِیتُ اب نکاح تام ہوا۔

میرا یہ مطلب نہیں کہ اس قصہ کو سن کر دولہا بھاگ جایا کرے شاید بعضے لوگ ایسی سمجھ کے بھی ہوتے ہوں مطلب یہ ہے کہ برات وغیرہ کے تکلف کی ضرورت نہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے تو خود نوشہ کے ہونے کی ضرورت نہیں سمجھی پھر برات کا ہونا کیوں ضروری سمجھا جائے اصل میں یہ برات وغیرہ ہندوؤں کی ایجاد ہے کہ پہلے زمانہ میں امن نہ تھا دلہن کی حفاظت کے لئے ایک جماعت کی ضرورت تھی اور اسی وجہ سے فی گھر ایک آدمی لیا جاتا تھا کہ اگر اتفاق سے کوئی بات پیش آوے تو ایک گھر میں ایک ہی بیوہ ہو اور اب تو امن کا زمانہ ہے اب اس جماعت کی کیا ضرورت ہے اگر خوف بھی ہو تو اس قدر پہنا کر کیوں لاؤ اور اگر کہئے کہ اس میں بھی مصلحت ہے تو اس کا جواب دو گے کہ بارات والے جاتے ہیں جمع ہو کر اور لوٹتے ہیں متفرق اور اکثر دلہن اور کہارا کیلے رہ جاتے ہیں اس سے معلوم ہوا کہ حفاظت وغیرہ کچھ مقصود نہیں صرف رسم کا پورا کرنا اور نام آوری مدنظر ہوتی ہے اور شامت یہ کہ اکثر عصر کے وقت برات چلتی ہے اور لڑکی کے ماں باپ بھی ایسا غضب کرتے ہیں کہ اسی وقت رخصت کر دیتے ہیں شاید یہ سمجھتے ہیں کہ اب ہماری چیز نہیں رہی ورنہ حفاظت کی اب پہلے سے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ زیب و زینت کی حالت میں ہے خدا جانے کیا بات پیش آوے۔

صاحبو! جب انسان دین چھوڑتا ہے تو عقل بھی رخصت ہو جاتی ہے لوگوں کا یہ عام خیال ہے کہ کنواری کی حفاظت زیادہ ضروری ہے بیاہی ہوئی کی نگہبانی کی ضرورت نہیں اور یہ خیال ہندوؤں سے ماخوذ ہے اس کا منشاء یہ ہے کہ اگر کنواری سے کوئی بات ہو جاتی ہے تو اس میں بدنامی اور رسوائی ہوتی ہے اور بیاہی سے کوئی بات ہو جاتی ہے تو اسمیں بدنامی نہیں ہوتی کیونکہ اس کے تو شوہر ہے اس کی طرف نسبت کی جائے گی مگر یہ خیال محض جہالت پر مبنی ہے اگر عقل سے کام لیا جائے تو معلوم ہوگا کہ کنواری کی حفاظت کی اتنی ضرورت نہیں جتنی بیاہی ہوئی کے لئے ضروری ہے اور راز اس میں یہ ہے کہ کنواری میں قدرتی طور پر شرم و حجاب بہت ہوتا ہے تو اس کے ساتھ ایک طبعی مانع موجود ہے جبکہ اس کی طبیعت کھل جاتی ہے مانع طبعی اس کے ساتھ موجود نہیں رہتا اس کی عفت و عصمت محفوظ رکھنے کے لئے بہت بڑی نگہبانی کی ضرورت ہے نیز کنواری کو علاوہ مانع طبعی کے خوف فضیحت بھی زیادہ ہوتا ہے اور بیاہی کو اتنا خوف نہیں ہوتا کیونکہ کنواری میں تو کوئی آڑ نہیں اور اس میں شوہر کی آڑ ہے اس کا فعل اسکی طرف منسوب ہو سکتا ہے اس لئے بیاہی ہوئی کی طبیعت برے کاموں پر کنواری سے زیادہ مائل ہو سکتی ہے اس کی حفاظت کنواری سے زیادہ ہونی چاہئے، مگر لوگوں نے اس کا الٹا کر رکھا ہے وجہ یہ ہے کہ اس کی پرواہ آج کل نہیں کی جاتی کہ عصمت و عفت محفوظ رہے صرف اپنی بدنامی اور رسوائی کی پرواہ کی جاتی سوچو کہ کنواری میں بوجہ کوئی آڑ نہ ہونے کے بدنامی کا قوی اندیشہ ہے اس کی نگہبانی تو کی جاتی ہے اسی خیال کی بناء پر رخصت کے وقت ماں باپ کچھ خیال نہیں کرتے کہ یہ وقت مناسب ہے یا نہیں جب چاہیں برات کے ساتھ کر دیتے ہیں کیونکہ ان کے نزدیک تو حفاظت کا وقت کنوارپن تک تھا اب وہ ختم ہو چکا ہے چاہے راستہ میں ڈاکو ہی مل جائیں ۔ بھلا لڑکے والوں کو تو کیا

ضرورت پڑی ہے کہ ان باتوں پر خیال کریں مگر لڑکی والوں کو تو سمجھ کر رخصت کرنا چاہئے، یہ خرابیاں ہیں برات میں جن کی وجہ سے برات کو منع کیا جاتا ہے اور میں جو پہلے براتوں میں جاتا تھا جب تک میری سمجھ میں خرابیاں نہ آتی تھیں اب میں ان رسموں کو بالکل حرام سمجھتا ہوں اور اگر تمہاری سمجھ میں نہ آویں تو اصلاح الرسوم دیکھ لو۔

ان ہی رسموں کے روکنے کی وجہ سے ایک گاؤں کا آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ یوں سنا ہے کہ تمہارے مسئلے کڑوے بہت ہیں، میں نے کہا کہ مسئلے تو ایسے ہونے چاہئیں جن میں احتیاط ہو تو حقیقت میں میرے مسئلے کڑوے نہیں، مگر خدا نے میرے قلم سے بعض باتوں کی خرابیاں ظاہر کرادیں جو دوسروں نے ظاہر نہیں کیں۔ اس لئے لوگ مجھے سخت مشہور کرنے لگے۔

غرض اگر دلہن کی حفاظت کے لئے برات ہو تو متفرق ہو کر کیوں لوٹتے ہیں حتی کہ بعض دفعہ دلہن اور کہارا کیلے رہ جاتے ہیں اگر کوئی کہے کہ دولہا تو دلہن کے ساتھ ہوتا ہے تو حضرت وہی کون سے بہادر ہوتے ہیں کیونکہ آج کل رائے یہ ہے کہ شادی جلدی ہونی چاہئے کیونکہ اب وہ عفت و دیانت طبائع میں نہیں رہی جو پہلے تھی اب زیادہ ضبط کی ہمت نہیں ہوتی مگر جلدی شادی ہونے میں جہاں یہ فائدہ ہے وہیں چند خرابیاں بھی ہیں اور ان خرابیوں کے انسداد کے لئے بعض عقلمند لوگ رخصت کے وقت شوہر سے کہتے ہیں کہ خبردار ابھی لڑکی سے کچھ کہنا نہیں، یہ بہت ہی واہیات ہے ۔

درمیان قعر دریا تختہ بندم کردئی   بازمی گوئی کہ دامن ترمکن ہوشیار باش

(ترجمہ) تو نے مجھے لکڑی کے تختے سے باندھ کر دریا کی گہرائی میں ڈال دیا ہے اور پھر کہتا ہے کہ دیکھ ہوشیار رہنا دامن تر نہ ہونے پائے۔

کے موافق آ کے پڑا، آجکل اس کو بے شرمی سمجھتے ہیں کہ ماں باپ نکاح کرنا چاہیں اورلڑکی انکار کردے حالانکہ استدعاء بے شرمی ہے انکار بے شرمی نہیں بلکہ یہ تو عین حیاء ہے کہ بیاہ کے نام کو بھی پسند نہیں کرتی دیکھ لو یہ عقل کی بات ہے یا نہیں تو ایسے مواقع میں لڑکیوں کو ضرور انکار کردینا چاہئے بعض لوگ اس خرابی کے جواب میں کہ اگر لڑکی کمسن اور مرد مسن (زیادہ عمر والا) ہو تو غالب یہ ہے کہ وہ بیچاری بہت جلد بیوہ ہوگی یوں کہا کرتے ہیں کہ اجی یہ تو خبر نہیں کہ پہلے کون مرے گا اس لئے کیا عجیب ہے کہ لڑکی سے پہلے بڑے میاں مریں گے اور پھر لڑکی کی مٹی خراب ہوگی۔

لوگ ہم عمری کا قطعی خیال نہیں کرتے .... بالخصوص بعض قوموں میں اس کے عکس کا بہت ہی رواج ہے جس کو میں بیان کروں گا یعنی لڑکا چھوٹا ہوتا ہے اورلڑکی بڑی، دلیل سے اس کے برعکس کی خرابی بدرجہ اولی ثابت ہوگی۔ بات یہ ہے کہ خود حکماء نے کہا ہے کہ اگر عورت کچھ چھوٹی ہو تو مضائقہ نہیں اور اس میں راز یہ ہے کہ عورت محکوم ہوتی ہے مرد حاکم نیز عورت کے قویٰ ضعیف ہوتے ہیں بوجہ رطوبت کے اور اسی لئے جلدی بوڑھی ہو جاتی ہیں کہتے ہیں جیسی کھیسی ساٹھا پاٹھا، تو اگر لڑکی چھوٹی ہوئی تو وہ ضعیف ہونا شروع ہوگی تو چونکہ مرد کی عمر اس سے زیادہ ہے وہ بھی ضعیف ہوگا تو دونوں ساتھ ساتھ بوڑھے ہوں گے تو باوجودیکہ عقل اس کو جائز رکھتی ہے مگر پھر بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کو پسند نہیں فرمایا تو لڑکے کی کم عمری اورلڑکی کی زیادہ عمر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو کس طرح پسند ہوگی جو بالکل عقل کے خلاف ہے خاص کران دو وجہ سے کہ شوہر حاکم ہوتا ہے اور عورت مرد سے پہلے بوڑھی ہوجائے گی تو اماجان پر حکومت کرتے ہوئے کیا اچھا لگے گا لامحالہ وہ اس پر دوسری کو لاوے گا اور عیش تلخ ہوگا بعض قوموں میں تو یہ آفت ہے کہ لڑکا نابالغ ہے اورلڑکی پوری جوان اور دونوں کا نکاح ہوجاتا ہے پھر اخیر میں

ایک اور بے ہودہ واقعہ ہوا کہ لڑکی تو بیس برس کی اور لڑکا نابالغ اور لڑکی والا تقاضہ کرتا تھا کہ جلدی کرو کیونکہ میری لڑکی بالغ ہوگئی ہے غرض آج کل تو دولہا صاحب کو خود حفاظت کی ضرورت ہے اگر کہیں چور یا ڈاکو آوے تو پہلے دولہا صاحب ڈولے میں گھسیں گے بعض دفعہ دولہا اور دلہن اور دو چار عزیزوں نے ایک گاؤں میں قیام کیا اور برات آگے چلی آئی یہ لوگ حفاظت کے لئے گئے تھے لہذا اب برات کو چھوڑ دینا چاہئے یہ بات بطور تتمیم کے تھی۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی شادی کے قصہ کے لئے مقصود یہ تھا کہ حضرات شیخین سے شادی کرنے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ عذر فرمایا تھا کہ وہ بچی ہے ایک جز و تو اس قصہ سے ثابت ہوا کہ اگر لڑکی چھوٹی ہو تو شوہر کی عمر زیادہ نہ ہونا چاہئے اور بے جوڑ شادی مناسب نہیں اس پر ایک حکایت یاد آئی کہ ایک صاحب کی شادی ہوئی تو نوے برس کی عمر تھی اور لڑکی کی عمر بہت کم رات کو ماما آئی کہ لڑکے کو گھر میں بلایا ہے۔ وہ نوے برس کے بھی لڑکے ہی تھے۔ وہ اتنے بوڑھے تھے کہ ایک روز عصر کے بعد گھر آئے ماما سے کہا کہ کھانا لاؤ اس نے کہا تازی روٹی پکا کر لاتی ہوں وہ انتظار میں بیٹھ گئے جب ماما روٹی لائی تو دیکھا کہ ختم ہو چکے ہیں۔ بیمار کچھ نہ تھے مگر چراغ کی سی مثال ہے کہ جب تیل نہ ہوگا تو ختم ہی ہوگا۔

بعض لوگ غضب کرتے ہیں کہ مال کے لالچ میں بوڑھوں سے نکاح کر دیتے ہیں گنگوہ میں ایک لڑکی اپنی سہیلیوں سے کہا کرتی تھی کہ جب میاں گھر آتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ نانا جان آ گئے۔ امام صاحبؒ کی روح پر ہزاروں رحمتیں ہوں کہ وہ یہ فرماتے ہیں کہ جب لڑکی بالغ ہو جائے تو اس پر کسی کا اختیار نہیں رہتا یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے مگر اتفاق سے امام صاحب کا فتوی بالکل مصلحت

نقصے ہوتے ہیں۔

صاحبو! میرے پاس اس قسم کے سوالات بکثرت آتے ہیں کہ لڑکا تو نابالغ ہے کوئی ایسی تدبیر بھی ہے کہ نکاح ٹوٹ سکے، باپ کے اختیار میں جوڑنا تو ہے مگر توڑنا نہیں کیونکہ ولی صبی (بچہ کا سرپرست) کو منافع کا اختیار ہے مضار کا نہیں بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ اگر لڑکے سے طلاق دلوادیں تو ہوجائے گی یا نہیں؟ تو نابالغ کی طلاق نہیں پڑتی، بعض دفعہ لڑکا نوجوان ہوتا ہے اور لڑکی بہت جوان مگر وہ بعض دفعہ سوال آتا ہے کہ بہو کا لڑکے کے باپ سے تعلق ہوگیا، اب نتیجہ یہ ہوا کہ خاوند پر بھی حرام ہوگئی اور وہ احتیاط بھی نہیں کرتا کہ وہ ماں بھی ہوتی ہے اور بیوی بھی تو شریعت اس کو کیسے پسند کرسکتی ہے۔ ہاں اگر دو چار برس کا تفاوت ہو تو کھپ سکتا ہے۔

کانپور میں ایک دیور سے زبردستی لڑکی کا نکاح کردیا گیا عورت اس لئے مجبور ہوتی ہے کہ اگر سسرے کا کہنا نہ مانوں تو روٹی نہ ملے گی، غرض ان سب واقعات سے معلوم ہوگیا کہ عورت کا زیادہ بڑا ہونا خلاف مصلحت ہے تو مجھے یہاں کا یہ واقعہ اس لئے طبعی درجہ میں تو ناگوار ہوا تھا ایک بزرگ نے مجھے اس کا راز یاد دلایا پہلے مجھ کو بتلایا گیا تھا مگر وہ میں بھول گیا تھا، لیکن انہوں نے یہ بھی وعدہ کیا تھا کہ میں نے اس کے بارے میں کچھ لکھا ہے وہ تم کو دکھلاؤں گا چنانچہ وہ مضمون کل آیا ہے جس سے وہ پھر یاد آگیا انہوں نے یہ لکھا ہے کہ بعض مسلمان قوموں میں یہ بات ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد عورت میں شوہر والے اپنا حق سمجھتے ہیں یعنی ماں باپ اس کے مالک نہیں رہتے بلکہ دیور، خسر مالک ہوجاتے ہیں بلکہ وہ عورت خود بھی اپنی مالک رہتی نہ وہ خود اپنا نکاح کرسکے نہ ماں باپ کرسکیں، بلکہ جہاں جیٹھ وغیرہ کرنا چاہیں وہاں ہوگا مثلاً خسر تو چاہے کہ اپنے چھوٹے بیٹے سے نکاح

کردوں۔ اور باپ چاہے کہ غیر جگہ کرے تو باپ کا کچھ زور نہ چلے گا اور تمنا یہ ہوتی ہے کہ بہو گھر سے باہر نہ جائے چنانچہ ایک اور عورت نے اپنی بہو کا نکاح ایک بچہ سے کر دیا افسوس یہ ہے کہ عورت نے اپنی بہو کا نکاح ایک بچہ سے کر دیا افسوس یہ ہے کہ عورت کی عقل پر تو پردہ پڑا ہی تھا مردوں کی عقل بھی ماری گئی ان کو بھی اس کا کچھ خیال نہیں ہوتا اور اس کو اپنے نزدیک ہلکی بات سمجھتے ہیں اس لئے میں نے اس وقت یہ آیت پڑھی جس میں ارشاد ہے کہ ایسا دستور کہ عورتوں کو اس طرح سے اپنی ملک میں سمجھیں ناجائز ہے فرماتے ہیں:

یَا اَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوا لَا یَحِلُّ لَکُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَاءَ کَرْھاً وَ لَا تَعْضُلُوْھُنَّ لِتَذْھَبُوْا بِبَعْضِ مَآ آتَیْتُمُوْھُنَّ اِلَّا اَنْ یَّاْتِیْنَ بِفَاحِشَۃٍ مُّبَیِّنَۃٍ عَاشِرُوْھُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئاً وَ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْراً کَثِیْراً۔

اے ایمان والو! تم کو یہ بات حلال نہیں کہ عورت کے جبراً مالک ہو جاؤ اور ان کو اس غرض سے مقید مت کرو کہ جو کچھ تم لوگوں نے ان کو دیا ہے اس میں کا کوئی حصہ وصول کر لو مگر یہ کہ وہ عورتیں کوئی صریح ناشائستہ حرکت کریں اور ان کے ساتھ خوبی سے گزران کیا کرو اور اگر وہ تم کو ناپسند ہوں تو ممکن ہے کہ تم ایک شئے کو ناپسند کرو اور اللہ تعالی اس میں بڑی منفعت رکھ دے۔

یہ ہے اس کا ترجمہ اب دیکھئے کہ قرآن میں اس رسم کو مٹایا گیا یا نہیں اور کرھا کی قید واقعی ہے احترازی نہیں کیوں کہ عورتیں اس وراثت سے راضی بھی نہیں ہوتی تھیں اور اگر وہ راضی بھی ہوں تب بھی حرہ کی مملوکیت جائز نہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ ہم نے اس کی زبان سے اذن نکاح کہلوایا تھا تو یہ

زبان سے کہلوانا بھی محض نام کرنے کو ہے تا کہ کوئی یہ نہ کہے کہ بے پوچھے ہی نکاح کردیتے ہیں۔

نانوتہ میں ایک بیوہ کا نکاح ہوا اور دیوبند رخصت ہوئی، وہ راضی نہ ہوتی تھی تو اس کو جبراً برات کے ساتھ کردیا گیا اور یہ کہہ دیا گیا کہ وہاں لے جا کر اس کو راضی کرلینا اور یہاں ایک نکاح عدت میں ہوا جب میں نے پوچھا کہ یہ کیا واہیات کیا، تو کہنے لگے کہ نکاح کی نیت سے نہیں کیا ذرا باڑھ لگادی تا کہ اور کسی سے نکاح نہ کرسکے، مگر اس کمبخت نے بعد عدت کے پھر بھی نکاح نہ کیا اس پر لوگ شکایت کرتے ہیں کہ وباء آ گئی طاعون آ گیا جب لوگ اس طرح حلال کے پردہ میں حرام کاری کریں تو طاعون کیوں نہ آوے۔ صاحبو!

از زنا افتد وبال اندر جہات

سو بعض لوگ تو زبان سے بھی نہیں کہلواتے اور بعض زبان سے گو کہلوا لیتے ہیں مگر پھر بھی تو اس پر ظلم ہوا کیونکہ یہ لوگ اپنے آپ کو مالک سمجھ کر کہلواتے ہیں دوسری خرابی اس میں یہ ہے کہ ماں باپ کو مالک نہیں سمجھتے، حالانکہ خدا اور رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے بعد ماں باپ کا حق ہے اطاعت کا مجھ سے یہ سوال کیا گیا کہ ماں باپ کا زیادہ حق ہے یا پیر کا............؟ تو میں نے یہی جواب دیا کہ ماں باپ کا زیادہ حق ہے البتہ:

لَا طَاعَةَ لِمَخْلُوْقٍ فِیْ مَعْصِیَةِ الْخَالِقِ

یعنی اگر پیر شریعت کے موافق حکم کرے اور ماں باپ اس کے خلاف کہیں تو اس وقت پیر کی اطاعت ہوگی والدین کی نہ ہوگی۔ یعنی پیر ہونے کی وجہ سے، تو پیر کی اس لئے وقعت ہے کہ وہ شریعت کے احکام پر چلاتا ہے حق کے اعتبار سے نہیں، حق کے اعتبار سے والدین کا مرتبہ خدا کے بعد ہے اور پیر بھی آجکل اپنے

کو مالک سمجھتے ہیں اللہ کا شکر ہے کہ اس نواح میں تو موروثی پیر بھی کچھ بہت زیادہ برے نہیں ہیں۔

پورب میں ایک پیر تھے وہ عورتوں کے پاس جا کر ٹھہر جاتے تھے خدا ایسے پیر کو غارت کرے اس کے ساتھ وہ بڑے بزرگ اور قطب اعظم مشہور تھے اور کئی لاکھ آدمی ان سے مرید ہیں۔ اسلام اور درویشی میں پہلے عموم وخصوص کی نسبت تھی مگر اب اس زمانہ میں من وجہ کی نسبت ہوگئی یعنی پہلے درویش ہو سکتے ہیں یہ ان رہزنوں کی بدولت ہے ان کے نزدیک کافر بھی مرید ہو سکتا ہے۔

یہ لوگ دجال پر ضرور ایمان لے آویں گے کیونکہ وہ تو بڑا صاحب تصرف ہوگا اور چونکہ ان کے نزدیک صوفی کا مسلمان ہونا ضروری نہیں اس لئے دجال کو تو بے تکلف پیشوا بنالیں گے۔ اور جس کا یہ عقیدہ ہے کہ جہاں شریعت نہیں وہاں کچھ نہیں اس کے نزدیک کرامات وغیرہ کی کوئی وقعت نہیں وہ سب سے پہلے اتباع شریعت کو دیکھے گا۔ اور چونکہ دجال کافر ہوگا اس لئے یہ شخص اس کے فتنے سے محفوظ رہے گا۔

صاحبو! دجال قریب ہی نکلنے والا ہے اس لئے جلد اپنے عقیدہ کی درستی کرلو۔ اور اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے الہام ہوا ہے بلکہ علامات وآثار بتلاتے ہیں کہ دجال کا زمانۂ خروج قریب ہے۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو خود احتمال تھا کہ کہیں میرے ہی زمانہ میں نہ نکل آوے۔ اس لئے اپنے عقائد درست کرلو جس کو خلاف شریعت دیکھو اس کے ہرگز معتقد نہ بنو آگے آپ کو اختیار ہے۔

غرض آجکل پیر سمجھتے ہیں کہ مرید ہمارے مملوک ہیں ماں باپ اور بیوی سب سے چھڑا دیتے ہیں۔ یاد رکھو اگر پیر کہے کہ رات کو نفلیں پڑھو اور باپ کہے کہ

سو رہو تو باپ کی اطاعت مقدم ہے۔ہاں اگر باپ شریعت کے خلاف کوئی حکم کرے تو اسوقت باپ کی اطاعت جائز نہیں شریعت کا لحاظ مقدم ہے اور ماں باپ کا اتنا حق ہے کہ جُریج ایک درویش تھے بنی اسرائیل میں وہ جنگل میں رہتے تھے پہلی شرائع میں رہبانیت کا حکم تھا۔ ہماری شریعت میں یہ مطلوب نہیں اس کے متعلق آجکل کے مذاق کے اعتبار سے ایک موٹی بات بتلاتا ہوں کہ تنہائی سے جو غرض ہوتی ہے جنگل میں رہنے سے آجکل وہ حاصل نہیں ہوتی کیونکہ ایسے شخص کو لوگ بہت ستاتے ہیں برخلاف اس کے اگر کوئی مسجد کے حجرہ میں رہے اسے کوئی نہیں پوچھتا۔ دوسرے سب کو چھوڑ کر تنہا عبادت کرنا کمزوری کی بات ہے۔جیسا کہ کسی نے کہا ہے ؎

زاہد نداشت تابِ جمالِ پری رخاں
کنجے گرفت و ترس خدا را بہانہ ساخت

ترجمہ: زاہد کو پری چہرہ محبوبوں کے دیکھنے کی تاب نہیں تھی لہذا اس نے گوشہ نشینی اختیار کرلی اور بہانہ یہ کیا کہ میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔

ہمت کی بات یہ ہے کہ سب میں ملے جلے رہو اور اپنے کام میں لگے رہو۔حدیث میں ہے:

اور اگر جنگل میں کوئی نہیں مگر حدودِ شرعیہ سے تعدی کرنا حرام ہے۔

خوب کہا ہے ؎

بزہد و ورع کوش و صدق و صفا و لیکن میفزائے بر مصطفےٰ
خلاف پیمبر کسے رہ گزید کہ ہرگز بمنزل نخواہد رسید
مپندار سعدی کہ راہ صفا تواں یافت جز بر پئے مصطفےٰ

ترجمہ: سچائی صفائی پرہیزگاری اور تقوی کی پوری کوشش کرو۔لیکن حضور صلی اللہ

علیہ وسلم سے بڑھنے کی کوشش نہ کرو۔

جوشخص حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ کر دوسرا راستہ اختیار کرتا ہے وہ کبھی بھی منزل مقصود پر نہیں پہنچ سکتا۔

اے سعدی یہ گمان کبھی نہ کرنا کہ تم حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی چھوڑ کر سیدھا راستہ پاسکتے ہو۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا اتباع کر کے حاصل کرو جو حاصل کرنا ہوگا۔ اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال پر پوری نظر ہو تو صحابہؓ کے حالات کو دیکھو وہ آئینہ رسول نما ہیں۔

قصہ جریج

غرض جریج ایک عابد تھے، ایک مرتبہ اپنی عبادت گاہ میں نماز نفل پڑھ رہے تھے کہ ان کی ماں نے آ کر پکارا جریج! او جریج! یہ سخت پریشان ہوئے کہ جواب دوں یا نہ دوں۔ جواب دوں تو نماز جاتی ہے، نہ دوں تو ماں کی خفگی کا اندیشہ، آخر انہوں نے جواب نہیں دیا اس نے دو تین آوازیں دیں اور بد دعا دے کر چلی گئی کہ:

اَللّٰھُمَّ لَا تُمِتْہُ حَتّٰی تُرِیَہٗ وُجُوْہَ الْمُوْمِسَاتِ۔

کہ اے اللہ جب تک یہ کسی زانیہ کا منہ نہ دیکھ لے اس کی موت نہ آوے۔

حضور اکرم ﷺ نے یہ حکایت بیان فرمائی کہ لو کان فقیھا لاجاب امہ اگر وہ فقیہ ہوتا تو اپنی ماں کو ضرور جواب دیتا اور یہ قول اس کا قرینہ ہے کہ نماز نفل تھی کیونکہ فرض کو بالاجماع توڑنے کی اجازت نہیں، البتہ اگر کسی پر کوئی مصیبت آوے مثلاً جلنے لگے تو اس وقت اس کے بچانے کے لئے نماز فرض بھی توڑ دینا

واجب ہے خواہ ماں ہو یا کوئی غیر ہو۔ صاحبو! آپ نے شریعت کی تعلیم کو دیکھا ہے؟ اللہ اکبر! کس قدر رحمت کا قانون ہے آپ نے اس کے حسن و جمال کو دیکھا نہیں اس لئے کچھ قدر نہیں کرتے اس کی تو یہ حالت ہے

زفرق تا بقدم ہر کجا کہ می نگرم

کرشمہ دامن دل می کشد کہ جا اینجاست

شریعت کی دل آویزی

شریعت تو ایسی حسین و خوبصورت ہے کہ اس کی جس چیز کو دیکھو دلربا ہے جس ادا کو دیکھو دلکش ہے آپ نے ملاحظہ کیا کہ کس قدر ضرورت کے قوانین ہیں کہ جب کسی کو گرفتار مصیبت دیکھو تو نماز فرض بھی توڑ دو اور ایسے موقع پر پہنچو اور نفل میں تو اگر بلاضرورت بھی ماں باپ پکاریں تو نیت توڑ دینا چاہئے بشرطیکہ ماں باپ کو اطلاع نہ ہو کہ یہ نماز پڑھ رہا ہے مگر جریج چونکہ فقیہ نہ تھے اس لئے جواب نہ دیا اور ماں کی بددعاء لگ گئی اور یہ واقعہ ہوا کہ قریب ایک آوارہ عورت تھی اس کو کسی کا حمل رہ گیا تھا، کچھ لوگ جریج کے دشمن تھے۔ انہوں نے اس سے کہا کہ تو جریج کا نام لے دینا کہ اس کا بچہ ہے اس کمبخت نے ایسا ہی کیا لوگ ان کے عبادت خانہ پر چڑھ آئے اور اس کو توڑنے لگے اور جریج کو پیٹنا چاہا اس نے پوچھا کہ آخر اس حرکت کا کچھ سبب بھی ہے یا نہیں؟ کہنے لگے کہ تو ریاکار ہے عبادت خانہ بنا کر زنا کرتا ہے فلاں عورت سے تو نے زنا کیا ہے اس کے بچہ ہوا ہے یہ عبادت خانہ سے نیچے اترے آخر اللہ کے مقبول بندے تھے رحمت خدا کو جوش آیا اور ان کی ایک کرامت ظاہر ہوئی۔ حضرت جریج نے اس لڑکے سے پوچھا کہ بتلا تو کس کا ہے؟ اس نے کہا کہ میں فلاں چرواہے کا ہوں یہ قصہ حدیث میں مذکور ہے اس سے ماں کا کتنا بڑا حق معلوم ہوا۔

مگراس پر اجماع ہے کہ اگر پیر پکارے تو نماز نفل کا توڑنا بھی جائز نہیں تو پیر کا حق ماں سے زیادہ نہیں اور یہ اچھے پیر صاحب ہیں کہ دوسرے کے پالے پلائے پر قبضہ کرلیا، کیا پیری مریدی کے یہی معنی ہیں؟ اور میانجی بھی یہی یہ سمجھتے ہیں کہ لڑکے ہماری ملک ہیں اس لئے مارنے میں دریغ نہیں کرتے اگر یوں کہو کہ خطا پر پیٹتے ہیں تو صاحبو! محض غلط ہے غصہ پر مارتے ہو جب تک غصہ ختم نہ ہو اس وقت تک مار ختم نہیں ہوتی، خطا پر مارنا یہ ہے کہ اس کے انداز سے سزا دو مگر ایسا کوئی نہیں کرتا۔

اسی لئے میانجیوں کا علاج یہ ہے کہ غصہ میں نہ مارا کریں، جب غصہ جاتا رہے تو سوچا کریں کہ کتنا قصور ہے، اتنی سزا دینی چاہئے یہ تو سلامتی کی بات ہے ورنہ لڑکے قیامت میں بدلہ لیں گے، ناحق ستانے کا بڑا گناہ ہے۔ ایک عورت نے ایک بلی کو بہت ستایا تھا جب وہ مرگئی تو حضور اکرم ﷺ نے دیکھا کہ وہ عورت جہنم میں ہے جب بلی کے ستانے سے وہ عورت دوزخ میں گئی تو لڑکے تو انسان ہیں۔

حق بہو

غرض پیروں کو الگ خبط ہے اور میانجیوں کو الگ اور ان جاہلوں کو الگ کہ بہو کو اپنی ملک سمجھتے ہیں اسی کے ابطال کے لئے میں نے یہ آیت پڑھی ہے اور اسی پر میں نے ماں باپ کا حق بیان کیا ہے کہ سسرال والے ان کی بات چلنے نہیں دیتے ایک تو اپنا حق سمجھتے ہیں یہ پہلا گناہ، ماں باپ کے حق کو روکتے ہیں یہ دوسرا گناہ ہے۔

تیسرے جوان عورت کو اختیار ہے کہ جہاں چاہے اپنا نکاح کرے بشرطیکہ غیر کفو میں نہ ہو اگر غیر کفو میں کرے تو اولیاء کو حق تنسیخ حاصل ہے یعنی حاکم اسلام کے پاس جا کر نالش کریں وہ تحقیق کر کے کہہ دے کہ میں نے نکاح فسخ کیا تو نکاح ٹوٹ جائے گا آج کل اس کی صورت یہ ہے کہ اگر ایسا واقعہ پیش آوے تو کسی

مسلمان حاکم کے یہاں جس کو یہ اختیار حاصل ہوں نالش کردو۔ اگرچہ وہ مقرر کیا ہوا کافر کا ہو۔

اگر اس کو ایسے اختیارات نہیں دیئے گئے تو حاکم بالا سے رجوع کرو کہ وہ اس کو اختیار دے دیں خواہ اسی ایک مقدمہ کے واسطے ہو پھر اگر وہ نکاح فسخ کردے گا تو فسخ ہو جائے گا اور ریاستوں میں قاضی کا فسخ کرنا دینا کافی ہے۔ غرض حاکم مسلم کے فسخ کرنے سے نکاح فسخ ہوگا محض باپ کے کہہ دینے سے کہ میں راضی نہیں کچھ نہ ہوگا تو شریعت نے جوان عورت کو اپنے نفس کا اختیار دیا ہے یہ لوگ اس کو باطل کرتے ہیں۔ تو شریعت کی کتنی مخالفت کی، عورت کی آزادی کھوئی، ماں باپ کا حق غارت کیا اور اپنا حق قائم کیا افسوس تو یہ ہے کہ ایسے لوگ اپنے کو اچھا بھی سمجھتے ہیں کہ ہم نے بیوہ کا نکاح کردیا۔ حالانکہ انہوں نے نکاح کی کوئی مصلحت ملحوظ نہیں رکھی۔

عورتوں پر اسلام کا احسان

عرب میں بھی عورتوں پر اس قسم کے ظلم ہوتے تھے حضور اکرم ﷺ نے تشریف لاکر اس کو مٹایا آپ ﷺ نے فرمایا کہ چھ شخصوں پر میں اور حق تعالیٰ اور فرشتے لعنت کرتے ہیں منجملہ ان کے ایک وہ شخص ہے جو رسم جاہلیت کو تازہ کرتا ہے تو اس بارے میں تم لوگ شریعت کا مقابلہ کر رہے ہو، خدا کے لئے ان رسوم کفار کو چھوڑ دو اور پھر یہاں تک ظلم ہے کہ اس عورت کے عزیز و اقارب بھی یہی سمجھتے ہیں۔ میرے پاس ایک شخص آیا کہ میری بھاوج پر میرا حق ہے اور وہ اور جگہ نکاح کرنا چاہتی ہے کوئی تعویذ ایسا کردو کہ وہ مجھ سے نکاح کرلے۔ فقہاء نے ایسا تعویذ لکھنے کو ناجائز لکھا ہے جس سے عورت خاوند کو تابع کرلے تو جب نکاح ہوتے ہوئے

ایسا تعویذ دینا حرام ہے تو اس صورت میں جب کہ نکاح بھی نہ ہو ایسا تعویذ دینا کب جائز ہوسکتا ہے جس سے ایک نامحرم کو اپنا تابع کیا جائے؟ مگر بہت بزرگ ایسے تعویذ دیتے ہیں آج کل بزرگی کے لئے اتباع شریعت شرط نہیں سمجھا جاتا صاحبو! بزرگی اس کا نام ہے ۔

میان عاشق و معشوق رمزیست
کراما کاتبیں را ہم خبر نیست

(یعنی عاشق اور معشوق کے بعض اشاروں اور بھیدوں کی کراما کاتبین کو بھی خبر نہیں ہوتی)

یہ مضمون حدیث شریف میں ہے یہ حدیث حرز ثمین کی ہے کہ ذکر خفی ذکر جلی سے ستر درجہ افضل ہے:

"و هو الذی لا یسمعه الحفظة"

کہ وہ ایسا ذکر ہے جس کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی ۔ ذرا خشک مزاج مولوی اس کو سن لیں جو تصوف کے اس جز پر یعنی ذکر خفی کا جس میں زبان کو حرکت نہ ہو انکار کرتے ہیں تو اس حدیث سے یہ معلوم ہوا کہ ذکر کا ایک درجہ ایسا بھی ہے اور اس سے یہ بھی معلوم ہوا کہ بعض اذکار کی فرشتوں کو بھی خبر نہیں ہوتی سو اگر بعض حالات کی بھی اطلاع ملائکہ کو نہ ہو تو کوئی مستبعد نہیں بلکہ بعض مرتبہ صاحب حال کو بھی اس کی اطلاع نہیں ہوتی ،قلندر فرماتے ہیں ۔

غیرت از چشم برم روئے تو دیدن ندہم
گوش را نیز حدیث تو شنیدن ندہم

کہ آنکھوں کو بھی دیکھنے نہیں دیتے وہ بھی اجنبی ہے اس سے غیرت آتی ہے ۔ حضرت قلندر رحمہ اللہ تو مجذوب ہیں، شیرازی رحمہ اللہ فرماتے ہیں۔

بخدا کہ رشکم آید ز دو چشم روشن خود
کہ نظر دریغ باشد بہ چنیں لطیف روئے

(یعنی خدا کی قسم مجھے اپنی دونوں روشن آنکھوں پر رشک آتا ہے کہ وہ ایسے خوبصورت چہرے کو دیکھیں)

غرض جہاں صاحب حال خود بھی اجنبی ہو تو فرشتوں کا وہاں کہاں گزر ہوگا؟ یہ معنی ہیں "میان عاشق و معشوق رمزیست" کہ بزرگی یہ ہے نہ کہ تعویذ گنڈے۔ پس حسب نص فقہاء ایسا تعویذ دینا بھی اگرچہ کسی بزرگ کے ہاتھ سے ہو گناہ ہے اور اگر کہو کہ وہ تو اللہ کے نام سے مدد لیتا ہے تو کیا اگر کوئی قرآن سے مار ڈالے تو قصاص نہ ہوگا؟ اس کے متعلق جو شبہات ہیں وہ پھر کبھی بیان کروں گا چونکہ وہ دین میں اس قدر مضر نہیں اس لئے اس وقت اس کو ضروری نہیں سمجھا۔

عورتوں پر ظلم ہو رہا ہے

غرض عورتوں پر اس قدر ظلم ہو رہا ہے کہ ہر طرح ان پر اپنا حق سمجھتے ہیں اور اس کا اتنا عام اثر ہے کہ عورت بھی اپنے آپ کو ان کی مملوک سمجھتی ہے اور اس کو یہ بھی خبر نہیں کہ مجھ پر ظلم ہو رہا ہے بلکہ اس سے بڑھ کر یہ ہوتا ہے کہ کبھی یہ مظلومیت ظالمیت ہوتا ہے جیسے کسی نے کہا ہے ؎

اس قدر کمٹی پریشانی کی جمعیت ہوئی

مثلاً شوہر مر گیا اور کچھ ترکہ چھوڑا نہیں صرف بیوی چھوڑی اور ساس سسرے بہو سے تنگ ہیں مگر بہو ہے کہ جاتی نہیں کہ میرا تو یہی گھر ہے جہاں ڈولا آیا وہیں سے کھٹولا نکلے گا چونکہ اس ظلم سے یہ اپنے کو مملوک سمجھنے لگی تو اس کے نزدیک بھی اپنے ماں باپ سے کوئی علاقہ نہیں رہا اب وہ ساس سسر پر اپنا حق سمجھنے لگی اور اس سے سسرال پر ظلم ہونے لگا بہت اچھا ہوا تمہاری سزا یہی ہے۔ غرض یہ

نوبت پہنچ گئی ہے کہاماٹ کاماٹ ہی بگڑ گیا مالک تو مالک مملوک بھی ظلم کرنے لگا

تن ہمہ داغ داغ شد پنبہ کجا کجا نہم

اگر ایک جگہ زخم ہوتو پھاہا رکھ دو اور اگر سر سے پیر تک زخم ہی زخم ہوتو کہاں تک اصلاح کرے؟ ایک صاحب پوچھنے لگے کہ شادی میں کون سی رسم ناجائز ہے؟ میں نے کہا کہ یہ پوچھو جائز کونسی ہے؟ کیونکہ ناجائز تو سب ہی ہیں ان کو کوئی کہاں تک بیان کرے مستثنیٰ مستثنیٰ منہ سے چھوٹا ہوتا ہے تو اگر زیادہ رسوم جائز ہوتیں تو ناجائز کو پوچھا جاتا۔

اب تو معاملہ برعکس ہے کہ زیادہ ناجائز ہیں اس لئے ناجائز کو پوچھا اسی طرح ہماری حالت کو یوں پوچھنا چاہئے کہ کون کون سی حالت اچھی ہے؟ دیکھئے اگر کبھی امانت دار معلوم کرنے ہوں کہ کتنے ہیں تو خائنوں کو شمار نہیں کیا جاتا بلکہ امانت داروں کو شمار کرتے ہیں۔

مطلب یہ کہ خائن تو بہت ہیں ان کو کہاں تک شمار کریں کبھی یہ حالت تھی کہ امانت داروں کو معلوم کرنے کو خائنوں کا شمار کرلیا جاتا تھا یعنی ان کے سوا سب امانت دار ہیں۔افسوس ہماری حالت کہاں سے کہاں پہنچ گئی۔

غرض ظالموں کی ایک حالت بری ہے تو مظلوموں میں بھی ایک بری حالت ہے، صاحبو! اس کی اصلاح کرنی ضروری ہے خدا کے لئے اپنی حالت پر توجہ کرو۔اور اس رسم جاہلیت کو مٹانے کی کوشش کرو جس کا اس آیت میں حکم ہو رہا ہے مجھے اس وقت یہی بیان کرنا تھا سو الحمد للہ اچھی طرح سے بیان ہو گیا امید ہے کہ سننے والے اس کو سمجھیں گے اور جا کر اپنی برادری میں اس کے مٹانے کی کوشش کریں گے بہتر یہ ہے کہ شوہر کے مرنے کے بعد بہو کا حصہ دے کر اس کے ماں باپ کے سپرد کردو۔ مگر خبردار اس کا حق مت دبانا۔ آگے بھی سن لو حق تعالیٰ فرماتے

ہیں'' و لا تعضلوھن الخ

عرب میں یہ بھی رسم تھی کہ جب کوئی شخص مال چھوڑ کر مر جاتا تو اس کی بیوی کا نکاح نہ کرنے دیتے تا کہ اس کا مال اسی کے پاس رہے اور یہ رسم ہندوستان میں بھی ہے کہ بیوہ کا نکاح نہیں کرنے دیتے تو اکثر اس کی وجہ یہی ہوتی ہے کہ اس کی جائداد علیحدہ کرنی پڑے گی لوگ یوں کہتے ہیں کہ جائداد اچھی چیز ہے مگر صاحبو! جو عورت کے لئے ہے تو حقیقت میں سخت مصیبت ہے کیونکہ ان کی جائیداد کی وجہ سے ہر شخص ان پر جال ڈالتا ہے اور میں نے تو زمین کی وجہ سے عورتوں کو ہمیشہ مصیبت ہی میں دیکھا کہ ہر شخص ان کو اپنی طرف کھینچتا ہے تو صاحبو! ان کو حصہ دے کر ماں باپ کے سپرد کر دو اپنے گھر میں نہ رکھو کیونکہ جب تک اپنے گھر میں رکھو گے یہ خیال دل سے نہ نکلے گا۔ تو واجب ہے کہ حصہ دے کر ماں باپ کے سپرد کر دو خواہ وہ اس کو بٹھلائیں یا کہیں نکاح کر دیں۔

اگر کوئی کہے کہ جہاں شوہر کچھ چھوڑ کر مرے یہ حکم اس کے لئے ہے اور جہاں کچھ چھوڑ کر ہی نہ مرے اس صورت میں اگر عورت کو روکا جائے تو قرآن سے ممانعت نہیں معلوم ہوتی کیونکہ آیت میں نہی مقید ہے: وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَا آتَيْتُمُوْهُنَّ۔

تو جواب یہ ہے کہ جب مال کے ہوتے ہوئے روکنا جائز نہیں تو بغیر مال کے روکنا بدرجہ اولی جائز نہ ہوگا کیونکہ گناہ دو قسم کے ہوتے ہیں:

ایک تو کسی باعث سے ایک بغیر کسی باعث کے پہلا کسی درجہ میں ہلکا ہے عقلاً بھی شرعاً بھی اور دوسرا گناہ بڑا گناہ ہے حدیث میں ہے کہ تین شخصوں کو خدا بہت ہی مبغوض رکھتا ہے ملک کذاب شیخ زانی و عائل متکبر یعنی جھوٹا بادشاہ، زنا کار بڈھا اور متکبر فقیر۔ اس کی وجہ یہی ہے کہ ان مین ان معاصی کا کوئی داعی نہیں ہے اور

پھر لوگ گناہ کرتے ہیں بادشاہ کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔ جھوٹ اسی واسطے لوگ بولا کرتے ہیں کہ اس سے کاروائی کریں۔ بادشاہ کی قدرت کاروائی کے لئے کافی ہے اس کو جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے۔

اسی طرح زنا بوجہ شدت باہ کے ہوتا ہے بڈھے کو کیا مستی سوار ہوئی اگر وہ ضبط کرنا چاہے تو کچھ بھی دشوار نہیں اسی طرح غریب آدمی تکبر کرے تو اس کی حماقت ہے اس کے پاس بڑائی کا کونسا سامان ہے اس حدیث سے معلوم ہوا کہ جو گناہ بغیر داعی کے ہو وہ زیادہ گناہ ہے تو یہ تقیید شبہ کرنے والے کو مفید نہیں بلکہ مضر ہے۔

مطلب یہ ہے کہ جب عورت کے پاس کچھ مال ہو تو اس وقت حرص کی وجہ سے یہ تقاضا ہوسکتا ہے کہ اس کو بھی حق تعالی نے منع فرمایا تو جس کے پاس مال بھی نہ ہو وہاں روکنا تو محض پابندی رسم ہے اس میں روکنے کا کوئی داعی بھی موجود نہیں تو بہت ہی بڑا گناہ ہوگا۔

پس مجھ کو یہی مضمون بیان کرنا تھا آگے آیت میں اور باتیں مذکور ہیں مگر چونکہ وہ اس مبحث کے متعلق نہیں اس لئے ان کو نہیں بیان کروں گا۔ چونکہ وہ اس مبحث کے متعلق نہیں اس لئے ان کو نہیں بیان کروں گا اہل علم خود جانتے ہیں اب میں بیان ختم کرتا ہوں جن لوگوں نے اس کو سنا ہے وہ تو پختہ عہد کرلیں کہ اس رسم کو مٹادیں گے اور جنہوں نے نہیں سنا ان کو یہ مسئلہ پہنچادیں جتنی زیادہ شہرت دوگے اتنا ہی ثواب ملے گا۔ یہ مسئلہ مٹ رہا تھا خدا ان بزرگ کا بھلا کرے کہ انہوں نے اس کی طرف متوجہ کیا یہ مٹا ہوا مسئلہ ہے اس کو زندہ کرنے کی کوشش کرو، حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مٹے ہوئے مسئلہ کو شہرت دے اس کو سو شہیدوں کا ثواب ملتا ہے۔

اب خدا سے دعا کیجئے کہ توفیق عنایت ہو۔

و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ رب العالمین
و صلی اللّٰہ علی خیر خلقہ محمد و آلہ اجمعین ۔

نصیحت (۲)

بیوی کی اصلاح کی کوشش

اگر بیوی نیک ہے تو بہت ہی اچھا، اور یہ اللہ کے فضل سے ہی ہوتا ہے اور اگر بیوی میں یہ صفت نہ ہوتو پھر صاحب خانہ کی ذمہ داری ہے کہ اس کی اصلاح کی کوشش کرے، اور اس قسم کا معاملہ چند اسباب کی وجہ سے پیش آتا ہے مثلاً: یہ کہ آدمی کسی ایسی عورت سے شادی کر لے جو سرے سے دیندار نہ ہو کیوں کہ وہ خود اول وہلہ میں دینداری کے موضوع سے دلچسپی نہیں رکھتا، یا یہ کہ اس نے اس امید پر بے دین عورت سے شادی کر لی ہو کہ وہ اس کی اصلاح کر لے گا یا یہ کہ اپنے رشتہ داروں کے دباؤ پر کسی بے دین عورت سے شادی کر لی تو اب ایسے موقع پر اصلاحی کاروائی کے لئے تیاری لازمی ہے۔

اور یقینی طور پر یہ بات تسلیم شدہ ہے کہ ہدایت من جانب اللہ ملتی ہے، اور اللہ ہی اصلاح کرنے والے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے حضرت زکریا علیہ السلام پر احسان کا تذکرہ ان لفظوں میں کیا ہے "وَاَصْلَحْنَا لَهُ زَوْجَه" یعنی ہم نے اس کی بیوی کی اصلاح کردی اب یہ اصلاح چاہے بدنی ہو چاہے دینی ۔ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ حضرت زکریا علیہ السلام کی بیوی بانجھ اور لاولد تھیں پھر طویل مدت کے بعد ان کے یہاں اولاد ہوئی ۔حضرت عطاء رحمہ

اللہ فرماتے ہیں کہ وہ کچھ زبان دراز تھیں تو اللہ تعالیٰ نے ان کی اصلاح فرمادی۔
(تفسیر ابن کثیر ۵/۳۶۴)

عورت کی اصلاح کی ضرورت

اولاد کی اصلاح کے لئے عورتوں کی تعلیم و اصلاح کا اہتمام نہایت ضروری ہے، کیونکہ عورتوں کی اصلاح نہ ہونے کا اثر مردوں پر بھی پڑتا ہے کیونکہ بچے اکثر ماؤں کی گود میں ہی پلتے ہیں جو آگے چل کر مرد بننے والے ہیں اور ان پر ماؤں کے اخلاق وعادات کا بڑا اثر ہوتا ہے حتیٰ کہ حکماء کا قول ہے کہ جس عمر میں بچہ عقل ہیولانی کے درجے سے نکل جاتا ہے تو گو کہ وہ اس وقت بات نہ کر سکے مگر اس کے دماغ پر ہر بات اور ہر فعل نقش ہو جاتا ہے اس لئے اس کے سامنے کوئی بات بے جا اور ناز یبا نہیں کرنی چاہئے، بلکہ بعض حکماء نے لکھا ہے کہ بچہ جس وقت ماں کے پیٹ میں جنین ہوتا ہے اس وقت بھی ماں کے افعال کا اثر اس پر پڑتا ہے اس لئے لڑکیوں کی تعلیم واصلاح زیادہ ضروری ہے۔
(التبلیغ وعظ الاستماع والاتباع ص:۱۶۴)

بیوی کی اصلاح شوہر کی ذمہ داری ہے

مرد حضرات اپنی بیویوں کی تو شکایت کرتے ہیں کہ ایسی بدتمیز اور جاہل ہیں مگر وہ خود اپنے گریبان میں تو منہ ڈال کر دیکھیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ بس اپنی راحت کے ان سے طالب رہے اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جاتا، عورتوں کی خطاء تو ہے مگر ان کی بے تمیزی میں مردوں کی بھی خطا شامل ہے کہ یہ ان کے دین کی درستی کا اہتمام نہیں کرتے، ہم بیویوں کی شکایت تو کرتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بیویوں کا کون سا حق ادا کیا ہے، چنانچہ ان کا

ایک حق یہ تھا کہ ان کے دین کا خیال کرتے ان کو احکام الٰہیہ بتلاتے دوسرا حق یہ تھا کہ معاشرت میں ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتے باندیوں اور نوکروں جیسا برتاؤ نہ کرتے مگر ہم نے سب حقوق ضائع کر دیئے۔

افسوس! ہم دنیاوی حقوق تو کیا ادا کرتے دینی حقوق پر بھی ہم کو توجہ نہیں چنانچہ نہ بیوی کی نماز پر توجہ ہے نہ روزہ پر، ان باتوں کو ان کے کان میں ڈالتے ہی نہیں، یاد رکھو قیامت کے دن تم سے باز پرس ہوگی کہ تم نے بیوی بچوں کو دیندار بنانے کی کتنی کوشش کی تھی؟

(حقوق البیت ص:۴۶)

بیوی کی اصلاح وتربیت کا مختصر خاکہ

اللہ تعالیٰ کا ارشاد گرامی ہے:

"یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوْا اَنْفُسَکُمْ وَ اَهْلِیْکُمْ نَاراً"

(سورہ تحریم آیت ٦)

ترجمہ:- اے ایمان والو! تم خود کو اور اپنے گھر والوں کو بھی جہنم سے بچاؤ۔ اگر کوئی مرد خود تو متقی بن جائے اور اپنے گھر والوں کے دین کی خبر نہ لے تو خداوند تعالیٰ اس کی عورتوں کے ساتھ اس کو بھی جہنم میں بھیج دیں گے، تنہا اس کا متقی بن جانا روز قیامت عذاب سے نجات کے لئے کافی نہ ہوگا۔

(الکمال فی الدین للنساء ص:۱۰۲)

لہٰذا بیوی کی اصلاح وتربیت کے ضروری قواعد حسب ذیل ہیں:

۱۔ جب نکاح کر کے بیوی کو گھر میں لائے تو پہلے اس کو اپنے سے بے تکلف کرے۔

۲- اس کے بعد اس کے ضروری عقائد کا امتحان لے، یعنی عقائد حقہ کا مثلاً جو بہشتی زیور کے پہلے حصہ میں لکھے ہوئے ہیں ان کو سنا کر اور سمجھا کر معلوم کرے کہ بیوی کا عقیدہ اس کے مطابق ہے کہ نہیں؟ جس کا وہ اقرار کرے اس پر وہ اقرار ہی کو کافی سمجھے زیادہ کھود کرید نہ کرے، اور جس عقیدہ کے بارے میں شبہ ظاہر کرے یا قرائن سے اس کی بدعقیدگی معلوم ہو اس کو خوب سمجھا کر بتلا دے کہ یہ عقیدہ ضروری ہے اسی کے موافق اپنا عقیدہ رکھے۔ (اصلاح انقلاب ۲/۲۰۲)

۳- اس کی پوری نماز سن لے یعنی تمام فرائض و واجبات اور تعداد رکعات سجود و قعود وغیرہ، جہاں کوئی غلطی محسوس ہو اس کو درست کر دے، اور درست کرنے کا یہ مطلب نہیں ہے کہ بس ایک دفعہ زبان سے کہہ دیا اور چھوڑ دیا، ممکن ہے کہ پھر وہ بھول جائے اور ممکن ہے کہ بہت سی غلطیوں پر ایک بارگی متنبہ کیا اور وہ سب کو یاد نہ کر سکی، لہذا ایک ایک غلطی کی اصلاح کر کے اس پر بار بار عمل کرا کر دیکھے اسی طرح پوری نماز درست کرائے۔ (اصلاح انقلاب ۲/۲۰۳)

۴- اس کو پردہ کے سب احکام و مسائل بتلا دے کہ کس کس سے پردہ کرنا ضروری ہے، اور کون کون محرم ہیں جن سے پردہ ضروری نہیں ہے اور اس کی بہت تاکید کر دے، اس کی تفصیل ''مسائل بہشتی زیور'' اور ''اصلاح خواتین'' میں ملے گی وہاں سے دیکھ کر بتلا دے۔

۵:- اس کو اہل حقوق کے حقوق اچھی طرح سمجھا دے خصوصا ان لوگوں کے حقوق کہ جن سے ہر وقت واسطہ پڑے گا۔

رسالہ ''حقوق اسلام'' میں اور مزید تفصیل کے ساتھ ''اصلاح خواتین'' میں یہ حقوق مذکور ہیں وہاں سے پڑھ کر سنا دے۔

۶:- جاہلانہ رسموں کی قباحت اس کے دل میں بٹھلا دے اور ان سے نفرت

دلا دے کہ وہ ان کے پاس بھی نہ پھٹکے، اس کی تفصیل رسالہ ''اصلاح الرسوم'' اور ''اسلامی شادی'' میں موجود ہے وہاں سے رجوع فرمالیں۔

۷:- دوسرے اعمال واخلاق اور عادتوں کی اصلاح کی بھی کوشش کرے جس کے لئے آسان طریقہ یہ ہے کہ دینی کتابیں تھوڑا تھوڑا پڑھ کر روزانہ سنا دیا کرے، بہشتی زیور، اسلامی شادی، حقوق معاشرت، اسلامی تہذیب، اصلاح اعمال اور خصوصاً اصلاح خواتین، ان سب کتابوں کا پڑھ کر سنانا انشاء اللہ بہت مفید ہوگا، اور اگر کوئی حرکت ان کتابوں کی تعلیمات کے خلاف دیکھے تو نرمی سے مطلع کرے اور بار بار مطلع کرنے سے اکتائے نہیں، تو انشاء اللہ نفع ہوگا، کیونکہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

" وَ ذَكِّرْ فَاِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ "۔ (سورة ذاریات آیت:۵۵)

ترجمہ: آپ نصیحت کرتے رہئے کیونکہ نصیحت کرنا اور بار بار سمجھانا ایمان والوں کو نفع دیتا ہے۔

۸:- اسی طرح خرچ کرنے کے آداب بھی اس کو سمجھائے کہ فضولیات میں خرچ نہ کرے، زیور اور لباس وغیرہ کے زیادہ اہتمام سے اس کو نفرت دلائے۔

۹:- اگر کوئی شیخ متبع سنت میسر ہو تو اس کے برکات وکمالات اس کے سامنے بیان کرے اور جب اس کو اعتقاد ہو جائے تو اس کو بیعت کرادے، جو کچھ پڑھنے کو وہ بزرگ بتلائیں اس کو معمول میں رکھے ورنہ ''قصد السبیل'' سے یا پھر کسی بزرگ کے مشورے سے تھوڑا سا ذکر وشغل بتلادے۔

۱۰:- اگر تھوڑا سا وقت نکال کر ان پڑھ بیوی کو لکھنا پڑھنا اس قدر سکھادے کہ وہ دینی کتابیں پڑھ کر سمجھ سکے تو زیادہ بہتر ہے اس سے دین پر اس کی نظر وسیع ہو جائے

گی اور جس قدر دینی نظر وسیع ہوگی اسی قدر اصلاح میں ترقی کی امید ہے۔ تلك عشرة كاملة ، اللہ تعالیٰ نیک اعمال کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

بعض غلط قسم کے عقیدے

۱:- ہمارے یہاں عورتیں کوّے کے بولنے سے مہمان کے آنے کا شگون لیتی ہیں یعنی اگر گھر میں آ کر کوا بولے تو سمجھتی ہیں کہ کوئی مہمان آنے والا ہے، یہ بالکل بے اصل بات ہے۔

۲:- دستور ہے کہ جب کہیں کوئی جا رہا ہوتا ہے اور کوئی دوسرا شخص چھینک دے تو جانے والا واپس ہو جاتا ہے اور کہتا ہے کہ اب کام نہیں ہوگا، تو یہ عقیدہ بھی غلط ہے۔ (اغلاط العوام)

۳:- بعض لوگ کسی خاص دن یا کسی خاص وقت میں سفر کرنے کو برا یا اچھا سمجھتے ہیں، یہ بھی غلط ہے کیونکہ یہ کفار یا نجومیوں کا اعتقاد ہے۔

۴:- بعض لوگ رات کو جھاڑو دینے کو یا منہ سے چراغ بجھانے کو یا دوسرے کے کنگھا کرنے کو برا سمجھتے ہیں، اس کی کوئی اصل نہیں ہے۔

۵:- مشہور ہے کہ ہاتھ کی ہتھیلی میں خارش ہونے سے کچھ ملتا ہے، اس کی بھی کوئی اصل نہیں۔

۶:- بعض لوگ کہتے ہیں فلاں جانور کے بولنے سے موت پھیلتی ہے، تو یہ بھی بالکل بے اصل ہے۔

۷:- اکثر عورتیں مردوں سے پہلے کھانا کھانے کو شرعاً معیوب سمجھتی ہیں، یہ بھی بے اصل بات ہے۔

۸:- مشہور ہے کہ چارپائی پر نماز پڑھنے سے انسان بندر بن جاتا ہے، یہ بھی

بالکل بے اصل ہے۔

۹:- بعض عورتیں نماز پڑھ کر جانماز کا گوشہ یہ سمجھ کر الٹ دینا ضروری سمجھتی ہیں کہ شیطان اس پر نماز پڑھے گا تو اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے۔

۱۰:- مشہور ہے کہ جھاڑو مارنے سے جس کو ماری گئی اس کا جسم سوکھ جاتا ہے جھاڑو پر تھتکار دو، تو یہ خیال بھی بالکل بے اصل ہے، تلك عشرة كاملة ، اللہ تعالٰی عقیدہ کے اصلاح کی توفیق عطاء فرمائے، آمین۔

بارگاہ رسالت سے عورتوں کے لئے اصلاحی فرمان

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالٰی عنہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم عید یا بقرعید کی نماز کے لئے عیدگاہ تشریف لائے تو عورتوں کی ایک جماعت کے پاس بھی تشریف لے گئے (جو نماز کے لئے ایک گوشہ میں جمع تھیں) ان کو مخاطب کر کے فرمایا: اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ و خیرات کیا کرو، کیونکہ میں نے دوزخ میں تم ہی کو اکثریت میں دیکھا ہے، (یہ سن کر) عورتوں نے پوچھا: اس کا کیا سبب ہے؟ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: تم لعن طعن بہت کرتی ہو، اپنے شوہروں کی نافرمانی اور ناشکری کرتی رہتی ہو، اور میں نے عقل و دین میں ناقص ہونے کے باوجود ایک عقل مند آدمی کو بے وقوف بنادینے میں تم سے بڑھ کر کسی کو نہیں دیکھا'' (یہ سن کر) ان عورتوں نے عرض کیا: یا رسول اللہ ہماری عقل اور ہمارے دین میں کیا نقص و کمی ہے؟ آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کیا ایک عورت کی گواہی آدھے مرد کی گواہی کے برابر نہیں ہے؟ (یعنی کیا ایسا نہیں ہے کہ شریعت میں دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر سمجھی جاتی ہے) ان عورتوں نے کہا: جی ہاں ایسا ہی ہے! تو آپ صلی اللہ تعالٰی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: کہ اس کی وجہ عقل کی کمزوری ہے، اور کیا ایسا نہیں کہ

جب عورت حیض کی حالت میں ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے اور نہ روزہ رکھتی ہے؟ انہوں نے کہا: جی ہاں ایسا ہی ہے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ اس کے دین میں نقصان وکمی کی وجہ ہے۔ (بخاری ومسلم شریف)

اکثر عورتوں کی عادت ہوتی ہے کہ جہاں بھی دو چار عورتیں مل کر بیٹھیں گی تو ایک دوسرے کی غیبت کرنا ان کی اُن کی برائی کرنا اورلعن طعن کی بوچھاڑ شروع کر دیتی ہیں، اورانہیں خرافاتی باتوں میں ان کا زیادہ وقت گزر جاتا ہے۔

اسی طرح ایک بڑا روگ ان عورتوں میں یہ بھی پایا جاتا ہے کہ شوہر ان کے آرام وآسائش کیلئے چاہے کتنے ہی پاپڑ بیلے کتنی ہی مشقت اٹھائے اوران کی خواہش کے لئے چاہے کتنی ہی مصیبتیں جھیلے مگران کی زبان سے کبھی شوہر کا شکر ادا نہیں ہوتا، ہمیشہ ناشکری ہی کے الفاظ منہ سے نکلتے ہیں، ایک روایت کا مفہوم ہے کہ شوہر بے چارہ چاہے زندگی بھران کو خوش رکھے لیکن اگر ایک بار بھی کوئی ناگوار بات پیش آجائے تو پوری زندگی کے احسانات ومہربانیوں پر پانی پھیر دیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ "مجھے تیرے گھر میں کبھی چین وسکون ملا ہی نہیں"۔

اسی طرح یہ عورتیں عام طور پر شوہروں کی نافرمانی بھی کرتی ہیں، یہ سب باتیں بہت بڑا عیب ہیں ان ہی کی طرف حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے توجہ مبذول کرائی ہے کہ ان باتوں کو معمولی مت سمجھو بلکہ یہ وہ تباہ کن نسوانی گناہ ہیں جن کی وجہ سے اللہ کا عذاب تم پر ہوگا اور قہر خداوندی میں گرفتار کر کے تم دوزخ میں دھکیل دی جاؤ گی، اوراسی وجہ سے جہنم میں اکثریت تمہاری ہی ہوگی۔

(اقتباس از مظاہر حق جدید ۱/۱۱۳)

اس حدیث کی روشنی میں عورتوں کو ان کی مذکورہ خامیوں اور کوتاہیوں پر اچھے انداز میں پیار ومحبت سے متنبہ کرنا چاہئے اور ان کو ان برائیوں سے روکنا چاہئے تاکہ وہ اپنی زبان کی کاٹی ہوئی کھیتیوں کی وجہ سے جہنم میں گھسیٹ کر نہ ڈال

دی جائیں۔

اور بیوی کی اصلاحی تربیت کے مختلف ذرائع ہیں جن میں سے کچھ حسب ذیل ہیں:

(۱) اس کے ایمان کو بڑھانے کی کوشش کرنا مثلاً:

(الف) اسے تہجد کے اہتمام کی ترغیب دینا۔

(ب) قرآن کریم کی تلاوت کی ترغیب دینا۔

(ج) اذکار و وظائف کو یاد کرنے کی ترغیب دینا اور ان کے اوقات اور مواقع پر یاددہانی کرانا۔

(د) اور بیوی کو صدقہ دینے پر آمادہ کرنا۔

(ھ) مفید اسلامی کتابوں کے پڑھنے پر آمادہ کرنا۔

(و) مفید اسلامی کیسٹوں کے سننے کی ترغیب دینا جو علمی اور ایمانی مضامین پر مشتمل ہوں، نیز بیوی کو مسلسل ایسی کیسٹیں فراہم کرنا۔

(ز) اس کے لئے ایسی دیندار سہیلیوں کا انتخاب کرنا جن کے ساتھ اخوت کے رشتے قائم کر سکے اور ان کے ساتھ اچھی گفتگو اور با مقصد ملاقاتوں کا تبادلہ کر سکے۔

(ح) اس سے ہر قسم کے شر کو دور کرنا اور شر کے تمام راستوں کو بند کرنا، اور اس کا طریقہ یہ ہوگا کہ اسے بری سہیلیوں اور برائی کی جگہوں سے دور رکھیں۔

یہ حقیقت ہے کہ جب تک اصلاح احوال اور سیرت کا سدھار نہ ہو آدمی کی حیثیت بے فائدہ رہتی ہے اور یہ اصلاح سیرت عورتوں کے لئے بہت ضروری ہے اس کے بغیر عورت ایک اچھی عورت نہیں کہی جا سکتی بلکہ وہ ایسی بری عورت سمجھی جائے گی جس سے بچنا چاہئے۔

بری عورت سے پناہ مانگو(سنت نبوی اور جدید سائنس)

☆ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی تین پسندیدہ چیزوں میں سے ایک نیک عورت ہے اس لئے کہ اگر عورت نیک نہ ہو تو اس سے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پناہ مانگی:

''اے اللہ! میں اس عورت سے پناہ مانگتا ہوں جو میرے لئے وبال ہو جائے۔ اللہ تعالی اس وبال سے بچائے۔آمین''۔

اس لئے جب اپنے لئے یا اپنی اولاد کے لئے رشتہ تلاش کرو تو ایسی عورت تلاش کرو جس میں دین ہو۔نیکی ہو۔اگر خدانہ کرے نیکی نہیں ہے تو وہ پھر عذاب بننے کا اندیشہ ہے۔لہذا اگر کسی شخص کو صالح بیوی کی نعمت میسر آئی ہو تو اس کو چاہئے کہ وہ اس کی قدر کرے۔اس کی ناقدری نہ کرے۔اور اس کی قدر یہی ہے کہ اس کے حقوق ادا کرے اور اس کے ساتھ حسن سلوک کرے، اللہ تعالی اپنی رحمت سے ان ارشادات پر عمل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔آمین

(بحوالہ اصلاحی خطبات جلد نمبر ۲)

اپنی بے سینٹ کا اعتراف

ھادی عالم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے عورتوں کی تخصیص اور تقسیم کا ایک بہترین نظام مرتب کیا ہے، مجھے اس سے مکمل اتفاق ہے کیونکہ عورت بدمزاج اور بد اخلاق ہو تو ایسی غیر پاکیزہ عورت گھر کے نظام کو کیا پلٹے گی، وہ تو اپنے مزاج کو نہیں پلٹ سکتی۔

اور یہ حسن اخلاق کی علامت نہیں، اخلاق چہرے میں نہیں کردار میں ہوتا ہے اس لئے عورتوں کے انتخاب میں بہت احتیاط اور توجہ برتنی چاہئے کیونکہ میری

تحقیق مسلسل اس بات کی علامت ہے کہ عورت اخلاق و کردار کے لحاظ سے اگر درست ہے تو یہ گھر میں سکون کی علامت ورنہ ڈیپریشن کا وجود۔

(حوالہ: دی لائف اینڈ ٹیچنگ آف محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم)

مذکورہ بالا مضامین سے یہ نہ خیال کیا جائے کہ گھریلو زندگی کی اصلاح و بہتری کے لئے صرف عورت ہی کی خامیوں اور کجیوں پر توجہ دی گئی ہے، اور بہت سے لوگ اس بے جا خیال میں بھی مبتلا پائے گئے ہیں کہ اسلامی تعلیمات میں عورت کو صرف دبایا ہی جاتا ہے اس کی آزادی کو سلب کیا جاتا ہے اور اس کے حقوق سے محروم کیا جاتا ہے حالانکہ اسلام نے جیسے مرد کو برتری و خودمختاری دی، ویسے ہی عورت کے بھی حقوق وحوائج کا بھی بھرپور تحفظ کیا ہے۔

اللہ رب العزت ہم سب کو نیک سمجھ عطا فرمائے۔ آمین

بسم اللہ الرحمن الرحیم

اصلاح النساء

الحمد للّٰہ نحمدہ و نستعینہ و نستغفرہ و نومن بہ و نتوکل علیہ و نعوذ باللّٰہ من شرور انفسنا و من سیئات اعمالنا من یھدہ اللّٰہ فلا مضل لہ و من یضللہ فلا ھادی لہ وانشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وحدہ لا شریك لہ و نشھد ان سیدنا و مولانا محمدا عبدہ ورسولہ و صلی اللّٰہ تعالی علیہ و علی الہ واصحابہ و بارك وسلم۔اما بعد!

فقد قال النبی صلی اللّٰہ علیہ وسلم : یَا مَعْشَرَ النِّسَاءِ تَصَدَّقْنَ

فَاِنِّیْ رَاَیْتُکُنَّ اَکْثَرَ اَھْلِ النَّارِ فَقُلْنَ ! وَلِمَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ ؟ قَالَ تُکْثِرْنَ اللَّعْنَ وَتَکْفُرْنَ الْعَشِیْرَ ، مَا رَاَیْتُ مِنْ نَاقِصَاتِ عَقْلٍ وَ دِیْنٍ اَذْھَبَ لِلُبِّ الرَّجُلِ الْحَازِمِ مِنْ اِحْدَاکُنَّ، قُلْنَ: وَمَا نُقْصَانُ دِیْنِنَا وَ عَقْلِنَا یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ؟ قَالَ اَلَیْسَ شَھَادَۃُ الْمَرْاَۃِ مِثْلَ نِصْفِ شَھَادَۃِ الرَّجُلِ؟ قُلْنَ: بَلٰی قَالَ فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ عَقْلِھَا قَالَ: اَلَیْسَ اِذَا حَاضَتْ لَمْ تُصَلِّ وَلَمْ تَصُمْ؟ قُلْنَ: بَلٰی قَالَ: فَذٰلِکَ مِنْ نُقْصَانِ دِیْنِھَا ۔ متفق علیہ

حدیث شریف کا ترجمہ یہ ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے (عورتوں کو خطاب کر کے) فرمایا کہ اے عورتوں کی جماعت! تم صدقہ دو! اس لئے کہ میں دکھلایا گیا ہوں کہ تم اہل نار میں سے سب سے زیادہ ہو، عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) اس کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ تم لعنت ملامت بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو، میں نے تم سے زیادہ ناقصات العقل والدین بھی ہوشیار مرد کی عقل کو سلب کرنے والا کوئی نہیں دیکھا...... عورتوں نے عرض کیا یا رسول اللہ (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) ہمارے دین اور عقل کے نقصان کی کیا وجہ ہے؟ فرمایا کہ کیا عورت کی شہادت مرد کی شہادت سے نصف نہیں ہے؟ عورتوں نے عرض کیا کہ بے شک ہے، فرمایا کہ بس یہ نقصان عقل ہے۔ پھر فرمایا کہ کیا یہ بات نہیں ہے کہ جب کوئی عورت حائضہ ہوتی ہے تو نہ نماز پڑھتی ہے نہ روزہ رکھتی ہے؟ عرض کیا کہ بے شک۔ فرمایا کہ بس یہ نقصان دین ہے۔

تمہید

میں نے اس وقت اس حدیث کو جس میں عورتیں مخاطب ہیں حالانکہ یہاں مردوں کا بھی مجمع ہے اس لئے اختیار کیا کہ عورتوں کو ایسا موقع بہت کم ملتا

ہے اس لئے وہ بالکل بے خبر ہیں اور طرح طرح کی خرابیوں میں مبتلا ہیں اور وہ خرابیاں عورتوں سے تجاوز کر کے مردوں اور بچوں تک پہنچتی ہیں۔ اس لئے ان کی اصلاح سے گھر بھر کی درستی ہے۔ اس اعتبار سے یہ مضمون عام اور مشترک النفع بھی ہو گیا اور نیز اس میں بعض مضامین بلا واسطہ بھی مشترک ہیں البتہ مقصود زیادہ تر عورتوں کے پانچ نقائص بیان فرمائے۔ دو اضطراری اور تین اختیاری...... دو اضطراری یہ ہیں نقصان عقل، نقصان دین، اور تین اختیاری اکثار لعن، کفران عشیر، مرد حازم کی عقل کو سلب کرنا۔

نقائص اضطراری

نقصان عقل و دین کی ماہیت سے سوال کے جواب میں بجائے بیان حقیقت کے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی علامتیں اس لئے بیان فرمائیں کہ مخاطب کم سمجھ ہیں اس لئے حقیقت کے سمجھنے میں تکلف ہوتا اور جہاں مخاطب کم عقل ہو وہاں ایسا ہی کرنا مناسب ہے مثلاً کوئی عامی نار کی حقیقت سے سوال کرے تو کہا جاوے گا کہ جس میں دھواں ہوتا ہے وہ نار ہے اسی طرح حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے نقصان عقل کو بھی ایک علامت سے بیان فرمایا ہے۔ وہ یہ کہ دو عورتوں کی گواہی بمنزلہ ایک مرد کے قرار دی گئی ہے اور نقصان دین کو بھی اس علامت سے واضح کر دیا کہ حیض کے ایام میں روزہ نماز نہیں پڑھتی۔ اس زمانہ میں چونکہ انقیاد للحق غالب تھا یہ علامتیں بیان کر دینا کافی تھیں آج کل طبائع کا رنگ بدل گیا بجائے انقیاد کے عناد غالب ہے اب تو اسی میں سوال پیدا ہو گا کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ دو کی گواہی ایک مرد کے برابر ہوئی۔ سو اس کا جواب یہ ہے کہ حدیث و قرآن کوئی فن کی کتاب نہیں ہے کہ اس میں ایسی کاوش کی جاوے بلکہ

قرآن وحدیث تو طب کی سی کتابیں ہیں اس لئے اس کو اس نظر سے دیکھنا چاہئے جس نظر سے شفیق طبیب کے کلام کو دیکھا جاتا ہے کہ کہیں وہ ایک مریض کی حالت کے لحاظ سے کلام کرتا ہے اور کہیں دوسرے مریض کے مناسب حال، اسی واسطے قرآن وحدیث کو وہ خوب سمجھے گا جو شان نزول سے واقف ہو کیونکہ اس سے معلوم ہوجاوے گا کہ کس موقع پر یہ ارشاد ہوا ہے۔ وہاں کیا حالت تھی کیا مقتضیات اور خصوصیات تھیں اور اسی وجہ سے ہم فہم قرآن وحدیث میں صحابہ کرام کے سخت محتاج ہوں گے۔

بڑا فرق ہے اس شخص میں جو نسخہ لکھنے کے وقت طبیب کے پاس حاضر ہو اور اس شخص میں جو حاضر نہ ہووے، مدت کے بعد اس نے صرف نسخہ دیکھا ہو۔ جو حاضر ہے وہ مریض کے سن اور مزاج اور دوسری خصوصیات کو مشاہدہ کرلے گا۔ اس لئے نسخہ کے محل کو، وزن کو جیسا وہ سمجھے گا دوسرا شخص نہیں سمجھے گا اسی طور پر قرآن وحدیث کی تفسیر میں سلف کا قول مقدم ہوگا۔

حاصل یہ ہے کہ قرآن وحدیث پر اس اعتبار سے نظر نہ کرنا چاہئے کہ وہ کوئی فن کی کتاب ہے جس میں تعریفات کے جامع و مانع نہ ہونے سے قیود کے مفید احتراز نہ ہونے سے تصنیف کو ناقص سمجھا جاتا ہے اسی واسطے میری یہ رائے ہے کہ قرآن وحدیث ایسے وقت پڑھانا چاہئے کہ دماغ فلسفہ ومنطق سے متاثر نہ ہوا ہو۔ بہرحال اس وقت نقصان دین وعقل کی علامت کو بیان کردینا کافی ہوگیا اور اگر آج یہ کافی نہیں ہے تو حقیقت کے بتلانے والے بھی بفضلہٖ تعالیٰ موجود ہیں۔

اور نقائص اختیاری تو اس لئے بیان فرمائے ہیں کہ اپنے نقائص پر مطلع

ہو کر ان کے علاج کی فکر کریں اور نقائص اضطراری غیر اختیاری جو معالجہ سے نہیں جا سکتے ان کو اس لئے بیان فرمایا کہ اپنے اندر ان نقائص کو دیکھ کر کبر اور پندار جاتا رہے اسلئے کہ عورتوں میں کبر اور پندار کا بہت مرض ہے ذرا سا کمال ہوتا ہے اس کو بہت کچھ سمجھتی ہیں۔

تکبر کا منشاء اور بنیاد جہالت ہوتی ہے

اور منشاء اس عجب و کبر کا ہمیشہ جہل ہوتا ہے۔ بڑا عالم اپنے کو وہی سمجھتا ہے جو کچھ نہ ہو کیونکہ جو واقع میں بڑا ہوگا اس کی نظر کمال کی حد آخر تک ہوگی اور اپنے کو اس سے عاری دیکھے گا اس لئے ممکن نہیں کہ اپنے کو بڑا سمجھے البتہ ایسے شخص کو اپنا بڑا سمجھنا شایان ہے جو تمام مراتب کمال کو جامع ہو اور وہ صرف ایک ذات وحدہ لاشریک ہے اس لئے متکبر اس کا کمالی نام ہے اس کے معنی ہیں اپنے کو بڑا سمجھنے والا۔ اب چونکہ واقع میں حق تعالیٰ بڑا ہے اس لئے اگر وہ اپنے کو بڑا نہ جانتا تو یہ جہل ہوتا اور جہل نقص ہے اور حق تعالیٰ تمام نقائص سے پاک ہیں۔

بس خدا کا تو یہی کمال ہے کہ وہ اپنے کو بڑا جانے اور بندہ کا یہ کمال ہے کہ اپنے کو چھوٹا سمجھے اگر وہ اپنے کو بڑا سمجھے تو یہ نقص ہوگا۔ حدیث قدسی میں ہے:

الکبریاء ردائی والعظمة ازاری فمن نازعنی فیهما قصمته۔

یعنی عظمت و کبریائی میرا خاصہ ہے جیسے ازار اور رداء انسان کا ملبوس خاص ہوتا ہے، پس جو شخص مجھ سے (ان صفات میں) کھینچا تانی کرے گا میں اس کی گردن توڑ دوں گا۔

اس سے معلوم ہوا کہ عظمت اور بڑائی حق تعالیٰ کی صفات خاصہ میں سے ہیں، اس لئے بندہ کا کمال اپنے کو عاجز سمجھنا ہے۔ چنانچہ جن حضرات کے

قلب میں حق تعالیٰ کی عظمت اور کبریائی آ گئی ہے وہ اپنے کو ہیچ در ہیچ سمجھتے ہیں۔ جس شخص کی رستم کی قوت پر، حاتم کی سخاوت پر نظر ہوگی وہ اپنے کو قوی اور سخی نہ سمجھے گا جس کے پیش نظر جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا علم ہوگا وہ اپنے کو تو کیا عالم سمجھے گا۔

آج کل یہ خبط ہوگیا ہے کہ تھوڑا سا کمال ہو جاتا ہے تو اپنے کو بڑا سمجھنے لگتے ہیں اور عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔ اگر کوئی عورت ذرا نماز اور تلاوت کی پابند ہو جاتی ہے تو اپنے کو رابعہ بصری سمجھنے لگتی ہے اور ہر ایک کو حقیر سمجھتی ہے اور وجہ اس کی بھی ہے کہ ان کی کسی نے تربیت نہیں کی کتابیں پڑھ پڑھ کر دیندار ہو جاتی ہیں۔ پس ان کی ایسی مثال ہے جیسے کوئی کتاب دیکھ کر دوائیں کھانے لگے، بنانے لگے اس سے بجائے نفع کے خوف ضرر غالب ہوگا جب تک طبیب کی رائے سے دوا نہ کھائے کچھ نفع نہ ہوگا اسی طرح چونکہ عورتوں کے اخلاق کی تربیت نہیں ہوتی اور کسی مربی سے رجوع نہیں کرتیں اور جو کچھ سمجھ میں آتا ہے کر لیتی ہیں اس لئے اپنے کو باکمال سمجھنے لگتی ہیں۔

ایک لڑکی کا کسی شخص سے نکاح ہوا وہ لڑکی نماز روزہ کی پابند تھی اور شوہر اس قدر پابند نہ تھا اور آوارہ سا تھا تو وہ لڑکی کہتی ہے کہ افسوس میں ایسی پرہیز گار اور ایسے شخص کے جال میں پھنس گئی میری قسمت ڈوب گئی حالانکہ بے وقوف یہ نہیں سمجھتی کہ اگر ہم نے نماز پڑھی، روزہ رکھا، تلاوت کی تو اپنا کام کیا دوسرے پر کیا احسان کیا۔ کوئی دواء پی کر فخر کرتا ہے کہ میں بڑا بزرگ ہوں کہ دوا پیا کرتا ہوں۔

اسی طرح یہ سب طاعات میں اپنا ہی نفع ہے اور اس سے اپنا ہی حق ادا کر رہا ہے اور حقوق اللہ جو اس کا لقب ہے یہ اس اعتبار سے نہیں کہ اللہ تعالیٰ اس سے منتفع ہے یا اسکا حق اس سے اتر جاتا ہے کیونکہ صاحب حق کو تو دیکھنا چاہئے کہ

اس کی ہم پر کس قدر نعمتیں ہیں۔ اگر نعمتوں کو دیکھا جاوے۔ تو در حقیقت یہ ہماری نماز روزہ کچھ بھی نہیں اور جہاں ہزاروں انبیاء واولیاء و ملائکہ کی عبادتوں کے ذخیرے کے ذخیرے انبار کے انبار موجود ہیں ان کے مقابلے میں ہمارے روزہ نماز کی مثال بالکل ایسی ہے جیسے کہ جواہرات کے سامنے مٹی کے کھلونے، تو حقیقت میں احسان تو حق تعالی کا ہے کہ ہماری ایسی عبادتوں کو قبول فرماتے ہیں اس کی ایسی مثال ہے کہ کوئی شخص کسی اپنے مخدوم کو اس خدمت سے بجائے راحت کے تکلیف پہنچی مگر خوش اخلاقی سے خاموش ہو جائے تو وہ خادم اپنی جہالت سے یہ سمجھے گا کہ میں نے بڑا کام کیا۔ حالانکہ بڑا کام تو مخدوم نے کیا کہ اس ناگوار خدمت کو قبول فرمایا۔

دیکھئے قاعدہ عقلیہ اور شرعیہ ہے کہ کامل وناقص کا مجموعہ ہمیشہ ناقص ہوتا ہے اور پاک وناپاک مل کر ناپاک ہوتا ہے، پس جب کہ ہماری نماز میں وساوس و خطرات اور ترک سنن اور خلاف خشوع امور بھی شامل ہیں تو وہ مجموعہ نماز کامل کیسے ہوئی؟۔ اسی بناء پر حدیث شریف میں وارد ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ایک نماز پڑھنے والے کو جو کہ تعدیل ارکان نہ کرتا تھا فرمایا: صل فانك لم تصل۔ یعنی تو نماز پڑھ اس لئے کہ تو نے نماز نہیں پڑھی۔ چونکہ اسی حدیث کے آخر میں یہ بھی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے پھر اس کو طریقہ نماز کا مع تعدیل ارکان اور آداب کے سکھایا اور اس کے بعد یہ فرمایا کہ جس قدر اس میں سے کمی ہوگی اسی قدر نماز میں کمی ہو جاوے گی۔ اس لئے فقہائے امت رحمہم اللہ نے سمجھا کہ نماز تو ہو جاوے گی مگر ناقص ہوگی ورنہ ظاہر الفاظ حدیث سے تو معلوم ہوتا تھا کہ بالکل نماز نہ ہو۔

بہر حال یہ محض رحمت ہے کہ ہماری ناقص عبادت کو بھی عبادت گردانا یہ

محض فضل ہے۔ پھر ایسی عبادت پر خوش ہونا اور فخر کرنا جہالت ہے اور منشاء اس فخر وکبر کا وہی جہل ہے اور جس قدر عقل کم ہوتی ہے یہ مرض کبر کا زیادہ ہوتا ہے چنانچہ مردوں کی نسبت عورتوں میں یہ مرض زیادہ ہے۔

حاصل یہ ہے کہ نقائص اضطراری پر نظر و تنبہ و توجہ ہونے سے یہ مرض کم ہوتا ہے اور اول معلوم ہو چکا ہے کہ نقائص اضطراری کہ جن کے ازالہ پر قدرت نہیں اس مقام پر دو ہیں نقصان عقل اور نقصان دین۔ نقصان عقل کو تو حضور اکرم ﷺ نے اس علامت سے بیان فرمایا کہ دو عورتوں کی گواہی ایک مرد کی گواہی کے برابر ہے اس سے معلوم ہوا کہ ان کی عقل میں نقصان ہے، آج کل یہ سوال اس مسئلہ میں پیدا ہو سکتا ہے کہ اس کی کیا وجہ ہے کہ دو کی گواہی ایک کے برابر ہے؟ جواب حقیقی اور قاطع شغب تو یہی ہے کہ اس میں کوئی حکمت ہوگی کہ جس کی ہم تعیین نہیں کرتے اور اگر دین ہماری طرف سے تبرع ہے تو جواب تو اسی قدر کافی ہے۔

مردوں اور عورتوں کی خلقت میں فرق ہے

باقی ہم تبرعاً کہتے ہیں کہ حکمت یہ ہے کہ عورتوں کی خلقت ہی میں نقصان ہے تمام قوی اور اعضاء میں بہ نسبت رجال کے نقصان آفتاب نیمروز کی طرح آتا ہے اور جب کہ خلقتاً ناقص ہیں تو حافظہ بھی ناقص ہوگا اور مدار شہادت کا حافظہ پر ہے اس لئے دو کی گواہی ایک کے برابر قرار دی گئی اور چونکہ حافظہ بھی معین عقل ہے اس لئے یہ علامت ہوگی ایک درجہ میں نقصان عقل کی، پھر اس میں سوال ہو سکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کو ایسا ضعیف کیوں پیدا فرمایا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں تمدن کی حفاظت ہے تاوقتیکہ ایک کو دوسرے کا تابع اور محتاج نہ بنایا جائے تمدن محفوظ نہیں رہ سکتا اور تبعیت دو مساوی میں ہوتی نہیں، اسی واسطے

فرماتے ہیں الرجال قوامون یعنی مرد عورتوں پر سردار ہیں اور وجہ اس کے آگے ارشاد فرمائی ہے: فضل اللہ بعضھم علی بعض ۔یعنی بسبب اس بات کے کہ اللہ تعالیٰ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے اور جن لوگوں نے برعکس اس حکم کے عورتوں کو متبوع بنالیا وہاں کی خرابیاں پوشیدہ نہیں ہیں۔

آج کل الرجال قوامون کی تفسیر یہ کی جاتی ہے کہ مرد عورتوں کے مزدور ہیں سبحان اللہ! کیا تفسیر دانی ہے ان مفسر صاحب سے کوئی پوچھے کہ فضل اللہ بعضھم (اللہ تعالیٰ نے بعض کو فضیلت دی) کے کیا معنی ہیں؟ اگر جرأت کر کے یہ کہیں کہ اس میں بھی بعضھم سے مراد عورتیں ہیں تو تھوڑی دیر کے لئے تسلیم لیکن آگے جو فرماتے ہیں: و بما انفقوا من اموالھم (اور اس سبب سے کہ مردوں نے اپنے مال خرچ کئے ہیں) اس میں تو ضمیر یقیناً رجال ہی کی طرف ہے کیونکہ منفق وہی ہیں تو کیا پھر فضل اللہ کی وہ تفسیر سر تا سر مہمل اور تحریف قرآن نہ ہوگی؟ اگر یہ معنی ہوتے تو للنساء فرماتے علی جو کہ تسلط کے لئے ہے نہ فرماتے۔

خلاصہ یہ ہے کہ مردوں کو عورتوں پر خلقۃً بھی فضیلت ہے چنانچہ دوسرے مقام پر ارشاد ہے:

اَوَمَنْ یُنَشَّؤُا فِی الْحِلْیَۃِ وَ ھُوَ فِی الْخِصَامِ غَیْرُ مُبِیْنٍ

مشرکین جو ملائکہ کو بنات اللہ کہتے تھے ان کا رد اس طرح فرماتے ہیں کہ کیا تم ایسی مخلوق کی حق تعالیٰ کی طرف نسبت کرتے ہو جو کہ پست خیال ہے اور ہمیشہ بناؤ سنگار اور زیور میں نشو نما پاتے ہیں اور دوسرے یہ کہ ان میں مقابلہ کے وقت قوت بیانیہ نہیں ہے، واقعی یہ دو صفتیں جو عورتوں کی ارشاد فرمائی ہیں کھلم کھلا نظر آتی ہیں۔ زیور اور آرائش اور بناؤ سنگار میں شب و روز رہتی ہیں۔ اس سے آگے ان کا خیال ترقی ہی نہیں کرتا غایۃ مقصود اپنا اسی کو سمجھتی ہیں اور مقابلہ اور

مناظرہ کے وقت ان کے دلائل میں قوت بالکل نہیں ہوتی ادھر ادھر کی باتیں کریں گی لیکن کسی امر پر دلیل صحیح ہرگز نہ بیان کرسکیں گی۔

کوئی عورت یہ نہ کہے کہ یہ زیور تو ہم کو ماں باپ نے پہنا دیا اس سے عادت ہوگئی، اس سے میلان کہاں ثابت ہوا؟۔ جواب یہ ہے کہ یہ بالکل غلط ہے اگر ماں باپ بھی نہ پہناویں تب بھی ان کا طبعی میلان نمائش و آرائش کی طرف ہے۔ چنانچہ بہت سے واقعات اس کے شاہد ہیں اور اسی طرح اگر کوئی صاحب دوسرے جزو میں یعنی قوت بیانیہ میں کمی کے بارے میں فرمادیں کہ یہ اس وجہ سے ہے کہ ہماری عورتوں کی تعلیم نہیں ہوتی، اگر تعلیم و تربیت کامل ہو تو یہ نقصان ہرگز نہ رہے یہ بھی غلط ہے اس لئے کہ جو عورتیں تعلیم یافتہ کہلاتی ہیں وہ بھی معلوم ہوا کہ لیکچروں میں ناقص تقریر کرتی ہیں ان کے شوہر اس لکچر کی تکمیل کرتے ہیں یہ حکمت تبرعا بیان کردی گئی ورنہ یہ کہنا کافی ہے کہ خدا تعالی کی کوئی حکمت ہوگی ہمارا کوئی فائدہ ان کی تعیین پر موقوف نہیں اسی واسطے جو چیزیں فضول ہیں ان کی تحقیق و تفتیش سے منع کردیا گیا ہے ہم کو اس تحقیق سے کیا فائدہ ہے کہ فلاں ناقص کیوں ہے؟ فلاں کامل کیوں؟ ہم کو تو اس کے نتائج و احکام پر عمل کرنا چاہئے۔

بہرحال تقریر سے معلوم ہوگیا کہ نقصان عقل اضطراری اور خلقی ہے اور دوسرا نقصان یعنی نقصان صلوۃ جس کو نقصان دین فرمایا ہے جس کا سبب حیض کا آنا فرمایا ہے وہ تو ظاہر ہی ہے کہ خلقی ہے اور تین امر اختیاری ان کی طرف منسوب فرمائے کہ ان کا ازالہ ان کے اختیار میں ہے وہ کفران عشیر و اذہاب لب رجل حازم و اکثار لعن چونکہ یہ اختیاری ہیں اس لئے ان کو نقص نہ کہنا چاہئے بلکہ ان کو شر کے نام سے موسوم کرنا مناسب ہے۔

حاصل یہ ہوا کہ عورتوں میں دو نقص اور تین شر ہیں جو نقص ہیں ان کا فکر تو

بے سود ہے اس لئے کہ وہ زائل ہونے والے نہیں بلکہ اس کی تو تمنا سے بھی منع کیا گیا ہے چنانچہ وارد ہے کہ حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے مردوں کے فضائل سن کر فرمایا تھا کہ یا لیتنا کنا رجالا۔ یعنی اے کاش ہم مرد ہوتے تو مردوں کی سی فضیلت ہم کو بھی ملتی اس پر یہ آیت نازل ہوئی:

وَ لاَ تَتَمَنَّوا مَا فَضَّلَ اللهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْض

یعنی مت تمنا کرو اس شےء کی کہ اللہ تعالیٰ نے اس شےء سے بعض کو بعض پر فضیلت دی ہے یعنی خلقی۔ آگے فرماتے ہیں:

”لِلرِّجَالِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبُوْا وَ لِلنِّسَاءِ نَصِيبٌ مِمَّا اكْتَسَبْنَ“

یعنی مردوں کے لئے حصہ ہے اس شےء سے جو انہوں نے کمایا اور عورتوں کے لئے حصہ ہے جو انہوں نے کمایا ہے مطلب یہ ہے کہ ایسی تمنا چھوڑو عمل میں کوشش کرو۔

اب اس پر یہ شبہ ہوتا ہے کہ اگر ہم عمل بھی کریں تب بھی ناتمام ہی رہیں گے نقصان ہمارا کہاں دور ہوگا؟ تو اس کا جواب فرماتے ہیں: و اسئلوا اللہ من فضلہ۔

یعنی اللہ تعالیٰ سے اس کے فضل کا سوال کرو۔ مطلب یہ ہے کہ عمل نیک کرو۔ اگر خدا تعالیٰ کا فضل ہو تو تم مردوں سے بڑھ سکتی ہو۔

غرضیکہ جو نقص اضطراری ہیں اس کی فکر تو بالکل فضول ہے اور جو اختیاری ہیں جن کو ہم نے شر کہا ہے ان کی اصلاح واجب ہے اور وہ کل تین شر ہیں (۱) اکثار لعن (۲) کفران عشیر (۳) اذہاب لب رجل۔

لعنت ملامت کرنے کا مرض

اکثار لعن یعنی ملامت زیادہ کرنا چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ صبح سے شام تک

ان کا یہی مشغلہ ہے کہ جس سے دشمنی ہے اس کی غیبت کرتی ہیں اور جس سے محبت ہے اس کو کوستی ہیں اپنی اولاد کو کوستی ہیں، اپنی جان کو کوستی اور ہر شےء کو خواہ وہ قابل لعنت ہو یا نہ ہو کوستی ہیں۔

یاد رکھو!..........بعض وقت قبولیت دعا کا ہوتا ہے اور وہ کوسنا لگ جاتا ہے پھر نادم ہونا پڑتا ہے، ہمارے یہاں ایک شخص تشنج زدہ ہے جو کہ چارپائی سے ہل نہیں سکتا اور سخت تکلیف میں ہے اس کی ماں نے اس کو کسی شرارت پر یہ کہا تھا کہ خدا کرے تو چارپائی کو لگ جائے۔ خدا کی قدرت وہ ایسا ہی ہو گیا اور اس کی مصیبت والدہ صاحبہ کو ہی اٹھانا پڑی۔

ناشکری کا مرض

کفران عشیر یعنی شوہر کی ناشکری، جس قدر ان کو دیا جاوے سب تھوڑا ہے۔ مجھ کو مولوی عبدالرب صاحب کا ایک لطیفہ یاد آ گیا کہ وہ فرماتے تھے کہ ان کے پاس کتنا ہی کپڑا ہو، جب پوچھو کہ کپڑا ہے؟ تو کہیں گی کہ کیا ہیں چار چیتھڑے، اور کتنے ہی جوڑے جوتے کے ہوں مگر پوچھنے پر یہی کہیں گی کہ کیا ہے دو لیتھڑے، اور برتن کیسے ہی عمدہ ہوں اور کثرت سے ہوں مگر یوں ہی کہیں گی کہ کیا ہیں چار ٹھیکرے، ایک عورت خود کہتی تھی کہ ہمارا حال تو دوزخ کا سا ہے کہ اس کو کہا جاوے گا ''ھل امتلأت؟'' کیا تو بھر گئی ہے؟ وہ جواب میں کہے گی ھل من مزید (کہ کچھ اور بھی ہے؟) ایک مرض ان میں اور بھی ہے جو کفران کا شعبہ ہے کہ کوئی چیز خواہ وہ کارآمد ہو یا نکمی ہو پسند آنا چاہئے، بے سوچے سمجھے اس کو خرید لیتی ہیں اور کہتی ہیں کہ گھر میں رکھی ہوئی چیز کام آ ہی جاتی ہے اور یہ شعبہ

کفران کا اس لئے ہے کہ اضاعت مال شوہر کا ہے خود اپنے مال کی اضاعت بھی کفران ہے جیسا ارشاد ہے:

اِنَّ الْمُبَذِّرِیْنَ کَانُوْٓا اِخْوَانَ الشَّیٰطِیْنِ وَ کَانَ الشَّیْطٰنُ لِرَبِّهٖ کَفُوْرًا۔

''بے شک بے موقع اڑانے والے شیطان کے بھائی ہیں اور شیطان اپنے پروردگار کا بڑا ناشکرا ہے''۔

اور جب کہ مال بھی دوسرے کا ہو تو کفران حق کے ساتھ کفران شوہر بھی ہے، مومن کا قلب تو زیادہ بکھیڑے سے گھبرانا چاہئے گو کہ اسراف بھی نہ ہو اور بے ضرورت کوئی شئے خریدنا تو صریح اسراف میں داخل ہے۔ حدیث میں ہے:

نھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم: ''عَنْ اِضَاعَةِ الْمَالِ''

''یعنی منع فرمایا حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے مال کے ضائع کرنے سے''

آج کل گھروں میں اور خصوصاً بڑے گھروں میں نہایت اسراف ہوتا ہے، برتن ایسے خریدے جاتے ہیں جو قیمت میں تو بہت زیادہ، لیکن مضبوط خاک بھی نہیں ذرا ٹھیس لگ جاوے تو چار ٹکڑے اور پھر حاجت سے بھی زائد۔ بعض گھروں میں اس کثرت سے شیشہ وچینی وغیرہ کے برتن ہوتے ہیں کہ عمر بھر بھی ان کے استعمال کی نوبت نہیں آتی۔ علی ہذا کپڑوں میں بھی بہت اسراف ہے کہ سو دوسو روپے گز کا کپڑا بہت باریک جو کہ علاوہ ممنوع ہونے کے کسی کام کا نہیں وہ پہنتی ہیں اور اگر کہیں سے نکل گیا تو کسی کام کا نہیں اور موٹا کپڑا اگر پرانا ہو جاتا ہے تو کسی غریب ہی کے کام آ جاتا ہے یہ تمام مصیبت اس کی ہے کہ عورتیں اس کی کوشش کرتی ہیں کہ میرا جوڑا ایسا ہو کہ ایسا کسی کے پاس نہ ہو اپنی حیثیت کو نہیں دیکھتیں، ظروف و لباس اور مکان ہر شئے میں شان نمود تفاخر ریا کوٹ کوٹ کر بھرے ہیں۔ یہ حال تو

روزمرہ کے برتاؤ کا ہے اور اگر کہیں کوئی تقریب پیش آ جاوے تو پھر کیا ٹھکانا ہے۔ تمام رسوم پوری کی جاویں گی جن میں سراسر نمود ہی نمود ہے۔

بعض عورتیں فخر کرتی ہیں کہ ہم نے رسوم سب چھوڑ دیں مگر رسمیں دو قسم کی ہیں ایک تو شرک و بدعت کی رسمیں مثلاً چٹائی پر بھوکا بٹھانا، اس کی گود میں بچہ دینا کہ اس سے شگون لیتے ہیں کہ اولاد ہو، تو واقعی ایسے ٹونے ٹوٹکے تو اکثر جگہ چھوٹ گئے۔ دوسری تفاخر اور نام آوری کی رسمیں سو یہ دوسری قسم متروک نہیں ہوئیں۔ بلکہ بسبب تمول کے بہ نسبت پہلے کہ کچھ بڑھ گئی ہیں پہلے زمانے میں اتنا تفاخر اور ریاء و نمود نہیں تھا کیونکہ کچھ سامان کم تھا کچھ طبائع میں سادگی تھی اب تو کھانے میں الگ تفاخر ہو گیا وہ پہلی سی سادگی ہی نہیں رہی، پلاؤ بھی ہو، کباب بھی ہوں، فیرنی، تنجن اور بریانی ہوں۔ اور کپڑے کے تکلفات کو اول بیان ہی کیا گیا ہے ایک دلہن ایک جگہ ڈیڑھ ہزار کا صرف کپڑا ہی کپڑا جہیز میں لائی تھی شاید یہ کپڑا اس کے مرنے تک بھی ختم نہ ہوا ہو اور اکثر ایسا ہوا ہے کہ دلہن مرگئی ہے اور یہ سب سامان ہزاروں روپیہ کا ضائع ہوا۔ پھر علاوہ دلہن کے تمام کپڑوں کے تمام کنبہ کے جوڑے بنائے جاتے ہیں اور بعض دفعہ ان کو پسند بھی نہیں آتے اور ان میں عیب نکالے جاتے ہیں کس قدر بے لطفی ہوتی ہے اور اس پر دعوی یہ کہ ہم نے رسمیں چھوڑ دی ہیں۔

بعض لوگ کہتے ہیں کہ جہیز کو دکھاتے تک نہیں، دیکھو ہم نے رسمیں چھوڑ دیں۔ سو جناب اس میں کیا کمال؟! اپنی بستی میں محلہ میں تو برسوں پہلے سے سامان جمع کر کر کے ایک ایک کو دکھلا چکی ہو جو مہمان آتی ہیں اس کو بھی اور جو رشتہ دار آتی ہے اس کو بھی ایک ایک چیز دکھلائی جاتی ہے اور خود سامان آنے میں جو شہرت ہوتی ہے وہ الگ...... آج دہلی سے کپڑا آ رہا ہے اور مراد آباد گئے تھے وہاں سے

برتن لائے ہیں اوراس کے بعد وہ دولہا کے گھر جا کر کھلتا ہے اور عام طور پر دکھایا جاتا ہے اوراسی واسطے لڑکی کے ہمراہ بھیجا جاتا ہے تو یہ قصداً اعلان نہیں ہے تو کیا ہے؟ ہاں اگر ہمراہ نہ کیا جاتا تو عقل کے بھی موافق تھا کیونکہ یہ سب سامان لڑکی ہی کو دیا جاتا ہے اوراس وقت وہ قبضہ نہیں کرتی اور نہ اس کو خبر ہوتی ہے اس کو دینا تو یہ ہے کہ سردست اپنے گھر رکھو جب وہ اپنے گھر آوے اس وقت وہ تمام سامان اس کے سامنے رکھواور کہو کہ یہ سب چیز تمہاری ہے تمہارا جب جی چاہے لے جانا بلکہ مصلحت یہ ہے کہ وہ اب نہ لے جاوے کیونکہ اس وقت تو اس کو کوئی ضرورت نہیں ہے کسی وقت جب ضرورت ہوگی لے جائیں گے اور موافق عقل ہونے کے ساتھ اس میں ریاء بھی نہ ہوئی اس وقت یہ دعوی ترک رسم کا صحیح ہوتا مگر چونکہ اس میں کوئی تفاخراور دکھاوانہیں ہے اس لئے ایسا کوئی بھی نہیں کرتا۔

چالاکی وہوشیاری کا مرض

تیسرا اشراذہاب لب رجل حازم یعنی بڑے ہوشیار مرد کی عقل کو سلب کر لینا۔ چنانچہ دیکھا جاتا ہے کہ یہ ایسی اتار چڑھاؤ کی باتیں کرتی ہیں کہ اچھے خاصے عاقل بے عقل ہو جاتے ہیں ان کے لہجہ میں خلقۃً ایسا اثر رکھا گیا ہے کہ خواہ مخواہ مرد اس سے متاثر ہوتے ہیں اوراس کی وجہ یہ نہیں ہے کہ یہ عقل میں مردوں سے زیادہ ہیں بلکہ وجہ اس کی یہ ہے کہ مکراور چالاکی ان میں مردوں سے زیادہ ہوتی ہے عقل اور شئے ہے اور مکراور چالاکی دوسری شئے ہے۔ شیطان میں مکراور چالاکی تھی عقل نہ تھی اسی واسطے دھوکہ کھایا جب کہ حکم ہوا کہ آدم علیہ السلام کو سجدہ کرو تو سجدہ نہ کیا اور خَلَقْتَنِی مِنْ نَارٍ وَ خَلَقْتَه مِنْ طِیْنٍ ' (مجھ کو تو نے آگ سے بنایا ہے اوراس کو تو نے خاک سے پیدا کیا ہے۔) کہہ گزرا اور یہ نہ سوچا کہ جب

حق تعالیٰ نے سجدہ کا حکم فرمایا ہے تو ضرور اس میں کوئی مصلحت ہوگی اور مصلحت و حکمت تو بہت ہی ظاہر تھی، چنانچہ فرمایا ہے:

"اِنِّیْ جَاعِلٌ فِی الْاَرْضِ خَلِیْفَةً".

یعنی میں زمین میں ایک خلیفہ بنانے والا ہوں اور قاعدہ ہے کہ جب کوئی جانشین تخت سلطنت پر بیٹھتا ہے تو اس کو نذریں گزاری جاتی ہیں جو معاملہ منیب کے ساتھ کیا جاتا تھا وہ اب نائب کے ساتھ کیا جاتا ہے اس لئے یہاں بھی حکم ہوا کہ ہم کو جس طرح سجدہ کرتے تھے اسی طرح آدم علیہ السلام کو کرو اس لئے کہ ہمارا خلیفہ ہے۔

ہاں یہ فرق ضرور ہے کہ آدم علیہ السلام کو جو سجدہ کیا گیا وہ سجدہ تحیت تھا اور حق تعالیٰ کو سجدہ کرنا سجدہ عبادت ہے تو اتنی موٹی بات میں اس نے غلطی کی اس سے معلوم ہوگیا کہ اس میں عقل نہ تھی ہاں چالاکی اور مکر میں بے شک بے مثل ہے۔

اس پر ایک میاں جی کی حکایت یاد آئی کہ ان کے پاس کہیں سے بتاشے آئے انہوں نے ایک مٹی کے بدھنے (لوٹے) میں آٹا لگا کر بند کر کے رکھ دیئے تاکہ کوئی لڑکا نہ کھا جاوے، لڑکوں نے آپس میں مشورہ کیا کہ کوئی تدبیر ایسی ہونا چاہئے کہ بدھنے کا منہ بھی نہ کھلے تاکہ راز ظاہر نہ ہو اور بتاشے بھی وصول ہو جاویں، سوچتے سوچتے ایک تدبیر نکالی کہ پانی لا کر ٹونٹی کی راہ سے اس میں بھرا اور شربت گھول کر پی گئے تو یہاں یہ نہ کہا جاوے گا کہ یہ لڑکے بڑے عاقل تھے بلکہ کہا جاوے گا کہ بڑے شریر اور چالاک و مکار تھے کیونکہ عقل کا مقتضا تو اپنے استاد کی خدمت واطاعت ہے نہ کہ ضرر رسانی کیونکہ عقل کے معنی لغت میں بستن کے ہیں عقل وہی ہے جو کہ مضرت سے بند رکھے، روکے، بندر بہت عجیب عجیب کام کرتے ہیں مگر اس سے بندر کو عاقل نہ کہا جاوے گا بلکہ مکار کہیں گے۔

غرض عقل اور شئے ہے اور چالاکی اور مکر اور چیز ہے عقل محمود ہے اور اس کا نہ ہونا مذموم اور چالاکی مذموم ہے اور اس کا نہ ہونا محمود۔ چنانچہ شریعت میں یہ بھی محمود نہیں ہے کہ اوروں کو ضرر پہنچائے کہ مکر ہے اسی طرح یہ بھی کمال نہیں کہ اپنے کو مضرت سے نہ بچائے کہ کم عقلی ہے حدیث شریف میں ہے:

"لَا يُلْدَغُ الْمُؤْمِنُ مِنْ جُحْرٍ وَاحِدٍ مَرَّتَيْنِ"

"یعنی مومن ایک سوراخ سے دو مرتبہ نہیں ڈنسا جاتا ہے"۔

مطلب یہ ہے کہ اگر مومن کو کسی جگہ سے ضرر پہنچے تو اس کی شان یہ نہیں کہ پھر وہاں جاوے یا کسی آدمی سے تکلیف ونقصان پہنچا تو یہ مناسب نہیں ہے کہ پھر اس سے معاملہ کرلے اس سے معلوم ہوا کہ مومن کے لئے اتنی بیدار مغزی کمال کی بات ہے کہ اپنے کو مضرت سے بچائے اسی واسطے دین کو نفع ہمیشہ عقلاء ہی سے ہوا ہے انبیاء اور مقتدائے دین جس قدر ہوئے ہیں سب بڑے عاقل تھے کسی نبی کی ایسی حکایت نہ سنی ہوگی کہ وہ بھولے ہوں ان کو کچھ خبر نہ ہو۔ ہاں چالاک و مکار نہ تھے عاقل ہوشیار حکیم تھے اور یہی تو وہ شئے ہے کہ جس کی بناء پر خلیفۃ اللہ بنایا گیا ہے۔

غرضیکہ عورتوں میں چالاکی اور مکر ہے عقل نہیں اس چالاکی اور مکر کی وجہ سے عاقل کی عقل کو سلب کرلیتی ہیں چنانچہ تنہائی میں ایسی باتیں کرتیں ہیں جس سے شوہر کا دل اپنی طرف ہو جاوے اور سب سے چھوٹ جاوے بیاہ کے بعد گھر آتے ہی سب سے اول کوشش ان کی یہ ہوتی ہے کہ شوہر ماں باپ سے چھوٹ جائے۔

بڑے ظلم کی بات ہے کہ جس ماں نے مشقتیں اٹھا کر اس کو پالا، اپنا خون

جگر پلایا، خود تکلیف میں رہی اس کو آرام سے رکھا اس کے تمام ناز برداشت کئے اور جس باپ نے دھوپیں کھائیں اور اولاد کے لئے گھر چھوڑا محنت کر کے ان کو پالا آج ان کی خدمات کا یہ صلہ دیا جاتا ہے کہ ان سے چھڑایا جاتا ہے، انا للہ وانا الیہ راجعون، پھر اگر یہ منتر ان کا چل گیا تو اس پر بھی اکتفا نہیں، کہتی ہیں کہ تم تو الگ ہو گئے مگر تمہاری کمائی تو ان کے پاس جا رہی ہے کبھی ماں کو جوتا لا دیا کبھی کچھ نقد دے دیا غرض کوشش کر کے اس میں بھی کامیاب ہوتی ہیں پھر اس پر صبر نہیں آتا اس کے بھائی سے بہن سے اور اگر پہلی زوجہ سے اولاد ہو اس سے چھڑاتی ہیں غرض شب و روز اسی فکر میں گزرتا ہے اور یہی رات دن سعی ہوتی ہے کہ سوائے میرے اور میری اولاد کے کوئی نہ ہو اور انہیں کی بدولت بہت سے گھروں میں بلکہ بہت سے خاندانوں میں نا اتفاقی ہو جاتی ہے مردوں میں یہ بے احتیاطی ہے کہ ان کی باتیں سنتے ہیں اور اس پر عمل کرتے ہیں اور خود اس کفران اور اذہاب کی وجہ دو ہیں اول تو ان کو زوج کی مساواۃ کا زعم ہوتا ہے کہ ہم اس سے کیا کچھ کم ہیں چنانچہ یہاں تک کوشش ہوتی ہے کہ مناظرہ میں بھی ہم غالب رہیں جو بات شوہر کہتا ہے اس کا جواب ان کے پاس تیار رہتا ہے کوئی بات بے جواب نہ چھوڑیں گی خواہ ناگوار ہو یا گوارا ہو، خواہ معقول ہو یا نامعقول ہو اور کفران کے آثار اکثر اس دعوائے مساواۃ سے پیدا ہوتے ہیں۔

حقوق زوجین

اب میں ان حضرات کی طرف متوجہ ہوتا ہوں جو مساواۃ حقوق زوجین کی کوشش کرتے ہیں ان سے التماس ہے کہ آپ حضرات جو اس سعی میں ہیں کہ رجال و نساء میں مساواۃ ہو جاوے تو قطع نظر سب جوابوں کے کہتا ہوں کہ اگر

آپ ہی کی بیگم صاحبہ آپ سے مساواۃ کا دعوی کرے اور مقابلہ میں آخر جواب و سوال کرے تو سچ کہنا کہ آپ ناخوش نہ ہوں گے؟ ضرور ہوں گے ہر شخص یہی چاہتا ہے کہ میرے اہل وعیال میرے تابع ہو کر رہیں اور خصوصا جنٹل مین حضرات کہ مساواۃ تو کیا رکھتے معمولی حقوق بھی بیویوں کے ضائع کرتے ہیں، بیبیو! تم مردوں کے برابر کیسے ہوسکتی ہو؟ تم ہر طرح اور ہر امر میں پیچھے رکھی گئی ہو دیکھو تمہاری امامت جائز نہیں، میراث شہادت امارت ولایت وغیرہ میں ہر طرح مردوں سے پیچھے ہو پھر بھی تم آگے بڑھنا چاہتی ہو، امام صاحب کا قول ہے کہ اگر صف میں مرد کے برابر عورت کھڑی ہو جاوے تو نماز فاسد ہو جاوے گی، جب عبادات میں مساواۃ نہیں ہے جس میں زیادہ ہمت زیادہ عقل کی بھی ضرورت نہیں تو معاملات میں کہ جن میں بہت سے ان امور کی ضرورت ہے جو خاص مردوں میں پائے جاتے ہیں کیسے برابر ہوسکتی ہو۔

اور تم تو برابری کا دعوی کرنا چاہتی ہو حالانکہ تمہارا مرتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اس لئے کہ حدیث شریف میں آیا ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی غیر کو سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کرے اور یہ نہیں فرمایا کہ لونڈی کو حکم دیتا کہ وہ اپنے مولی کو سجدہ کرے۔ معلوم ہوا کہ تمہارا مرتبہ لونڈی سے بھی کم ہے اور شوہر کا مرتبہ مالک سے بھی زیادہ ہے مگر تمہاری یہ حالت ہے کہ خاوند سے دبنا نفس کے خلاف ہونے کی وجہ سے عار سمجھا جاتا ہے تم ان احکام کو دین ہی نہیں سمجھتیں بڑا شوق دین کا ہوگا تو وظائف اور سبحان اللہ اور الحمد اللہ کی بہت تسبیح پڑھ ڈالیں گی میں کہتا ہوں کہ وظائف کا مرتبہ تو ان سب سے پیچھے ہے، بڑی فضیلت اسی میں ہے جس میں نفس کا خلاف ہو اور ان وظائف کا اجزاء دین میں سے اکثر نے انتخاب کیا ہے اس کے اندر نفس کا ایک مخفی کید ہے وہ

یہ ہے کہ عام لوگوں میں اس کی وجہ سے تعظیم وتکریم بہت ہوتی ہے اور عام لوگ بزرگ سمجھنے لگتے ہیں اس لئے اس میں نفس خوش ہوتا ہے اور خاوند کی حرمۃ اور تعظیم اور اطاعت نفس کے خلاف ہے اس لئے اس سے اعراض ہے، غرضیکہ ایک وجہ خرابی کی تو زعم مساواۃ ہے۔

حقیقت حسد نسواں

دوسری وجہ حسد ہے، یہ مرض بھی عورتوں میں بہت ہے ذرا ذرا سی شئے پر ان کو حسد ہوتا ہے مثلاً اسی پر حسد ہوتا ہے کہ ماں باپ کو یہ چیزیں کیوں دیتا ہے اگر ماں باپ نہ ہوتے تو یہ شئے ہمارے پاس رہتی لیکن اے عورتو! میں تمہاری اس امر میں تعریف کرتا ہوں کہ تمہارا ایمان تقدیر پر بنسبت مردوں کے زیادہ ہے مردوں کو صدہا وسوسے پیش آتے ہیں، علماء سے الجھتے ہیں لیکن تم کو اس میں شک و شبہ بھی نہیں ہوتا مگر معلوم نہیں کہ یہ تمہارا تقدیر پر ایمان لانا اس موقع پر کہاں گیا، خوب سمجھ لو کہ جس قدر تقدیر میں ہے وہ تم کو مل کر رہے گا۔ پھر حسد اور جلن کس لئے کرتی ہو؟ اور یہی حسد ہے جس کی وجہ سے سوت سے ہمیشہ ان کی لڑائی رہتی ہے لیکن کوئی عورت اس کا اقرار ہرگز نہ کرے گی کہ مجھ کو حسد ہے بلکہ مختلف پیراؤں میں یہ جلن نکالتی ہے کبھی کہتی ہیں کہ فلانی میں یہ عیب ہیں فلانی باہر کی ہے یا شرافت میں میرے برابر نہیں ہوسکتی۔

دعویٰ شرافت

ہمارے قصبات میں بالخصوص دعوی شرافت کا ایسا مرض ہے کہ باہر کی عورت یا مرد کیسا ہی شریف ہو مگر اپنی شرافت کے گھمنڈ میں کسی کو منہ نہیں لگاتے اور مجھ کو تو اسی میں شبہ ہے کہ جو شریف کہلاتے ہیں آیا واقع میں ایسے ہی ہیں یا

نہیں کیونکہ یہ عجیب بات ہے کہ جس قدر شیوخ ہیں کوئی تو اپنے کو صدیقی کہتا ہے
کوئی فاروقی کوئی علوی کوئی عثمانی کوئی انصاری کیا ان چار پانچ صحابہ کے سوا نعوذ
باللہ اور صحابہ منقطع النسل تھے کوئی اپنے کو یہ نہیں کہتا کہ حضرت بلال بن رباحؓ کی
اولاد میں ہوں یا حضرت مقداد بن الاسودؓ کی اولاد میں ہوں سب ان چار پانچ
حضرات ہی کی طرف نسبت کرتے ہیں، شبہ ہوتا ہے کہ یہ سب تراشیدہ یاراں ہیں
مشاہیر اور جلیل القدر صحابہ کو لے کر ان کی طرف نسبت کرنے لگے جن کے پاس
نسب نامہ محفوظ نہیں ظاہر ہے کہ ان کا بیان تو زبانی ہی قصہ ہے اور جن کے پاس
نسب نامہ ہے اس میں بھی اوپر سے اشتباہ ہے کوئی تحقیقی بات نہیں ہے چنانچہ ہم
لوگ تھانہ بھون کے فاروقی مشہور ہیں، مگر تاریخ سے اس میں شبہ پڑتا ہے اس لئے
کہ ابراہیم بن ادہمؒ اس سلسلہ نسب میں موجود ہیں اور ان میں اختلاف ہے کوئی ان
کو فاروقی لکھتا ہے کوئی عجلی کوئی تمیمی کوئی سید زیدی لکھتا ہے پھر ہمارا کیا منہ ہے کہ
ہم کہیں کہ فلانی نیچ قوم کی ہے خوب یاد رکھو قیامت کے دن صرف یہ پوچھا جائے گا:
ما ذا اکتسبت؟ یعنی تو نے کیا کمایا؟ یہ نہ پوچھا جائے گا **بمن انتسبت؟** یعنی
کس کی طرف منسوب تھا؟ اور جس قدر اقوام ہیں سب کے مرجع اور منتہا یقینی طور
پر آدم علیہ السلام ہی ہیں مگر معلوم نہیں ان کی طرف اپنی نسبت کیوں نہیں کرتے اگر
جواب میں کہا جاوے کہ وہ بعید ہیں اور نسب میں قریب کا اعتبار ہے تو میں کہتا ہوں
کہ اگر قریب کا اعتبار ہے تو ایک شئے نہایت قریب بتاتا ہوں اس کی طرف نسبت
کر وہ کیا ہے ایک آب ناپاک، ایک بزرگ کے سامنے سے ایک شخص نہایت فخر
اور تکبر سے اکڑتا ہوا نکلا اس بزرگ نے اس کو نصیحت کی کہ بھائی اترا ومت اس
نے کہا کہ تم مجھ کو نہیں جانتے میں کون ہوں؟ فرمایا ہاں جانتا ہوں: **اَوَّلُکَ نُطْفَةٌ
قَذِرَ ةٌ وَ اٰخِرُکَ جِیْفَةٌ قَذِرَةٌ وَّاَنْتَ بَیْنَ ذٰلِکَ تَحْمِلُ الْعَذِرَةَ.**

(یعنی تیری ابتدائی خلقت ایک ناپاک پانی سے اور تیرا انجام ایک مردار بدبودار (لاشہ بننا) ہے اور تو ان دونوں حالات کے درمیان گندگی کو اٹھائے پھرنے والا ہے۔)

اور اس سے یہ نہ سمجھا جاوے کہ شرف نسب کوئی چیز نہیں آخرت میں تو واقعی نسب کوئی چیز نہیں ہے عمل ہی کام آنے والا ہے لیکن دنیا میں بھی وہ بے کار نہیں ہے شریعت نے خود اس کا اعتبار کیا ہے اگر نسب کوئی شئے نہ ہوتی تو غیر کفو میں نکاح کرنے سے منع نہ کیا جاتا اور یہ قانون مقرر نہ ہوتا ''الائمۃ من قریش'' ان احکام سے معلوم ہوتا ہے کہ شرع نے بھی شرفاء میں ضرور تفاوت رکھا ہے اور یہ تفاوت مصالح تمدنیہ کی حفاظت کے لئے ہے اگر سب کے سب اس میں یکساں ہوتے تو تمدن ہرگز محفوظ نہ رہ سکتا نہ کوئی کام چل سکتا مثلاً اگر کوئی گھر بنانے کے لئے کسی کو کہتا تو وہ کہتا کہ تم ہی ہمارا گھر تعمیر کر دو، نائی سے خط بنانے کو کہتا وہ کہتا کہ تو ہی میرا خط بنا دے اور، دھوبی کپڑے نہ دھوتا غرض سخت مصیبت ہوتی اگر بڑھئی کی ضرورت ہوتی تو وہ نہ ملتا اگر نوکر کی ضرورت ہوتی نوکر نہ ملتا یہ ادنی اعلی کا تفاوت ہی ہے جس سے لوگوں کے کام چل رہے ہیں چنانچہ الائمۃ من قریش میں بھی ایک انتظامی مصلحت ہے قدرتی طور سے اللہ تعالی نے قریش کو فضیلت دی ہے تو جب ائمہ اور امراء ان میں سے ہوں گے تو اوروں کو ان کے اتباع سے عار نہ ہوگا اور ان کو دوسرے کے اتباع سے عار ہوتا اور جنگ وجدال کی صورت قائم ہوتی اور نیز یہ قاعدہ ہے کہ آدمی اپنے خاندانی رشتے کی بہت حفاظت کیا کرتا ہے تو اگر قریشی امام ہوگا تو دین کی حفاظت دو وجہ سے کرے گا ایک اس وجہ سے کہ دین ان کے گھر کا ہے، دوسرے مذہبی تعلق سے۔

پس معلوم ہوا کہ نسب میں مصالح تمدنیہ ودیعت ہیں اس لئے وہ بے کار نہیں مگر غیر شرفاء میں دوسرے طور پر تکبر پایا جاتا ہے کہ اپنے کو شرفاء کے برابر

سمجھتے ہیں اور اپنے میں اور ان میں کچھ فرق نہیں جانتے یہ بھی زیادتی ہے جو فرق اللہ تعالیٰ نے رکھ دیا ہے اس کو کون مٹا سکتا ہے غرض یہ کہ تفاخر اور کبر بھی برا ہے جیسا کہ مدعیان شرافت خصوصاً عورتوں میں ہے اور فرق مراتب نہ رکھنا بھی ناپسندیدہ ہے جیسا کہ دوسری قوموں نے اختیار کیا ہے۔

ضرورت اخلاق

میں اس کو بیان کر رہا تھا کہ ہماری عورتوں کے اخلاق نہایت خراب ہیں ان کو اپنی اصلاح کرانا نہایت ضروری ہے اور یاد رکھو بغیر اخلاق کے درست ہوئے عبادت اور وظیفہ کچھ کارآمد نہیں، حدیث میں ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے عرض کیا گیا کہ یا رسول اللہ فلانی عورت بہت عبادت کرتی ہے راتوں کو جاگتی ہے لیکن اپنے ہمسایوں کو ستاتی ہے فرمایا: ھی فی النار ۔ اور ایک دوسری عورت کی نسبت عرض کیا گیا کہ وہ عبادت نہیں کرتی مگر ہمسایوں سے حسن سلوک کرتی ہے فرمایا: ھی فی الجنۃ ۔

مگر ہماری عورتوں کا سرمایۂ بزرگی آج کل تسبیح اور وظیفہ پڑھنا رہ گیا، اخلاق کی طرف کوئی توجہ نہیں حالانکہ اگر دین کا ایک بھی جز کم ہوگا تو دین ناتمام ہوگا مگر آج کل لوگوں نے جیسے اور چیزوں کا ست نکالا ہے اسی طرح دین کا بھی ست نکال لیا ہے بعض نے تو نماز روزہ ہی کو دین سمجھ لیا ہے معاملات اخلاق وغیرہ کو چھوڑ دیا ہے اور بعضوں نے صرف اخلاق کو لے لیا اور عبادات وعقائد کو چھوڑ دیا، اگرچہ ان مدعیان اخلاق کے اخلاق بھی درست نہیں ہیں لیکن اگر ہوتے بھی تو بے کار تھے ایک جماعت وہ ہے کہ ان کے عقائد واعمال ومعاملات اچھے ہیں مگر سمجھتے ہیں کہ ہم خوش عقیدہ ہیں اور اس پر تفاخر کرتے ہیں اور دوسروں کی تحقیر کرتے ہیں تو ان میں اخلاق کی کمی ہے اسی طرح ہماری عورتوں نے عقائد اور وظائف ونماز کو

لے لیا مگر اخلاق کو چھوڑ دیا صبح سے شام تک غیبت وحسد، لعن طعن، کبر میں مبتلا ہیں اور اس پر یہ سمجھتی ہیں کہ ہم بڑے بزرگ ہیں تو بزرگی صرف یہ نہیں ہے، اسی طرح مردوں کو بھی کہا جاتا ہے کہ اخلاق کی ان میں بھی کمی ہے وہ بھی اصلاح کریں بلکہ اخلاق کا بعض حیثیات سے اعمال سے بھی زیادہ اہتمام ہونا چاہئے اس لئے کہ اگر اعمال میں کمی ہوگی تو اس کا ضرر اپنی ذات ہی تک محدود رہے گا اور اخلاق اگر خراب ہوئے تو اس کا ضرر دوسروں کو پہنچے گا یہ حق العبد ہے افسوس ترک صلوۃ اور دیگر کبائر کو تو گناہ سمجھا جاتا ہے اور غیبت اور حسد وطمع کو زیور، اپنی سوت سے لڑنا وغیرہ کو گناہ نہیں سمجھتیں۔

خلاصہ تمام تر وعظ کا یہ ہوا کہ اس حدیث میں تین شر بیان فرمائے گئے ہیں اور یہ تین شر ایسے ہیں کہ تمام شرور کا تعلق ان ہی تین سے ہے بعض شرور ان سے پیدا ہوتے ہیں اور بعض شرور سے یہ پیدا ہوتے ہیں مثلاً کفران عشیر کا منشاء حرص وطمع ہے، اکثار لعن سے غیبت نمائی وغیرہ ہوتی ہے۔

اذھاب لب رجل حازم سے نااتفاقی، جنگ وجدال، آپس کی خانہ جنگیاں وغیرہ، اسی طرح غور کرنے سے سب کا تعلق معلوم ہوسکتا ہے پس یہ تینوں واجب الاصلاح ٹھہرے اب طریقۂ اصلاح مرکب ہے علم وعمل سے اور علم یہی نہیں ہے کہ ترجمہ قرآن شریف پڑھ لیا تفسیر سورہ یوسف پڑھ لی یا نور نامہ وفات نامہ پڑھ لیا بلکہ کتاب وہ پڑھو جس میں تمہارے امراض کا بیان ہے یہ تو علم ہوا۔

طریق اصلاح نسواں

اور عمل ایک تو یہ کہ اول تو زبان کو روک لو، تمہاری زبان بہت چلتی ہے تم کو کوئی برا کہے یا بھلا تم ہرگز مت بولو اس سے کفران عشیر، اذہاب لب رجل حازم، اکثار لعن وحسد وغیبت وغیرہ جاتے رہیں گے اور جب زبان روک لی جاوے گی تو

ان امراض کے مبانی بھی قلب سے جاتے رہیں گے کیونکہ جب اس قوۃ سے کام ہی نہ لیا جاوے گا تو امراض کے مناشی بھی ضعیف اور مضمحل ہو جاویں گے اور دوسرے یہ کہ ایک وقت مقرر کر کے یہ سوچا کرو کہ دنیا کیا چیز ہے اور یہ دنیا چھوٹنے والی ہے اور موت کا اور موت کے بعد جو امور پیش آنے والے ہیں جیسے قبر اور منکر نکیر کا سوال اور اس کے بعد قبر سے اٹھنا اور حساب و کتاب اور پل صراط کا چلنا سب کو بالتفصیل روزانہ سوچا کرو اس سے حب جاہ، مال، تکبر، حرص اور اس کے فروع غیبت حسد وغیرہ سب امراض جاتے رہیں گے غرض حاصل معالجہ کا دو جز ہوئے ایک علمی دوسرا عملی، علمی کا حاصل یہ ہے کہ قرآن کے بعد ایسی کتابیں پڑھو جس میں احکام فقہیہ کے ساتھ امراض قلب مثلاً حسد تکبر وغیرہ کا بھی بیان ہو، کم سے کم بہشتی زیور ہی کے دس حصے پڑھ لو، اور عملی جز کا حاصل دو چیزیں ہیں کف لسان اور مراقبۂ موت لیکن طوطے کی طرح بہشتی زیور کے الفاظ خود پڑھ لینے سے کچھ فائدہ نہ ہوگا بلکہ یہ ضروری ہے کہ کسی عالم سے سبقاً سبقاً پڑھ لو جب کہ گھر میں عالم ہو ورنہ گھر کے مردوں سے درخواست کرو کہ وہ کسی عالم سے پڑھ کر تم کو پڑھا دیا کریں مگر پڑھ کر بند کر کے مت رکھ دینا بلکہ ایک وقت مقرر کر کے ہمیشہ اس کو خود بھی پڑھتی رہنا اوروں کو بھی سناتی رہنا میں وعدہ کرتا ہوں کہ اس طریقہ سے انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جاوے گی اور یہاں اس سے زیادہ بیان کرنے کی اس لئے ضرورت نہیں کہ ماشاء اللہ یہاں کی عورتیں خود سمجھ دار ہیں اور اصل الاصل ان تمام ترخرابیوں کا ایک ہی امر ہے اس کا اگر ازالہ ہو جاوے تو سب امور کی اصلاح ہو جاوے وہ یہ کہ آج کل بے فکری ہو گئی اگر ہر امر میں دین کا خیال رکھا جاوے کہ یہ امر جو ہم کرتے ہیں آیا دین کے موافق ہے یا نہیں تو انشاء اللہ چند روز میں اصلاح ہو جاوے گی اب دعا کرنا چاہئے کہ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرماوے............آمین آمین آمین۔

نصیحت (۳)

گھر میں ایمانی ماحول

(گھر کو مقام ذکر اللہ بنائیے)

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "مثل البیت الذی یذکر اللّٰہ فیہ والبیت الذی لا یذکر اللّٰہ فیہ مثل الحی والمیت"۔ (مسلم شریف عن ابی موسی ۱/۵۳۹)

ترجمہ: جس گھر میں اللہ کا ذکر ہوتا ہو اور جس گھر میں اللہ کا ذکر نہ ہوتا ہو دونوں کی مثال زندہ اور مردہ کی سی ہے۔

چنانچہ ضروری ہے کہ گھر کو تمام اقسام کے اذکار کی جگہ بنادیا جائے، چاہے وہ ذکر بالقلب ہو، یا ذکر باللسان ہو، یا اہتمام نماز، یا تلاوت قرآن ہو، یا کسی شرعی علم کا تذکرہ اور اس کی مختلف کتابوں کا پڑھنا ہو، اس دور میں مسلمانوں کے کتنے ہی گھر ایسے ہیں جو ذکر اللہ سے خالی ہونے کی وجہ سے مردہ ہیں جیسا کہ حدیث شریف میں آیا ہے، پھر بھلا ان گھروں کا کیا حال ہوگا جن میں میوزک، گانے جیسے شیطانی راگ اور غیبت، بہتان اور چغلی وغیرہ کا تذکرہ ہوتا رہتا ہو؟

اور ان گھروں کا کیا حال ہوتا ہوگا جو کہ معصیتوں اور منکرات سے بھرے پڑے ہوں مثلاً ناجائز اختلاط، غیر محرم اقرباء یا ان پڑوسیوں کے مابین بے پردگی جو کہ گھر میں آتے جاتے ہوں؟

ملائکہ اس گھر میں کیسے آسکتے ہیں جس کا یہ حال ہو؟ لہذا آپ (اللہ آپ پر رحم کرے) مختلف قسم کے اذکار کے ذریعے اپنے مردہ گھر کو زندہ کیجئے۔

ذکر اللہ سے مراد صرف تسبیحات کا اہتمام ہی نہیں بلکہ قرآن کی تلاوت نوافل کا اہتمام اور دینی کتب کا مذاکرہ، پڑھنا یا پڑھانا، مراقبہ اور دیگر عبادات بھی شامل ہیں، ذکر اللہ کے حوالے سے قرآن وحدیث میں بے شمار ارشادات ہیں، ہم ان میں سے چند ایک کے تذکرے پر اکتفا کریں گے۔

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالذَّاكِرِيْنَ اللّٰهَ كَثِيْراً وَالذّٰكِرَاتِ اَعَدَّ اللّٰهُ لَهُمْ مَغْفِرَةً وَاَجْراً عَظِيْماً"۔ (سورہ احزاب رکوع :۵)

ترجمہ: (نیک صفات مومن مردوں اور عورتوں کے ساتھ ساتھ) اللہ تعالیٰ کو کثرت سے یاد کرنے والے مردوں اور عورتوں کے لئے اللہ نے مغفرت اور اجر عظیم تیار رکھا ہے۔ایک اور جگہ ارشاد ہے:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوا اذْكُرُوا اللّٰهَ ذِكْراً كَثِيْراً وَسَبِّحُوهُ بُكْرَةً وَّاَصِيْلاً"۔(سورہ احزاب رکوع :٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اللہ کا خوب کثرت سے ذکر کیا کرو اور صبح وشام اس کی تسبیح کرتے رہو۔ایک اور مقام پر ارشاد باری تعالیٰ ہے:

"اَلَّذِيْنَ آمَنُوا وَتَطْمَئِنُّ قُلُوبُهُمْ بِذِكْرِ اللّٰهِ اَلَا بِذِكْرِ اللّٰهِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوبُ"۔ (سورہ رعد رکوع ٤)

ترجمہ: جو لوگ اللہ پر ایمان لائے ان کے دلوں کو اللہ کے ذکر سے سکون ملتا ہے، اور خوب سمجھ لو کہ اللہ کے ذکر (میں ایسی خاصیت ہے کہ اسی) سے دلوں کو (حقیقی) اطمینان ملتا ہے۔

ایک حدیث شریف میں ہے حضرت معاذ بن جبل رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "ما عمل آدمی

عملا أنجی له من عذاب القبر من ذکر اللّٰه "۔ (مسند احمد)

ترجمہ: عذاب قبر سے نجات دینے والا کسی آدمی کا کوئی عمل اللہ کے ذکر سے بڑھ کر نہیں ہے۔

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" من عجز منکم عن اللیل أن یکابده وبخل بالمال أن ینفقه وجبن عن العدو أن یجاهده فلیکثر ذکر اللّٰه "۔(طبرانی والبیهقی)

ترجمہ: تم میں سے جو شخص راتوں کو محنت کرنے سے (تہجد کے اہتمام سے) عاجز ہو، اور بخل کی وجہ سے مال بھی خرچ نہ کیا جاتا ہو (یعنی نفلی صدقات) اور بزدلی کی وجہ سے جہاد میں شرکت نہ کر سکتا ہو تو اس کو چاہئے کہ اللہ کا ذکر کثرت سے کرے۔

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "أَفْضَلُ الذِّكْرِ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰه وَاَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰه "۔

(ترمذی، ابن ماجه، مشکوۃ)

ترجمہ: تمام اذکار میں افضل لا الٰہ الا اللہ ہے اور تمام دعاؤں میں افضل الحمد للہ ہے۔

ان آیات وروایات سے معلوم ہوگیا ہے کہ ذکر اللہ کی اہمیت بہت ہی زیادہ ہے، مسلمان آدمی کو ہر حال میں اللہ کو یاد کرنا چاہئے، جیسا کہ اوپر عرض کیا جاچکا ہے کہ مختلف اوقات کی مسنون دعائیں بھی اللہ کا ذکر ہیں، اس لئے گھریلو ماحول کی رعایت سے چند ضروری دعائیں یہاں لکھی جاتی ہیں، انہیں یاد کریں اور مناسب مواقع پر پڑھا کریں، جزاکم اللہ خیرا۔

۱:- سوتے وقت یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُم بِاسْمِکَ اَمُوْتُ وَ اَحْیٰی"۔

۲:- نیند سے بیدار ہوتے وقت یہ دعا پڑھے:

" اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَحْیَانَا بَعْدَ مَا اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ "۔

۳:- صبح کے وقت یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ بِكَ اَصْبَحْنَا وبِكَ اَمْسَیْنَا وَبِكَ نَحْیٰ وَبِكَ نَمُوْتُ وَ اِلَیْكَ النُّشُوْرُ"۔

۴:- شام کے وقت یہ دعا پڑھے: "اَللّٰھُمَّ بِكَ اَمْسَیْنَا وَ بِكَ اَصْبَحْنَا وَ بِكَ نَحْیَ وَ بِكَ نَمُوْتُ وَاِلَیْكَ النُّشُوْرُ"۔

۵:- کسی کے یہاں دعوت ہو تو کھانا کھا کر یہ دعا پڑھے:

"اَللّٰھُمَّ بَارِكْ لَھُمْ فِیْمَا رَزَقْتَھُمْ وَاغْفِرْ لَھُمْ وَارْحَمْھُمْ"۔

۶:- کسی کو رخصت کرتے وقت یہ دعا پڑھیے: "اَسْتَوْدِعُ اللّٰہَ دِیْنَكُمْ وَاَمَانَتَكُمْ وَ خَوَاتِیْمَ اَعْمَالِكُمْ"۔

۷:- گھر میں داخل ہوتے وقت یہ دعا پڑھیے: "اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَسْئَلُكَ خَیْرَ الْمَوْلَجِ وَ خَیْرَ الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰہِ وَلَجْنَا"

۸:- اس کے بعد گھر میں داخل ہوتے ہوئے کہیے: "اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰہِ وَ بَرَكَاتُہ"۔

۹:- جب گھر سے نکلیں تو یہ دعا پڑھیں: "بِسْمِ اللّٰہِ خَرَجْنَا وَ عَلَی رَبِّنَا تَوَكَّلْنَا"۔ پھر گھر والوں کو سلام کریں۔

۱۰:- کھانا کھاتے وقت یہ دعا پڑھیے: "بِسمِ اللّٰہِ وَ عَلٰی بَرَكَةِ اللّٰہِ"۔

۱۱:- کھانا کھا چکیں تو یہ دعا پڑھیں: "اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِی اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ"۔

۱۲:- جب کوئی پریشانی لاحق ہو تو یہ دعا پڑھیے: یَا حَیُّ یَا قَیُّوْمُ بِرَحْمَتِكَ

اَسْتَغِیْثُ ۔

قارئین کرام!

آپ کے فائدہ کے لئے ذخیرۂ احادیث میں سے مستند ترین مگر مختصر و جامع وظائف کا ایک خوبصورت گلدستہ پیش خدمت ہے، جسے احقر کے پیر و مرشد حضرت عارف باللہ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ العالی نے مرتب فرمایا ہے ۔علاوہ ازیں دیگر مواقع کی مسنون دعاؤں کیلئے حضرت مولانا عاشق الٰہی صاحب بلندشہری رحمہ اللہ کی کتاب ''مسنون دعائیں'' پڑھیں۔

گلدستۂ وظائف

(۱) ترجمہ حدیث: حضرت عبداللہ بن خبیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے فرماتے ہیں کہ ایک رات جب کہ بارش ہورہی تھی، اور سخت اندھیرا تھا ہم رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو تلاش کرتے ہوئے نکلے پس ہم نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو پالیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''کہہ'' میں نے عرض کیا کیا کہوں فرمایا کہ:

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۔

صبح وشام تین تین مرتبہ پڑھا کر یہ تجھے ہر چیز کے لئے کافی ہوجائے گی۔ (مشکوۃ ص:۱۸۸)

سورۂ اخلاص (تین مرتبہ)

بسم اللّٰه الرحمن الرحیم ۝ قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝ لَمْ یَلِدْ وَ لَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَکُنْ لَّهٗ کُفُوًا اَحَدٌ ۝

سورۂ فلق (تین مرتبہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الفَلَق ، مِنْ شَرِّ مَا خَلَق ، وَ مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ، وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی العُقَد ، وَ مِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَo

سورۂ ناس (تین مرتبہ)

بسم اللہ الرحمن الرحیمoقُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ، مَلِكِ النَّاسِ ، اِلٰـهِ النَّاسِ ، مِنْ شَرِّ الوَسْوَاسِ الخَنَّاسِ ، اَلَّذِی یُوَسْوِسُ فِیْ صُدُوْرِ النَّاسِ ، مِنَ الجِنَّةِ وَالنَّاسِo

(۲) ترجمہ حدیث: حضرت ابوالدرداء رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ فرمایا جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کہ جو شخص صبح و شام سات مرتبہ یہ پڑھ لے تو اللہ تعالی اس کے دنیا و آخرت کے ہر غم کے لئے کافی ہو جائیں گے۔ (روح المعانی ۱۱/۵۳)

حَسْبِیَ اللّٰهُ لَآ اِلٰـهَ اِلَّا هُوَ عَلَیْهِ تَوَكَّلْتُ وَ هُوَ رَبُّ العَرْشِ العَظِیْمo

(سات مرتبہ)

ترجمہ: میرے لئے اللہ تعالی کافی ہے جس کے سوا کوئی معبود ہونے کے لائق نہیں اس پر میں نے بھروسہ کرلیا اور وہ عرش عظیم کا مالک ہے۔

(۳) ترجمہ حدیث: حضرت معقل بن یسار رضی اللہ تعالی عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص صبح کو تین مرتبہ:

اَعوذُ بِاللّٰهِ السَّمِیْعِ العَلِیْمِ مِنَ الشَّیطَانِ الرَّجِیْم۔

پڑھے پھر سورہ حشر کی آخری تین آیات ایک بار پڑھے تو اللہ تعالیٰ اس پر ستر ہزار فرشتے مقرر کردیتے ہیں جو شام تک اس کے لئے استغفار کرتے رہتے ہیں اور اگر اس دن اسے موت آگئی تو شہید مرے گا اور جو شام کو پڑھے تو اس کو بھی یہی درجہ حاصل ہوگا یعنی ستر ہزار فرشتے صبح تک اس کے لئے استغفار کرتے رہیں گے اور اگر اس رات میں مرگیا تو شہید مرے گا۔ (مشکوۃ ص:۱۸۸)

سورہ حشر کی آخری تین آیات (ایک بار)

پہلے...... اَعُوذُ بِاللّٰه السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطَانِ الرَّجِيْمِ ٥ تین مرتبہ پڑھے، پھر یہ آیات ایک مرتبہ پڑھے:

هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ عَالِمُ الْغَيْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِيْمُ ط هُوَ اللّٰهُ الَّذِی لَا اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْمَلِكُ الْقُدُّوْسُ السَّلَامُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَيْمِنُ الْعَزِيْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَكَبِّرُ ط سُبْحَانَ اللّٰهِ عَمَّا يُشْرِكُوْنَ ط هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَاءُ الْحُسْنٰى يُسَبِّحُ لَهُ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ط وَ هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ٥

(۴) ترجمہ حدیث: حضرت ابان بن عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نے اپنے والد کو کہتے سنا کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو بندہ صبح و شام تین تین بار یہ پڑھ لے گا اس کو کوئی چیز نقصان نہیں پہنچا سکتی۔ (مشکوۃ ص:۲۰۹)

بِسْمِ اللّٰهِ الَّذِی لَا يَضُرُّ مَعَ اسْمِهِ شَیْءٌ فِی الْاَرْضِ وَ لَا فِی السَّمَاءِ وَهُوَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ۔ (تین مرتبہ)

ترجمہ: اللہ کے نام سے ہم نے صبح کی (شام کی) جس کے ساتھ آسمان یا زمین میں کوئی چیز نقصان نہیں دے سکتی اور وہ سننے والا اور جاننے والا ہے۔

(۵) دعا برائے حفاظت دین و جان و اولاد و اہل و عیال و مال

بِسْمِ اللّٰهِ عَلٰى دِيْنِىْ وَ نَفْسِىْ وَ وَلَدِىْ وَاَهْلِىْ وَمَالِىْ۔
(تین بار)

ترجمہ: اللہ کے نام کی برکت ہو میرے دین اور جان پر میری اولاد اور اہل و عیال اور مال پر۔ (کنز العمال ۲/ ۶۳۶)

(۶) جنون و کوڑھ، اندھاپن اور فالج سے حفاظت کی دعا

سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ وَ بِحَمْدِهٖ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ (تین مرتبہ)

ترجمہ حدیث: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ مجھ سے رسول اللہ نے فرمایا کہ: لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ۔ کثرت سے پڑھا کرو یہ جنت کے خزانے سے ہے۔

شب معراج میں نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا گزر حضرت ابراہیم علیہ السلام پر ہوا، آپ نے فرمایا: اے محمد آپ اپنی امت کو حکم فرمادیں کہ وہ جنت کے باغوں کو بڑھالیں: لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ سے (سات مرتبہ) (مرقاۃ جلد ۵)

(۷) صلوۃ تنجینا (تین مرتبہ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مُحَمَّد وَ عَلٰى آلِ سَيِّدِنَا وَ مَوْلَانَا مَحمد صَلٰوةً تُنْجِيْنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ الْاَهْوَالِ وَالْآفَاتِ وَ تَقْضِىْ لَنَا بِهَا جَمِيْعَ الْحَاجَاتِ وَ تُطَهِّرُنَا بِهَا مِنْ جَمِيْعِ السَّيِّئَاتِ وَ تَرْفَعُنَا بِهَا عِنْدَكَ اَعْلَى الدرجَاتِ وَ تُبَلِّغُنَا بِهَا اَقْصَى الْغَايَاتِ مِنْ جَمِيْعِ الْخَيْرَاتِ فِى الْحَيٰوةِ وَ بَعْدَ الْمَمَاتِ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْر۔

اس درود شریف کی برکات بے شمار ہیں اور ہر طرح کی وباؤں اور بیماریوں سے حفاظت ہوتی ہے اور قلب کو عجیب وغریب اطمینان حاصل ہوتا ہے۔ بزرگوں کے مجربات میں سے ہے۔ (زادالسعید)

(۸) سحر سے حفاظت

سورہ یونس آیت ۸۱۔۸۲ (تین مرتبہ)

فَلَمَّا اَلْقَوْا قَالَ مُوْسٰى مَاجِئْتُمْ بِهِ السِّحْرُ ط اِنَّ اللّٰهَ سَيُبْطِلُهٗ ط اِنَّ اللّٰهَ لَا يُصْلِحُ عَمَلَ الْمُفْسِدِيْنَ ○ وَ يُحِقُّ اللّٰهُ الْحَقَّ بِكَلِمٰتِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُجْرِمُوْنَ ○ صبح وشام پڑھنے سے سحر کا اثر نہیں ہوتا اور اگر ہو تو زائل ہو جاتا ہے۔

(۹) سوءِ قضاء اور جہد البلاء سے حفاظت کی دعا

ترجمہ حدیث: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اے لوگو! پناہ مانگو سخت ابتلاء سے اور بدبختی کے پکڑ لینے سے اور ہر اس قضاء سے جو تمہارے لئے مضر ہو اور دشمنوں کے طعن وتشنیع سے (مرقات ۵/۲۲۲)

اَللّٰهُمَّ اِنِّىْ اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَهْدِ الْبَلَاءِ وَ دَرَكِ الشَّقَاءِ وَ سُوْءِ الْقَضَاءِ وَ شَمَاتَةِ الْاَعْدَاءِ۔ (یہ دعا سات بار پڑھئے)

(۱۰) الہام ہدایت اور نفس کے شر سے حفاظت کی دعا

ترجمہ حدیث: حضرت عمران بن حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے میرے والد حصین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو دعا کے یہ دو کلمے سکھائے جن کو وہ مانگا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ اَلْھِمْنِی رُشْدِی وَاَعِذْنِی مِنْ شَرِّ نَفْسِیْ۔

(ترمذی ۲/۱۸٦) (تین مرتبہ)

ترجمہ: اے اللہ ہدایت کو مجھ پر الہام فرماتے رہئے یعنی ہدایت کی باتوں کو میرے دل میں ڈالتے رہیئے اور میرے نفس کے شر سے مجھے بچاتے رہئے۔ روایت کیا اس کو ترمذی نے۔

(۱۱) شرک خفی سے نجات دلانے والی دعا

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا شرک میری امت میں کالے پتھر پر چیونٹی کی رفتار سے زیادہ پوشیدہ ہے۔ (کنز العمال ۲/۸۱٦)

شرک بہت زیادہ مخفی ہوتا ہے کیونکہ وہ اندھیری رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی کی رفتار سے بھی زیادہ باریک ہے یعنی جس طرح اندھیری رات میں کالے پتھر پر کالی چیونٹی چلتی ہوئی نظر آئے گی، اس سے زیادہ خفیہ طریقہ سے شرک قلب میں داخل ہو جاتا ہے اور اس سے بہت کم بچ پاتے ہیں اتقیا یعنی خواص امت بھی، پس ضعیف الایمان لوگوں کا کیا حال ہوگا۔ (مرقات ۱۰/۷۰)

یہ سن کر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ گھبرا گئے اور عرض کیا:

فکیف النجاۃ والمخرج من ذالک

اس سے نجات اور نکلنے کا کیا طریقہ ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تجھے ایسی دعا نہ بتلا دوں کہ جب تو اسے پڑھ لے تو برئت من قلیلہ وکثیرہ وصغیرہ وکبیرہ تو قلیل شرک اور کثیر شرک سے اور چھوٹے شرک اور بڑے شرک سے نجات پا جائے۔ حضرت صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا

کہ ضرور بتایئے اے اللہ کے رسول اللہ! حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ یوں دعا مانگا کرو:

۱۱۔ اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ اَنْ اُشْرِكَ بِكَ وَ اَنَا اَعْلَمُ وَاسْتَغْفِرُكَ لِمَا لَا اَعْلَمُ۔(تین بار) (کنز العمال ۲/۸۱٦)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں اس سے کہ تیرے ساتھ شریک کروں اور اس کو میں جانتا ہوں اور تجھ سے معافی چاہتا ہوں اس کی کہ میں نہ جانتا ہوں۔

(۱۲) سید الاستغفار (ایک بار)

حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سید الاستغفار (یعنی سب سے اعلیٰ استغفار) یہ ہے کہ بندہ اللہ تعالیٰ کے حضور میں یوں عرض کرے۔

بسم اللّٰہ الرحمن الرحیم اَللّٰھُمَّ اَنْتَ رَبِّی لَااِلٰہَ اِلَّا اَنْتَ خَلَقْتَنِی وَاَنَا عَبْدُكَ وَاَنَا عَلٰی عَھْدِكَ وَوَعْدِكَ مَااسْتَطَعْتُ اَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ اَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَیَّ وَ اَبُوْءُ بِذَنْبِی فَاغْفِرْ لِیْ فَاِنَّهٗ لَا یَغْفِرُ الذُّنُوْبَ اِلَّا اَنْتَ۔(بخاری شریف و معارف الحدیث)

ترجمہ: اے اللہ! آپ ہی میرے رب ہیں، آپ کے علاوہ کوئی عبادت کے لائق نہیں، آپ ہی نے مجھے پیدا کیا، اور میں آپ ہی کا بندہ ہوں اور جہاں تک مجھ سے ہو سکا میں آپ کے عہد اور آپ کے وعدے پر قائم ہوں، اور میں اپنے اعمال کی برائی سے آپ کی پناہ چاہتا ہوں۔ پس آپ مجھے بخش دیجئے کیونکہ میرے گناہوں کو آپ کے علاوہ اور کوئی بھی معاف نہیں کر سکتا۔ (بخاری شریف ۲/۹۳۲۔۹۳۳)

فائدہ: یہ دعا بخاری شریف اور نسائی شریف کی ایک حدیث میں آئی

ہے اس حدیث کے راوی حضرت شداد بن اوس رضی اللہ تعالیٰ عنہ ہیں وہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اس دعاء کو دن میں پڑھ لے اور رات سے پہلے اس کو موت آ جائے وہ اہل جنت سے ہوگا، اور جو رات کو پڑھ لے اور صبح ہونے سے قبل اس کو موت آ جائے تو وہ بھی اہل جنت سے ہوگا۔

تشریح: اس استغفار کی اس غیر معمولی فضیلت کا راز بظاہر یہی ہے کہ اس کے ایک ایک لفظ میں عبدیت کی روح بھری ہوئی ہے۔

ایسی جامع دعا جس میں ۲۳ سالہ ادعیۂ رسول ﷺ موجود ہیں

۱٤۔ اللھم اِنّی اَسْئَلُكَ مِنْ خَیْرِ مَا سَأَلَكَ مِنْهُ نَبِیّكَ مُحَمّدٌ واَعُوذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَااِسْتَعَاذَ مِنْهُ نَبِیّكَ مُحَمد وَاَنْتَ الْمُسْتَعَان وَعَلَیْكَ الْبَلَاغُ وَ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰه۔ (ترمذی ۲/۱۹۲)

ترجمہ حدیث: حضرت ابو امامہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بہت کثرت سے دعائیں مانگیں لیکن ہم چند لوگوں کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہ رہیں۔ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے بہت دعائیں مانگیں لیکن ہم کو ان میں سے کچھ بھی یاد نہیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ کیا میں تم سب کو ایسی دعا نہ بتادوں جو ان سب دعاؤں کی جامع ہو، تم یوں کہا کرو کہ: اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں اس تمام خیر کا جس کا سوال کیا آپ سے آپ کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں اس تمام شر سے جس سے پناہ چاہی آپ کے نبی محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اور استعانت کے قابل صرف آپ

ہی کی ذات ہے اور ہماری فریاد کو پہنچنا آپ پر احسانا واجب ہے۔ و لا حول و لا قوۃ الا باللہ

نہیں ہے گناہوں سے بچنے کی طاقت مگر اللہ کی حفاظت سے اور نہیں ہے نیکی کی قوت مگر اللہ کی مدد سے۔

نوٹ: مناجات مقبول کی ایک منزل اگر ہر روز پڑھ لی جائے تو سات دن میں اکثر ادعیہ قرآن پاک اور احادیث مبارکہ کی ورد ہو جائیں گی۔

مومن جو فدا نقش کف پائے نبی ہو
ہو زیر قدم آج بھی عالم کا خزینہ
گر سنت نبوی کی کرے پیروی امت
طوفاں سے نکل جائے گا پھر اس کا سفینہ

گھر میں تلاوت قرآن

اسی طرح گھر کے اندر قرآن کریم کی تلاوت کا اہتمام بھی کرنا چاہیئے، اس کی بڑی برکات ہیں چنانچہ حضرت عطاء بن ابی رباح رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا یہ ارشاد پہنچا ہے:

"مَنْ قَرَأَ يٰسٓ فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُه "(دارمی شریف)

ترجمہ: جو شخص دن کے شروع میں سورۃ یٰسین پڑھ لے اس کی تمام دن کی حوائج پوری کر دی جاتی ہیں۔

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ہر چیز کی کوہان ہوتی ہے اور بلاشبہ قرآن کریم کی کوہان سورۃ یٰسین ہے اور شیطان جب سنتا ہے کہ کسی گھر میں سورۃ بقرہ پڑھی جارہی ہے تو اس گھر سے وہ بھاگ کھڑا

ہوتا ہے۔(مستدرک حاکم)

واقعہ :- حضرت اسید بن حضیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک مرتبہ رات کے وقت اپنے اصطبل میں قرآن کی تلاوت کر رہے تھے تو اچانک ان کا گھوڑا بدکنے لگا، وہ خاموش ہوئے تو گھوڑا پرسکون ہوگیا، انہوں نے پھر پڑھنا شروع کیا، تو وہ پھر بدکنے لگا، اسی طرح تین بار ہوا، وہ کہتے ہیں کہ میرا بیٹا یحییٰ پاس ہی سویا ہوا تھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ گھوڑا اسے روندنہ ڈالے، میں اٹھا تو باہر کیا دیکھتا ہوں کہ ایک سائبان ہے جو اوپر اٹھتا ہوا جا رہا ہے اور اس میں بہت سارے چراغ ہیں وہ اوپر ہی جاتے رہے اور میں دیکھتا رہا، صبح کو میں نے یہ واقعہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں عرض کیا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اے ابن حضیر! تم پڑھتے رہتے، میں نے عرض کیا: میں نے دوبارہ پڑھا تو گھوڑا دوبارہ بدکنے لگا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے دوبارہ فرمایا: اے ابن حضیر! تم پڑھتے ہی رہتے، میں نے عرض کیا: میں نے پھر پڑھنا شروع کیا تو گھوڑا پھر بدکنے لگا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے تیسری بار فرمایا، اے ابن حضیر! تم پڑھتے ہی رہتے، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے پڑھنا موقوف کردیا کیونکہ یحییٰ گھوڑے کے قریب ہی سورہا تھا تو مجھے اندیشہ ہوا کہ کہیں وہ یحییٰ کو روندنہ ڈالے، چنانچہ میں نے باہر دیکھا کہ جیسے ایک سائبان ہے جس میں بہت سارے چراغ ہیں وہ آسمان کی طرف بلند ہوتا چلا گیا جب تک میں دیکھتا رہا، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ ملائکہ تھے جو تیرا قرآن سننے کے لئے آئے تھے تو اگر پڑھتا رہتا تو صبح کو دیکھ لیتا کہ لوگ ان ملائکہ کا اپنی آنکھوں سے مشاہدہ کرلیتے وہ لوگوں سے پوشیدہ نہ ہو پاتے ۔(بخاری مع فتح الباری ۹/۶۳ مسلم مع نووی ۶/۸۲)

ان روایات سے ہمیں پتہ چلا کہ اگر خشوع وخضوع کے ساتھ قرآن پڑھا جائے تو گھر پر اللہ کی خصوصی رحمت ہوتی ہے اور آسمان سے فرشتے بھی اتر آتے ہیں، علاوہ ازیں ایسے گھر سے رزق کی تنگی دور کردی جاتی ہے، اور اس کے بہت سارے فضائل ہیں جن کی تفصیل کے لئے ملاحظہ فرمائیں ''فضائل قرآن'' جو کہ حضرت شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا مہاجر مدنی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

نصیحت (۴) اپنے گھروں کو قبلہ بناؤ

مقصود یہ ہے کہ گھر کو عبادت گاہ بنایا جائے، اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"وَاَوْحَيْنَا اِلٰى مُوْسٰى وَاَخِيْهِ اَنْ تَبَوَّءَا لِقَوْمِكُمَا بِمِصْرَ بُيُوْتًا وَّاجْعَلُوْا بُيُوْتَكُمْ قِبْلَةً وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَبَشِّرِ الْمُؤْمِنِيْنَ"

(سورۃ یونس آیت نمبر ۸۷)

ترجمہ: یعنی ہم نے موسیٰ اور ان کے بھائی (ہارون) علیہما السلام کو بذریعہ وحی حکم دیا تھا کہ دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں مکانات ڈھونڈو اور پھر تم سب اپنے گھروں کو (ہی) عبادت گاہ بناؤ اور نماز قائم کرو، آپ ایمان والوں کو بشارت دے دیجئے۔

اس کی تفسیر میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ انہیں اس بات کا حکم ہوا تھا کہ وہ اپنے گھر کو (ہی) مسجد بنائیں، نیز علامہ ابن کثیر نے اس کی تفسیر میں فرمایا: شاید کہ یہ کیفیت (واللہ اعلم) اس وقت پیش آئی ہو جب کہ ایمان والوں پر فرعون اور اس کی قوم کی جانب سے مصائب کا سلسلہ شدید ہوگیا تھا اور فرعونیوں نے ان کی زندگی تنگ کردی تھی تو انہیں کثرت صلاۃ کا حکم ہوا۔ جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں:

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا اسْتَعِيْنُوْ بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوةِ"

یعنی اے ایمان والو! صبر وصلاۃ کے ذریعے اللہ کی مدد طلب کرو اور حدیث شریف میں ہے کہ: "کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وآله وسلم اِذَا حَزَبَه اَمْرٌ صَلّٰی" (تفسیر ابن کثیر ٤/٢٢٤)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب کوئی ناگوار کیفیت پیش آتی تو آپ نماز میں لگ جاتے۔

اس روایت سے یہ واضح ہو جاتا ہے کہ گھروں میں عبادت کی بڑی اہمیت ہے، خاص طور سے کمزوری اور بے چارگی کی کیفیت میں، نیز بعض اوقات پیش آنے والے ایسے حالات میں جب کہ مسلمان کفار کے سامنے نماز کا اظہار نہیں کر سکتے، اور ہمیں اس مقام پر محراب مریم علیہا الصلاۃ والسلام بھی یاد آتا ہے جو کہ ان کی عبادت گاہ تھی جس کے بارے میں اللہ پاک نے ارشاد فرمایا:

"كُلَّمَا دَخَلَ عَلَيْهَا زَكَرِيَّا الْمِحْرَابَ وَجَدَ عِنْدَهَا رِزْقاً"

(سورہ آل عمران آیت: ۳۷)

ترجمہ: یعنی جب بھی حضرت زکریا علیہ الصلاۃ والسلام ان کے پاس محراب میں تشریف لے جاتے تو وہاں انہیں کھانے پینے کی اشیاء موجود ملتیں۔

ایک صحابی کا واقعہ

صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین گھروں میں فرض نمازوں کے علاوہ دیگر نمازوں کے اہتمام کے بھی حریص تھے اور اس سلسلے کا ایک قصہ درج ذیل ہے جو اس صورت حال کی بہتر ترجمانی کرتا ہے۔

"عَنْ محمود بن الربیع الانصاری اَنَّ عِتْبَانَ بن مَالِكٍ وَهُوَ

مِنْ اَصْحَابِ رَسُولِ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم مِمَّنْ شَهِدَ بَدْراً مِنَ الْاَنْصَارِ اَنَّه اَتَی رَسولَ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فَقَالَ يَارَسولَ اللّٰہ! قَدْ اَنْكَرتُ بَصَرِیْ وَ اَنَا اُصَلِّی لِقَوْمِیْ فَاِذَا كَانَتِ الْاَمْطَارُ سَالَ الْوَادِی الَّذِیْ بَيْنِیْ وَ بَيْنَهُمْ لَمْ اَسْتَطِعْ اَنْ آتِی مَسْجِدَهُمْ فَاُصَلِّی بِهِمْ ، وَ دَدْت يا رسول اللّٰہ انك تاتی فَتُصَلِّی فِیْ بَيْتِیْ فَاتَّخِذَه مُصَلًّی قَالَ فَقَالَ رَسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سَاَفْعَلُ اِنْشَاءَ اللّٰہُ قَالَ عِتْبَان فَغَدَا رَسُولُ اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم وَ اَبو بَكر رضی اللّٰہ تعالی عنه حِيْنَمَا ارْتَفَعَ النَّهَارُ فَاسْتَاذَنَ رسول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فَاَذِنْتُ لَه فَلَمْ يَجْلِسْ حَتی دَخَلَ البَيْتَ ثُمَّ قَالَ اَيْنَ تُحِبُّ اَنْ اُصَلِّی فِیْ بَيْتِكَ ؟ قَالَ فَاَشَرْتُ لَه اِلی نَاحِيَةٍ مِنَ الْبَيْتِ فَقَامَ رَسُول اللّٰہ صلی اللّٰہ تعالی علیہ وآلہ وسلم فَكَبَّرَ فَصَفَفْنَا خَلْفَه فَقُمْنَا فَصَلّی رَكْعَتَيْنِ ثُمَّ سَلَّم "

(رواہ البخاری مع الفتح ۵۱۹/۱)

ترجمہ: حضرت محمود بن ربیع انصاری رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں کہ حضرت عتبان بن مالک جو کہ غزوہ بدر میں شریک ہونے والے انصاری صحابہ میں سے ہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا یا رسول اللہ! میری بینائی کمزور ہو چکی ہے اور میں اپنی قوم کو نماز پڑھاتا ہوں، لیکن جب بارش ہو جاتی ہے تو میرے اور ان لوگوں کے درمیان وادی میں سیلاب آ جاتا ہے اور میں ان کی مسجد میں نہیں آ پاتا کہ میں انہیں نماز پڑھا سکوں، میری خواہش یہ ہے کہ آپ میرے گھر تشریف لا کر ایک جگہ نماز پڑھ دیجئے تا کہ

میں اسے نماز گاہ بنالوں، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: انشاء اللہ ایسا ہی کروں گا۔

حضرت عتبان رضی اللہ تعالی عنہ کہتے ہیں کہ صبح کے وقت جب کہ سورج قدرے بلند ہوا تو حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالی عنہ تشریف لائے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے گھر میں داخل ہونے کی اجازت چاہی میں نے اجازت دی تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم بغیر بیٹھے گھر کے اندر تشریف لائے اور فرمایا: آپ کہاں چاہتے ہیں کہ میں آپ کے گھر میں نماز پڑھ دوں؟ کہتے ہیں کہ میں نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اشارے سے گھر کا ایک گوشہ بتلا دیا حضور پاک صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کھڑے ہوئے اور تکبیر کہہ کر نیت باندھ لی ہم بھی آپ کے پیچھے صف بنا کر کھڑے ہو گئے حضور نے دو رکعات پڑھیں اور سلام پھیر دیا۔ (بخاری)

اس حدیث شریف میں اس بات کا جواز موجود ہے کہ گھر میں نماز کے لئے جگہ کا تعین کر لیا جائے، البتہ جہاں تک مسجد میں کسی معین جگہ کو ٹھکانہ بنا لینے کی نہی کا سوال ہے تو اس سلسلے میں ابوداؤد کی حدیث دلیل ہے، اور وہ اس کیفیت پر محمول ہے کہ بندہ ریاکاری وغیرہ کے لئے اسے لازما اپنا لے، نیز گھر کے اندر نماز کے لئے کسی جگہ کو منتخب کر لینا اس بات کو مستلزم نہیں ہے کہ اس پر وقف کے احکام جاری ہوں گے اگرچہ اس پر مسجد کا نام بولا جاتا ہے۔

نصیحت (۵)

اہل خانہ کی ایمانی تربیت

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ:

"كَانَ رَسُول الله صلى الله تعالى عليه وآله وسلم يُصَلِّي مِنَ اللَّيلِ فَإِذَا أَوْتَر قَالَ قُوْمِي فَأَوْتِرِيْ يَا عَائِشَه" (مسلم شریف مع شرح مسلم نووی ۲۳/٦)

ترجمہ: حضور اقدس صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم رات میں تہجد پڑھتے تھے تو جب وتر پڑھتے تو (جگانے کے لئے) فرماتے اے عائشہ! اٹھ وتر پڑھ لے۔

اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"رَحِمَ اللّٰهُ رَجُلاً قَامَ مِنَ اللَّيْلِ فَصَلَّى فَأَيْقَظَ امْرَأَته فَصَلَّتْ فَاِنْ أَبَتْ نَضَحَ فِيْ وَجْهِهَا الْمَاء" (ابو داؤد شریف صحیح الجامع ۳٤۸۸)

ترجمہ: اللہ تعالی اس آدمی پر رحم کرے جو رات کو اٹھ کر نماز پڑھتا ہے اور وہ اپنی بیوی کو جگاتا ہے وہ بھی نماز تہجد پڑھتی ہے، اگر وہ نہیں اٹھتی تو وہ اس کے منہ پر پانی ڈال دیتا ہے۔

اور گھر کے ماحول میں خواتین کو صدقہ کی ترغیب دینا بھی ایمان میں اضافہ کا سبب ہے، یہ ایسا عظیم کام ہے جس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عورتوں کو آمادہ کیا ہے چنانچہ فرمایا:

"یامعشر النساء تصدقن فَاِنِّي رَاَيْتُكُنَّ اَكْثَر اَهْلُ النَّار"۔

(بخاری شریف مع الفتح ۱/۴۰۵)

ترجمہ: اے خواتین کی جماعت! صدقہ کیا کرو کیونکہ میں نے جہنم میں اکثریت عورتوں کی دیکھی ہے۔

نئی سوچ وفکر کا تقاضا یہ ہے کہ گھر میں فقراء ومساکین کے لئے ایک تعاون فنڈ مقرر کیا جائے اور اس فنڈ میں شامل ہونے والی تمام رقم محتاجوں کی ملکیت سمجھی جائے کیونکہ وہ انہی کا فنڈ ہے جو مسلمان کے گھر میں رکھا گیا ہے۔

اور جب گھر والے اپنے ماحول میں کسی رہنما کو دیکھیں گے کہ وہ تو ایام

بیض پیر، جمعرات، نویں، دسویں محرم، یوم عرفہ، اور ماہ محرم وشعبان کے اکثر ایام کے روزے رکھتا ہے تو وہ بھی اس کی پیروی کی طرف راغب ہوں گے۔

عورتوں کے لئے اہم نصیحتیں

۱:- سب سے پہلے اپنے عقائد ٹھیک کریں اور ضروری مسئلے سیکھیں اور اہتمام کے ساتھ ان مسئلوں کی پابندی کریں۔

۲:- ہر کام میں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے طریقہ پر چلنے کا اہتمام کریں اس سے دل میں بڑا نور پیدا ہوگا۔

۳:- اولاد کے ہونے یا زندہ رہنے کے لئے ٹونے ٹوٹکے مت کیا کریں۔

۴:- شرک کی باتوں اور شرک والے اعمال کے پاس بھی نہ جائیں اور نہ فال کھلوائیں۔

۵:- غیر اللہ کے نام کی منت ماننے سے اجتناب کریں۔

۶:- شریعت میں جس سے پردہ ہے چاہے وہ پیر ہو چاہے کیسا ہی قریبی رشتہ دار ہو مثلاً دیور، جیٹھ، خالہ، ماموں یا پھوپھی کا بیٹا، بہنوئی، نندوئی منہ بولا بھائی، یا منہ بولا باپ، ان سب سے خوب پردہ کریں۔

۷:- خلاف شرع لباس مت پہنا کریں مثلاً ایسا کرتہ جس میں پیٹ، پیٹھ، کلائیاں بازو کھلے ہوں یا ایسا باریک کپڑا جس میں بدن یا سر کے بال جھلکتے ہوں یہ سب چھوڑ دیں۔

۸:- لمبی آستینوں کا نیچا اور موٹے کپڑے کا (جس سے بدن نہ جھلکے) لباس بناؤ اور ایسے ہی کپڑے کا دوپٹہ ہو، اور دوپٹہ دھیان کر کے سر سے مت ہٹنے دیں، ہاں گھر میں اگر خالی عورتیں ہوں یا اپنے ماں باپ اور حقیقی بھائی کے سوا گھر میں کوئی اور نامحرم نہ ہو تو اس وقت سر کھولنے میں ڈر نہیں۔

۹:- کسی کو جھانک تاک کر مت دیکھیں۔

۱۰:- بیاہ شادی مونڈن، چلہ، چھٹی، منگنی چوتھی وغیرہ میں کہیں مت جائیں۔

۱۱:- کوئی کام نام ونمود کے لئے مت کریں۔

۱۲:- کسی کو کوسنے، طعنہ دینے اور کسی کی غیبت کرنے سے زبان بچائیں۔

۱۳:- پانچوں وقت کی نماز اول وقت میں پڑھیں، جی لگا کر ٹھہر ٹھہر کر پڑھیں اور رکوع وسجدہ اچھی طرح کریں۔

۱۴:- اگر آپ کے پاس زیور، گوٹہ لچکا وغیرہ ہو تو حساب کر کے اس کی زکوۃ نکالیں۔

۱۵:- خاوند کی تابعداری کریں، اس کا مال اس سے چھپا کر خرچ مت کریں، گھر کا کام خاص کر شوہر کی خدمت کرنا عبادت ہے۔

۱۶:- گانا اور میوزک وغیرہ کبھی مت سنیں۔

۱۷:- آپ اگر قرآن پڑھی ہوئی ہیں تو روزانہ قرآن کی تلاوت کیا کریں۔

۱۸:- جو کتاب پڑھنے یا دیکھنے کے لئے لینی ہو پہلے کسی معتبر عالم کو دکھلا دیں اگر وہ صحیح بتلائیں تو خریدیں ورنہ مت لیں۔

۱۹:- اگر کوئی شخص کوئی بات تمہاری مرضی کے خلاف کرے تو صبر کرو! جلدی سے کچھ کہنے سننے مت لگو، خاص کر غصہ کی حالت میں بہت سنبھالا کرو۔

۲۰:- اپنے کو صاحب کمال بزرگ اور بڑی مت سمجھیں۔

۲۱:- جو بات زبان سے کہنی چاہیں پہلے سوچ لیا کریں خوب اطمینان ہو جائے کہ اس میں خرابی تو نہیں ہے اور یہ بھی معلوم ہو جائے کہ اس میں کوئی دینی یا دنیاوی فائدہ ہے اس وقت زبان سے نکالیں۔

۲۲:- کسی برے آدمی کی برائی مت کریں۔

۲۳:- کسی مسلمان کو اگر چہ وہ گناہ گار یا چھوٹے درجہ کا ہو حقیر مت سمجھیں۔

۲۴:- مال وعزت کی حرص ولالچ مت کریں۔

۲۵:- بے ضرورت اور بے فائدہ لوگوں سے زیادہ مت ملیں اور جب ملنا ہو تو خوش اخلاقی سے ملیں اور جب کام ہو جائے تو ان سے الگ ہو جائیں۔

۲۶:- بات کو بنایا مت کریں، جب آپ کو اپنی غلطی معلوم ہو جائے تو فوراً اقرار کرلیں۔

۲۷:- اللہ پر بھروسہ رکھیں اور اسی سے اپنی حاجت عرض کیا کریں اور دین پر استقامت کی دعا کریں۔ (قصد السبیل ص:۱۵،ص:۲۷ و اصلاح خواتین ص:۲۴۷،۲۴۹)

ان تمام نصیحتوں کے علاوہ خواتین کو اپنی دینی ومعاشرتی زندگی کے لئے اچھی اچھی باتیں سیکھنی چاہئیں اور اچھی اچھی کتابیں پڑھنی چاہئیں، اس موضوع پر حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ کے مواعظ وملفوظات سے تیار کردہ کتاب "اصلاح خواتین" بہت ہی مفید ہے، اس کا مطالعہ خواتین کے لئے بہت اہم ہے۔ روز مرہ کی زندگی میں پیش آنے والے چند ضروری مسائل خواتین کے لئے یہاں لکھے جارہے ہیں جن کا خیال رکھنا ضروری ہے۔

خواتین کے ضروری مسائل

مسئلہ نمبر ۱:- مسواک کرنا جس طرح مردوں کے لئے سنت ہے عورتوں کے لئے بھی سنت ہے۔

مسئلہ نمبر ۲:- مصنوعی بالوں سے اپنے بالوں کو لمبا کرنا جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۳:- عورتوں کو وضوء کے وقت ناخن پالش اور سرخی کو اتارنا ہوگا کیونکہ ان کی تہہ جم جاتی ہے ورنہ وضو نہ ہوگا۔

مسئلہ نمبر ۴:- غسل جنابت کے سبب صبح کی نماز میں تاخیر ہوسکتی ہے اسی طرح ہر وقت

اس قدر تاخیر کی گنجائش ہے کہ نماز فوت نہ ہو اگر نماز فوت ہو گئی تو سخت گناہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۵:-عورتیں ناپاکی کے ایام میں غسل کر سکتی ہیں۔

مسئلہ نمبر ۶:-حیض و نفاس میں عورتیں کھانا وغیرہ پکا سکتیں ہیں۔

مسئلہ نمبر ۷:-ایام حیض و نفاس میں قرآن پڑھنا جائز نہیں صرف ذکر و اذکار جائز ہے۔

مسئلہ نمبر ۸:-میت کو غسل سے قبل ناخن پالش صاف کرنا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۹:-بعض عورتوں کا خیال ہے کہ شیر خوار بچے کے پیشاب سے کپڑے وغیرہ ناپاک نہیں ہوتے یہ خیال غلط ہے بلکہ ناپاک ہو جاتے ہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۰:-عورتیں نماز میں مردوں کی طرح سجدہ نہیں کریں گی بلکہ زمین سے چمٹ کر سجدہ کریں۔

مسئلہ نمبر ۱۱:-اکثر عورتیں بیٹھ کر نماز پڑھ لیتی ہیں یہ جائز نہیں۔

مسئلہ نمبر ۱۲:-عورتیں نماز میں پورا بدن چھپائیں گی صرف چہرہ اور ہتھیلیاں اور پاؤں کھلے رکھ سکتی ہیں۔

ستر اور پردہ میں فرق

عام لوگوں کو غلط فہمی ہے کہ پردہ میں بھی ستر کی طرح چہرہ کھلا رکھنے کی اجازت ہے حالانکہ یہ غلط ہے پردہ میں پورے جسم کا مع چہرہ چھپا ہونا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۳: ایسے باریک کپڑے میں نماز جائز نہیں جس سے بدن نظر آئے نہ ایسے دوپٹہ میں جس سے سر کے بال نظر آئیں۔

مسئلہ نمبر ۱۴: اگر دوپٹہ موٹا ہے لیکن لٹکے ہوئے بال نظر آرہے ہیں پھر بھی نماز نہیں ہوگی۔

مسئلہ نمبر ۱۵: اگر دوران نماز بچہ نے ماں کا دوپٹہ اتار دیا اور تین مرتبہ سبحان اللہ کی مقدار سر کھلا رہا تو نماز ٹوٹ جائے گی اگر فوراً ڈھک لیا تو نماز ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۱۶: ساڑھی پہننے والی مستورات کو بھی کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۷: عورتوں کا مسجد میں جانا مکروہ ہے۔

مسئلہ نمبر ۱۸: نامحرم مرد کا چہرہ اس کے مرنے کے بعد عورتیں نہیں دیکھ سکتیں (اسی طرح مرد)

مسئلہ نمبر ۱۹: عورتوں کو قبرستان جانا درست نہیں۔

مسئلہ نمبر ۲۰: عورتیں ایام حیض کے روزوں کی قضاء کریں گی۔

مسئلہ نمبر ۲۱: عورتیں اپنے زیورات کی زکوۃ خود ادا کریں اگر ان کے شوہر ان کی طرف سے ادا کر دیں تو بھی ادا ہو جائے گی۔

مسئلہ نمبر ۲۲: عورتیں صرف محرم کے ساتھ حج کر سکتی ہیں بصورت دیگر اپنی طرف سے کسی کو حج پر بھیج سکتیں ہیں۔

اگر خواتین ان مذکورہ برائیوں سے بچیں اور احکام الہیہ کی پابندی کریں تو ان کے لئے اللہ تعالی نے دنیا و آخرت میں بڑے درجات رکھے ہیں بلکہ دنیا میں ہی ان کے لئے بڑی خوشخبریاں زبان اقدس سے وارد ہوئی ہیں ہم یہاں خواتین کے مقام کو بتلانے کے لئے صرف چالیس احادیث کے ترجمہ پر اکتفا کرتے ہیں۔

عورتوں کے متعلق حضور اکرم ﷺ کے چالیس ارشادات

۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! عورت پانچ نمازیں پڑھے رمضان شریف کے روزے رکھے اپنی آبرو کی حفاظت کرے اور اپنے خاوند کی تابعداری کرے تو ایسی عورت سے کہا جائے گا کہ جنت میں جس دروازے سے

چاہے داخل ہو جائے۔ (احمد۔طبرانی)

۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جس شخص کو چار چیزیں نصیب ہو گئیں اس کو دنیا اور آخرت کی دولت مل گئی۔ ایک تو ایسا دل جو نعمت کا شکر ادا کرے دوسری زبان جس سے خدا کا نام لے تیسرا بدن جو بلاء و مصیبت پر صبر کرے چوتھی بیوی جو اپنی آبرو اور خاوند کے مال میں فریب نہ کرے۔ (مشکوۃ)

۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! ایک بدکار عورت کی بدکاری، ہزار بدکار مردوں کے برابر ہے اور ایک نیک عورت کی نیکوکاری ۷۰ اولیاء کی عبادت کے برابر ہے۔ (کنز العمال، بہشتی زیور)

۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! ایسی حاملہ عورت جس سے اس کا شوہر راضی ہو اس کو ایسا ثواب ملتا ہے جیسے اللہ کے راستے میں روزہ رکھنے والے اور شب بیداری کرنے والے کو، جب بچہ جنتی ہے اور بچہ کو دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ اور ہر چوسنے پر ایک نیکی ملتی ہے۔ اگر بچہ کے سبب رات کو جاگنا پڑے تو اس کو راہ خدا میں ستر غلاموں کے آزاد کرنے کے برابر اجر ملتا ہے۔ (کنزل العمال)

۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! کہ سب سے اچھی وہ عورت ہے کہ جب خاوند اس کی طرف نظر کرے تو اس کو مسرور کر دے اور جب اس کو کوئی حکم دے تو اس کی اطاعت کرے۔ (کنزل العمال)

۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! کسی عورت کا اپنے گھر میں گھر کا کام کرنا جہاد کے برابر ثواب ہے۔ (کنز العمال)

۷۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! میری بیوی ہے جب میں اس کے پاس جاتا ہوں تو وہ کہتی ہے مرحبا! میرے سردار کو اور میرے گھر والوں کے سردار کو اور جب وہ مجھ کو رنجیدہ دیکھتی ہے تو اسے بھی رنج ہوتا ہے۔ آپ صلی اللہ تعالی علیہ

وسلم نے ارشاد فرمایا کہ اس عورت کو خبر کر دو کہ وہ اللہ کا کام کرنے والوں میں سے ایک کام کرنے والی ہے اور اس کو جہاد کرنے والے کا نصف ثواب ملتا ہے۔ (بہشتی زیور، کنز العمال)

۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! عورت اپنی حالت حمل سے لے کر بچہ جننے اور دودھ چھڑانے تک ثواب میں ایسی ہے جیسے اسلام کی راہ میں سرحد کی نگہبانی کرنے والا۔ اور اگر اس کے درمیان مر جائے تو اس کو شہید کے برابر ثواب ملتا ہے۔ (کنز العمال)

۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! جب عورت اپنے بچے کو دودھ پلاتی ہے تو ہر گھونٹ پلانے پر ایسا اجر ملتا ہے جیسے کسی جاندار کو زندگی دے دی پھر جب وہ دودھ چھڑاتی ہے تو ایک فرشتہ اس کے کاندھے پر ہاتھ رکھتا ہے اور کہتا ہے کہ تیرے پچھلے سب گناہ معاف ہو گئے۔ (بہشتی زیور۔ کنز العمال)

۱۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! جس عورت کا شوہر باہر ہو اور وہ اپنی حفاظت کرے بناؤ سنگھار نہ کرے نماز کی پابندی کرے تو وہ قیامت کے دن کنواری لڑکی کی طرح اٹھائی جائے گی۔ (بہشتی زیور، کنز العمال)

۱۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! عورتوں پر تمہارا حق یہ ہے کہ جب تو کھانا کھاوے تو اس کو بھی کھلاوے جب تو کپڑا پہنے تو اس کو بھی پہناوے اور اس کے منہ پر نہ مارے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۱۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! ایمان کامل والا وہ شخص ہے جس کے اخلاق اچھے ہوں اور تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو اپنی بیویوں کے ساتھ اچھے ہوں۔ (ترمذی)

۱۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! جس عورت کی موت ایسی حالت

میں آئے کہ اس کا شوہر اس سے راضی ہو تو وہ جنتی ہے۔ (مشکوۃ)

۱۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! سب سے اچھی عورت وہ ہے جب شوہر اس کی طرف دیکھے تو خوش کردے جو کچھ کہے تو مان لے اور اپنی جان و مال میں شوہر کے خلاف نہ کرے جو اس کو ناگوار ہو۔ (بہشتی زیور)

۱۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! وہ بچہ جو حمل سے گر جاتا ہے قیامت کے دن اپنے پروردگار سے جھگڑا کرے گا جب کہ اس کے ماں باپ جہنم میں داخل ہونگے اور وہ بچہ اللہ تعالی سے سفارش کر کے اپنے ماں باپ کو جنت میں داخل کرادے گا۔ (ابن ماجہ)

۱۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! شوہر اپنی بیوی کی طرف اور بیوی شوہر کی طرف دیکھتی ہے تو اللہ تعالی دونوں کی طرف رحمت کی نظر سے دیکھتے ہیں۔ (بہشتی زیور)

۱۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! عیالدار شخص کی دو رکعت نماز مجرد شخص کی ۸۲ رکعتوں سے (دوسری روایت میں ۷۰ رکعتوں سے) بہتر ہے۔ (بہشتی زیور چہارم)

۱۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! بیویوں میں بہتر وہ بیوی ہے جس کا مہر بہت آسان ہو۔ (طبرانی)

۱۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! اللہ تعالی کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے بری چیز طلاق دینا ہے۔ میاں بیوی کی جدائی پر شیطان بہت خوش ہوتا ہے طلاق دینے سے عرش ہلتا ہے۔ (ابوداؤد، ابن ماجہ)

۲۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! سب سے اچھا خزانہ نیک بخت عورت ہے کہ خاوند اس کو دیکھنے سے خوش ہو جائے اور خاوند کوئی کام اس کو

بتلائے تو حکم بجالائے اور جب خاوند گھر پر نہ ہو تو اپنی عزت و آبرو کی حفاظت کرے۔(مشکوۃ)

۲۱۔ ایک شخص نے عرض کیا یارسول اللہ! فلاں عورت کثرت سے نفل نمازیں پڑھتی ہے روزے رکھتی ہے اور خیرات کرتی ہے لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف دیتی ہے۔آپ نے ارشادفرمایاوہ دوزخ میں جائے گی۔پھراسی شخص نے عرض کیا کہ فلاں عورت نفلی روزے۔نماز اور خیرات زیادہ نہیں کرتی۔لیکن زبان سے پڑوسیوں کو تکلیف نہیں دیتی آپ ﷺ نے ارشادفرمایاوہ جنت میں جائے گی۔(مشکوۃ)

۲۲۔ ایک عورت نے عرض کیایارسول اللہ! مرد جمعہ، جماعت،عیادت مریض جنازہ اور جہاد کی بدولت ہم سے آگے بڑھ گئے۔آپ ﷺ نے ارشادفرمایا شوہر کی رضامندی اور خدمت اوران کے حقوق کی ادائیگی کا ثواب ان تمام اعمال کے برابر ہے۔

۲۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! دیندار عورتیں اپنے شوہر سے پانچ سو سال پہلے جنت میں داخل ہونگی۔(طبرانی)

۲۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! نہ تو اپنے لئے بددعا کیا کرو اور نہ اپنی اولاد کے لئے اور نہ اپنے خدمت کرنے والوں کے لئے اور نہ اپنے مال ومتاع کے لئے کبھی ایسا نہ ہو کہ تمہاری بددعا کے وقت قبولیت کی گھڑی ہو اس میں اللہ سے جو مانگیں اللہ وہی کردیں۔(بہشتی زیور ہفتم)

۲۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! ہر جمعہ کی رات کو تمام آدمیوں کے اعمال اور عبادات بارگاہ الٰہی میں پیش ہوتے ہیں۔جو شخص رشتہ داروں سے بدسلوکی کرے اس کا کوئی عمل قبول نہیں ہوگا۔(بہشتی زیور ہفتم)

۲۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا! جس شخص نے اپنے پڑوسی کو

تکلیف دی اس نے مجھے تکلیف دی اور جس نے مجھے تکلیف دی اس نے اللہ کو تکلیف دی اور جو شخص اپنے پڑوسی سے لڑا۔ مجھ سے لڑا اور جو مجھ سے لڑا وہ اللہ تعالی سے لڑا۔ (بہشتی زیور ہفتم)

۲۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جو عورت بغیر کسی مجبوری کے طلاق کا مطالبہ کرے تو اس پر جنت کی خوشبو بھی حرام ہے۔ (احمد۔ حاکم)

۲۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! بعض عورتیں نام کو تو کپڑا پہنتی ہیں اور واقع میں ننگی ہیں ایسی عورتیں جنت میں نہیں جائیں گی اور نہ جنت کی خوشبو سونگھ پائیں گی۔ (بہشتی زیور ہفتم)

۲۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جو عورت مردوں کا سا کپڑا پہنے اور مردوں کی طرح وضع قطع اختیار کرے اس پر اللہ کی لعنت ہے۔ (بہشتی زیور ہفتم)

۳۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! خوش خلقی گناہوں کو اس طرح پگھلا دیتی ہے جیسے پانی نمک کو اور بد خلقی عبادت کو اس طرح خراب کر دیتی ہے جیسے سرکہ شہد کو خراب کر دیتا ہے۔ (بہشتی زیور ہفتم)

۳۱۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جو شخص قسم میں اس طرح کہے کہ مجھ کو ایمان نصیب نہ ہو اگر وہ جھوٹا ہو تب تو اس طرح ہو جائے گا جیسا اس نے کہا اور اگر سچا ہو گا تب بھی ایمان پورا نہ رہے گا۔ (بہشتی زیور ہفتم)

۳۲۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جو شخص غیب کی باتیں بتلانے والے کے پاس جائے اور کچھ باتیں پوچھے اور اس کو سچا جانے اس شخص کی چالیس دن کی نمازیں قبول نہیں ہوں گی۔ (بہشتی زیور ہفتم)

۳۳۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! ایسی عورت پر اللہ تعالی کی رحمت نازل ہو جو رات کو اٹھ کر تہجد کی نماز پڑھے اور اپنے خاوند کو بھی جگائے۔ (مشکوۃ)

۳۴۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جو عورت کنوارے پن کی حالت میں یا حمل کے دوران، یا بچہ جننے کے وقت، یا چلے کے دنوں میں مر جائے اس کو شہید کا درجہ ملتا ہے۔ (مشکوۃ)

۳۵۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جس عورت کے تین بچے مر جائیں اور وہ ثواب سمجھ کر صبر کرے تو جنت میں داخل ہوگی ایک عورت نے پوچھا یا رسول اللہ جس کے دو بچے مرے ہوں؟ آپ ﷺ نے فرمایا دو کا بھی یہی ثواب ہے۔ (مشکوۃ)

۳۶۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! چغل خور جنت میں نہیں جائے گا۔ غیبت کرنے والا قیامت کے دن مردار کا گوشت کھائے گا اور بہتان لگانے والے کو دوزخیوں کے خون اور پیپ جمع کرنے کی جگہ رکھا جائے گا۔ (مشکوۃ)

۳۷۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! جس کا حمل گر جائے وہ بچہ گھسیٹ کر اپنی ماں کو جنت میں لیجائے گا۔ (مشکوۃ)

۳۸۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! کسی مسلمان کو حلال نہیں کہ اپنے مسلمان بھائی کے ساتھ تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور جو تین دن سے زیادہ بولنا چھوڑ دے اور اسی حالت میں مر جائے تو وہ دوزخ میں جائے گا۔ (بہشتی زیور)

۳۹۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! اے فاطمہ! رات کو سوتے وقت سبحان اللہ ۳۳ مرتبہ، الحمد للہ ۳۳ مرتبہ اور اللہ اکبر ۳۴ مرتبہ پڑھ لیا کرو۔

(فضائل ذکر)

۴۰۔ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا! حائضہ عورت ہر نماز کے وقت ۷۰ مرتبہ استغفار پڑھتی ہے تو اس کے لئے ہزار رکعتیں لکھی جاتی ہیں اور ۷۰ گناہ معاف ہوتے ہیں اور اس کا درجہ بڑھ جاتا ہے اور اس کو استغفار کے ہر حرف کے

بدلے ایک نور ملتا ہے اور بدن کی ہر رگ کے عوض ایک حج وعمرہ لکھا جاتا ہے۔

(مجالس الابرار)

خواتین کی زندگی کا اصل مرکز چونکہ گھر ہے اور گھر کا سربراہ درحقیقت شوہر ہوتا ہے اور اندرونی سربراہ عورت ہوتی ہے اس لئے ضرورت اس بات کی ہے کہ یہ جانا جائے کہ شوہر کے حقوق عورت پر کیا ہیں تاکہ وہ ان کی صحیح پاسداری کر کے زندگی کو کامیاب اور آخرت کو بھی تعمیر کر سکے، لہٰذا ملاحظہ ہو:

خاوند کے حقوق، (سنت نبوی اور جدید سائنس)

☆ شوہر کو بیوی پر ایک درجہ فضیلت ہے، اس کے بیوی پر بہت سے حقوق ہیں۔

(البقرہ۔القرآن:۲۲۸)

☆ شوہر بیوی پر حکمران ہے۔(النساء)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اطاعت کرے۔(النساء:۳۴)

☆ اگر شوہر اپنی بیوی کو اپنے بستر پر بلائے تو بیوی کو چاہئے کہ انکار نہ کرے اگرچہ وہ چولہے کے پاس بیٹھی پکا رہی ہو۔(ترمذی وحسنہ:۳۵۸،۱)

☆ اگر شوہر گھر پر موجود ہو تو بیوی کو چاہئے کہ بغیر اس کی اجازت کے نفل روزہ نہ رکھے۔(بخاری، مسلم، ترمذی، منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کو خفا نہ کرے، شوہر کو خفا کرنے والی بیوی کی نماز اس کے سر سے اوپر نہیں جاتی۔(طبرانی، فتح الباری، منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کی اجازت کے بغیر کسی کو گھر میں آنے کی اجازت نہ دے۔(بخاری، کتاب النکاح، منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ شوہر کے گھر میں سے بغیر شوہر کی اجازت کے کسی کو کچھ

نہ دے البتہ روزمرہ کے کھانے پینے کی چیزوں کو بطور تحفہ بھیجنے میں کوئی مضائقہ نہیں۔

(ابوداؤد، منہاج المسلمین)

☆ بیوی کو چاہئے کہ اپنے مال کو بھی بغیر شوہر کے مشورہ کے خرچ نہ کرے۔

(بخاری، منہاج المسلمین)

☆ اگر شوہر اتنا خرچ نہ دے جو گھر کے اخراجات کے لئے کافی ہو تو بیوی شوہر کو اطلاع دیئے بغیر اس کے مال میں سے اتنا لے لے جو معروف کے مطابق اس کے گھر کے اخراجات کے لئے کافی ہو۔ (بخاری، مسلم، منہاج المسلمین)

اس ضمن میں جدید دور کی تحقیق ملاحظہ فرمائیں:

جدید سائنسی تحقیق یا یورپی تجزیہ

زمانہ ایسا بدلا کہ لوگوں نے سارے ادب آداب بالائے طاق رکھ دیئے، یہ بات کسی ایک ملک یا علاقے کی نہیں بلکہ بد اخلاقی کی ہوا شمال اور جنوب اور مشرق و مغرب ہر طرف چل رہی ہے اب تو لوگوں کو شکریہ کا لفظ کہنے میں بھی تامل ہوتا ہے کجا یہ کہ وہ اپنی غلطی پر ندامت کا اظہار کرنے کے لئے معذرت خواہی کے چند الفاظ استعمال کرلیں۔ آپ ہی بتایئے کہ ادب و آداب اور تمیز تہذیب کو اب کہاں تلاش کیا جائے؟

آپ نے یقیناً محسوس کیا ہوگا کہ صبر و تحمل میں بھی کمی آتی جارہی ہے، کام کا دباؤ، گھریلو اختلافات، بزرگوں اور بچوں کے مزاج اور انداز فکر میں تفاوت، ان سب نے مل کر انسان کو تحمل اور بردباری سے دور کردیا ہے، ذرا سا اختلاف ہوا اور شروع ہوگیا جھگڑا اور گالم گلوچ، کیسے کیسے نیک لوگ تحمل کا دامن لمحہ بھر میں ہاتھ سے چھوڑ دیتے ہیں۔

لیکن آپ نے کبھی غور کیا کہ آپ کا غصہ اور برہمی دوسروں کے لئے نقصان دہ ہو یا نہ ہو، خود آپ کے لئے کس قدر نقصان دہ ہے اور خود آپ کے دل و دماغ پر اس کے کتنے برے اثرات مرتب ہو سکتے ہیں، ماہرین کا خیال ہے کہ یہ کیفیت دراصل تھکن سے پیدا ہوتی ہے، تھکن ایک حد تک تو ہمارے کام کاج اور روزمرہ کے معمول کا نتیجہ ہوتی ہے، لیکن جب یہ بہت زیادہ بڑھنے لگے تو پھر ہمیں محتاط رہنے کی ضرورت ہے، قدرت نے ہمارے جسم میں تھکن کو بہ آسانی برداشت کرنے کی جو حد کردی ہے، ضروری ہے کہ ہم خود اس کا اندازہ لگائیں اور پھر اس حد کے اندر رہنے کی کوشش کریں۔ ماہرین کا کہنا ہے کہ انتہائی تھکن کی صورت میں ہمارے اعصابی خلیوں کے مرکزے پچاس فیصد سکڑ جاتے ہیں۔

زندگی کا ڈھنگ بدل رہا ہے بلکہ بدل چکا ہے، جن گھروں کی عورتیں ملازمت یا کام کرتی ہیں، وہاں اکثر کاموں میں دیر ہو جاتی ہے، بعض کاموں کو موخر کرنا پڑتا ہے، مصروفیت کی وجہ سے لوگوں کو ملنے جلنے اور تقریبات میں شرکت کرنے کے مواقع بھی کم ملتے ہیں لہٰذا ذہنی تفریح بھی کم ہوتی جارہی ہے، نتیجہ غصہ اور عدم تحمل کی شکل میں ظاہر ہوتا ہے اور پھر یہ کیفیت رفتہ رفتہ فساد ہضم، نیند کی کمی اور کمر کے درد جیسی بیماریوں کو جنم دیتی ہے اور بعض اوقات ان کی وجوہ بھی کافی دیر سے معلوم ہو پاتی ہیں، ماہرین کے خیال میں مطب میں آنے والے تقریباً ستر فی صد مریض ایسے ہوتے ہیں جن کی بیماری کی بنیاد تھکن اور دباؤ ہوتا ہے جسے برداشت کرنا ان کے لئے مشکل ہو جاتا ہے۔

تحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹے تو دل کی دھڑکن بڑھ جاتی ہے اور توانائی ضائع ہوتی ہے۔ اعضا میں کھنچاؤ پیدا ہوتا ہے اور کچھ ایسی تھکن پیدا ہو جاتی ہے جو کام کاج سے پیدا ہونے والی عام تھکن سے بہت مختلف ہوتی ہے اس کے بعد

جھنجھلاہٹ اور غصے کا مرحلہ آتا ہے اور آپ کو پتا ہی ہے کہ یہ غصہ ہمارے لئے کس قدر نقصان دہ ہے؟

ابھی کچھ دن ہوئے نیویارک ٹائمز نیوز سروس نے ایک رپورٹ شائع کی تھی جس میں بتایا گیا تھا کہ غصے کی عادت اور کڑھنا ہمارے جسم کے لئے اسی قدر نقصان دہ ہے جتنی تمباکونوشی، مٹاپا یا انتہائی چکنائی والی غذا، بلکہ اکثر تو یہ عادت ان دوسری باتوں سے بھی زیادہ خطرناک بن جاتی ہے اور موت کو جلد ہمارے قریب لے آتی ہے، ایک ماہر نے عورتوں کے ایک گروپ پر اٹھارہ سال تک تجربہ کرنے کے بعد یہ نتیجہ نکالا کہ جو عورتیں غم وغصہ کو یا دوسروں کے خلاف جذبات کو دل میں بسائے رہیں، ان کی موت کی شرح ان عورتوں سے تین گنا زیادہ رہی جو اس عادت سے بچی رہیں، اس ماہر کا خیال ہے کہ عورتوں میں تمباکونوشی سے بھی موت اتنی قریب نہیں آتی جتنی کہ مسلسل غصہ سے۔

اکثر ایسا ہوتا ہے کہ برہمی اور غصے کی کیفیت میں رونا آجاتا ہے، اگر آپ کو محسوس ہو کہ رونا آرہا ہے تو اسے مت روکیئے، دل کا بخار نکل جانا یقیناً اچھا ہے، اس سے کھنچاؤ کم ہو جاتا ہے اور دل ہلکا ہو جاتا ہے، یوں سمجھئے کہ ہمارے آنسو ایک طرح کا حفاظتی والو ہیں جو خود بخود کھل کر فاضل بھاپ کو برتن سے باہر نکال دیتا ہے۔

صبر وتحمل

ایک بات اچھی طرح ذہن نشین کر لیجئے وہ یہ کہ ہم دنیا کو تو نہیں بدل سکتے، لیکن خود اپنے آپ کو یقیناً بدل سکتے ہیں اس کے لئے ہمیں صبر وتحمل کی عادت ڈالنا ہوگی، کیونکہ جس انسان میں یہ خصوصیت ہوتی ہے اس میں خود اعتمادی بھی پائی جاتی ہے اور ایسا انسان دوسروں کی خامیوں کو برداشت کرنے کے لئے تیار رہتا ہے،

آپ یہ بھی سمجھ لیجئے کہ ادھر ہم نے تحمل سے کنارا کیا اور ادھر سکون سے بھی ہاتھ دھونے پڑے۔

سکون کی بات آئی تو یہ کہنا ضروری معلوم ہوتا ہے کہ حقیقی سکون ہمیں قدرت کے حسن سے حاصل ہوتا ہے، لیکن مشکل یہ ہے کہ آج کا انسان قدرت کا سہارا لینے سے کتراتا ہے۔

بہت سے لوگ اپنے کام اور ملازمت سے غیر مطمئن ہوتے ہیں اور اکثر یہ بے اطمینانی انہیں حالات سے لاتعلق بنا دیتی ہے ایسے لوگوں کو ایک خوش گوار ماحول کی ضرورت ہوتی ہے، پھول، پودے، درخت اور خوب صورت مناظر اس خوش گوار ماحول کی فراہمی میں اہم کردار ادا کر سکتے ہیں۔

ذمہ داری

یہ بات بھی ہے کہ اگر ذمہ داری سے فرائض انجام دیئے جائیں تو دل مطمئن ہو جاتا ہے، دفتر یا کام کی جگہ میں اگر کبھی بھی بے اطمینانی کی فضا پیدا ہو جائے تو اسے اپنے اوپر طاری کر لینے کے بجائے یہ یاد رکھنا چاہئے کہ بہت سے مسائل وقت کے ساتھ ساتھ خود بخود حل ہوتے رہتے ہیں، اگر صبر وتحمل کا دامن ہاتھ سے چھوٹنے لگے تو ان الفاظ کا سہارا لینے میں کوئی مضائقہ نہیں جو زندگی کے روشن پہلوؤں کی نشاندہی کرتے ہیں مثلاً مہربانی، محبت، سکون، خوش خلقی وغیرہ وغیرہ اور پھر اپنے آپ کو یہ باور کرایئے کہ دنیا میں کوئی طاقت اطمینان اور تحمل کو آپ سے نہیں چھین سکتی۔

جسم اور ذہن کا تعلق

ہمارے جسم اور ذہن میں جو تعلق ہے اس میں ایک توازن قائم رکھنے کے

لئے سکون لازمی ہے لہذا اپنی مصروفیات سے وقت نکال کر ہمیں یہ چاہئے کہ کبھی کسی باغ میں ٹہل لیں، کبھی تیرنے کے لئے جائیں، کبھی یار دوستوں سے ہنسی مذاق کرلیں اور کبھی کوئی مزاحیہ کتاب پڑھ کر ہنس لیں۔ اور کچھ نہیں تو کھلی ہوا میں کچھ دیر لمبے لمبے سانس لے کر ہی جسم اور دماغ کو سکون پہنچالیں۔

یہ بھی یاد رکھئے کہ اپنی خامیوں یا ناکامیوں سے دل برداشتہ ہونے کی بجائے ہمیں ان پر قابو پانے کی کوشش کرنا چاہئے، یعنی گرنے کے بعد ہر بار ایک نئے عزم کے ساتھ ساتھ کھڑے ہوں۔

خوشگوار زندگی کے لئے جیون ساتھی پر زیادہ سے زیادہ توجہ دی جائے

خوشگوار اور کامیاب ازدواجی زندگی کے لئے ضروری ہے کہ اپنے آپ پر توجہ دینے کے ساتھ ساتھ اپنے جیون ساتھی پر خصوصی توجہ دی جائے، پامیلا چرچل ہیرنیمین کی داستان حیات کے حوالے سے ایک کتاب میں اس پہلو کی طرف توجہ دلائی گئی ہے کہ اگر عورت اپنے شوہر کو یہ احساس دلائے کہ وہ خصوصی صلاحیتیں رکھتی ہے تو ازدواجی اور گھریلو زندگی پر بڑے خوشگوار اثرات مرتب ہوتے ہیں، پامیلا کا کہنا ہے کہ کسی کی توجہ حاصل کرنے کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ اس پر بھرپور توجہ دی جائے، اس حوالے سے پامیلا کا کہنا ہے کہ امیر لوگ محبت کے میدان میں زیادہ کامیاب ہوتے ہیں۔ (پیور ہسٹری آف دی پامیلا چرچل)

شرعی پردہ اور اس کے اخلاقی اثرات

کیا گھر میں رشتہ دار بغیر اجازت آسکتے ہیں، قریبی رشتہ داروں سے اسلام نے پردہ کا حکم کیوں دیا ہے؟ پردہ حکم ربی ہے اور اسلام کے بنیادی احکامات

میں اس کا شمار ہوتا ہے۔ اسلام نے مسلمانوں کو پردے کا حکم دیا ہے جب تک پردہ ہوتا ہے تو گھر امن، سکون اور حیا کا پیکر ہوتا ہے۔ جس گھر اور قوم سے پردہ نکل جاتا ہے وہ گھر اور قوم بے حیائی اور بے سکونی سے لبریز ہوتے ہیں۔

بندہ کے پاس بے شمار واقعات ایسے ہیں جن کی بنیاد پردہ کی کمی یا پردے کا نہ ہونا ہے پردہ نہ ہونے کی وجہ سے جو اخلاقی برائیاں پھیلتی ہیں وہ احاطہ سے باہر ہیں۔

بندہ یہاں صرف ایک یورپی ماہر نفسیات کا ذکر مناسب سمجھتا ہے۔

ڈاکٹر اسٹیفن کلارک

سسلی کا ماہر نفسیات ہے اپنے مشاہدات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ

''عورتوں مردوں کا اختلاط، کزن کا گھر میں بلا روک ٹوک آنا جانا عام رشتہ داروں کا گھر میں بغیر اجازت کے قیام اور چائے پینا۔ یہ تمام میری نگاہ میں نقصان دہ ہے اور اس کا اثر نسلوں تک جاتا ہے، میں نے اس اختلاط سے عورتوں کو دوسرے مردوں کی طرف مائل دیکھا میں نے اس اختلاط سے طلاقوں کی کثرت دیکھی، زنا اور فحاشی کو بڑھتے دیکھا، گھر اجڑتے دیکھے، خودکشی دیکھی، عورتوں اور مردوں کو جیل جاتے دیکھا۔ اس سب کی وجہ گھروں میں بلا روک ٹوک آنا جانا ہے اور بس۔

(ویکلی سن)

ایک کافر نے شرعی پردے کے توڑنے پر اتنے نقصان گنوائے جبکہ میرے حبیب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے شرعی پردے کا حکم دے کر تمام نقصانات سے بچا دیا ہے۔ عاجز کی مختصر زندگی میں بے شمار واقعات سامنے آئے ہیں جن سے احساس ہوتا ہے کہ دین میں شرعی پردے کو بہت زیادہ اہمیت حاصل ہے۔

جہاں گھریلو ماحول میں بہت سی ذمہ داریاں خواتین پر عائد ہوتی ہیں وہیں خواتین کے بہت سے حقوق بھی ہوتے ہیں جو مردوں کے کندھوں پر عائد ہوتے ہیں اس لئے باہم دگر دونوں کو خانگی حقوق اور ذمہ داریاں نبھانے میں تعاون و ہمدردی کا سلوک اختیار کرنا چاہئے، اسی مناسبت سے حکیم الامت مجدد الملت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ کا ایک وعظ ہم یہاں پر نقل کر رہے ہیں تا کہ اللہ تعالیٰ ہم سب کی اصلاح فرمادے۔آمین۔

حقوق البیت یعنی حقوق خانہ داری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

الحمد لله نحمده و نستعينه و نستغفره و نومن به و نتوكل عليه و نعوذ بالله من شرور انفسنا و من سيئات اعمالنا من يهده الله فلا مضل له و من يضلله فلا هادى له و نشهد ان لا اله الا الله وحده لا شريك له و نشهد ان سيدنا و مولانا محمداً عبده و رسوله صلى الله تعالى عليه وعلى آله واصحابه و بارك وسلم۔

اما بعد : فقد قال النبى صلى الله تعالى عليه وسلم: كلكم راع و كلكم مسئول عن رعيته ۔ الحديث

یہ ایک حدیث ہے یعنی ارشاد ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا، اس میں ایک ضروری مضمون ہے جو اس وقت کی ضرورت و مصلحت کے مناسب ہے، یعنی اس وقت زیادہ ضرورت مستورات کو سنانے کی ہے۔اس لئے میں نے ایک ایسا مضمون اختیار کیا ہے جس میں ان کے متعلق بعض ذمہ داریوں کا ذکر ہے یعنی

حقوق خانہ داری کا کیونکہ مرد کا گھر عموماً ان کے سپرد ہوتا ہے اس لئے ضرورت ہے کہ اس کے متعلق ان کو احکام شرعی معلوم ہوں ، ہر چند کہ اس میں بعض مضامین مردوں کے متعلق بھی بیان ہوں گے مگر زیادہ مقصود اس وقت عورتوں کو سنانا ہے کیونکہ ان کو خود بھی علم کم ہوتا ہے اور علمی مجلس بھی میسر نہیں ہوتی ۔ مواعظ کے سننے کا بھی ان کو اتفاق کم ہوتا ہے اور مرد تو اکثر اپنے متعلق احکام سنتے رہتے ہیں اور جس بات کو چاہیں اہل علم سے دریافت کر سکتے ہیں ۔

مقصد بیان

اس وقت جو حدیث میں نے تلاوت کی ہے یہ ایک طویل حدیث ہے جس کا ایک ٹکڑا میں نے اس وقت پڑھا ہے، تمام حدیث کو احتیاط کی وجہ سے نقل نہیں کیا کیونکہ پورے الفاظ یاد نہ تھے ۔ اسی لئے میں نے الحدیث کہہ دیا تھا تاکہ معلوم ہو جائے کہ یہ پوری حدیث نہیں بلکہ اس کے اور بھی اجزاء ہیں وہ یاد نہیں رہے ۔ مگر مضامین قریب قریب سب محفوظ ہیں ۔ بعض یقیناً ، بعض ظناً ...... اور در اصل وہ سب مضامین اسی جملہ کی تفاصیل ہیں جو میں نے اس وقت پڑھا ہے کیونکہ اس حدیث میں حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اول ایک قاعدہ کلیہ اجمالاً بیان فرمایا ہے پھر اس کے چند جزئیات بطور تفصیل کے بیان فرمائے ہیں اس وقت میں نے اجمالی مضمون کے الفاظ نقل کر دیئے ۔ تفصیلی مضمون کے الفاظ نہیں پڑھے ، کیونکہ وہ بلفظہا یاد نہ تھے اور ضرورت بھی نہ تھی کیونکہ اس اجمال میں وہ سب تفصیل مندرج ہے بہر حال وہ اجمالی مضمون جو بطور قاعدہ کلیہ کے ارشاد ہوا ہے: کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ کہ ہر ایک تم میں سے بااختیار ہے (اور ہر کسی چیز کا نگہبان اور ذمہ دار ہے) اور ہر ایک سے پوچھا جاوے گا کہ تمہارے سپرد جو

چیزیں تھیں ان میں تم نے کیا کیا۔ یہ ہے اجمالی مضمون کا حاصل۔

اس کے بعد حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس کی کچھ تفصیل بیان فرمائی ہے جس کے دو جزو تو یقیناً یاد ہیں جن میں سے ایک یہ ہے:

وَالْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَ وَلَدِه وَ هِيَ مَسْئُولَةٌ عَنْهُمْ۔ (متفق علیہ)

کہ عورت کے متعلق شوہر کا گھر ہوتا ہے اور اس کے بال بچے، ان میں اس کو اختیار دیا گیا ہے اور ان کے متعلق اس سے دریافت کیا جاوے گا کہ تم نے شوہر کے گھر اور اولاد کے ساتھ کیا برتاؤ کیا؟ اس کے بعد ایک جزو یہ ہے:

وَ عَبْدُ الرَّجُلِ رَاعٍ عَلٰى مَالِ سَيِّدِه وَ هُوَ مَسْئُولٌ عَنْهُ۔ (متفق علیہ)

یعنی غلام خادم اپنے آقا کے مال کا نگہبان اور ذمہ دار ہے وہ بھی مفوض الیہ ہے اس لئے اس سے بھی پوچھا جائے گا کہ تو نے اپنے آقا کے مال میں کس طرح تصرف کیا۔ یہ دو جزو تو یقیناً ہیں۔ تیسرا جزو شاید یہی ہے کہ ہر شخص اپنے گھر میں با اختیار ہے اور اس سے گھر والوں کے متعلق سوال ہوگا کہ تو نے ان کے ساتھ کیا معاملہ کیا اور ان کے حقوق ادا کیے یا نہیں؟۔

اور تیسرا جزو یعنی (والرجل راع) قرآن میں بھی ہے حق تعالیٰ فرماتے ہیں: يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا قُوْٓا اَنْفُسَكُمْ وَ اَهْلِيْكُمْ نَارًا۔ اس میں ایمان والوں کو صاف حکم ہے کہ جہنم کی آگ سے اپنے آپ کو بھی بچاؤ اور اپنے گھر والوں کو بھی۔ تو اس کا بھی وہی مطلب ہوگیا جو الرجل راع علی اہل بیتہ کا تھا کہ مرد اپنے گھر والوں کی اصلاح کا ذمہ دار ہے بلکہ قرآن میں جن لفظوں سے اس مضمون کو بیان فرمایا ہے اس میں رجال کی بھی تخصیص نہیں بلکہ يَآ اَيُّهَا الَّذِيْنَ آمَنُوا میں تغلیبا عورتیں بھی داخل ہیں جیسا کہ قرآن میں تمام جگہ یہی طرز ہے کہ عورتوں کو مستقلا خطاب نہیں کیا

جاتا بلکہ مردوں کے ساتھ ان کو بھی خطاب ہوتا ہے تو یہاں بھی اس قاعدہ کے موافق یہ خطاب مردوں اور عورتوں سب کو شامل ہے تو عورتوں کے لئے بھی یہ بات ضروری ہوئی کہ وہ اپنے خاوند اور اولاد کو جہنم کی آگ سے بچاویں اور ان کو خلاف شرع امور سے روکنے کی کوشش کریں۔ قرآن میں تو یہ مضمون عورتوں کے متعلق اجمالاً ہے اور حدیث میں اجمالاً بھی ہے اور تفصیلاً بھی۔

بہر حال خواہ اجمالاً ہو خواہ تفصیلاً قرآن و حدیث دونوں بتلا رہے ہیں کہ مردوں اور عورتوں کے متعلق کچھ حقوق ہیں جن کے متعلق ان سے باز پرس ہوگی۔ اب دیکھنے کی بات یہ ہے کہ ہم اپنی حالت پر غور کریں کہ ہم لوگ ان احکام کے ساتھ کیا برتاؤ کر رہے ہیں۔ آیا ان کو ادا کرتے ہیں یا نہیں؟ تو غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ نہ تو مرد ان حقوق کو ادا کرتے ہیں جو ان کے ذمہ ہیں اور نہ عورتیں۔ اور اسی وجہ سے میں نے اس مضمون کو اختیار کیا ہے تاکہ عورتیں بالخصوص اور مرد بھی متنبہ ہوں کہ ان کے ذمہ کیا کیا حقوق ہیں اور ان کے ادا کرنے کی طرف متوجہ ہوں۔

حقیقت حقوق خانہ داری

اب یہ سمجھئے کہ وہ حقوق کیا ہیں؟ کیونکہ اپنی کوتاہی کا علم بھی اسی سے ہوگا اور اب تک کوتاہی کا علم نہ ہونا بھی اسی وجہ سے ہے کہ ہم ان حقوق سے واقف نہیں، مردوں نے تو اپنے ذمہ عورتوں کے یہ حقوق سمجھ رکھے ہیں کہ کھانے کو دیدیا۔ کپڑا دے دیا، زیور دیدیا، گھر دیدیا اور کبھی بیمار ہوئیں تو علاج کرادیا۔ کبھی کوئی فرمائش کی تو اس کو پورا کردیا۔ اور عورتیں اپنے ذمہ مردوں کے یہ حقوق سمجھتی ہیں کہ کھانا پکا کے دیدیا۔ رات کو بستر کردیا، اور دھوبن کو مردوں کے کپڑے شمار کر کے دیدیئے اور جب لائی تو شمار کر کے لے لئے اور حفاظت سے بکس میں بند کر کے رکھ دیئے

اور شمار کر کے دینا لینا بھی بعض گھروں میں ہے۔ ورنہ اکثر تو یہ کہتی ہیں کہ ہماری دھوبن بڑی ایماندار ہے، یہ خود گن کر لے جاتی ہے اور پورے کپڑے دے جاتی ہے، پھر دیتے ہوئے کپڑوں کی شمار ہوتی ہے نہ لیتے ہوئے۔ دھوبن کی ایمانداری پر اعتماد ہے اور وہی مختار کل ہے جو چاہے کرے۔

اسی طرح پسنہاری کو بھی خود وزن کر کے غلہ نہیں دیا جاتا، اسی سے کہہ دیتی ہیں کہ اپنے آپ وزن کر کے اتنی دھڑی لے جائے چاہے وہ چار دھڑی کی جگہ پانچ لے جائے اور ان سے چار ظاہر کرے پھر جب وہ آٹا پیس کر لاتی ہے اس وقت بھی وزن نہیں کیا جاتا، وہی پسنہاری خود تول کر برتنوں میں بھر دیتی ہے اور آئندہ کے لئے دوبارہ اناج لے جاتی ہے۔ گھر والوں کو یہ یاد نہیں رہتا کہ پہلی پسائی کتنی تھی اور اگلی کتنی۔

بس مہینہ ختم ہونے پر جتنی رقم پسنہاری نے بتلا دی وہی اس کے ہاتھ رکھ دی، میں نے ایک گھر میں دیکھا ہے کہ ایک پسنہاری کی بہت سی پسائیاں چڑھی ہوئی تھیں اور گھر میں نہ کوئی نگرانی تھی نہ کوئی ضابطہ تھا بعض دفعہ گھر والوں اور پسنہاری میں اختلاف ہوتا وہ کچھ کہتی پسنہاری کچھ کہتی مگر حجت کسی کے پاس نہ تھی بالآخر جھک مار کر وہی دینا پڑتا تھا جو پسنہاری نے بتلا دیا اور جن گھروں میں حساب کا خیال بھی ہوتا ہے تو وہاں یہ طریقہ ہے کہ دیوار پر کوئلہ سے لکیر کھینچ دیتی ہیں، جب ایک دھڑی پس کر آئی انہوں نے اسی وقت دیوار پر لکیر کھینچ دی۔ میں دیکھا کہ ایک مکان میں تمام دیوار سیاہ تھی حالانکہ دیوار کی لکیر کوئی معتبر چیز نہیں، ذرا سا ہاتھ لگنے سے مٹ سکتی ہے اور پسنہاری ایک آدھ لکیر بڑھا بھی سکتی ہے پھر اس صورت میں وہی دینا پڑے گا جو پسنہاری بتلا دے۔ (اس سے تو آسان صورت یہ ہے کہ قلم اور دوات سے کسی تختی یا کاغذ ہی پر جو اپنے قبضہ میں رہے لکیر کھینچ دیا

کریں تا کہ کمی بیشی کے احتمال سے محفوظ رہے مگر گھروں میں اس کا مطلق اہتمام نہیں۔) وجہ یہ ہے کہ عورتیں ان کاموں کو اپنے ذمہ سمجھتی ہی نہیں ہیں بلکہ وہ اپنے ذمہ صرف اتنا سمجھتی ہیں کہ مردوں کو کھلا دیا پلا دیا۔ اور اگر کوئی بچہ ہوا تو اس کو پیشاب پاخانہ کرا دیا اور یہ بھی اس وقت کہ گھر میں بچہ کے لینے کو کوئی آدمی نوکر نہ ہو اور یہ کام انہیں خود کرنا پڑے۔ ورنہ ان کو اس کی بھی خبر نہیں ہوتی کہ بچے کہاں ہیں اور کس طرح ہیں اور اگر گھر میں کھانا پکانے والی بھی نوکرانی ہوئی تو ان کو چولہے کی بھی خبر نہیں ہوتی، اب نوکرانی سیاہ و سفید جو چاہے کرے۔

غرض شوہر کے مال کی حفاظت کا عورتوں کو مطلقا خیال نہیں ہوتا اسی طرح مردوں کو عورتوں کے حقوق میں سے صرف بعضے دنیوی امور کا اہتمام ہے یعنی زیور کپڑے کا یا کھانے پینے کا، باقی ان کے دین کی اصلاح کا کچھ بھی اہتمام نہیں تو دونوں نے دو دو قسم کی کوتاہیاں کر رکھی ہیں، دو قسم کی مردوں نے اور دو قسم کی عورتوں نے؛ مجموعہ چار قسم کی کوتاہیاں ہوئیں۔

حقوق میں کوتاہی

مردوں سے ایک کوتاہی تو یہ ہوتی ہے کہ وہ اپنے ذمہ صرف دنیوی حقوق سمجھتے ہیں دینی حقوق اپنے ذمہ سمجھتے ہی نہیں کہ ہمارے ذمہ ان کے دین کا بھی کوئی حق ہے مثلاً گھر میں آ کر یہ تو پوچھتے ہیں کہ کھانا تیار ہوا یا نہیں مگر یہ کبھی نہیں پوچھتے کہ تم نے نماز بھی پڑھی یا نہیں، اگر کھانا کھانے گھر میں آئے اور معلوم ہوا کہ ابھی تیار نہیں ہے تو خفا ہوتے ہیں یا تیار تو ہو گیا مگر مرضی کے موافق تیار نہیں ہوا تب بھی خفا ہوتے ہیں اور اگر کبھی یہ معلوم ہوا کہ بیوی نے نماز اب تک نہیں پڑھی تو ان کو ذرا بھی ناگواری نہیں ہوتی بلکہ اگر کسی کی بی بی عمر بھر بھی نماز نہ پڑھے تو بہت مردوں

کو اس کی بھی پرواہ نہیں ہوتی، جو دیندار کہلاتے ہیں تو وہ بھی یونہی چلتی سے بات کہہ دیتے ہیں کہ بی بی نماز پڑھا کرو نماز کا ترک کرنا بڑا گناہ ہے۔

بس اتنا کہہ کر اپنے نزدیک یہ سبکدوش ہو گئے اور جب کسی نے ان سے کہا کہ تم اپنی بی بی کو نماز کے لئے تنبیہ کیوں نہیں کرتے تو یہ جواب دیتے ہیں کہ کہہ تو دیا تھا اب وہ نہیں پڑھتی تو میں کیا کروں۔ لیکن میں کہتا ہوں کہ انصاف سے بتائیے کیا آپ نے نماز کے لئے اسی طرح کہا تھا جیسے نمک تیز ہونے پر کہا تھا اور اگر ایک دو دفعہ کے کہنے سے اس نے نمک کی درستی کا اہتمام نہ کیا تو وہاں بھی آپ ایسے ہی خاموش ہو گئے؟ ہرگز نہیں۔......... نمک تیز ہونے پر تو آپ سر توڑنے کو آمادہ ہو جاتے ہیں اور ایسی بری طرح خفگی ظاہر کرتے ہیں کہ بی بی سمجھ جاتی ہے کہ میاں بہت ناراض ہو گئے ہیں اس لئے وہ بہت جلد نمک کی اصلاح کا اہتمام کرتی ہے۔

صاحبو! نماز کے لئے آپ نے اس طرح کبھی نہیں کہا جس سے بی بی سمجھ جائے کہ میاں بہت ناراض ہو گئے ہیں، اگر یہاں بھی اسی طرح خفگی ظاہر کرتے تو وہ اس کا بھی ضرور اہتمام کرتی اور اگر ایک دفعہ کے کہنے سے نہ پڑھتی تو دوسرے وقت پر خفا ہوتے پھر نہ پڑھتی تو تیسرے وقت پھر کہتے اور جب تک وہ نماز نہ پڑھتی برابر کہتے رہتے اور مختلف طریقوں سے اپنی خفگی ظاہر کرتے مثلاً پاس لیٹنا ترک کر دیتے یا اس کے ہاتھ کا پکا ہوا نہ کھاتے، جیسا کہ نمک کی تیزی پر اگر ایک بار خفا ہونے سے اثر نہ ہوا تو آپ خاموش نہیں ہو جاتے بلکہ برابر کہتے رہتے ہیں اور وہاں کبھی یہ خیال نہیں ہوتا کہ اتنی دفعہ تو کہہ دیا ہے اب بھی وہ نہیں مانتی تو میں کیا کروں۔ بس خاموش ہو جاؤں۔

صاحبو! انصاف سے بتلایئے کہ ہم نے کبھی کھانے پینے کے باب میں

بھی اپنے جی کو اس طرح سمجھا لیا ہے جیسا نماز کے باب میں سمجھا لیا جاتا ہے؟ ہر گز نہیں، تو یہ سراسر کوتاہی ہے اگر آپ بی بی کو نمازی بنانا چاہیں تو کچھ دشوار بات نہیں کیونکہ عورت حاکم نہیں بلکہ محکوم ہے۔ چنانچہ اپنی اغراض کے لئے ان پر حکومت بھی کی جاتی ہے مگر دین کے لئے اس حکومت سے ذرا کام نہیں لیا جاتا، ایک تو کوتاہی یہ ہے، دوسری کوتاہی یہ ہے کہ ان کے حقوق دنیویہ کو بھی اسی طرح اپنے ذمہ نہیں سمجھتے بس دنیوی حقوق میں انہی باتوں کو اپنے ذمہ سمجھتے ہیں جو عرفا مردوں کے ذمہ سمجھی جاتی ہیں اور جو حقوق معاشرت کے شریعت نے ہمارے ذمہ کئے ہیں ان کو عموماً مرد اپنے ذمہ نہیں سمجھتے مثلاً بعضے گھروں میں دیکھا ہے کہ مرد بیوی سے بالکل لاپرواہ رہتے ہیں، سال بھر باہر بیٹھک میں سوتے ہیں گھر میں نہیں سوتے، اب یا تو کہیں اور تعلق پیدا کیا جاتا ہے یا ویسے ہی باہر سوتے رہتے ہیں اور بیوی کے اس حق سے غافل ہیں حالانکہ رات کو اس کے پاس سونا بھی شرعاً اس کا حق ہے۔

بعض جگہ دیکھا ہے کہ مرد عورتوں سے بولتے بھی نہیں ان میں بعض ایسے بھی ہیں جو بزرگ کہلاتے ہیں یا کسی بزرگ کے مرید ہیں، نماز، روزہ اور ذکر و شغل کے پابند ہیں اپنے نزدیک جنت خرید رہے ہیں مگر بیوی کے حقوق سے غفلت۔ یاد رکھو بیوی کا یہ بھی حق ہے کہ ایک وقت میں اس سے بات چیت بھی کی جائے اور اس کی تکلیف و راحت کی باتیں سنی جائیں اور دل جوئی کی باتوں سے اس کو خوش کیا جائے مگر اس حق سے دنیادار اور دیندار سب ہی غافل ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ اس کو اپنے ذمہ سمجھتے ہی نہیں بس کھانا کپڑا ہی اپنے ذمہ سمجھ لیا ہے۔ بعض جگہ یہ دیکھا جاتا ہے کہ بات بات میں عورتوں کی خطائیں نکالی جاتی ہیں اور ان کی وجہ سے بات چیت ترک کی جاتی ہے یا گھر میں سونا چھوڑ دیا جاتا ہے اور وہ دو قسم کی خطائیں ہیں۔ بعض تو اختیاری ہیں جن میں عورتوں کے اختیار کو دخل ہے مگر وہ اس

درجہ کی نہیں ہوتی کہ ان پر اتنی بڑی سزا دی جائے چنانچہ عورتوں کی ایک خطا یہ ہے کہ وہ گفتگو میں مرد کے آگے جھجکتی نہیں ہیں اور برابر جواب دیئے چلی جاتی ہیں حالانکہ وہ محکوم ہیں ان کو محکوم بن کر رہنا چاہئے۔

حقیقت تعلق زوجین

سو میں کہتا ہوں کہ عورت بے شک محکوم ہے لیکن وہ ایسی محکوم نہیں ہے جیسے ماما یا لونڈی محکوم ہوتی ہے بلکہ اس کو مرد کے ساتھ دوستی کا تعلق بھی ہے اور اس تعلق کا خاصہ ہے کہ اس میں ایک قسم کا ناز بھی ہوتا ہے اس تعلق کے ساتھ مرد کا عورت پر وہ رعب نہیں ہو سکتا جو نوکروں پر ہوا کرتا ہے۔ مرد یہ چاہتے ہیں کہ بیوی پر بھی اسی طرح رعب جمائیں جس طرح نوکر پر جمایا کرتے ہیں یہ نہایت سنگ دلی ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ ان لوگوں نے اس تعلق کی حقیقت کو سمجھا نہیں (بھلا غور تو کیجئے کہ کیا آپ اپنے دوستوں پر ویسا رعب جما سکتے ہیں جیسا نوکروں پر جمایا جاتا ہے؟ ہرگز نہیں اور اگر آپ ایسا کرنے لگیں تو سارے احباب آپ کو چھوڑ کر الگ ہو جائیں، دوستوں کے ساتھ نوکروں کا سا برتاؤ کوئی عاقل نہیں کر سکتا، پھر حیرت ہے کہ آپ بیوی کے ساتھ ایسا برتاؤ کرنا چاہتے ہیں جس سے بڑھ کر دنیا میں کوئی دوست نہیں ہو سکتا۔ تجربہ ہے کہ زمانۂ افلاس و مصیبت میں سب احباب الگ ہو جاتے ہیں اور ماں باپ تک انسان کو چھوڑ بیٹھتے ہیں مگر بیوی ہر حالت میں مرد کا ساتھ دیتی ہے، اسی طرح بیماری میں جیسی راحت بیوی سے پہنچتی ہے، کسی دوست سے بلکہ ماں باپ سے بھی نہیں پہنچتی اس سے صاف ظاہر ہے کہ بیوی کے برابر دنیا میں مرد کا کوئی دوست نہیں، پھر کیا یہ ستم نہیں ہے کہ مرد ان کو نوکروں کے برابر کرنا چاہتے ہیں۔

اور اگر وہ کسی وقت گفتگو میں اپنے اس تعلق کی بناء پر بطور ناز کے برابری کرنے لگیں تو اس پر یہ سزا دی جاتی ہے کہ بولنا چالنا، پاس بیٹھنا، اٹھنا یک لخت بند کردیا جاتا ہے۔(جامع)

صاحبو! یہ وہ تعلق ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ بھی بعض دفعہ ازواج مطہرات ناز میں آکر برابر کے دوستوں کا سا برتاؤ کرتی تھیں حالانکہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے برابر کون ہوگا حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ہر کمال میں بینظیر تھے کوئی آپ کے برابر نہ تھا، نیز اس کے ساتھ آپ صاحب سلطنت تھے رعب سلطنت بھی آپ میں بہت زیادہ تھا۔(چنانچہ حدیث میں ہے کہ مہینہ بھر کی مسافت تک آپ کے رعب کا اثر پہنچتا تھا کہ سلاطین آپ کا نام سن سن کر کانپتے تھے۔جامع) مگر بایں ہمہ بیبیوں پر آپ نے کبھی رعب سے اثر نہیں ڈالا بلکہ ان کے ساتھ آپ کا ایسا برتاؤ تھا جس میں حکومت اور دوستی کے دونوں پہلو ملحوظ رہتے تھے تعلق حکومت کا تو یہ اثر تھا کہ ازواج مطہرات حضور کے احکام کی مخالفت کبھی نہ کرتی تھیں آپ کی تعظیم اور ادب اس درجہ کرتی تھیں کہ دنیا میں کسی کی عظمت بھی ان کے دل میں حضور کے برابر نہ تھی اور تعلق دوستی کا یہ اثر تھا کہ بعض دفعہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا آپ پر ناز کرتیں مگر کبھی آپ کو ناگوار نہ ہوتا تھا مثلاً جس وقت قصۂ افک ہوا اور منافقین نے حضرت صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا پر بہتان باندھا تو اول اول حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت دل گیر رہے حتیٰ کہ ایک مرتبہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے جب کہ وہ اپنے باپ کے گھر پر تھیں یہ فرمایا کہ اے عائشہ! اگر تم بالکل بری ہو تو حق تعالیٰ براءت ظاہر کردیں گے۔اور اگر واقعی تم سے کوئی غلطی ہوئی ہے تو حق تعالیٰ سے توبہ واستغفار کرلو۔

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کو اس بات سے بہت رنج ہوا (کیونکہ اس

سے بظاہر یہ مفہوم ہوتا تھا کہ حضور کو بھی (نعوذ باللہ) میری نسبت کچھ احتمال ہے۔)
تو انہوں نے عرض کیا کہ میں نہیں جانتی کہ اس بات کا کیا جواب دوں اگر میں یہ
کہوں کہ میں بالکل بری ہوں اور خدا جانتا ہے کہ میں بالکل بری ہوں تو اس کو آپ
لوگوں کے دل قبول نہ کریں گے۔ اور اگر میں یہ کہہ دوں کہ ہاں مجھ سے غلطی ہوئی
ہے اور خدا جانتا ہے کہ میں اس سے بری ہوں تو اس بات کو آپ فوراً تسلیم کر لیں
گے۔ پس اس وقت میں وہی بات کہتی ہوں جو حضرت یعقوب علیہ السلام نے
فرمائی تھی "فصبر جمیل و اللّٰہ المستعان علی ما تصفون" یہ کہہ کر حضرت
عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا غم سے بستر پر لیٹ گئیں اور رونے لگیں، تو اسی وقت رسول
اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر نزول وحی کے آثار نمایاں ہوئے اور مکان میں سناٹا
ہوگیا۔ تھوڑی دیر کے بعد جب وحی ختم ہو چکی تو پہلی بات جو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ
علیہ وسلم کے منہ سے نکلی وہ یہ تھی "ابشری یا عائشۃ فقد برّأکِ اللّٰہ" یعنی اے
عائشہ! خوشخبری سن لو کہ حق تعالیٰ نے تمہاری براءت ظاہر کر دی ہے پھر آپ نے وہ
آیات پڑھ کر سنائیں جو اس وقت نازل ہوئیں تھیں۔

اس بات کو سنتے ہی سب کو ایسی خوشی ہوئی کہ سارے گھر میں ہر شخص کا
چہرہ خوشی سے کھل گیا، اور حضرت عائشہ کی والدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے فرمایا
"قومی یا عائشۃ الیہ و قبلی" (ای الی وجہ رسول اللّٰہ صلی اللہ تعالی
علیہ وسلم) یعنی اے عائشہ اٹھو یعنی حضور کو سلام کرو، تو حضرت عائشہ رضی اللہ
تعالیٰ عنہ نے فرمایا: "واللہ لا اقوم الیہ وانی لا احمد الا اللہ عزو جل"
بخدا میں آپ کے پاس اٹھ کر نہ جاؤں گی اور میں اپنے خدا کے سوا کسی کی حمد نہیں
کرتی کیونکہ آپ نے تو مجھے آلودہ سمجھ ہی لیا تھا، خدا تعالیٰ نے مجھے بری کیا۔

اب مردوں کو سمجھنا چاہئے کہ حضرت عائشہ کی یہ بات کس بنا پر تھی اس کا

منشاء وہی ناز تھا جو بی بی کو تعلق دوستی کی وجہ سے شوہر پر ہوتا ہے اور شریعت نے عورتوں کی اس قسم کی باتوں پر جو ناز میں کہہ ڈالیں کوئی مواخذہ نہیں کیا۔ اگر عورت کو ناز کا حق نہ ہوتا تو رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حضرت عائشہ کو اس بات پر ضرور تنبیہ فرماتے کیونکہ ظاہر میں یہ کلمہ نہایت سخت تھا اور یہ احتمال تو ہو ہی نہیں سکتا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احکام شرعیہ میں کسی کی رعایت فرمائیں۔ چنانچہ ایک عورت نے چوری کی تھی جس کا نام فاطمہ تھا، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حکم شرعی کے موافق ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا، لوگوں نے سفارش کرنا چاہی اور حضرت اسامہ بن زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو سفارش کے لئے تجویز کیا کیونکہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے محبوب اور محبوب زادے تھے چنانچہ وہ بھولے بھالے سفارش کرنے بیٹھ گئے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بہت برہم ہوئے اور فرمایا کہ حدود میں سفارش کرنا پہلی امتوں کو ہلاکت میں ڈال چکا ہے، اس کے بعد ایسی بات فرمائی کہ ہم تو اس کو نقل بھی نہیں کر سکتے مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد سمجھ کر نقل کرتے ہیں۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا کہ واللہ اگر فاطمہ بنت محمد بھی ہوتی (نعوذ باللہ، نعوذ باللہ، نعوذ باللہ) تو میں اس کا بھی ہاتھ کاٹ ڈالتا۔ (پھر فاطمہ مخزومیہ تو کیا چیز ہیں، چنانچہ ان کا ہاتھ کاٹا گیا۔
(کذا فی ابوداؤد ۲/۲۵۳)

اس سے معلوم ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم احکام شرعیہ میں کسی کی رعایت نہیں کرتے تھے اور نہ کر سکتے تھے تو اگر حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کا یہ قول خلاف شریعت ہوتا تو آپ ان کی ہرگز رعایت نہ فرماتے اور ضرور تنبیہ فرماتے یہ بات بے شک ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو محبت تھی مگر حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی ایسی خصوصیتیں

ہیں کہ ان میں کوئی ان کا شریک نہ تھا اور برتاؤ میں ان خصوصیتوں کا زیادہ ظہور ہوتا تھا۔ چنانچہ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کہیں سفر میں تشریف لے جاتے تو جاتے ہوئے سب سے اخیر میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے ملتے تھے اور واپسی میں سب سے پہلے ان سے ملتے تھے، تاکہ جدائی کا زمانہ کم ہو اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے کس قدر محبت تھی نیز جب حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس تشریف لاتیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم غایت محبت سے ان کے لئے کھڑے ہو جاتے تھے تو ان کی محبت کے ساتھ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم احکام شرعیہ میں حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کی بھی رعایت نہ کر سکتے تھے تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی تو کیا رعایت فرماتے۔

پس ثابت ہوا کہ ان کا یہ کہنا کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی طرف اٹھ کر نہیں جاتی اور اپنے خدا کے سوا کسی کا شکر ادا نہیں کرتی خدا اور رسول کے خلاف نہ تھا، تو بی بی کا شوہر سے وہ تعلق ہے جس میں اتنی بڑی بات کو خدا اور رسول نے گوارا کر لیا ورنہ یا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گرفت فرماتے یا اس پر کوئی آیت ضرور نازل ہوتی چنانچہ ایک مرتبہ ازواج مطہرات نے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے خرچ زیادہ مانگا تھا تو اس پر آیت نازل ہو گئی حالانکہ ظاہر میں ان کی درخواست کی وجہ معقول بھی تھی کیونکہ اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو فتوحات بہت ہونے لگی تھیں۔ اور سب مسلمان فتوحات کی وجہ سے مالدار ہونے لگے تھے مگر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اس پر بھی اپنی ذات خاص اور اپنے گھر والوں کے لئے دنیوی وسعت کو گوارا نہ کیا تو ازواج مطہرات نے اس موقع پر زیادہ خرچ کی درخواست کی، تنگی کے وقت انہوں نے ایسی درخواست کبھی نہیں کی

حتی کہ تنگی کے زمانہ میں بعض وقت پانی بھی گھر میں نہیں ہوا تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے کچھ شکایت نہیں کی۔ ہاں جب فتوحات سے سب مسلمان مالدار ہونے لگے اور تنگی رفع ہوگئی اس وقت انہوں نے بھی اپنے لئے وسعت چاہی۔ مگر یہ بات حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مذاق کے خلاف تھی آپ بیبیوں کے لئے تو وسعت کو کیا پسند کرتے اپنی بیٹی تک کے لئے بھی اس کو گوارانہیں کیا۔ چنانچہ ایک مرتبہ کسی جہاد میں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس بہت سے باندی غلام قید ہوکر آئے اور آپ مسلمانوں میں ان کو تقسیم فرمانے لگے تو حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ نے حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے فرمایا کہ تم چکی پیسنے اور پانی بھرنے میں بہت تکلیف اٹھاتی ہو اور اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے پاس باندی غلام بہت سے آئے ہوئے ہیں جن کو آپ لوگوں میں تقسیم فرمارہے ہیں اگر تم بھی حضور سے ایک باندی غلام مانگ لو تو اس محنت سے تم کو راحت ہوجائے گی۔

چنانچہ حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر میں تشریف لے گئیں تو اس وقت حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم گھر میں نہ تھے، انہوں نے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے اپنی درخواست کا مضمون بیان کردیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم تشریف لائیں تو میری طرف سے یہ عرض کردی جائے۔ تھوڑی دیر کے بعد جب آپ گھر میں تشریف لائے تو حضرت عائشہ نے حضور سے عرض کردیا کہ صاحبزادی صاحبہ اس مقصد کے لئے تشریف لائی تھیں۔ آپ اسی وقت حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر میں تشریف لائے اور فرمایا اے فاطمہ! تم غلام اور باندی چاہتی ہو یا میں اس سے بھی اچھی ایک چیز تم کو بتلاؤں؟۔ انہوں نے عرض کیا کہ جو چیز اس سے بھی اچھی ہو وہی بتلا دیجئے۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا لیٹنے کے وقت ۳۳ بار سبحان اللہ ۳۳ بار الحمد اللہ ۳۴ بار اللہ اکبر پڑھ لیا کرو۔ یہ تمہارے لئے غلام اور لونڈی سے بہتر ہے۔ وہ ایسی لائق صاحبزادی تھیں کہ اسی پر خوش ہوگئیں اور اخروی راحت کو دنیاوی راحت پر ترجیح دی، جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اپنی اولاد کے لئے بھی باندی غلام رکھنا پسند نہیں فرمایا تو بیبیوں کے لئے ان باتوں کو کیسے پسند فرماتے؟۔

حقیقت ناز زوجہ

آپ تو ہمیشہ یہ دعا فرماتے تھے: اللھم اجعل رزقَ آلَ محمدٍ قُوتاً ' یعنی اے اللہ محمد (صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم) کے گھر والوں کا رزق بقدر قوت کر دیجئے جس سے زندگی قائم رہ سکے۔ غرض مال کا زیادہ ہونا آپ کے مذاق کے خلاف تھا، اس لئے ازواج کی اس فرمائش سے آپ تنگ دل ہوئے تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی:

﴿ یَـا اَیُّھَـا الـنَّبِیُّ قُلْ لِاَزْوَاجِكَ اِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ الْحَیٰوۃَ الدُّنْیَا وَ زِیْـنَتَـھَا فَتَعَالَیْنَ اُمَتِّعْکُنَّ وَاُسَرِّحْکُن سَرَاحاً جَمِیْلا ۝ وَاِنْ کُنْتُنَّ تُرِدْنَ اللّٰہ وَ رَسُوْلَہ وَالدَّارَالْاٰخِرَۃِ فَاِنَّ اللّٰہ اَعَدَّ لِلْمُحْسِنَاتِ مِنْکُنَّ اَجْراً عَظِیْماً ۝ ﴾

ترجمہ: اے نبی! ازواج مطہرات سے فرمادیجئے کہ اگر تم دنیا چاہتی ہو اس صورت میں تم میرے پاس نہیں رہ سکتیں، آؤ میں تم کو متاع دنیا دے کر خوبی کے ساتھ رخصت کردوں اور اگر اللہ و رسول اور آخرت کی طالب ہو تو (پھر صبر و شکر کے ساتھ اس تنگی کی حالت میں گزر کرو اور نیک اعمال میں سعی کرتی رہو۔) اللہ تعالیٰ نے تمہارے میں سے نیک کام کرنے والیوں کے لئے بڑا اجر تیار کر رکھا ہے۔ جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم پر یہ آیات نازل ہوئیں تو آپ سب سے

اول حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کے پاس تشریف لائے اور چونکہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا نوعمر تھیں تو آپ نے یہ خیال کیا کہ اس عمر میں سمجھ کم ہوتی ہے ایسا نہ ہو ان کے منہ سے یہ نکل جائے کہ ہم تو دنیا چاہتے ہیں اس لئے آپ نے آیات سنانے سے پہلے یوں فرمایا کہ اے عائشہ میں تم سے ایک بات کہنا چاہتا ہوں مگر اس کے جواب میں جلدی نہ کرنا بلکہ اپنے والدین سے مشورہ کر کے جواب دینا (کیونکہ آپ خوب جانتے تھے کہ ان کے والدین حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم سے علیحدگی کی رائے کبھی نہیں دے سکتے۔) اس کے بعد آپ نے یہ آیات ان کو سنائیں، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کو یہ مضمون سن کر جوش ہوا اور عرض کیا: افی ھذا استامر ابوی؟ کیا میں اس بات کے لئے اپنے ماں باپ سے مشورہ کروں گی؟ میں نے اللہ کو اور اس کے رسول کو اور آخرت کو اختیار کیا۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ان کے جواب سے بہت مسرور ہوئے تو حضرت عائشہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ کسی اور بی بی سے یہ نہ کہئے کہ عائشہ نے یہ جواب دیا ہے، حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اگر مجھ سے کسی نے پوچھا تو میں چھپاؤں گا نہیں، غور کرنے کی بات ہے کہ حق تعالی نے ازواج مطہرات کو زیادہ خرچ مانگنے سے تو منع فرمایا اور ان کو ناز کی بات سے منع نہیں فرمایا۔ تو معلوم ہوا کہ ناز کرنے میں اتنی برائی نہ تھی جتنی خرچ مانگنے میں تھی مگر آج کل کتنی الٹی بات ہے کہ زیادہ خرچ مانگنے کو تو برا نہیں سمجھتے جو کسی درجہ مذموم بھی ہے اور بی بی کے ناز اور بے تکلفی کو برا سمجھتے ہیں جو ذرا بھی بری بات نہیں اس کی وجہ یہ ہے کہ ہمارے ذوق فاسد ہیں ہمارے نفوس کی اصلاح نہیں ہوئی ہمارے اندر مرض ہے جس کی وجہ سے ہر بات الٹی ہے کہ جو چیز ناگوار ہونا چاہئے تھی وہ تو گوارا ہے اور جو گوارا ہونا چاہئے تھی وہ ناگوار ہے۔ جیسے صفراوی المزاج کو مٹھائی کڑوی معلوم ہوتی ہے تو کیا وہ

مٹھائی واقعی کڑوی ہوتی ہے، ہرگز نہیں بلکہ صفراویت کی وجہ سے اس کا مذاق بگڑ رہا ہے اسی طرح باطنی مذاق بگڑ رہا ہے اسی کا یہ اثر ہے کہ زیادہ خرچ مانگنے کو تو عورت کے لئے گوارا کرتے ہیں اور بے تکلفی اور ناز کی باتوں کو اس کے لئے گوارا نہیں کرتے اور اسی وجہ سے حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا اپنی بیبیوں کے ساتھ برتاؤ سن کر ہم کو تعجب ہوتا ہے جیسا صفراوی المزاج کو مٹھائی کھانے والے کی حالت پر تعجب ہوا کرتا ہے یہ ہے ہماری غلطی جس کا حاصل یہ کہ عورتوں کے دینی حقوق تو اپنے ذمہ سمجھتے ہی نہیں ۔ ادا تو کیا ہی کرتے اور دنیوی حقوق کو اپنے ذمہ کچھ سمجھتے ہیں مگر ان کو بھی پوری طرح ادا نہیں کرتے چنانچہ ایک حق دنیوی یہ ہے کہ ان کی بے تکلفی اور ناز کو گوارا کریں اور نیز ان کی بے تمیزی کو بھی گوارا کریں ۔

ان حقوق کو مردوں نے عموماً نظر انداز کر رکھا ہے یوں چاہتے ہیں کہ عورتیں باندیوں کی طرح محکوم اور تابع ہو کر رہا کریں اور کبھی ہماری بات کا الٹ کر جواب نہ دیا کریں اور جو کسی نے ایسا کیا تو اس سے بولنا چالنا، پاس لیٹنا، بیٹھنا سب موقوف کر دیتے ہیں یہ بہت بے جا حرکت ہے۔

نیز بعضے مرد یوں چاہتے ہیں کہ عورتیں ہماری طرح باتمیز اور سلیقہ شعار ہو کر رہیں، اسی لئے جب کسی عورت سے کوئی بات بے تمیزی کی ہو جاتی ہے تو اس پر سخت سزا دی جاتی ہے حالانکہ عورتوں کا ایک حق یہ بھی ہے کہ ان کی بے تمیزی کو گوارا کیا جائے ۔ حدیث میں ہے کہ عورت ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہوئی ہے اس لئے اس کے اخلاق میں کجی ہے اگر اس کو سیدھا کرنا چاہو گے تو ٹوٹ جائے گی بس اس سے نفع اٹھانا ہے تو کجی کے ساتھ نفع اٹھاتے رہو، دوسرے کچھ عورتوں کے زیادہ مناسب حال یہی ہے کہ وہ تھوڑی سی بے تمیز بھی ہوں کیونکہ اکثر بے تمیز وہی ہوتی ہیں جو سیدھی سادی ہوتی ہیں اور ایسی عورتیں نہایت عفیف اور تابعدار ہوتی ہیں

اور جو بہت سلیقہ دار ہیں وہ اکثر نہایت چالاک ہوتی ہیں، اگرچہ بعض ایسی بھی ہیں کہ سلیقہ دار ہونے کے ساتھ خاوند کی مطیع اور تابعدار بھی ہیں مگر ایسی بہت کم ہیں زیادہ تو یہ دیکھا گیا ہے کہ سلیقہ دار عورتیں تابعدار نہیں ہوتیں۔ نیز ان میں عفت و حیا بھی کم ہوتی ہے اور جو سیدھی سادی ہیں وہ خاوند کی بہت تابعدار اور جانثار ہوتی ہیں۔ بعض عورتوں کو یہاں تک دیکھا ہے کہ وہ خود بیمار ہیں اٹھنے کی بھی طاقت نہیں مگر اسی حالت میں اگر کہیں خاوند بیمار ہوگیا تو وہ اپنی بیماری کو بھول جاتی ہیں۔ اب ان کو کسی پہلو قرار نہیں آتا نہ آرام ہے نہ چین ہر وقت خاوند کی تیمارداری میں مشغول رہتی ہیں اور یہ تو روزمرہ کی بات ہے کہ عورتیں خود کھانا اخیر میں کھاتی ہیں اور سب سے پہلے مردوں کو کھلاتی ہیں اور بعض دفعہ اخیر میں کوئی مہمان آیا تو خود بھوکی رہیں گی اور مہمان کے سامنے اپنے کھانے سے پہلے کھانا بھیج دیں گی۔ اگر اس کے کھانے کے بعد کچھ بچ گیا تو خود بھی کھالیا ورنہ فاقہ کرلیا اگر کبھی خاوند آدھی رات کو سفر سے آ گیا تو اسی وقت اپنا چین و آرام چھوڑ کر اس کے لئے کھانا پکا دیں گی اور اس کی خدمت میں لگ جاویں گی تو اس قسم کی عورتیں جو خاوند پر مرمٹیں اکثر وہی ہیں جو تھوڑی سی بے تمیز بھی ہوتی ہیں، سلیقہ داروں میں یہ باتیں نہیں ہوتیں۔

تعلیم نسواں

اور اسی وجہ سے میری رائے ہے کہ عورتوں کو دنیوی تعلیم مختصر سی ہونی چاہئے ہاں دین کی تعلیم کافی ہونا چاہئے میں نے کانپور میں ایک شخص کو دیکھا کہ اپنی عورت کو جغرافیہ پڑھاتا تھا میں نے کہا کہ جغرافیہ کی عورت کو کیا ضرورت؟ کیا بھگانے کے لئے پڑھاتے ہو کیونکہ جب اس کو سب راستے بتلا دیئے گئے اور مختلف شہروں کے عجائبات معلوم ہوگئے تو اب وہ گھر کی چار دیواری میں کیوں رہے گی۔

عورت کا تو کمال ہی یہی ہے کہ اس کو اپنے گھر کے سوا کسی اور جگہ کا رستہ معلوم نہ ہو نہ کسی شہر کی اسے خبر ہو اس جہالت ہی سے وہ گھر میں قید رہ سکتی ہے کیونکہ اس حالت میں وہ بھاگنا بھی چاہے تو کیونکر بھاگے اس کو یہ خبر ہی نہیں کہ ریل میں کس طرح بیٹھا کرتے ہیں ٹکٹ کہاں ملتا ہے اور اسٹیشن کس طرف کو ہے اور جغرافیہ پڑھ کر تو وہ دنیا بھر سے باخبر ہو جائے گی اور جہاں چاہے گی آسانی سے چلی جائے گی۔ واقعی میری سمجھ میں نہیں آتا کہ عورتوں کو جغرافیہ پڑھنے میں کیا مصلحت ہے بجز اس کے کہ ان کو بھاگنے کا رستہ بتلانا ہے۔ اس لئے تو تعلیم یافتہ طبقہ میں جو لوگ عاقل ہیں وہ عورتوں کو اس قسم کے علوم نہیں پڑھاتے۔ ریل میں ایک عربی دان مجھ سے ملے تھے کہنے لگے کہ میں لڑکوں کو تو فلسفہ و جغرافیہ بھی پڑھاتا ہوں مگر لڑکیوں کو محض دینیات کی کتابیں پڑھاتا ہوں، دینیات کے سوا کچھ نہیں پڑھاتا کیونکہ دنیوی علوم سے ان کے اخلاق پر برا اثر پڑتا ہے واقعی صحیح رائے ہے بس عورتوں کو دین تو پڑھائیں مگر جغرافیہ فلسفہ ہرگز نہ پڑھائیں باقی اخبار اور ناول پڑھانا تو عورتوں کے لئے زہر قاتل ہے یہ نہایت سخت مضر ہے اس سے بعض دفعہ عورتوں کی آبرو برباد ہو جاتی ہے اسی طرح مستورات کو باہر پھرنے والی عورتوں سے بھی بہت بچانا چاہئے، خصوصاً شہروں میں جو یہ رواج ہے کہ لڑکیوں کو میمیں گھر پر آکر پڑھاتی ہیں اس کو سختی سے بند کر دینا چاہئے۔ میں کانپور میں سنا کرتا تھا کہ آج فلاں عورت بھاگ گئی اور کل فلاں کی بیٹی بھاگ گئی اور یہ صرف اسی کا نتیجہ تھا کہ عورتوں کو پڑھانے کے لئے میم گھر پر آتی تھی تو یہ ہرگز نہ چاہئے۔

اسی طرح شرفاء نے کبھی اس کو بھی پسند نہیں کیا کہ لڑکیوں کے لئے زنانہ مدرسہ ہو، قصبات میں لڑکیاں عموماً لکھی پڑھی ہوتی ہیں مگر سب اپنے اپنے گھروں پر تعلیم پاتی ہیں مدرسہ میں کسی نے بھی تعلیم نہیں پائی گھروں پر تعلیم پانے سے لڑکیوں

کا کسی طرح کا نقصان نہیں ہوتا کیونکہ پڑھانے والی بھی نیک اور پردہ نشین ہوتی ہے اور لڑکیاں بھی پردہ ہی میں رہ کر تعلیم پاتی ہیں۔ باقی یہ جو آج کل زنانے اسکول کھلے ہوئے ہیں تجربہ سے معلوم ہوا کہ یہ بہت ہی مضر ہیں۔ رہا یہ کہ کیوں مضر ہیں چنانچہ بعض لوگ کہتے ہیں کہ جب اسکول میں پردہ کا پورا اہتمام کیا جاتا ہے اور پردہ کے ساتھ لڑکیوں کو بند گاڑی میں پہنچایا جاتا ہے تو پھر ان کے مضر ہونے کی کیا وجہ ہے؟، تو ہمیں اس کی علت کی خبر نہیں مگر تجربہ یہی ہے کہ اسکولوں کی تعلیم عورتوں کو بہت ہی مضر ہوتی ہے اس سے ان میں آزادی اور بے حیائی اور پردہ سے نفرت کا رجحان پیدا ہو جاتا ہے، غرض عورتوں کو دین کی تعلیم تو دینا چاہئے اتنی تعلیم تو ضروری ہے اس سے زیادہ مضر ہے اب تو یہاں تک نوبت پہنچ گئی ہے کہ اخباروں میں عورتوں کے اشعار چھپتے ہیں اور اخیر میں ان کا نام یا فلاں کی بیٹی یا فلاں کی بیوی بھی چھپتا ہے میں نے یہاں تک دیکھا ہے کہ ایک شخص میرے سامنے اخبار پڑھ رہے تھے اس میں ایک عورت کا پورا پتہ لکھا ہوا تھا کہ فلاں کی بیٹی فلاں شہر فلاں محلّہ کی رہنے والی، وہ کہنے لگے عورتوں کے نام اس طرح اخباروں میں چھاپنا گویا ان کو سر بازار بٹھلا دینا ہے، واقعی سچ ہے اس طرح تو گویا ظاہر کر دینا ہے کہ جو کوئی ہم سے ملنا چاہے اس پتہ پر چلا آوے اور اگر کسی کی یہ نیت بھی نہ ہو تو بدمعاشوں کو پتہ معلوم ہو جانے کی سہولت تو ہو جائے گی۔

ضرورت حیاء

صاحبو! عورتوں کو اس طرح رکھنا چاہئے کہ محلّہ والوں کو بھی خبر نہ ہو کہ اس گھر میں کتنی عورتیں ہیں اور ہیں بھی یا نہیں؟ اسی میں آبرو کی خیر ہے ہمارے قصبات میں یہ حالت ہے کہ جب بعض لڑکیوں کی شادی ہوئی تو بستی والوں کو تعجب ہوا کہ میاں کیا تمہارے بھی لڑکی تھی؟ حیرت ہے کہ ہم کو بستی میں رہ کر بھی اس کی خبر

نہ ہوئی۔ عورت کے لئے یہی مناسب ہے کہ اس کی خبر اپنے گھر والوں کے سوا کسی کو بھی نہ ہو ہمارے یہاں ایک رسم یہ بھی ہے اور مجھے پسند ہے کہ لڑکیوں کا مردوں سے تو پردہ ہوتا ہی ہے غیر عورتوں سے بھی ان کا پردہ کرایا جاتا ہے چنانچہ نائن یا دھوبن یا کنجڑن وغیرہ جہاں گھر میں آئی اور سیانی لڑکیاں فوراً پردہ میں ہو گئیں اس طریقہ سے ان میں حیاء وشرم پوری طرح پیدا ہو جاتی ہے بے باکی اور دیدہ چشمی نہیں ہونے پاتی۔ پہلے لوگوں نے اس قسم کی بعض حکمت کی باتیں ایجاد کی تھیں سو واقعی ان میں بڑی مصلحت ہے گو بعضی فخر کی باتیں بھی ہیں ان کو مٹانا چاہئے لیکن یہ حکمت کی باتیں دستور العمل بنانے کے قابل ہیں اور جہاں ان پر عمل ہے وہاں کی لڑکیاں عموماً حیادار اور عفیف اور خاوند کی تابعدار ہوتی ہیں مگر اب تو شہروں میں یہ حالت ہے کہ میں نے ایک عورت کی عاشقانہ غزل پیر کی شان میں چھپی ہوئی دیکھی تھی خدا جانے وہ پیر بھی کیسے تھے جنہوں نے اس کو گوارا کیا واقعی شریعت کے چھوڑ نے سے حیاء اور غیرت بھی بالکل جاتی رہتی ہے۔

میں نے بعض جگہ یہ دستور دیکھا ہے کہ عورتیں پیروں سے پردہ نہیں کرتیں ان کے سامنے آتی ہیں اور غضب یہ کہ بعض دفعہ تنہائی میں بھی ان کے پاس آتی جاتی ہیں کہ کوئی محرم بھی اس جگہ نہیں ہوتا یہ کس قدر حیا سوز طریقہ ہے۔ بیبیو! پیر سے فقط دین کی تعلیم حاصل کرو اس کے سوا خدمت وغیرہ کچھ نہ کرو، نہ اس کے سامنے آؤ، نہ خط وکتابت کرو بلکہ جو کچھ لکھوانا ہو اپنے مرد سے کہہ دو کہ وہ خود لکھ دے اور اگر کبھی مجبوری کی حالت میں تم کو خود ہی خط لکھنا پڑے تو اس میں اس بات کا ضرور لحاظ رکھو کہ خط لکھ کر اپنے شوہر یا بھائی یا بیٹے کو دکھلا دیا کرو۔ اور پتہ کا لفافہ مرد ہی سے لکھوایا کرو۔ اس میں کوئی زیادتی نہ ہوگی اور نہ مردوں کو اس طرح خط وکتابت گراں ہوگی، اور اگر اس میں بھی ان کے دل پر کچھ گرانی دیکھو تو خود ہرگز خط

نہ لکھو بلکہ مرد ہی سے لکھوا دیا کرو مگر ان باتوں کی آج کل مطلق پرواہ نہیں ، بلکہ یہاں تک بے حیائی ہے کہ ایک عورت نے پیر کی شان میں عاشقانہ غزل لکھی جس میں خط وخال اور فراق ووصال تک کا حال لکھا تھا اور وہ ایک رسالہ میں شائع ہوئی رسالہ میرے پاس آتا تھا، جب میں نے یہ دیکھا تو مجھے سخت غصہ آیا اور اس رسالہ کا اپنے نام پر آنا بند کرادیا۔

تو صاحبو! جس کا نام سلیقہ رکھا گیا ہے وہ تو بدون ان باتوں کے آتا نہیں مگر اس سلیقہ کے ساتھ عورتوں کی حیاء وعفت واطاعت سے ہاتھ دھولینا پڑے گا اور اگر حیاء اور عفت واطاعت چاہتے ہو تو یہ جواہر تو ان ہی عورتوں میں پائے جاتے ہیں جن کو تم بدسلیقہ اور بے تمیز کہتے ہو اور قاعدہ ہے: من ابتلی ببلیتین فلیختر اھونھما 'جو شخص دو بلاؤں میں پھنس جائے اسے آسان صورت اختیار کرنا چاہئے۔ اب تم خود دیکھ لو کہ سلیقہ سکھا کر عورتوں کی آزادی اور بے حیائی اور دیدہ چشمی پر صبر آسان ہے یا بے سلیقہ رکھ کر تھوڑی سی بے تمیزی پر صبر آسان ہے؟ سو عقلاء اور شرفاء کے نزدیک تو بے تمیزی ہی پر صبر کر لینا آسان ہے شریف آدمی عورت کی آزادی اور دیدہ چشمی پر ہرگز صبر نہیں کرسکتا، رہا یہ کہ عورتوں کی جہالت اور بدتمیزی سے دل تو دکھتا ہے کلفت تو بہت ہوتی ہے اور دل دکھنا اچھا نہیں سو اس کا علاج بھی تو ممکن ہے کہ ان کو دین کی کتابیں پڑھاؤ اس سے ان کو سلیقہ اور تمیز بھی بقدر ضرورت آجاتی ہے بلکہ اسکول کی تعلیم پانے والی سے زیادہ ان میں تہذیب آجاتی ہے کیونکہ دین کی تعلیم سے اخلاق درست ہوجاتے ہیں خدا کا خوف دل میں پیدا ہوتا ہے شوہر کے حقوق پر اطلاع ہوتی ہے باقی یہ ہرگز امید نہ رکھو کہ وہ بالکل تم جیسی ہوجائیں گی کیونکہ ان میں جو خلقی کجی ہے وہ زائل نہیں ہوسکتی، کتے کی دم کو چاہے برسوں نلکی میں رکھو مگر جب نکالو گے تو ٹیڑھی ہوگی تو مرد کو اتنا سخت مزاج نہ

ہونا چاہئے کہ عورت کی ذرا ذرا سی بدتمیزی پر غصہ کیا کرے۔

ضرورت اولاد

سو بعض دفعہ یہ وجہ ہوتی ہے مرد کی سختی اور تند مزاجی کی تو یہ ایسی وجوہ ہیں جن میں کچھ عورت کے اختیار کو بھی دخل ہے اور کبھی غیر اختیاری باتوں پر غصہ کیا جاتا ہے، یہ تو نہایت سخت غلطی ہے مثلاً بعض لوگ بیوی سے کہتے ہیں کہ کم بخت تیرے کبھی اولاد ہی نہیں ہوتی تو اس میں وہ بیچاری کیا کرے اولاد کا ہونا کسی کے اختیار میں تھوڑا ہی ہے بعض دفعہ بادشاہوں کے اولاد نہیں ہوتی حالانکہ وہ ہر قسم کی مقوی غذائیں اور محبل دوائیں بھی استعمال کرتے ہیں مگر پھر بھی خاک نہیں ہوتا یہ تو محض خدا تعالیٰ کے قبضہ واختیار کی بات ہے اس میں عورتوں کا کیا قصور ہے بعض مردوں کو ہم نے دیکھا ہے کہ وہ بیوی سے اس بات پر خفا ہوتے ہیں کہ کم بخت تیرے تو لڑکیاں ہی لڑکیاں ہوتی ہیں سو اول تو اس میں اس کی کیا خطا ہے (بلکہ اطبا سے پوچھو تو شاید وہ اس میں آپ کا ہی قصور بتلائیں) دوسرے یہ ناگواری کی بات بھی نہیں، کیونکہ:

آں کس کہ تو نگرت نمی گرداند　　　او مصلحت تو از تو بہتر داند

حضرات! آپ کو خوب یاد ہوگا کہ حضرت خضر علیہ السلام نے جس لڑکے کو قتل کر دیا تھا اس کے لئے اور اس کے والدین کے لئے مصلحت بھی تھی مولانا فرماتے ہیں:

آں پسر را کش خضر بہ برید حلق　سر آں را در نیابد عام خلق

اسی طرح حضرت خضر علیہ السلام نے کشتی میں سوار ہو کر اس کا ایک تختہ توڑ دیا تھا ظاہر میں یہ کشتی کو عیب دار کرنا تھا مگر اس میں بڑی مصلحت تھی مولانا

فرماتے ہیں:

گر خضر در بحر کشتی را شکست　　صد درستی در شکست خضر ہست

پھر روایات سے معلوم ہوتا ہے کہ اس لڑکے کے قتل ہونے کے بعد حق تعالیٰ نے اس کے والدین کو ایک لڑکی دی جس کی اولاد میں انبیاء ہوئے تو بتلایئے اگر آپ کے لڑکا ہوتا اور ویسا ہی ہوتا جیسا وہ لڑکا تھا جسے حضرت خضر علیہ السلام نے مار ڈالا تھا تو آپ کیا کر لیتے ؟ یہ خدا کی بڑی مصلحت ہے کہ اس نے آپ کو لڑکیاں دیں کیونکہ عموماً لڑکیاں خاندان کو بدنام نہیں کیا کرتیں اور والدین کی اطاعت بھی خوب کرتی ہیں اور لڑکے تو آجکل ایسے خودسر ہوتے ہیں کہ خدا کی پناہ ان کے ہونے سے تو نہ ہونا ہی بھلا تھا۔ اب آجکل اگر حضرت خضر علیہ السلام ایسے لڑکوں کو نہیں مارتے تو اللہ میاں تو ذبح کر سکتے ہیں اور لڑکے پیدا نہ کرنا یہ بھی ایک گونہ ذبح ہی کے مثل ہے اور جس کو اللہ تعالیٰ کچھ بھی اولاد نہ دیں نہ لڑکا نہ لڑکی اس کے لئے یہی مصلحت ہے کہ وہ بندوں کے مصالح کو ان سے زیادہ جانتے ہیں۔

دیکھئے آج ایک شخص بے فکری سے دین کے کام میں لگا ہوا ہے کیونکہ اس کے اولاد نہیں اب اگر اس کے اولاد ہو جائے تو کیا خبر ہے اس وقت یہ بے فکری رہے یا نہ رہے اولاد کے ساتھ ہزاروں افکار لگے ہوتے ہیں۔ آج کسی کے کان میں درد ہے، کسی کے پیٹ میں درد ہے، کوئی گر پڑا ہے، کوئی گم ہو گیا ہے اور ماں باپ پریشان ہیں تو ممکن ہے خدا نے اس کو اسی لئے اولاد نہ دی ہو کہ وہ اس کو آزاد رکھنا چاہتے ہیں، ایک مرتبہ جب میں حج کو حاضر ہوا تو میرے گھر میں خالہ نے حضرت حاجی صاحب رحمہ اللہ سے عرض کیا کہ دعا کر دیجئے کہ اس کے اولاد ہو۔ حضرت نے خلوت میں مجھ سے فرمایا کہ تمہاری خالہ اولاد کے لئے دعاء کو کہتی تھیں، دعا سے کیا انکار ہے بھائی! مجھے تو یہی بات پسند ہے کہ تم مجھ جیسے ہو پھر آپ نے

اولاد کی مذمت بیان فرمائی کہ ان کی وجہ سے یوں افکار پڑ جاتے ہیں اور بڑے ہو کر یوں ستاتے ہیں۔ میں نے کہا حضرت میں بھی پسند وہی کرتا ہوں جس کو آپ پسند کریں اس سے حضرت بہت خوش ہوئے اور واقعی جیسی بے فکری مجھے آج کل ہے اولاد کے ساتھ تھوڑا ہی ہو سکتی تھی۔ میرے بھائی ایک ظرافت کی کہانی سناتے تھے ایک شخص نے کسی صاحب عیال سے پوچھا کہ تمہارے گھر خیریت ہے تو بڑا خفا ہوا کہ میاں خیریت تمہارے یہاں ہوگی مجھے بددعاء دیتے ہو ہمارے یہاں خیریت کہاں ماشاء اللہ بیٹے بیٹیاں ہیں پھر ان کی اولاد ہے سارا گھر بچوں سے بھرا ہوا ہے آج کسی کے کان میں درد ہے کسی کو دست آتے ہیں کسی کی آنکھ دکھ رہی ہے کوئی کھیل کود میں چوٹ کھا کر رو رہا ہے۔ خیریت ہوگی اس کے یہاں جو منحوس ہو جس کے گھر میں کوئی بال بچہ نہ ہو۔ ہمارے یہاں خیریت کیوں ہوتی ؟ تو واقعی بچوں کے ساتھ خیریت کہاں ؟۔

بچپن میں ان کے ساتھ اس قسم کے رنج و افکار ہوتے ہیں اور جب وہ سیانے ہوئے تو اگر صالح ہوئے تو خیر اور آج کل اس کی بہت کمی ہے ورنہ پھر جیسا وہ ناک میں دم کرتے ہیں وہ معلوم ہے پھر ذرا اور بڑے ہوئے جوان ہو گئے تو ان کے نکاح کی فکر ہے بڑی مصیبتوں سے نکاح بھی کر دیا تو اب یہ غم ہے کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی اللہ اللہ کر کے تعویذوں، گنڈوں اور دواؤں سے اولاد ہوئی تو بڑے میاں کی اتنی عمر ہو گئی کہ پوتے بھی جوان ہو گئے۔ اب بچہ بچہ ان کو بات بات میں بے وقوف بناتا اور ان کی خدمت سے اکتاتا ہے اور بیٹے پوتے منہ پر کوری کوری سناتے ہیں اور یہ بے چارے معذور ایک طرف پڑے ہیں۔ یہ اولاد کا پھل ہے تو پھر خواہ مخواہ لوگ اس کی تمنائیں کرتے ہیں مجھے ایک لطیفہ یاد آیا کہ میرے استاد مولانا سید احمد صاحب دہلوی کے ماموں مولانا سید محبوب علی صاحب جعفری کے

اولاد نہ ہوتی تھی ایک دفعہ وہ غمزدہ بیٹھے تھے میرے استاد نے پوچھا اور یہ ان کے لڑکپن کا زمانہ ہے کہ آپ غمگین کیوں ہیں؟ کہا مجھے اس کا رنج ہے کہ بڑھاپا آ گیا اور میرے اب تک اولاد نہیں ہوئی۔ استاد رحمہ اللہ نے فرمایا سبحان اللہ یہ خوشی کی بات ہے یا غم کی۔ انہوں نے کہا کہ یہ خوشی کی بات کیونکر ہے۔ فرمایا یہ تو بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ کے سلسلہ نسل میں آپ مقصود بالذات ہیں اور تمام آباء واجداد مقصود بالغیر بخلاف اولاد والوں کے کہ وہ خود مقصود نہیں ہیں بلکہ ان کو تو غم کے واسطے پیدا کیا گیا۔ دیکھئے گیہوں دو قسم کے ہوتے ہیں ایک تو وہ جن کو کھانے کے لئے رکھا جاتا ہے دوسرے وہ جو تخم کے لئے رکھے جاتے ہیں۔ تو ان میں مقصود وہ ہے جو کھانے کے لئے رکھا جاتا ہے، کھیت بونے سے مقصود یہی گیہوں تھے اور جس کو تخم کے واسطے رکھتے ہیں وہ مقصود نہیں بلکہ وہ واسطہ ہیں مقصود کے۔ اسی طرح جس کے اولاد نہ ہو آدم علیہ السلام سے لے کر اس وقت تک ساری نسل میں مقصود وہی تھا اور سب اس کے وسائط اور مقدمات تھے اور جن کے اولاد ہوتی ہے وہ خود مقصود نہیں ہیں بلکہ تخم کے واسطے رکھے گئے ہیں تو واقعی ہے یہ علمی مضمون، بے اولادوں کو اپنی حسرت اس مضمون کو سوچ کر ٹالنی چاہئے اور اگر اس سے بھی حسرت نہ جائے تو دنیا کی حالت دیکھ کر تسلی کر لیا کریں کہ جن کے اولاد ہے وہ کس مصیبت میں گرفتار ہیں اور اس سے بھی تسلی نہ ہو تو یہ سمجھ لے کہ جو خدا کو منظور ہے وہی میرے واسطے خیر ہے نہ معلوم اولاد ہوتی تو کیسی ہوتی اور یہ بھی نہ کر سکے تو کم از کم یہ سمجھے کہ اولاد نہ ہونے میں بیوی کی کیا خطا ہے؟

ضرورت نکاح ثانی

بعض لوگ محض اتنی بات پر کہ اولاد نہیں ہوتی دوسرا نکاح کر لیتے ہیں

حالانکہ دوسرا نکاح کرنا اس زمانہ میں اکثر حالات میں زیادتی ہے کیونکہ قانون شرعی یہ ہے: فَاِنْ خِفْتُمْ اَنْ لَاتَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَا مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ۔ الایۃ کہ اگر متعدد بیویوں میں عدل نہ ہو سکنے کا اندیشہ ہو تو صرف ایک عورت سے نکاح کرو یا کچھ باندیاں خرید لو۔ اور ظاہر ہے کہ آج کل طبائع کی خصوصیات سے عدل نہیں ہوسکتا ہم نے تو کسی مولوی کو بھی نہیں دیکھا جو دو بیویوں میں پورا پورا عدل کرتا ہو، دنیا دار تو کیا ہی کریں گے۔ بس یہ ہوتا ہے کہ دوسرا نکاح کر کے پہلی کو معلق چھوڑ دیتے ہیں جس کی وجہ یہ ہے کہ طبائع میں آج کل انصاف و رحم کا مادہ بہت کم ہے۔ تو آج کل کے اعتبار سے تو عدل قریب قریب قدرت سے خارج ہے۔ پھر جس غرض کے لئے دوسرا نکاح کیا جاتا ہے اس کا کیا بھروسہ ہے کہ دوسرے سے وہ حاصل ہو ہی جائے گا، ممکن ہے کہ اس سے بھی اولاد نہ ہو تو پھر کیا کرلو گے بلکہ میں نے یہ دیکھا ہے کہ ایک شخص نے اپنی بیوی کو بانجھ سمجھ کر دوسرا نکاح کیا اور نکاح کے بعد ہی پہلی بیوی کے اولاد ہوئی تو خواہ مخواہ ایک محتمل امر کے لئے اپنے کو عدل کی مصیبت میں گرفتار کرنا اچھا نہیں۔

اور جو عدل نہ ہو تو پھر دنیا و آخرت دونوں کی مصیبت سر پر رہی۔ لوگ زیادہ تر اولاد کے لئے ایسا کرتے ہیں اور اولاد کی تمنا اس لئے ہوتی ہے کہ نام باقی رہے تو نام کی حقیقت سن لیجئے کہ ایک مجمع میں جا کر ذرا لوگوں سے پوچھئے تو پردادا کا نام بہت سوں کو معلوم نہ ہوگا۔ جب خود اولاد ہی کو اپنے پردادا کا نام معلوم نہیں تو دوسروں کو خاک معلوم ہوگا تو بتلایئے نام کہاں رہا؟ صاحب نام اس سے چلتا ہے: وَاجْعَلْ لِّیْ لِسَانَ صِدْقٍ فِی الْاٰخِرِیْنَ ' خدا کی فرماں برداری کرو، اس سے نام چلے گا۔ اولاد سے نام نہیں چلا کرتا بلکہ اولاد نالائق ہوئی تو الٹی بدنامی ہوتی ہے اور نام چلا بھی تو نام چلنا ہی کیا چیز ہے جس کی تمنا کی جائے اور حضرت ابراہیم علیہ

السلام نے جواسکی تمنا کی ہے تو اس سے صرف نام کا چلنا مقصود نہ تھا بلکہ ان کا مقصود یہ تھا کہ لوگ ہماری اقتدا کرینگے اور ہم کو ثواب ہوگا اسی لئے اس کے ساتھ فرماتے ہیں :وَاجْعَلْنِی مِن وَرَثَةِ جَنَّةِ النَّعِیم کہ اے اللہ مجھے جنت کے وارثوں میں کردیجئے ۔ تو اصل نام چلنا تو یہ ہے کہ قیامت میں رسوائی نہ ہو اور وہاں اعمال صالحہ کی بدولت علی رؤس الاشہاد تعریف ہو اور یہ بات اولاد سے حاصل نہیں ہوتی بلکہ نیک اعمال سے حاصل ہوتی ہے ۔ اس میں کوشش کرنا چاہئے اور یوں کسی کو طبعی طور پر اولاد کی بھی تمنا ہو تو میں اس کو برا نہیں کہتا کیونکہ اولاد کی محبت انسان میں طبعی ہے ۔ چنانچہ بعض لوگ جنت میں بھی اولاد کی تمنا کریں گے حالانکہ وہاں نام کا چلنا بھی مقصود نہ ہوگا کیونکہ جنت کے رہنے والے کبھی فنا ہی نہ ہوں گے ۔

بلکہ وہاں اس تمنا کا منشاء محض طبعی تقاضا ہوگا، تو اس سے منع نہیں کرتا، میرا مقصود یہ ہے کہ اس طبعی تقاضے کی وجہ سے عورت کی خطا نکالنا کہ تیرے اولاد نہیں ہوتی یا لڑکیاں ہی ہوتی ہیں بڑی غلطی ہے اور اس قسم کے غیر اختیاری جرائم نکال کر ان سے خفا ہونا اور ان پر زیادتی کرنا ممنوع ہے ۔

اخلاق نسواں

حق تعالیٰ فرماتے ہیں :فَاِنْ کَرِھْتُمُوْھُنَّ فَعَسٰی اَنْ تَکْرَھُوْا شَیْئاً وَّ یَجْعَلَ اللّٰہُ فِیْہِ خَیْراً کَثِیْراً ۔ یہ کیسے معاملہ کی بات ارشاد فرمائی ہے مردوں کو اس میں غور کرنا چاہئے حق تعالیٰ فرماتے ہیں کہ اگر تم بیبیوں سے (کسی بنا پر) کراہت کرتے ہو تو یہ سمجھ لو کہ بہت قریب ممکن ہے کہ تم ایک چیز کو ناپسند کرتے ہو اور حق تعالیٰ نے اس میں بہت بڑی مصلحت رکھی ہو ۔ شاید کسی کے ذہن میں یہ سوال پیدا ہوا ہو کہ اولاد کے ہونے نہ ہونے میں تو مصلحت ہو سکتی ہے (جیسا کہ اوپر کچھ اس کا بیان بھی ہوا ہے) مگر عورتوں کی بدتمیزی اور زبان درازی کی وجہ سے جو نفرت ہوتی

ہے تو اس میں کیا مصلحت ہوسکتی ہے تو اس لئے کہ اس میں مرد کے لئے مصلحت ہوتی ہے ایک تو یہ کہ اس کی ایذاؤں پر صبر کرنے سے اس کے درجے بلند ہوتے ہیں دوسرے اس کے مزاج میں تحمل پیدا ہوجاتا ہے اور بردباری اخلاق حمیدہ میں سے ایک اعلیٰ خلق ہے۔

حضرت مرزا مظہر جان جاناں رحمہ اللہ کی بی بی بڑی بدمزاج تھیں اور آپ ایسے نازک مزاج تھے کہ ایک دفعہ حضرت کی ایک مریدنی جو بڑھیا تھی ایک رضائی آپ کے لئے سی کر لائی اس وقت آپ لیٹ رہے تھے۔ فرمایا کہ میرے اوپر ڈال کر چلی جاؤ چنانچہ اس نے آپ کے اوپر ڈال دی، صبح کو جو اٹھے تو آنکھیں سرخ تھیں، خدام نے وجہ دریافت کی فرمایا کہ رات بھر نیند نہیں آئی، خدام نے کہا کیا سردی معلوم ہوئی تھی؟ فرمایا نہیں سردی تو رضائی سے دفع ہوگئی تھی، مگر رضائی میں نگندے ٹیڑھے پڑے ہوئے تھے انکی وجہ سے طبیعت کو الجھن رہی اور نیند نہ آئی تو خیال کیجئے کہ رات کو اندھیرے میں منہ لپیٹے ہوئے نگندے نظر نہ آتے تھے مگر آپ کو اوڑھنے ہی سے اس کا احساس ہوا تو یہ کس قدر لطافت مزاجی تھی کہ محض کپڑے کے بدن پر پڑنے سے بدون دیکھے نگندوں کا ٹیڑھا ہونا معلوم ہوگیا پھر اس سے اتنی الجھن ہوئی کہ رات بھر نیند بھی نہ آئی اتنے تو آپ نازک مزاج تھے مگر صبور ایسے کہ بیوی نہایت بدمزاج ملی تھی جو آپ کو نہایت کوری کوری سناتی تھی اور آپ اس کی سب باتیں سہتے تھے کبھی طلاق کا خیال نہ کیا نہ اپنی طرف سے کچھ ایذا دی، بلکہ اس قدر خاطرداری کرتے تھے کہ صبح کو روزانہ خادم کو بھیجا کرتے کہ بیگم صاحبہ کا مزاج پوچھ کر آئے، خادم جاتا اور مرزا صاحب کی طرف سے مزاج پرسی کرتا اور وہ حضرت کو برملا برا بھلا کہتی تھیں، خادم یہاں آکر کچھ عرض نہ کرتا بس اتنا کہہ دیتا کہ حضرت وہ اچھی طرح ہیں ایک مرتبہ کوئی آغا سرحدی خادم تھے ان کو

بھی حسب معمول بی بی صاحبہ کی مزاج پرسی کے لئے بھیجا گیا اس نے آغا کے سامنے بھی مرزا کو خوب برا بھلا کہا۔ یہ سرحدی پٹھان تھے ان کو غصہ آ گیا اور حضرت سے آ کر عرض کیا کہ وہ تو آپ کو بہت برا بھلا کہتی ہیں، پھر آپ ہی اتنی خاطر کیوں کرتے ہیں؟ فرمایا بھائی ان کی باتوں کا برا نہ مانو، تمہاری تو وہ بزرگ ہیں اور میں اس لئے ان کی خاطر کرتا ہوں کہ میری وہ بڑی محسن ہیں مجھ میں یہ سب کمالات اسی کی بدولت ہیں اللہ اکبر، اتنے نازک مزاج کو بیوی کی بدتمیزیوں سے کتنی ایذا ہوتی ہوگی مگر کہاں یہ کہ پھر بھی صبر کرتے ہیں:

شنیدم کہ مردان راہ خدا دل دشمناں ہم نہ کردند تنگ
ترا کہ میسر شود ایں مقام کہ بادوستانت خلاف است وجنگ

اہل اللہ نے تو دشمنوں کا دل بھی تنگ نہیں کیا افسوس ہم سے دوستوں کی ایذا بھی برداشت نہیں کی جاتی جن میں بیوی سب سے زیادہ دوست ہے اس کی ایذا کا بھی ہم سے تحمل نہیں ہوتا اگر ثواب حاصل کرنے کو تحمل نہیں کرتے تو یہی سمجھ کر تحمل کرلو کہ مجھ سے کوئی گناہ ہوا ہوگا اس کا اس سے کفارہ ہورہا ہے، جیسا لکھنو میں ایک مرد وعورت کی میں نے حکایت سنی کہ مرد تو بہت ہی بزرگ تھے اور بیوی بہت ہی بدمزاج تھیں، ایک دن انہوں نے بیوی سے کہا کہ تو بڑی کم بخت ہے کہ تجھے میرے پاس رہتے ہوئے اتنا زمانہ گزر گیا اور اب تک تیری اصلاح نہیں ہوئی، تو بیوی نے کہا میں کم بخت کیوں ہوتی؟ مجھ سے زیادہ تو کوئی بھی سعادت مند نہ ہوگی کہ مجھے تم جیسا مرد ملا کمبخت تو تم ہو کہ تم کو ایسی عورت ملی۔ اسی طرح کتابوں میں ایک مرد وعورت کی حکایت لکھی ہے کہ مرد تو نہایت حسین تھا اور عورت نہایت بد صورت اور اس کے ساتھ وہ بدمزاج بھی تھی آج کل ایسا ہو تو مرد ایک ہی دن میں

طلاق دے کر الگ ہو جائے مگر وہ اللہ کا بندہ اس کی سب باتوں پر صبر کرتا تھا کسی نے اس سے کہا کہ تم اس بیوی کو طلاق کیوں نہیں دے دیتے؟ کہا: نہیں میں طلاق کیوں کر دے دوں، بات یہ ہے کہ مجھ سے کوئی گناہ ہو گیا تھا خدا نے اس کی سزا میں مجھے ایسی بیوی دے دی اور اس سے کوئی نیک کام ہو گیا تھا خدا نے اس کے صلہ اس کو مجھ جیسا صابر حسین مرد دیا۔ تو میں اس کا ثواب ہوں اور وہ میرا عذاب ہے۔ پھر طلاق کی کیا وجہ؟ تو بزرگوں نے اپنے دلوں کو یوں سمجھا لیا ہے اور کبھی عورتوں کی بے عنوانیوں سے ان کو اپنے سے الگ نہیں کیا اور ہمیشہ تحمل فرماتے رہے تو اگر بیوی کی واقعی خطا بھی ہو جب بھی اس سے درگزر کرنا چاہئے۔ اس تحمل سے دین کا بڑا بھاری نفع ہوتا ہے اور بہت اجر ملتا ہے۔

حقوق زوجہ

بعضے مرد اس طرح عورتوں کا حق ضائع کرتے ہیں کہ بے حمیت بن کر اپنے آپ کو راحت دیتے ہیں عمدہ کھاتے اور عمدہ پہنتے ہیں اور بیوی بچوں کو تکلیف میں رکھتے ہیں...... ان کے بارہ میں شیخ سعدی فرماتے ہیں:

نبیں آں بے حمیت را کہ ہرگز نخواہد دید روئے نیک بختی
تن آسانی گزیند خویشتن را زن و فرزند بگزارد بسختی

یہ بہت ہی بے غیرتی کی بات ہے کہ مرد تو خود بنا ٹھنا رہے، اور بیوی کو بھنگنوں کی طرح رکھے کہ نہ اس کے کپڑے کا خیال ہے نہ کھانے کا، حالانکہ زینت و آرائش کی مستحق زیادہ تر عورت ہے، مردوں کو زیادہ زینت زیبا نہیں ہے بعضے مرد ایسے گندہ طبیعت کے ہوتے ہیں کہ فاحشہ عورتوں میں آوارہ پھرتے ہیں اور ان کے گھروں میں حور کی مانند بیویاں موجود ہوتی ہیں مگر وہ بیکار پڑی رہتی ہیں، ان کی

طرف رخ بھی نہیں کیا جاتا اور ہندوستان کی عورتیں صابر وشاکر ہیں کہ وہ سوائے رونے دھونے کے اور کچھ نہیں کرتیں کسی سے اپنے مرد کا بھید نہیں کھولتیں اس پر ایک قصہ یاد آیا کہ بھوپال میں ہمارے وطن کے ایک بزرگ تھے جو تحصیلدار بھی تھے اور ان کی بیوی بہت ہی مسرف اور کم عقل تھی مگر تحصیلدار صاحب کی یہ حالت تھی کہ جب اس کی باتیں بیان کرتے تو یوں کہا کرتے تھے کہ میری باولی کی یہ بات ہے آج میری باولی نے یوں کہا۔ غرض میری باولی کہہ کر نام لیتے تھے کسی نے کہا حضرت آپ تو اپنی بیوی سے بہت ہی محبت کرتے ہیں حالانکہ وہ بہت ہی بے تمیز اور تکلیف دہ ہے فرمایا کہ بھائی! شریف عورتوں میں جہاں بہت سے نقائص ہیں وہاں ایک جوہر ایسا ہے کہ اگر ان کو ایک کونہ میں بٹھلا کر کوئی سفر میں چلا جائے اور بیس برس کے بعد آوے تو اسی کونہ میں آبرو وعزت کے ساتھ بیٹھا پاوے گا۔ اس خوبی کی وجہ سے میں اس کی قدر کرتا ہوں واقعی ہندوستان کی بیبیاں تو اکثر ایسی ہی ہیں کہ ان کو اپنے کونے کے سوا دنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی۔ چاہے ان پر کچھ ہی گزر جائے مگر اپنے کونے سے الگ نہیں ہوتیں۔

بس ان کی شان وہ ہے جو حق تعالیٰ نے بیان فرمائی: وَالْمُحْصَنَاتُ الْغَافِلَاتِ الْمُؤْمِنَاتُ یعنی پاک دامن ہیں اور بھولی ہیں چالاک نہیں ہیں۔ اس میں غافلات کا لفظ ایسا پیارا معلوم ہوتا ہے کہ واقعی نقشہ کھینچ دیا۔ اور یہ صفت عورتوں کے اندر پردہ کی وجہ سے ہوتی ہے کہ ان کو اپنی چاردیواری کے سوا دنیا کی کچھ خبر نہیں جس کو آج کل کہا جاتا ہے کہ عورتوں کے پردہ نے مسلمانوں کا تنزل کر دیا کیونکہ عورتوں کو قید میں رہنے کی وجہ سے دنیا کی کچھ خبر نہیں ہوتی نہ صنعت وحرفت سیکھتی ہیں نہ علوم وفنون سے آگاہ ہیں۔ بس کمانے کا سارا بوجھ مردوں پر رہتا ہے دوسری قوموں کی عورتیں خود بھی صنعت وحرفت سے کماتی رہتی ہیں۔

تو صاحبو! میں کہتا ہوں کہ حق تعالی نے عورتوں کو موقع مدح میں بے خبر فرمایا ہے تو ہزار خبرداریاں اس بے خبری پر قربان ہیں جب حق تعالی عورتوں کے بھولے پن اور بے خبری کی تعریف فرماتے ہیں تو سمجھ لو اسی میں خیر ہے اور اس خبرداری میں خیر نہیں ہے جس کو تم تجویز کرتے ہو، تجربہ خود بتلادے گا اور جو قرآن کو نہ مانے گا اسے زمانہ ہی خود بتلادے گا تمام دنیا کی قومیں اس پر متفق ہیں کہ قرآن کی برابر کسی کتاب کی تعلیم نہیں چنانچہ عورتوں کے لئے غافل و بے خبر ہونا ہی اچھا ہے یہ صفت ہندوستان کی عورتوں میں بے نظیر ہے کہ خاوند کے کونہ سے الگ ہونا ان کو گوارا نہیں ہوتا۔ میری ایک تائی تھیں (یعنی بڑی چچی) وہ جوانی ہی میں بیوہ ہوگئیں تھیں مگر ساری عمر خاوند ہی کے کونہ میں گزاردی، اخیر میں ان کی بہت عمر ہوگئی تھی نگاہ بھی کم ہوگئی تھی، پاس کوئی رہنے والا بھی نہ تھا مگر اپنے کونہ سے الگ نہ ہوتی تھیں۔ وہ مجھے بہت چاہتی تھیں میں نے ہر چند اصرار کیا کہ تم میرے گھر میں آجاؤ یہاں اکیلی پڑی ہوئی کیا لیتی ہو؟ تو یہ فرمایا کہ بچہ! جہاں ڈولی آئی تھی وہیں سے کھٹولی نکلے گی، میں نے کہا کہ اگر تم یہی چاہتی ہو تو مرنے کے بعد تمہارا پلنگ اسی گھر میں لے آئیں گے پھر یہاں سے نکال لیں گے مگر صاحب انہوں نے ایک نہ سنی تمام عمر وہیں رہیں اور اپنے حد اختیار تک وہاں سے جدا نہ ہوئیں پھر جب سخت مریض ہوگئیں تو اس حالت میں ہم لوگ ان کو اپنے گھر اٹھالائے کیونکہ ان کا مکان ذرا دور تھا ہر وقت نگہداشت مشکل تھی اور مکان اتنا وسیع نہ تھا جس میں اور مستورات جا کر رہ سکتیں تو واقعی ہندوستان کی عورتوں میں جہاں بے تمیزی وغیرہ ہے وہاں یہ خوبیاں بھی تو ہیں ان کو بھی تو دیکھنا چاہئے ع

عیب می جملہ بگفتی ہنرش نیز بگو

(تعلیم یافتہ قوموں کی عورتوں میں جو خوبیاں سلیقہ وتمیز کی بیان کی جاتی

ہیں وہ تو مکتسب امور ہیں جو دوسری عورتیں بھی حاصل کرسکتی ہیں اور ہندوستان کی عورتوں میں جو خاص خوبیاں ہیں وہ فطری ہیں کہ تعلیم سے حاصل نہیں ہوسکتیں۔)

اوران خوبیوں کا مقتضا یہ ہے کہ بیبیوں پر رحم کرو اوران سے بے پروائی اختیار نہ کرو اور بڑی بات یہ ہے کہ وہ تمہاری خادم ہیں طرح طرح سے تم کو آرام پہنچاتی ہیں اور:

آنرا کہ بجائے تست ہردم کرمے عذرش بنہ اگر کند بہ عمرے ستمے

جس نے سودفعہ آرام پہنچایا ہو اس کے ہاتھ سے ایک دفعہ تکلیف بھی پہنچ جائے تو اس کو زبان پر نہ لانا چاہئے، ہماری پیرانی صاحبہ اخیر میں بہت معذور ہوگئی تھیں تو حضرت کی ایک خادمہ گھر کے کاروبار کے لئے یہاں سے مکہ معظمہ پہنچ گئیں اور سارا کام اپنے ذمہ لے لیا مگر وہ خادمہ بڑی تند مزاج تھیں پیرانی صاحبہ سے لڑا کرتی تھیں۔ایک دفعہ میرے گھر میں پیرانی صاحبہ سے کہنے لگیں کہ حضرت یہ آپ سے لڑتی ہیں اور آپ ان کو کچھ نہیں فرماتیں نہ گھر سے الگ کرتی ہیں تو فرمایا کہ یہ راحت بھی بہت دیتی ہیں اور جو شخص راحت بہت دیتا ہو اس کی بے عنوانیوں پر صبر نہ کرنا بے مروتی ہے اس لئے جب مجھ کو ستاتی ہے تو میں اس کی راحتوں کو یاد کر کے سب معاف کردیتی ہوں ۔حضرت پیرانی صاحبہ نہایت خلیق اور بہت ہی عالی فہم تھیں۔

صاحبو! جب ایک بی بی اتنی فہیم تھیں تو ہم کو مرد ہو کر ضرور فہم سے کام لینا چاہئے اور اپنی بیبیوں کی راحت رسانی پر نظر کر کے ان کی بے تمیزیوں کا تحمل کرنا چاہئے یہ عورتوں کے حقوق دنیویہ ہیں اور اس سے پہلے جو حقوق بیان ہوئے وہ دینی حقوق تھے افسوس ہم دینی حقوق تو کیا ادا کرتے .... دنیوی حقوق پر بھی ہم کو توجہ نہیں چنانچہ نہ بیوی کی نماز پر توجہ ہے نہ روزہ پر ان باتوں کو ان

کے کانوں میں ڈالتے ہی نہیں۔ یادرکھو قیامت میں تم سے اس کی باز پرس ہوگی کہ تم نے بیوی بچوں کو دیندار بنانے کی کتنی کوشش کی تھی۔ مگر اس کا یہ مطلب نہیں کہ نماز کے لئے ان پر حد سے زیادہ سختی کرو ہر وقت ہاتھ میں لٹھ ہی لئے رہو، بلکہ اول نرمی سے سمجھاؤ، پھر برتاؤ میں ذرا ناراضی اور رنج ظاہر کرو انشاء اللہ اس کا اچھا اثر ہوگا اور ان کو اردو میں دینی رسالے پڑھاؤ لکھاؤ اس سے ان کے اخلاق بھی درست ہو جائیں گے اور دین کا خیال خود بخود ہوگا اور پڑھنے پر آمادہ نہ ہوں تو اس صورت کے لئے میں نے بہت جگہ یہ طریقہ بتلایا ہے کہ تم ایک وقت مقرر کر کے اول سے آخیر تک بہشتی زیور سارا سنا دو اور پہلے پہل بی بی سے یہ بھی نہ کہو کہ یہاں بیٹھ کر سنتی رہ بلکہ خود بلند آواز سے پڑھنا شروع کرو۔ انشاء اللہ وہ خود شوق سے آکر سنے گی چنانچہ اس طرح عمل کرنے سے فوراً ساری شکایتیں جاتی رہیں گی۔ عورتوں کے دل پر اثر بہت جلدی ہوتا ہے اگر ان کو دین کی کتابیں سنائی جائیں تو انشاء اللہ بہت جلد اصلاح ہو جائے گی۔ مرد اپنی بیبیوں کی شکایتیں تو کرتے ہیں کہ ایسی بے تمیز اور ایسی جاہل ہیں مگر وہ اپنے گریبان میں منہ ڈال کر تو دیکھیں کہ انہوں نے ان کے ساتھ کیا برتاؤ کیا۔

بس یہ اپنی راحت ہی کے ان سے طالب ہیں اور ان کے دین کا ذرا بھی خیال نہیں کیا جاتا ایک شخص نے خوب کہا ہے کہ مقرب کی بے تمیزی اور بے وفائی بادشاہ کی بے تمیزی یا غفلت کی دلیل ہے تو عورتوں کی خطا ہے ہی مگر ان کی بے تمیزی میں مردوں کی بھی خطا ہے کہ یہ ان کے دین کی درستی کا اہتمام نہیں کرتے اور ان کے دینی حقوق کو تلف کرتے ہیں۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے اجلاس میں ایک باپ اور بیٹے کا مقدمہ پیش ہوا۔ باپ نے بیٹے پر دعوی کیا تھا کہ یہ میرے حقوق ادا نہیں کرتا۔ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے لڑکے سے جواب طلب کیا اس

نے کہا حضور کیا باپ ہی کے حقوق بیٹے پر ہیں یا بیٹے کا بھی باپ پر کچھ حق ہے؟ آپ نے فرمایا کہ بیٹے کا حق بھی باپ پر ہے ایک یہ کہ شریف عورت سے نکاح کرے کہ اولاد اچھی ہو اور نام اچھا رکھے کہ اس کی برکت ہو اور اس کو علم دین سکھائے وہ بولا کہ ان سے دریافت کیا جائے کہ انہوں نے باپ ہو کر میرے کیا حقوق ادا کیے ہیں ایک حق تو انہوں نے یہ ادا کیا کہ میری ماں لونڈی تھی، جن کے اخلاق جیسے ہوتے ہیں معلوم ہے دوسرا یہ حق ادا کیا کہ میرا نام جعل رکھا جس کے معنی ہیں گو کا کیڑا، تیسرا حق یہ کہ مجھ کو ایک بھی دین کی بات نہیں سکھلائی، حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مقدمہ خارج کر دیا اور باپ سے فرمایا تو نے اس سے زیادہ اس کی حق تلفی کی ہے، جاؤ اپنی اولاد کے ساتھ ایسا برتاؤ نہ کیا کرو۔

اسی طرح ہماری حالت ہے کہ ہم بیویوں کی شکایت تو کرتے ہیں مگر یہ نہیں دیکھتے کہ ہم نے بیویوں کا کونسا حق ادا کیا، چنانچہ ان کا ایک حق تو یہ تھا کہ ان کے دین کا خیال کرتے ان کو احکام الہیہ بتلاتے، دوسرا حق یہ تھا کہ معاشرت میں ان کے ساتھ دوستانہ برتاؤ کرتے، باندیوں اور نوکروں کا سا برتاؤ نہ کرتے مگر ہم نے سب حقوق ضائع کر دیئے۔

کوتاہی نسواں

اب رہ گئیں عورتیں تو ان سے بھی دو قسم کی کوتاہیاں ہوتی ہیں ایک کوتاہی تو وہ دنیوی حقوق میں کرتی ہیں وہ یہ کہ بعض عورتیں خاوندوں کی اطاعت و خدمت میں کمی کرتی ہیں۔

بعض عورتیں مرد کی خدمت ماماؤں پر ڈال دیتی ہیں خود اس کے کاموں کا اہتمام نہیں کرتیں، بعض عورتیں مردوں سے خرچ بہت مانگتی ہیں چنانچہ ایک بی بی

کہتی ہیں کہ ہماری حالت تو دوزخ کی سی ہے جیسے اس کا پیٹ نہیں بھرتا ہر دم: ھل من مزید ، ہی کہتی رہتی ہے، اسی طرح روپے، کپڑے، زیور وغیرہ سے ہمارا پیٹ ہی نہیں بھرتا، کتنا ہی دو مگر سب خرچ ہو جاتا ہے۔ مولوی عبدالرب صاحب واعظ دہلوی کا ایک لطیفہ ہے کہ عورتوں کے پاس چاہے کتنے ہی کپڑے ہوں مگر جب پوچھو تو یہی کہیں گی کہ کیا ہیں دو چیتھڑے اور جوتوں کے دو چار جوڑے دھرے ہو نگے۔ جب پوچھو تو یہی کہیں گی کیا ہیں دو لیتھڑے اور برتن کتنے ہی صندوق بھرے ہوں گے مگر یہی کہیں گی کیا ہیں دو ٹھیکرے۔ انہوں نے تو قافیہ بھی ملایا ہے مگر حقیقت میں ہے یہی حالت، ان کا زیور، کپڑے اور برتنوں سے کبھی جی نہیں بھرتا اور ہمیشہ اپنی چیز کو کم ہی بتلائیں گی کہ میرے پاس کیا ہے کچھ بھی نہیں، ناشکری کا مادہ ان میں بہت ہی زیادہ ہے حدیث میں عورتوں کی اس صفت کا ذکر آیا ہے حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ایک بار عورتوں کو خطاب کر کے فرمایا: تکثرن اللعن و تکفرن العشیر کہ تم لعنت اور پھٹکار بہت کرتی ہو اور خاوند کی ناشکری کرتی ہو۔ ایک حدیث میں ہے اگر تم عورت کے ساتھ عمر بھر احسان اور بھلائی کرتے رہو پھر کبھی کوئی بات اس کے خلاف مزاج ہو جائے تو صاف یوں کہے گی: ما رایت منك خیرا قط ، کہ میں نے تجھ سے کبھی بھلائی نہیں دیکھی ساری عمر کے احسان کو ایک منٹ میں بھلا دیتی ہیں۔

بعض عورتیں یہ کرتی ہیں کہ وہ خاوند کے گھر میں آتے ہی ماں باپ سے اس کو جدا کرنا چاہتی ہیں یہ ضرور ہے کہ اس زمانہ میں مناسب یہی ہے کہ نکاح ہوتے ہی جوان اولاد ماں باپ سے علیحدہ رہیں اسی میں جانبین کو راحت ہوتی ہے میں نے میرٹھ میں ایک گھرانے کی حالت دیکھی کہ ان میں باہم ہمیشہ لڑائی رہتی تھی اس گھر کے ایک مرد کو مجھ سے تعلق تھا ان کا خط میرے پاس آیا جس میں دو شکایتیں

لکھی تھیں ایک یہ کہ میں اپنے گھر کے مردوں اور عورتوں کو دین کی باتیں بتلاتا ہوں وہ مانتے نہیں ہیں دوسری یہ شکایت لکھی تھی کہ گھر میں روزانہ لڑائی رہتی ہے میں نے لکھا کہ آپ کی دونوں شکایتوں کا علاج اس شعر میں ہے ؎

کار خود کن کار بیگانہ مکن

(ترجمہ) اپنا کام کرو اور غیروں کے کام میں (ایسے) نہ پڑو کہ اپنا کام بھی چھوٹ جائے۔

اس مصرعہ میں تو اس کا جواب ہے کہ وہ دین کی باتیں سن کر عمل نہیں کرتے سو اس کے متعلق دستور العمل یہ رکھو کہ تم نصیحت کر کے اپنے کام میں لگو، آگے وہ جانیں ان کا کام تم کیوں فکر میں پڑتے ہو اور دوسری شکایت کا جواب اس مصرعہ میں ہے ع

درزمین دیگراں خانہ مکن

(ترجمہ) دوسرے کی جگہ میں گھر نہ بناؤ۔

کہ غیر کی زمین میں گھر نہ بساؤ میں نے لکھا کہ تم اسی وقت کوئی مکان کرایہ پر لے کر الگ رہنے لگو، چنانچہ انہوں نے اس پر عمل کیا اور الگ مکان میں رہنے لگے، بس اسی روز سے امن وامان ہو گیا ان کے والد صاحب بہت بھولے ہیں وہ کہتے تھے کہ آپس میں چھری کٹارے چلے مگر سب ایک ہی جگہ رہیں مگر آج کل میں اس رائے کے خلاف ہوں میری رائے یہ ہے کہ نکاح کے بعد اولاد کی اور ماں باپ کی معاشرت الگ الگ ہونی چاہئے تو ہر چند کہ مناسب یہی ہے مگر جدا ہونے کا بھی تو طریقہ ہے بے طریقہ جدا کرنے کا عورت کو کیا حق ہے بعض عورتوں کی یہ عادت ہے کہ وہ خاوند کے ساتھ زبان درازی سے پیش آتی ہیں اس کے سامنے خاموش ہی نہیں ہوتیں حتیٰ کہ بعض خاوند مارتے بھی ہیں مگر یہ چپ نہیں

ہوتیں۔

مجھے ایک حکایت یاد آئی کہ ایک عورت ایسی زبان دراز تھی اور اس کا خاوند اس کو بہت مارتا تھا یہ عورت ایک بزرگ کے پاس گئی کہ مجھے ایسا تعویذ دے دیجئے جس کے اثر سے میرا خاوند مجھے مارا نہ کرے، وہ بزرگ تھے بہت عاقل وہ سمجھ گئے کہ یہ زبان درازی کرتی ہوگی اس لئے پٹتی ہے آپ نے فرمایا کہ اچھا تم تھوڑا پانی لے آؤ میں اسے پڑھ دوں گا۔ چنانچہ پڑھ دیا اور فرمایا کہ جب خاوند غصہ ہوا کرے تو اس میں سے ایک چلو منہ میں گھونٹ لے کر بیٹھ جایا کرو۔ انشاء اللہ پھر نہیں مارے گا۔ چنانچہ وہ ایسا ہی کرتی اور منہ میں گھونٹ لے کر بیٹھ جایا کرتی اب ساری زبان درازی جاتی رہی، بے چاری بولے کیونکر منہ کو تو تالا لگ گیا آخر تھوڑے دنوں میں میاں راضی ہوگیا، حقیقت میں خوب علاج کیا، غرض عورتوں میں زبان درازی کا بڑا مرض ہے اور یہ ساری خرابی تکبر کی ہے، عورتیں یہ چاہتی ہیں کہ ہم ہاریں نہیں تاکہ ہیٹی نہ ہو، چنانچہ شوہر سے لڑ جھگڑ کر اپنی ہمجولیوں میں بیٹھ کر فخر کرتی ہیں کہ دیکھا ہم کیسا مرد کو بہکا کر آئے ہیں۔

دعویٰ مساوات

حالانکہ مردوں اور عورتوں میں قدرتی فرق ہے یہ کسی طرح مردوں کی برابری نہیں کرسکتیں عقل ان میں کم، برداشت کی قوت ان میں کم، قویٰ ان کے کمزور، اس لئے یہ جلدی ضعیف بھی ہوجاتی ہیں جب خدا نے تم کو ہر بات میں مردوں سے کم رکھا ہے تو آخر کس بات میں تم مساوات کی مدعی ہو اور آجکل بعض قومیں مساوات کی بہت مدعی ہیں وہ عورتوں کو مردوں کی برابر کرنا چاہتے ہیں مگر کسی

نے کر تو نہ لیا، چنانچہ آج کل اس دعویٰ مساوات کی بناء پر عورتیں پارلیمنٹ کی ممبری کا دعوی کر رہی ہیں مگر کوئی پوچھتا بھی نہیں اب وہ سارے دعوے جاتے رہے بھلا کہیں قدرتی فرق بھی کسی کے مٹانے سے مٹ سکتا ہے اور اگر ایسا کیا بھی گیا اور عورتوں کو مردوں کی برابر سب عہدے دیدیئے بھی گئے مگر ظاہر ہے کہ اس کے لئے عورتوں کو لیاقت بھی حاصل کرنا پڑے گی، علوم وفنون بھی حاصل کرنا ہوں گے اور اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ اولاد کا سلسلہ بند ہو جائے گا کیونکہ میں نے امریکن ڈاکٹر کا قول سنا ہے کہ عورت کو زیادہ تعلیم دینے کا اثر یہ ہوتا ہے کہ اس کے اولاد نہیں ہوتی یا ہوتی ہے تو کمزور ہوتی ہے (جو جلد مر جاتی ہے) تو قدرتی طور پر عورتوں کے قویٰ دماغیہ زیادہ تعلیم کے متحمل نہیں ہیں، جب یہ بات ہے تو قدرتی طور پر مردوں اور عورتوں میں مساوات نہیں ہو سکتی۔ پھر نہ معلوم عورتوں کو برابری کا دعوی کیوں ہے؟ تم مردوں کے سامنے اتنی چھوٹی ہو کہ حدیث میں سیدنا رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ اگر میں خدا کے سوا کسی کے لئے سجدہ کرنے کی اجازت دیتا تو عورت کو حکم کرتا کہ اپنے خاوند کو سجدہ کیا کرے۔ کچھ ٹھکانہ ہے مرد کی عظمت کا کہ اگر خدا کے بعد کسی کے لئے سجدہ جائز ہوتا تو عورت کو مرد کے سجدہ کا حکم ہوتا مگر اب عورتیں مردوں کی یہ توقیر کرتی ہیں کہ ان کے ساتھ زبان درازی اور مقابلہ سے پیش آتی ہیں۔

اگر تم یہ کہو کہ صاحب مرد کے غصہ سے ہم کو بھی غصہ آجاتا ہے تو سمجھو کہ غصہ ہمیشہ اپنے چھوٹے یا برابر پر آیا کرتا ہے اور جس کو آدمی اپنے سے بڑا سمجھا کرتا ہے اس پر کبھی نہیں آیا کرتا چنانچہ نوکر کو آقا پر غصہ نہیں آسکتا اسی طرح رعیت کے آدمی کو حاکم پر غصہ نہیں آتا، بیٹے کو باپ پر غصہ نہیں آسکتا، چاہے وہ اس پر کتنا ہی غصہ کرے کیونکہ یہ اس کو اپنے سے بڑا سمجھتا ہے پس تمہارا یہ عذر ہی خود ایک جرم کو

بتلا رہا ہے عذر گناہ بدتر از گناہ اسی کو کہتے ہیں۔

بیبیو! تم کو مرد کے غصہ سے غصہ آنا یہ بتلاتا ہے کہ تم اپنے کو مرد سے بڑا یا برابر درجہ کا سمجھتی ہو اور یہ خیال ہی سرے سے غلط ہے اگر تم اپنے کو مرد سے چھوٹا اور محکوم سمجھو تو چاہے وہ کتنا ہی غصہ کرتا تم کو ہرگز غصہ نہ آ سکتا پس تم اس خیال فاسد کو اپنے دل سے نکال دو اور جیسا خدا نے تم کو بنایا ہے ویسا ہی اپنے کو مرد سے چھوٹا سمجھو اور اس کے غصہ کے وقت زبان درازی کبھی نہ کرو اس وقت خاموش رہو اور جب اس کا غصہ اتر جائے تو دوسرے وقت کہو کہ میں اس وقت بولی نہ تھی اب بتلاتی ہوں کہ تمہاری فلاں بات بے جا تھی یا زیادتی کی تھی اس طرح کرنے سے بات بھی نہ بڑھے گی اور مرد کے دل میں تمہاری قدر بھی ہوگی تو عورتیں ایک کوتاہی تو یہ کرتی ہیں۔

رفت بے جا خرچ

اور ایک کوتاہی یہ کرتی ہیں کہ خاوند کے مال کو بڑی بیدردی سے اڑاتی ہیں، خاص کر شادی بیاہ کی خرافات رسموں میں اور شیخی کے کاموں میں بعض جگہ تو مرد و عورت دونوں مل کر خرچ کرتے ہیں اور بعض جگہ صرف عورتیں ہی خرچ کی مالک ہوتی ہیں پھر اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ مرد رشوت لیتا ہے یا مقروض ہوتا ہے تو زیادہ تر جو مرد حرام آمدنی میں مشغول ہیں اس کا بڑا سبب عورتوں کی فضول خرچی ہے مثلاً کسی گھر میں شادی ہوئی تو یہ فرمائش ہوتی ہے کہ قیمتی جوڑا ہونا چاہئے، اب وہ سو دو سو روپے میں تیار ہوتا ہے مرد نے سمجھا تھا کہ خیر سو دو سو ہی میں پاپ کٹا مگر بیوی نے کہا کہ یہ تو شاہانہ جوڑا ہے۔ چوتھی بہوڑے کا الگ ہونا چاہئے وہ بھی اسی کے قریب لاگت میں تیار ہوا پھر فرمائش ہوتی ہے کہ جہیز میں دینے کو بیس پچیس

جوڑے اور ہونے چاہئیں، غرض کپڑے ہی کپڑے میں سینکڑوں روپے لگ جاتے ہیں جہیز میں اس قدر کپڑے دیئے جاتے ہیں کہ ایک بار میں ضلع میرٹھ کے ایک گاؤں میں گیا تھا، معلوم ہوا کہ وہاں ایک بہو صرف کپڑا پندرہ سو روپیہ کا لائی ہے، برتن اور زیور اور لچکے گوٹے اس سے الگ تھے میں نے بعض گھروں میں دیکھا ہے کہ جہیز میں اتنے کپڑے دیئے گئے تھے کہ لڑکی ساری عمر بھی پہنے تو ختم نہ ہوں اب وہ کیا کرتی ہے، اگر سخی ہوئی تو منہ ملاقات کی جگہ بانٹنا شروع کر دیا ایک جوڑا کسی کو دیا ایک کسی کو اور بخیل ہوئی تو صندوق میں بند کر کے رکھ لئے، پھر بہت سے جوڑوں کو تو پہننا بھی نصیب نہیں ہوتا وہ یوں ہی رکھے رکھے گل جاتے ہیں، غرض اس فضول خرچی کے ساتھ عورتیں خاوند کا مال برباد کرتی ہیں، بھلا جہیز میں اتنے کپڑے دینے کی کیا ضرورت ہے مگر کیونکر نہ دیں اس میں نام بھی ہوتا ہے کہ فلانی نے اپنی بیٹی کو ایسا جہیز دیا اور اتنا اتنا دیا، بس شیخی کے واسطے مرد کا گھر برباد کیا جاتا ہے۔

میں نے ایک تعلق دار کی حکایت سنی جو بہت بڑے مالدار ہیں کہ انہوں نے اپنی لڑکی کا نکاح کیا اور جہیز میں صرف ایک پالکی دی اور ایک قالین اور ایک لوٹا اور ایک قرآن مجید اس کے سوا کچھ نہ دیا نہ برتن نہ کپڑے بلکہ اس کی بجائے ایک لاکھ روپیہ کی جائیداد بیٹی کے نام کر دی اور کہا کہ میری نیت اس شادی میں ایک لاکھ روپیہ خرچ کرنے کی تھی اور یہ رقم اس کے واسطے پہلے ہی تجویز کر لی تھی، خیال تھا کہ خوب دھوم دھام سے شادی کروں گا مگر پھر میں نے سوچا کہ اس دھوم دھام سے میری بیٹی کو کیا نفع ہوگا۔ بس لوگ کھا پی کر چل دینگے میرا روپیہ برباد ہوگا اور بیٹی کو کچھ حاصل نہ حصول، اس لئے میں نے ایسی صورت اختیار کی جس سے بیٹی کو نفع پہنچے اور جائداد سے بہتر اس کے لئے نفع کی کوئی چیز نہیں اس سے وہ اور اس کی اولاد

پشتہا پشت تک بے فکری سے عیش کرتے رہیں گے اور اب کوئی مجھے بخیل اور کنجوس بھی نہیں کہہ سکتا کیونکہ میں نے دھوم دھام نہیں کی تو تم اپنے گھر میں بھی نہیں رکھی دیکھو یہ ہوتا ہے عقلاء کا طرز، اگر خدا کسی کو دے تو بیٹی کے جہیز میں بہت دینا برا نہیں مگر طریقہ سے ہونا چاہئے جو لڑکی کے کچھ کام بھی آوے مگر عورتوں کو کچھ نہیں سوجھتا ، یہ تو ایسی بے ہودہ ترکیبوں سے روپیہ برباد کرتی ہیں جن سے نہ ان کو کچھ وصول ہوتا ہے نہ لڑکی کو، یہ وہ کوتاہیاں ہیں جو عورتیں دنیوی حقوق میں کرتی ہیں مگر یہ ظاہر میں دنیا ہے اور واقع میں سب دین ہے کیونکہ شریعت نے مرد کے مال کی حفاظت اور اس کی تعظیم و خدمت عورتوں کے ذمہ لازم کبھی ہے اگر وہ اس میں کوتاہی کریں گے تو ان سے باز پرس ہوگی۔

دینی حقوق میں کوتاہی

ایک کوتاہی دینی حقوق میں کرتی ہیں یعنی اس کی کچھ پرواہ نہیں کرتیں کہ مرد ہمارے واسطے حلال و حرام میں مبتلا ہے۔ اور کمانے میں رشوت وغیرہ سے باک نہیں کرتا تو اس کو سمجھائیں کہ تم حرام آمدنی مت لیا کرو ہم حلال ہی میں اپنا گزر کرلیں گے۔

علی ہذا اگر مرد نماز نہ پڑھتا ہو تو اس کو مطلق نصیحت نہیں کرتیں حالانکہ اپنی غرض کے لئے اس سے سب کچھ کرالیتی ہیں اگر عورت مرد کو دیندار بنانا چاہے تو اس کو کچھ مشکل نہیں مگر اس کے لئے ضرورت اس کی ہے کہ پہلے تم دیندار بنو، نماز اور روزہ کی پابندی کرو، پھر مرد کو نصیحت کرو، تو انشاء اللہ اثر ہوگا مگر بعض عورتیں دینداری پر آتی ہیں تو یہ طریقہ اختیار کرلیتی ہیں کہ تسبیح اور مصلی لے کر بیٹھ گئیں اور گھر کو ماماؤں پر ڈال دیا یہ طریقہ بھی اچھا نہیں کیونکہ گھر کی نگہبانی اور خاوند کے

مال کی حفاظت عورت کے ذمہ فرض ہے جس میں اس صورت سے بہت خلل واقع ہوتا ہےاور جب فرض میں خلل آ گیا تو یہ نفلیں اور تسبیحیں کیا نفع دیں گی۔ اس لئے دینداری میں اتنا غلو بھی نہ کرو کہ گھر کی خبر ہی نہ لو۔ نماز روزہ اس طرح کرو کہ اس کیساتھ گھر کا بھی کام پورا کرو۔ اور تمہارے واسطے یہ بھی دین ہی ہے کہ تم کو گھر کے کام کاج میں بھی اجر وثواب ملتا ہے (اگر اس نیت سے کرو کہ میں حق تعالیٰ کے حکم کی پیروی کرتی ہے کیونکہ حق تعالیٰ نے گھر کی حفاظت اور خبر گیری میرے ذمہ کی ہے) ہاں گھر کے کاموں میں ایسی منہمک نہ ہو کہ دین کو چھوڑ دو، بلکہ اعتدال سے کام لو کہ دین کے ضروری کام بھی اداء ہوتے رہیں اور گھر کا کام بھی نگاہ کے سامنے نکلتا رہے۔ یہ سخت بے تمیزی ہے کہ تسبیح اور نفلوں میں مشغول ہو کر گھر کے کام کو بالکل چھوڑ دیا جائے۔ اور اللہ اللہ تو گھر کے کام کرتے بھی ہو سکتا ہے۔ یہ کیا ضرور ہے کہ تسبیح اور مصلیٰ ہی کے ساتھ اللہ اللہ کیا جائے۔ حدیث میں آتا ہے کہ لا یزال لسانك رطبا من ذکر الله

ترجمہ: زبان کو خدا کی یاد سے ہر وقت تر رکھنا چاہیے۔

اور ظاہر ہے کہ تسبیح اور مصلیٰ ہر وقت ساتھ نہیں رہ سکتا، تو معلوم ہوا کہ ذکر اللہ کے لئے کسی قید اور پابندی کی ضرورت نہیں بلکہ ہر وقت اور ہر حال میں ہو سکتا ہے۔ بلکہ میں کہتا ہوں کہ جن کو خدا نے مامائیں اور نوکر دیئے ہوں وہ اپنے ہاتھ سے بھی کچھ کام کیا کریں۔ یہ نہ ہو کہ دن رات پلنگ ہی توڑتی رہیں اور کسی کام کو ہاتھ نہ لگائیں۔ کیونکہ اس طرح کام کی عادت چھوٹ جاتی ہے اور آدمی ہمیشہ کے لئے محتاج بن جاتا ہےاور کام کرتے رہنے میں عادت بھی رہتی ہےاور قوت وصحت بھی اچھی رہتی ہے حدیث میں ہے:۔ " اَلْموُ مِن الْقَوِ ی خَیرٌ مِنَ الْموُ مِن

الضَّعِیفِ وَ فِی کُلٍّ خَیرٌ" کہ مسلمان قوی مسلمان کمزور سے اچھا ہے اور یوں تو سب ہی اچھے ہیں۔تو ہمت کی بات یہ ہے گھر کے کام کو بھی دیکھو، نوکروں باندیو ں سے اپنی نگرانی میں کام لو۔اور کبھی کسی کام کو خود بھی کرلیا کرو۔اور اس کے ساتھ کچھ وقت نکال کر نفلیں اور تسبیحیں بھی پڑھو اگر زیادہ وقت نہ ملے تو چلتے پھرتے ہی اللہ اللہ کرتے رہا کرو۔

کوتاہی حقوق اولاد

ایک کوتاہی عورتیں اولاد کے حقوق میں کرتی ہیں۔بعضی تو اپنے بچوں کو کوستی ہیں، اور کبھی وہ کوسنا لگ بھی جاتا ہے پھر سر پکڑ کر روتی ہیں۔اور بعضی اولاد کے حقوق میں دینی کوتاہی کرتی ہیں کہ ان کو دین کی تعلیم نہیں دیتیں۔نہ نماز روزہ کی ترغیب دیتی ہیں کہ اپنی اولاد کو نماز سکھلاؤ۔اور نماز نہ پڑھنے پر تنبیہ اور تاکید کرو اور علم کی رغبت دلاؤ۔یہ تو قول کی تعلیم ہوئی۔مگر اس کے ساتھ فعل سے بھی تعلیم کرو کہ تم خود بھی اپنی حالت کو درست کرو۔والدین کے افعال دیکھ دیکھ کر بچہ وہی کام کرنے سے کرنے لگتا ہے جوان کو کرتے دیکھتا ہے۔بلکہ ایک بات تجربہ کی بتلاتا ہوں کہ اگر بچہ کی پیدائش سے پہلے بھی جو افعال واحوال والدین پر گذرتے ہیں۔ان کا بھی اثر اس میں آتا ہے۔ چنانچہ ایک بزرگ کا بچہ بڑا شریر تھا کسی نے ان سے کہا کہ یہ بڑے تعجب کی بات ہے کہ آپ تو ایسے بزرگ اور بچہ ایسا شریر، فرمایا کہ ایک دن میں نے ایک امیر کے گھر کا کھانا کھالیا تھا اس سے نفس میں ہیجان ہوا۔اس وقت میں اس کی ماں کے پاس گیا اور حمل قرار پاگیا تو یہ بچہ اس مشتبہ غذا کا ثمرہ ہے اس سے معلوم ہوا کہ حمل قرار پانے کے وقت والدین کی جو حالت ہوتی ہے...... اچھی یا بری اس کا بھی اثر بچہ میں آتا ہے، بعض کتابوں میں ایک حکایت

لکھی ہے کہ دو میاں بی بی نے آپس میں یہ صلاح کی کہ آؤ ہم دونوں سب گناہوں کی توبہ کرلیں اور آئندہ کوئی گناہ نہ کریں تاکہ بچہ نیک ہو چنانچہ اس کا اہتمام کیا گیا اسی حالت میں حمل قرار پایا اور بچہ پیدا ہوا تو وہ بہت صالح اور سعید پیدا ہوا ایک روز اس بچہ نے کسی دوکان پر سے ایک بیر چرایا، مرد نے بیوی سے کہا سچ بتلاؤ یہ اثر کہاں سے آیا اس نے بیان کیا کہ پڑوسی کے گھر میں جو بیری کا درخت کھڑا ہے اس کی ایک شاخ ہمارے گھر میں ہے اس میں ایک بیر لگ رہا تھا میں نے وہ توڑ لیا تھا مرد نے کہا بس اس کا اثر ہے جو آج ظاہر ہوا پس اولاد کے نیک ہونے کے لئے اول درجہ تو یہ ہے کہ والدین خود نیک بنیں، دوسرا درجہ یہ ہے کہ پیدا ہونے کے بعد اس کے سامنے بھی کوئی حرکت بیجا نہ کریں، اگرچہ وہ بالکل ناسمجھ ہو کیونکہ حکماء نے کہا ہے کہ بچہ کے دماغ کی مثال پریس جیسی ہے کہ جو چیز اس کے سامنے آتی ہے وہ دماغ میں منقش ہو جاتی ہے پھر جب اس کو ہوش آتا ہے تو وہی نقوش اس کے سامنے آجاتے ہیں اور وہ ایسے ہی کام کرنے لگتا ہے جیسے اس کے دماغ میں پہلے ہی سے منقش تھے، غرض مت سمجھو کہ یہ تو ناسمجھ بچہ ہے یہ کیا سمجھے گا؟ یاد رکھو جو افعال تم اس کے سامنے کرو گے ان سے اس کے اخلاق پر ضرور اثر پڑے گا۔ تیسرا درجہ یہ ہے کہ جب بچہ بڑا ہو جائے تو اس کو علم دین سکھاؤ اور خلاف شریعت کاموں سے بچاؤ اور نیک لوگوں کی صحبت میں رکھو، برے لوگوں کی صحبت سے بچاؤ۔ غرض جس طرح بزرگوں نے لکھا ہے اسی طرح بچوں کی تعلیم کا اہتمام کرو۔ بعض عورتیں اس میں بہت کوتاہی کرتی ہیں اور اولاد کے حقوق کو تلف کرتی ہیں اور اولاد کے یہ حقوق صرف عورتوں ہی کے ذمہ نہیں بلکہ مردوں کے بھی ذمہ ہیں مگر بچوں کے اخلاق کی درستی زیادہ تر عورتوں ہی کے اہتمام کرنے سے ہو سکتی ہے کیونکہ بچے ابتداء میں زیادہ تر ان ہی کے پاس رہتے ہیں یہ ہیں حقوق عورتوں کے مردوں کے ذمہ میں

اور مردوں کے عورتوں کے ذمہ میں مگر ان میں مرد تو عورت کی رعیت نہیں ہے بلکہ حاکم ہے، تو اس کے حقوق جو عورت کے ذمہ ہیں وہ حاکمانہ حقوق ہیں اور عورتوں کے حقوق جو مردوں کے ذمہ ہیں وہ سب رعیت کے حقوق ہیں کیونکہ عورتیں ان کی محکوم ہیں اسی کو فرماتے ہیں رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم: " کلکم راع و کلکم مسئول عن رعیتہ "

آجکل نماز روزہ کی تعلیم تو سب کرتے ہیں مگر جو باتیں میں نے بیان کی ہیں ان کو کوئی نہیں بتلاتا اسی لئے ان حقوق کو بہت لوگ نہیں جانتے اس واسطے میں نے اس وقت مختصراً یہ مضمون بیان کیا ہے تاکہ یہ باتیں کان میں تو پڑ جائیں اب ایک بات اخیر میں یہ کہتا ہوں کہ اس وقت جتنے حقوق آپ نے سنے ہیں ان کے بجالانے کے لئے آپ کو ایک تو علم کی ضرورت ہوگی کیونکہ بدون جانے کیونکر ادا ہوں گے اور اس وقت کا بیان یاد نہیں رہ سکتا اور نہ یہ کافی ہوسکتا ہے کیونکہ اس وقت میں نے تمام حقوق کو تفصیل کے ساتھ نہیں بیان کیا ہے محض اجمالاً و مختصراً کچھ باتیں بیان کردی ہیں اس لئے علم حاصل کرنے سے چارہ نہیں۔

دوسری ضرورت ہوگی ہمت کی کیونکہ جان لینے کے بعد بھی بدون ہمت کے عمل نہیں ہوسکتا تو میں ان دونوں کا آسان طریقہ بتلاتا ہوں جس کی مستورات کے لئے زیادہ ضرورت ہے کیونکہ مردوں کو تو کسی قدر علم خود بھی ہوتا ہے اور ان میں ہمت بھی بہت کچھ ہے مگر عورتوں کو نہ تو علم ہے نہ ہمت تو علم حاصل کرنے کا آسان طریقہ تو یہ ہے کہ جو کتابیں مسئلے مسائل کی اہل تحقیق نے لکھی ہیں ان کو پڑھو اور اگر پڑھنے کی عمر نہ ہو تو کسی سے بالالتزام سن لو اور روزمرہ سنا کرو، جب تمام کتاب ختم ہوجائے تو پھر اول سے دور شروع کردو اس سے تو تم انشاء اللہ باخبر

ہوجاؤ گی۔ حقوق کا اچھی طرح تم کوعلم ہوجائے گا اور ہمت کے لئے ایک آسان تدبیر تو یہ ہے کہ بزرگوں کے پاس جاکر بیٹھا کرو مگر یہ صورت مردوں کے لئے ہے عورتوں کے لئے نہیں، وہ یہ کریں کہ بزرگوں کے حالات و حکایات اور ملفوظات دیکھا کریں اس سے انشاء اللہ ان میں عمل کی ہمت پیدا ہوگی بس یہ طریقہ ہے ان حقوق کے ادا کرنے کا، اب دعا کرو کہ حق تعالیٰ ہم کو اس کی توفیق عطا فرمائیں۔

و صلی اللّٰہ تعالی و سلم علی خیر خلقه سیدنا و مولانا محمد و علی آله و اصحابه اجمعین و آخر دعوانا ان الحمد للّٰہ الذی بنعمته و جلاله تتم الصالحات۔

نصیحت (۶)

دینی اذکار اور گھر سے متعلق آداب وسنن کا اہتمام

(الف) گھر میں داخل ہونے کے اذکار:

امام مسلم نے اپنی کتاب صحیح مسلم میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اذا دخل الرجل بيته فذكر اسم اللّٰه تعالى حين يدخل و حين يطعم قال الشيطان لا مبيت لكم و لا عشاء ههنا و ان دخل فلم يذكر اسم اللّٰه عند دخوله قال ادركتم المبيت و ان لم يذكر اسم اللّٰه عند مطعمه قال ادركتم المبيت والعشاء۔(مسند احمد ۳۴۶/۳، مسلم شریف ۱۵۹۹/۳)

ترجمہ: جب کوئی شخص گھر میں داخل ہوتا ہے اور وہ داخل ہوتے ہوئے اور کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا ذکر کرتا ہے تو شیطان اپنے ساتھیوں سے کہتا ہے: تمہارے

لئے رات کا ٹھکانہ اور یہاں رات کا کھانا میسر نہیں ہے اور اگر گھر میں آتے ہوئے اللہ کا نام نہیں لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا ٹھکانہ مل گیا نیز اگر وہ کھانا کھاتے ہوئے اللہ کا نام نہیں لیتا ہے تو شیطان کہتا ہے کہ تمہیں رات کا ٹھکانہ اور کھانا دونوں فراہم ہو گیا۔ (مسند احمد، مسلم شریف)

فائدہ: مضمون حدیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اگر گھر میں داخل ہوتے ہوئے اللہ کا نام نہ لیا جائے اور مسنون دعائیں نہ پڑھی جائیں تو شیطان اس گھر میں اپنے گروہ کے ساتھ رات کا ٹھکانا بنالیتا ہے اسی طرح اگر کھانا کھاتے وقت بندہ اللہ کا نام نہیں لیتا ہے تو شیطان اپنے گروہ سے کہتا ہے کہ لو بھائی تمہیں رات کا کھانا بھی مل گیا اور وہ اپنے گروہ کے ساتھ اس کھانے میں شامل ہو جاتا ہے نتیجۃً آدمی کھانے کی برکت سے محروم ہو جاتا ہے۔

(ب) گھر سے نکلنے کے اذکار

امام ابو داؤد نے اپنی سنن میں روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"إِذَا خَرَجَ الرَّجُلُ مِنْ بَيْتِهِ فَقَالَ بِسْمِ اللّٰهِ تَوَكَّلْتُ عَلَى اللهِ لَا حَوْلَ وَ لَا قُوَّةَ إِلَّا بِاللّٰهِ فَيُقَالُ لَهُ حَسْبُكَ قَدْ هُدِيْتَ وَ كُفِيْتَ وُقِيْتَ فَيَتَنَحّى لَهُ الشَّيْطَانُ ، فَيَقُولُ لَكَ شَيْطَانٌ آخَر كَيْفَ لَكَ بِرَجُلٍ قَدْ هُدِيَ وَ كُفِيَ وَ وُقِيَ "(ابو داود شریف ۵۰۹۵، ترمذی شریف ۳۴۲۶)

ترجمہ: جب بندہ گھر سے نکلتے وقت یہ دعا پڑھ لیتا ہے: بسم اللّٰہ توکلت علی اللہ لا حول و لا قوۃ الا باللّٰہ "تو من جانب اللہ فرشتہ کہتا ہے کہ تیرے

لئے یہ کافی ہے اور تو ہدایت پا چکا ہے اور تو اللہ کی حفاظت اور پناہ میں آ گیا ہے، اور پھر شیطان اس سے دور ہٹ جاتا ہے اور اس سے دوسرا شیطان کہتا ہے کہ ایسے آدمی پر تیرا کیا بس چل سکتا ہے جو ہدایت پا چکا ہو اور اسے من جانب اللہ حفاظت اور پناہ مل چکی ہو؟

(ج) مسواک

امام مسلم نے اپنی صحیح میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت نقل کی ہے وہ فرماتی ہیں:

"کان رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اذا دخل بیتہ بدأ بالسواك "(صحیح مسلم کتاب الطہارة باب ۱۵ نمبر ٤٤)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا کہ جب آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لاتے تو سب سے پہلا کام مسواک کرتے۔

مسواک کی سنتیں

۱۔ ہر وضو کرتے وقت مسواک کرنا سنت ہے۔

(ابوداؤد ۱/ ۸، الترغیب والترہیب)

۲۔ مسواک پکڑنے کا مسنون طریقہ جو حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ داہنے ہاتھ کی چھنگلیا مسواک کے نیچے رکھے اور انگوٹھا مسواک کے اوپری سرے کے نیچے رکھے اور باقی انگلیاں مسواک کے اوپر رکھے۔ (شامی ۱/ ۸۵)

نصیحت (۷) گھر سے شیطان کو بھگانے کے لئے سورۃ بقرۃ کی تلاوت کا اہتمام

اس سلسلے میں چند حدیثیں وارد ہوئیں ہیں ان میں سے کچھ یہ ہیں: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لا تجعلوا بیوتکم قبورا ان الشیطان ینفر من البیت الذی یقرء فیہ سورۃ البقرۃ" (صحیح مسلم ۱/۵۳۹)

ترجمہ: تم لوگ اپنے گھروں کو قبرستان نہ بناؤ درحقیقت شیطان اس گھر سے بھاگ جاتا ہے جس میں سورۃ البقرۃ کی تلاوت ہوتی ہے۔

نیز ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"اقرؤا سورۃ البقرۃ فی بیوتکم فان الشیطان لا یدخل بیتا یقرأ فیہ سورۃ البقرۃ"۔ (حاکم ۱/۵٦۱)

ترجمہ: تم سورۃ بقرۃ کی تلاوت اپنے گھروں میں کیا کرو کیونکہ شیطان اس گھر میں داخل نہیں ہوتا جس گھر میں سورۃ بقرہ کی تلاوت ہوتی ہے۔

نیز سورۃ بقرۃ کی آخری دو آیتوں کی فضیلت اور گھر میں ان کی تلاوت کے اثر کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"ان اللہ کتب کتابا قبل ان یخلق السماوات والارض بألفی عام وھو عند العرش وانہ انزل منہ آیتین ختم بھما سورۃ البقرۃ و لا یقرأن فی دار ثلاث لیال فیقربھا الشیطان" (مسند احمد ٤/۲۷٤)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ نے آسمان وزمین کو پیدا کرنے سے دو ہزار سال قبل اپنے عرش کے قریب ایک کتاب لکھ کر رکھی تھی جس میں سے ایسی دو آیتیں نازل فرمائیں جن

پر سورہ بقرۃ کا اختتام فرمایا ہے یہ دو آیتیں جس گھر میں تین رات مسلسل پڑھی جائیں شیطان اس گھر کے قریب بھی نہیں آ سکتا۔

رات کی حفاظت

حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ رسول خدا صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ''رات گئے قصہ کہانیوں کی محفل میں نہ جایا کرو کیونکہ تم میں سے کسی کو بھی خبر نہیں کہ اس وقت اللہ تعالیٰ نے اپنی مخلوق میں سے کس کس کو کہاں کہاں پھیلاتا ہے، اس لئے دروازے بند کر لیا کرو، مشکیزوں کے منہ باندھ دیا کرو، برتنوں کو اوندھا کر دیا کرو اور چراغ گل کر دیا کرو''۔ (بخاری۔ الادب المفرد)

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم سے سنا ہے کہ جب تم رات کو کتے کا بھونکنا اور گدھے کا چلاّنا سنو تو شیطان مردود سے خدا کی پناہ مانگو (یعنی اعوذ باللہ من الشیطان الرجیم) پڑھو کیونکہ کتے اور گدھے وہ چیز دیکھتے ہیں جو تم نہیں دیکھتے، اور رات کو جب لوگ بازاروں میں پھرنا موقوف کر دیں اور راستے بند ہو جائیں تو تم گھر سے بہت کم نکلا کرو اس لئے کہ رات کو خدا اپنی مخلوقات میں سے جس کو چاہتا ہے پراگندہ کرتا ہے''۔ (مشکوۃ شریف)

شام و رات کی احتیاط

حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب شام کا وقت ہو تو اپنے چھوٹے بچوں کو (گلی کوچوں میں پھرنے سے) روکو کیونکہ شیاطین کا لشکر شام کے وقت (ہر چہار

طرف) پھیل جاتا ہے ہاں جب رات کا کچھ حصہ گزر جائے تو پھر بچوں کو چھوڑ دینے میں کوئی مضائقہ نہیں، اور رات کو دروازے بند کر دیا کرو اور بند کرتے وقت اللہ تعالیٰ کا نام لیا کرو (بسم اللہ یا اور کوئی دعا پڑھیں) کیونکہ شیطان اس دروازے کو کھولنے کی قدرت نہیں رکھتا جو اللہ کے نام کے ساتھ بند کیا گیا ہو اور اپنے مشکوں کے دھانے جن میں پانی ہو ان کو باندھ دیا کرو اور باندھتے وقت اللہ کا نام لیا کرو، اور اپنے پانی کے برتنوں کو ڈھانک دیا کرو اور ڈھانکتے ہوئے اللہ کا نام لیا کرو، اگر چہ برتن پر کوئی چیز عرضاً ہی رکھ دیا کرو (یعنی اگر برتن پورا نہ ڈھک سکے تو دفع کراہت اور رفع مضرت کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ برتن کی چوڑائی میں کوئی لکڑی وغیرہ ہی رکھ دو) اور اپنے چراغ بجھا دیا کرو"۔ (بخاری و مسلم شریف)

سونے سے قبل بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھ کر تین بار سورۃ اخلاص پڑھیں پھر بسم اللہ کے ساتھ تین بار قل اعوذ برب الفلق پڑھیں پھر بسم اللہ کے ساتھ تین بار قل اعوذ برب الناس پڑھیں پھر دونوں ہتھیلیاں ملا کر ان پر دم کریں اور ان کو پھر پورے جسم پر جہاں تک ہاتھ پہنچے پھیر لیں، اسی طرح حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا معمول تھا۔

(بخاری شریف، ترمذی شریف، حصن حصین)

اس عمل کی برکت سے انشاء اللہ پوری رات ہر قسم کے شر سے حفاظت رہے گی، یہی عمل بعض روایات سے صبح و شام کے لئے ثابت ہے کہ بعد الفجر اور بعد المغرب اگر کوئی شخص یہ عمل کرے گا تو ہر قسم کے جادو، جنات اور آسیب وغیرہ سے امن و حفاظت رہے گی۔

علاوہ ازیں آیات حرز کو جو شخص پڑھ کر سویا کرے اس کی بھی اتنی زبردست برکات ہیں کہ کوئی طاقت اس کے پڑھنے والے کو کچھ نقصان نہیں کر سکتی، انہیں آیات کو "منزل" کے نام سے ایک چھوٹے سے کتابچہ کی شکل میں مختلف

اداروں نے شائع کیا ہے اس کو روزانہ کے معمول میں شامل فرمالیں، اللہ تعالیٰ سے دعا ہے کہ ہم سب کی ہر قسم کے ظاہری و باطنی شر و فتنہ سے حفاظت فرمائیں۔ آمین۔
ہم قارئین کی سہولت کے لئے منزل کو یہاں نقل کر رہے ہیں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

اَلۡحَمۡدُ لِلّٰهِ رَبِّ الۡعٰلَمِيۡنَ ۝ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ ۝ مٰلِكِ يَوۡمِ الدِّيۡنِ ۝ اِيَّاكَ نَعۡبُدُ وَاِيَّاكَ نَسۡتَعِيۡنُ ۝ اِهۡدِنَا الصِّرَاطَ الۡمُسۡتَقِيۡمَ ۝ صِرَاطَ الَّذِيۡنَ اَنۡعَمۡتَ عَلَيۡهِمۡ ۝ غَيۡرِ الۡمَغۡضُوۡبِ عَلَيۡهِمۡ وَلَا الضَّآلِّيۡنَ ۝

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

الٓمّٓ ذٰلِكَ الۡكِتٰبُ لَا رَيۡبَ فِيۡهِ ۛ هُدًى لِّلۡمُتَّقِيۡنَ ۝ الَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِالۡغَيۡبِ وَيُقِيۡمُوۡنَ الصَّلٰوةَ وَمِمَّا رَزَقۡنٰهُمۡ يُنۡفِقُوۡنَ ۝ وَالَّذِيۡنَ يُؤۡمِنُوۡنَ بِمَآ اُنۡزِلَ اِلَيۡكَ وَمَآ اُنۡزِلَ مِنۡ قَبۡلِكَ ۚ وَبِالۡاٰخِرَةِ هُمۡ يُوۡقِنُوۡنَ ۝ اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنۡ رَّبِّهِمۡ ۗ وَاُولٰٓئِكَ هُمُ الۡمُفۡلِحُوۡنَ ۝ وَاِلٰهُكُمۡ اِلٰهٌ وَّاحِدٌ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الرَّحۡمٰنُ الرَّحِيۡمُ ۝

اَللّٰهُ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْحَیُّ الْقَیُّوْمُ ۚ لَا تَاْخُذُهٗ سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ ؕ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَهٗۤ اِلَّا بِاِذْنِهٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ ۚ وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِهٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ ۚ وَسِعَ كُرْسِیُّهُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا یَئُوْدُهٗ حِفْظُهُمَا ۚ وَهُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ۝ لَآ اِكْرَاهَ فِی الدِّیْنِ ۙ قَدْ تَّبَیَّنَ الرُّشْدُ مِنَ الْغَیِّ ۚ فَمَنْ یَّكْفُرْ بِالطَّاغُوْتِ وَیُؤْمِنْ بِاللّٰهِ فَقَدِ اسْتَمْسَكَ بِالْعُرْوَةِ الْوُثْقٰی ۙ لَا انْفِصَامَ لَهَا ؕ وَاللّٰهُ سَمِیْعٌ عَلِیْمٌ ۝ اَللّٰهُ وَلِیُّ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا یُخْرِجُهُمْ مِّنَ الظُّلُمٰتِ اِلَی النُّوْرِ ۝ وَالَّذِیْنَ كَفَرُوْۤا اَوْلِیٰٓئُهُمُ الطَّاغُوْتُ ۙ یُخْرِجُوْنَهُمْ مِّنَ النُّوْرِ اِلَی الظُّلُمٰتِ ؕ اُولٰٓئِكَ اَصْحٰبُ النَّارِ ۚ هُمْ فِیْهَا خٰلِدُوْنَ ۝ لِلّٰهِ مَا فِی

السَّمٰوٰتِ وَمَا فِی الْاَرْضِ، وَاِنْ تُبْدُوْا مَافِيْ اَنْفُسِكُمْ اَوْتُخْفُوْهُ يُحَاسِبْكُمْ بِهِ اللّٰهُ، فَيَغْفِرُ لِمَنْ يَّشَآءُ وَيُعَذِّبُ مَنْ يَّشَآءُ، وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ٥ اٰمَنَ الرَّسُوْلُ بِمَآ اُنْزِلَ اِلَيْهِ مِنْ رَّبِّهٖ وَالْمُؤْمِنُوْنَ، كُلٌّ اٰمَنَ بِاللّٰهِ وَمَلٰٓئِكَتِهٖ وَكُتُبِهٖ وَرُسُلِهٖ لَا نُفَرِّقُ بَيْنَ اَحَدٍ مِّنْ رُّسُلِهٖ وَقَالُوْا سَمِعْنَا وَاَطَعْنَا غُفْرَانَكَ رَبَّنَا وَاِلَيْكَ الْمَصِيْرُ ٥ لَا يُكَلِّفُ اللّٰهُ نَفْسًا اِلَّا وُسْعَهَا، لَهَا مَا كَسَبَتْ وَعَلَيْهَا مَا اكْتَسَبَتْ، رَبَّنَا لَا تُؤَاخِذْنَآ اِنْ نَّسِيْنَآ اَوْاَخْطَاْنَا رَبَّنَا وَلَا تَحْمِلْ عَلَيْنَآ اِصْرًا كَمَا حَمَلْتَهٗ عَلَى الَّذِيْنَ مِنْ قَبْلِنَا رَبَّنَا وَلَا تُحَمِّلْنَا مَا لَا طَاقَةَ لَنَا بِهٖ وَاعْفُ عَنَّا وقفه وَاغْفِرْلَنَا وقفه وَارْحَمْنَا وقفه اَنْتَ مَوْلٰنَا فَانْصُرْنَا عَلَى الْقَوْمِ الْكٰفِرِيْنَ ٥

شَهِدَاللّٰهُ اَنَّہٗ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۙ وَالْمَلٰٓئِكَةُ وَاُولُوا الْعِلْمِ
قَآئِمًاۢ بِالْقِسْطِ ؕ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ الْعَزِيْزُ الْحَكِيْمُ ۝ قُلِ
اللّٰهُمَّ مٰلِكَ الْمُلْكِ تُؤْتِی الْمُلْكَ مَنْ تَشَآءُ وَتَنْزِعُ
الْمُلْكَ مِمَّنْ تَشَآءُ ۡ وَتُعِزُّ مَنْ تَشَآءُ وَتُذِلُّ مَنْ
تَشَآءُ ؕ بِيَدِكَ الْخَيْرُ ؕ اِنَّكَ عَلٰى كُلِّ شَیْءٍ قَدِيْرٌ ۝
تُوْلِجُ الَّيْلَ فِی النَّهَارِ وَتُوْلِجُ النَّهَارَ فِی الَّيْلِ ۡ
وَتُخْرِجُ الْحَیَّ مِنَ الْمَيِّتِ وَتُخْرِجُ الْمَيِّتَ مِنَ
الْحَیِّ ۡ وَتَرْزُقُ مَنْ تَشَآءُ بِغَيْرِ حِسَابٍ ۝ اِنَّ رَبَّكُمُ
اللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ فِیْ سِتَّةِ اَيَّامٍ
ثُمَّ اسْتَوٰی عَلَى الْعَرْشِ ۡ يُغْشِی الَّيْلَ النَّهَارَ يَطْلُبُهٗ
حَثِيْثًا ۙ وَّالشَّمْسَ وَالْقَمَرَ وَالنُّجُوْمَ مُسَخَّرٰتٍۭ
بِاَمْرِهٖ ؕ اَلَا لَهُ الْخَلْقُ وَالْاَمْرُ ؕ تَبٰرَكَ اللّٰهُ رَبُّ
الْعٰلَمِيْنَ ۝ اُدْعُوْا رَبَّكُمْ تَضَرُّعًا وَّ خُفْيَةً ؕ اِنَّهٗ لَا

يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ ۝ وَلَا تُفْسِدُوْا فِي الْاَرْضِ بَعْدَ اِصْلَاحِهَا وَادْعُوْهُ خَوْفاً وَّطَمَعاً ؕ اِنَّ رَحْمَتَ اللّٰهِ قَرِيْبٌ مِّنَ الْمُحْسِنِيْنَ ۝

قُلِ ادْعُوا اللّٰهَ اَوِ ادْعُوا الرَّحْمٰنَ ؕ اَيًّا مَّا تَدْعُوْا فَلَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰى ۚ وَلَا تَجْهَرْ بِصَلَاتِكَ وَلَا تُخَافِتْ بِهَا وَابْتَغِ بَيْنَ ذٰلِكَ سَبِيْلًا ۝ وَقُلِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ لَمْ يَتَّخِذْ وَلَداً وَّلَمْ يَكُنْ لَّهٗ شَرِيْكٌ فِي الْمُلْكِ وَلَمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلِيٌّ مِّنَ الذُّلِّ وَكَبِّرْهُ تَكْبِيْراً ۝

اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثاً وَّ اَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ ۝ فَتَعٰلَى اللّٰهُ الْمَلِكُ الْحَقُّ ۚ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ ۝ وَمَنْ يَّدْعُ مَعَ اللّٰهِ اِلٰهاً اٰخَرَ ۙ لَا بُرْهَانَ لَهٗ بِهٖ ۙ فَاِنَّمَا حِسَابُهٗ عِنْدَ رَبِّهٖ ؕ اِنَّهٗ لَا يُفْلِحُ الْكٰفِرُوْنَ ۝ وَقُلْ رَّبِّ اغْفِرْ وَارْحَمْ وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

وَالصّٰٓفّٰتِ صَفًّا ۝ فَالزّٰجِرٰتِ زَجۡرًا ۝ فَالتّٰلِیٰتِ ذِکۡرًا ۝ اِنَّ اِلٰـہَکُمۡ لَوَاحِدٌ ۝ رَبُّ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَمَا بَیۡنَہُمَا وَرَبُّ الۡمَشَارِقِ ۝ اِنَّا زَیَّنَّا السَّمَآءَ الدُّنۡیَا بِزِیۡنَۃِۣ الۡکَوَاکِبِ ۝ وَحِفۡظًا مِّنۡ کُلِّ شَیۡطٰنٍ مَّارِدٍ ۝ لَا یَسَّمَّعُوۡنَ اِلَی الۡمَلَاِ الۡاَعۡلٰی وَیُقۡذَفُوۡنَ مِنۡ کُلِّ جَانِبٍ ۝ دُحُوۡرًا وَّلَہُمۡ عَذَابٌ وَّاصِبٌ ۝ اِلَّا مَنۡ خَطِفَ الۡخَطۡفَۃَ فَاَتۡبَعَہٗ شِہَابٌ ثَاقِبٌ ۝ فَاسۡتَفۡتِہِمۡ اَہُمۡ اَشَدُّ خَلۡقًا اَمۡ مَّنۡ خَلَقۡنَا ؕ اِنَّا خَلَقۡنٰہُمۡ مِّنۡ طِیۡنٍ لَّازِبٍ ۝

یٰمَعۡشَرَ الۡجِنِّ وَالۡاِنۡسِ اِنِ اسۡتَطَعۡتُمۡ اَنۡ تَنۡفُذُوۡا مِنۡ اَقۡطَارِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ فَانۡفُذُوۡا ؕ لَا تَنۡفُذُوۡنَ اِلَّا بِسُلۡطٰنٍ ۝ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ۝ یُرۡسَلُ عَلَیۡکُمَا شُوَاظٌ مِّنۡ نَّارٍ ۬ۙ وَّنُحَاسٌ فَلَا تَنۡتَصِرٰنِ ۝

فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ فَاِذَا انْشَقَّتِ السَّمَآءُ فَکَانَتْ وَرْدَةً کَالدِّهَانِ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○ فَیَوْمَئِذٍ لَّا یُسْئَلُ عَنْ ذَنْبِهٖٓ اِنْسٌ وَّ لَا جَآنٌّ ○ فَبِاَیِّ اٰلَآءِ رَبِّکُمَا تُکَذِّبٰنِ ○

لَوْ اَنْزَلْنَا هٰذَا الْقُرْاٰنَ عَلٰی جَبَلٍ لَّرَاَیْتَهٗ خَاشِعًا مُّتَصَدِّعًا مِّنْ خَشْیَةِ اللّٰهِ ؕ وَتِلْکَ الْاَمْثَالُ نَضْرِبُهَا لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ یَتَفَکَّرُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ عٰلِمُ الْغَیْبِ وَالشَّهَادَةِ هُوَ الرَّحْمٰنُ الرَّحِیْمُ ○ هُوَ اللّٰهُ الَّذِیْ لَآ اِلٰهَ اِلَّا هُوَ ۚ اَلْمَلِکُ الْقُدُّوْسُ السَّلٰمُ الْمُؤْمِنُ الْمُهَیْمِنُ الْعَزِیْزُ الْجَبَّارُ الْمُتَکَبِّرُ ؕ سُبْحٰنَ اللّٰهِ عَمَّا یُشْرِکُوْنَ ○ هُوَ اللّٰهُ الْخَالِقُ الْبَارِئُ الْمُصَوِّرُ لَهُ الْاَسْمَآءُ الْحُسْنٰی ؕ یُسَبِّحُ لَهٗ مَا فِی السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضِ ۚ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

قُلۡ اُوۡحِیَ اِلَیَّ اَنَّهُ اسۡتَمَعَ نَفَرٌ مِّنَ الۡجِنِّ فَقَالُوۡۤا اِنَّا سَمِعۡنَا قُرۡاٰنًا عَجَبًا ۙ يَّهۡدِیۡۤ اِلَى الرُّشۡدِ فَاٰمَنَّا بِهٖ ؕ وَلَنۡ نُّشۡرِكَ بِرَبِّنَاۤ اَحَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ تَعٰلٰى جَدُّ رَبِّنَا مَا اتَّخَذَ صَاحِبَةً وَّلَا وَلَدًا ۙ وَّاَنَّهٗ كَانَ يَقُوۡلُ سَفِيۡهُنَا عَلَى اللّٰهِ شَطَطًا ۙ

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

قُلۡ يٰۤاَيُّهَا الۡكٰفِرُوۡنَ ۙ لَاۤ اَعۡبُدُ مَا تَعۡبُدُوۡنَ ۙ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ۚ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدۡتُّمۡ ۙ وَلَاۤ اَنۡتُمۡ عٰبِدُوۡنَ مَاۤ اَعۡبُدُ ؕ لَكُمۡ دِيۡنُكُمۡ وَلِىَ دِيۡنِ ۙ

﴿بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ﴾

قُلۡ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۙ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۙ لَمۡ يَلِدۡ ۙ وَلَمۡ يُوۡلَدۡ ۙ وَلَمۡ يَكُنۡ لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۙ

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ الۡفَلَقِ ۝ مِنۡ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنۡ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ فِی الۡعُقَدِ ۝ وَمِنۡ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

قُلۡ اَعُوۡذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِکِ النَّاسِ ۝ اِلٰہِ النَّاسِ ۝ مِنۡ شَرِّ الۡوَسۡوَاسِ ۬ۙ الۡخَنَّاسِ ۝ الَّذِیۡ یُوَسۡوِسُ فِیۡ صُدُوۡرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الۡجِنَّۃِ وَ النَّاسِ ۝

سات آیات منجیات

ہر آیت مع بِسۡمِ اللّٰہ پڑھنی چاہیے

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

قُلۡ لَّنۡ یُّصِیۡبَنَاۤ اِلَّا مَا کَتَبَ اللّٰہُ لَنَا ۚ ہُوَ مَوۡلٰنَا ۚ وَعَلَی اللّٰہِ فَلۡیَتَوَکَّلِ الۡمُؤۡمِنُوۡنَ

﴿بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ﴾

وَاِنۡ یَّمۡسَسۡکَ اللّٰہُ بِضُرٍّ فَلَا کَاشِفَ لَہٗۤ اِلَّا ہُوَ ۚ وَاِنۡ یُّرِدۡکَ بِخَیۡرٍ فَلَا رَآدَّ لِفَضۡلِہٖ ؕ یُصِیۡبُ بِہٖ مَنۡ یَّشَآءُ مِنۡ عِبَادِہٖ ؕ وَہُوَ الۡغَفُوۡرُ الرَّحِیۡمُ ۝

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

وَمَا مِنْ دَآبَّةٍ فِی الْاَرْضِ اِلَّا عَلَی اللّٰهِ رِزْقُهَا وَیَعْلَمُ مُسْتَقَرَّهَا وَمُسْتَوْدَعَهَا کُلٌّ فِیْ کِتَابٍ مُّبِیْنٍ ○

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

اِنِّیْ تَوَکَّلْتُ عَلَی اللّٰهِ رَبِّیْ وَرَبِّکُمْ مَا مِنْ دَآبَّةٍ اِلَّا هُوَ اٰخِذٌ بِنَاصِیَتِهَا اِنَّ رَبِّیْ عَلٰی صِرَاطٍ مُّسْتَقِیْمٍ ○

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

وَکَاَیِّنْ مِّنْ دَآبَّةٍ لَّا تَحْمِلُ رِزْقَهَا ۖ اَللّٰهُ یَرْزُقُهَا وَاِیَّاکُمْ وَهُوَ السَّمِیْعُ الْعَلِیْمُ ○

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

مَا یَفْتَحِ اللّٰهُ لِلنَّاسِ مِنْ رَّحْمَةٍ فَلَا مُمْسِکَ لَهَا وَمَا یُمْسِکْ فَلَا مُرْسِلَ لَهٗ مِنْۢ بَعْدِهٖ ؕ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ○

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ﴾

وَلَئِنْ سَاَلْتَهُمْ مَّنْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ لَیَقُوْلُنَّ اللّٰهُ ؕ قُلْ اَفَرَءَیْتُمْ مَّا تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰهِ اِنْ اَرَادَنِیَ اللّٰهُ بِضُرٍّ هَلْ هُنَّ کٰشِفٰتُ ضُرِّهٖۤ اَوْ اَرَادَنِیْ بِرَحْمَةٍ هَلْ هُنَّ مُمْسِکٰتُ رَحْمَتِهٖ قُلْ حَسْبِیَ اللّٰهُ عَلَیْهِ یَتَوَکَّلُ الْمُتَوَکِّلُوْنَ ○

حادثات سے بچنے کا وظیفہ

حضرت طلقؒ فرماتے ہیں کہ ایک شخص حضرت ابوالدرداء صحابی رضی اللہ عنہ کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ آپ کا مکان جل گیا، فرمایا نہیں جلا، پھر دوسرے شخص نے یہی اطلاع دی تو فرمایا نہیں جلا۔ پھر تیسرے آدمی نے یہی خبر دی۔ آپ نے فرمایا نہیں جلا۔ پھر ایک اور شخص نے آکر کہا کہ اے ابوالدرداء آگ کے شرارے بہت بلند ہوئے مگر جب آپ کے مکان تک آگ پہنچی تو بجھ گئی۔ فرمایا مجھے معلوم تھا کہ اللہ تعالیٰ ایسا نہیں کرے گا، کہ میرا مکان جل جائے، کیونکہ میں نے رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلم سے سنا ہے جو شخص صبح کے وقت یہ کلمات پڑھ لے، شام تک اُس کو کوئی مصیبت نہیں پہنچے گی۔ (میں نے صبح یہ کلمات پڑھے تھے، اس لیے مجھے یقین تھا کہ میرا مکان نہیں جل سکتا)

﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾

اَللّٰهُمَّ اَنْتَ رَبِّيْ لَآ اِلٰهَ اِلَّآ اَنْتَ عَلَيْكَ تَوَكَّلْتُ وَاَنْتَ رَبُّ الْعَرْشِ الْكَرِيْمِ مَا شَآءَ اللّٰهُ كَانَ وَمَا لَمْ يَشَأْ لَمْ يَكُنْ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِيِّ الْعَظِيْمِ اَعْلَمُ اَنَّ اللّٰهَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ۝ وَاَنَّ اللّٰهَ قَدْ اَحَاطَ بِكُلِّ شَيْءٍ عِلْماً ۝ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ شَرِّ نَفْسِيْ وَمِنْ شَرِّ كُلِّ دَآبَّةٍ اَنْتَ اٰخِذٌ بِنَاصِيَتِهَا اِنَّ رَبِّىْ عَلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ ۝

نصیحت (۸) گھر میں شرعی علوم گھر والوں کو تعلیم دینا

یہ بھی ایک شرعی فریضہ ہے جس کا اہتمام گھر کے ذمہ دار کے اوپر لازم ہے تا کہ درج ذیل آیت میں مذکور اللہ تعالیٰ کے حکم کو اپنے گھر میں نافذ کر سکے۔

"یَاأَیُّهَا الَّذِیْنَ آمَنُوا قُوْا اَنْفُسَكُمْ وَاَهْلِیْكُمْ نَاراً وَّقُوْدُهَا النَّاسُ وَالْحِجَارَةُ"

(سورت تحریم آیت :٦)

ترجمہ: اے ایمان والو! خود کو اور اپنے گھر والوں کو اس آگ سے بچاؤ جس کا ایندھن انسان اور پتھر ہیں۔

یہ آیت مبارکہ گھر والوں کی تعلیم و تربیت اور انہیں امر بالمعروف و نہی عن المنکر سے وابستہ کرنے کے لئے اساسی حیثیت رکھتی ہے۔

قارئین کرام! اس آیت کی تفسیر میں مفسرین نے مالک خانہ کی ذمہ داریوں کے حوالے سے جو کچھ لکھا ہے اس میں سے کچھ یہ ہے:

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا: مالک خانہ اپنے اہل و عیال کو اللہ کی اطاعت کا حکم دے اور انہیں معصیت خداوندی سے روکے اور ان کے لئے امر خداوندی کا خیال کرے، انہیں حکم دے اور اس بارے میں ان کی مدد بھی کرے اور فرمایا: جب تمہیں اللہ کی نافرمانی نظر آئے تو تم اس سے ان کو روک دو اور انہیں اس پر ڈانٹو اور مناسب تنبیہ بھی کرو۔ (طبری ۲۸/۱۶۶)

حضرت ضحاک رحمۃ اللہ علیہ و مقاتل رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا:

"مسلمان کے ذمہ لازم ہے کہ وہ اپنے قرابت داروں اور باندیوں

سمیت گھر کے افراد کو احکام خداوندی اور منہیات خداوندی کی تعلیم دے۔

(تفسیر ابن کثیر ۸/۱۹۴)

حضرت علی رضی اللہ تعالی عنہ فرماتے ہیں: انہیں تعلیم دو اور تہذیب سکھاؤ"۔(زاد المیسر ۸/۳۱۲)

طبری رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا: ہم پر واجب ہے کہ ہم اپنے بچوں اور گھر والوں کو دین کی بھلائی کی اور ایسے آداب کی تعلیم دیں جن کے بغیر چارہ نہیں ہے۔ اور جب نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے باندیوں تک کی تعلیم کی ترغیب فرمائی ہے (حالانکہ وہ مملوکہ اور غیر آزاد ہیں) تو پھر آپ کے بچوں اور گھر والوں کی کیا بات ہے؟ جب کہ وہ آزاد ہیں، یعنی ان کا حق بدرجہ اولی ان باندیوں سے بڑھ کر ہے، امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی الجامع الصحیح میں "**باب تعلیم الرجل امته و اهله**" یعنی آدمی کو چاہئے کہ اپنی باندی اور گھر والوں کو تعلیم دے، اس باب کے تحت حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی حدیث نقل کی ہے:

"ثَلاثَةٌ لَهُمْ اَجْرَانِ ...... وَ رَجُلٌ كَانَتْ عِندَه اَمَةٌ فَاَدَّبَهَا فَاَحْسَنَ تَاْدِيبَهَا وَ عَلَّمَهَا فَاَحْسَنَ تَعْلِيمَهَا ثُمَّ اَعْتَقَهَا فَتَزَوَّجَهَا فَلَه اَجْرَان"

ترجمہ: تین آدمی ایسے ہیں جن کے لئے دوہرا اجر ہے...... ان میں سے ایک وہ شخص بھی ہے جس کے پاس کوئی باندی ہو جسے اس نے آداب سکھائے اور اچھے انداز میں آداب سکھلائے اور اسے تعلیم دی تو عمدہ تعلیم دی پھر اسے آزاد کر کے اپنی ہی زوجیت سے منسلک کر لیا تو اسے دوہرا اجر ملے گا۔

ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ اس حدیث کی شرح میں لکھتے ہیں: کہ یہ حدیث ترجمۃ الباب سے باندی کے بارے میں تو ظاہر عبارت سے ہی مطابق ہے، البتہ

بیوی کے بارے میں بذریعہ قیاس مطابق ہے کیونکہ آزاد بیویوں کو فرائض اللہ اور سنن رسول کی تعلیم دینے کا اہتمام باندیوں کے اہتمام سے زیادہ مؤکد ہے۔

(فتح الباری ۱/۱۹۰)

کبھی کبھار مشغولیات، ذمہ داریوں اور دیگر مختلف روابط میں الجھ کر آدمی اپنی بیوی کو پڑھانے لکھانے کے لئے خود کو فارغ کرنے سے غفلت کرتا ہے اس مشکل کا حل یہ ہے کہ ایک دن مخصوص کرلے، جس دن کا عمومی وقت اپنے گھر والوں کے لئے مقرر کرلے اور یہاں تک کہ گھر والوں کے علاوہ اپنے قریبی رشتہ داروں سمیت سب کے لئے گھر میں علمی مجلس منعقد کر کے اس مقررہ وقت کے بارے میں سب کو باخبر کردے تاکہ وہ سب کے سب اس میں باضابطہ حاضر ہوسکیں اور اس پروگرام میں شرکت کا موقعہ حاصل کرسکیں اور ان لوگوں کے سامنے اور خود اس کی اپنی نظر میں پابندی سے حاضری لازمی ہونی چاہئے!

اور آپ کی خدمت میں اس سلسلے کے جو مفید ثمرات حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کی سیرت طیبہ سے حاصل ہوئے ہیں وہ پیش ہیں: چنانچہ امام بخاری نے باب "هَلْ يَجعل لِلنسَاءِ يَوم عَليحدة في العلم " یعنی کیا خواتین کے لئے تعلیم کی غرض سے علیحدہ کسی دن کا تعین کرنا چاہئے؟ کا عنوان قائم کیا ہے جس کے تحت ابوسعید خدری رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث نقل کی ہے کہ خواتین نے ایک مرتبہ حضرت نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا:

"غَلَبَنَا عَلَيْكَ الرِّجَال فَاجْعَلْ لَنَا يَوْماً مِنْ نَفْسكَ فَوَعَدَ هنَّ يَوْماً لَقِيَهنَّ فيه فَوَعَظَهنَّ وَ اَمَرَهنَّ"۔ (رواه البخاری)

ترجمہ: علم حاصل کرنے کے معاملے میں آپ کی بارگاہ میں مرد حضرات ہم پر

فوقیت لے گئے لہذا آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم اپنی طرف سے ہمارے لئے بھی کوئی دن مقرر فرمائیں! تو حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ان سے ایک دن کا وعدہ فرمالیا جس میں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم خواتین کے پاس تشریف لائے اور وعظ ونصیحت فرمائی اور اچھی باتوں کا حکم دیا۔

اس حدیث کی شرح کرتے ہوئے ابن حجر رحمۃ اللہ علیہ نے لکھا ہے کہ اسی جیسا قصہ سہل ابن صالح نے اپنے والد کے حوالے سے ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں نقل کیا ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"مَوْعِدَ كُنَّ بَيْت فلَانَة فَأَتَاهنَّ فَحَدَّثَهنَّ "۔(فتح الباری ۱/ ۱۹۵)

ترجمہ: تمہارے لئے فلاں خاتون کا گھر متعین ہوا چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ان خواتین کے پاس تشریف لائے اور ان کے سامنے بیان فرمایا:

اس حدیث سے استدلال ہوسکتا ہے کہ عورتوں کو گھروں میں تعلیم دینی چاہئے نیز یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ صحابہ کی عورتیں گھروں میں تعلیم حاصل کرنے کی حریص تھیں نیز فقط مردوں کے لئے تعلیمی کوششوں کو بروئے کار لانا اوعورتوں کو فراموش کرنا یہ علماء اور گھروں کے ذمہ داروں کی بہت بڑی کوتاہی ہے۔

بعض قارئین یہ سوال کرتے ہیں کہ فرض کرو ہم نے ایک مخصوص دن مقرر کر دیا اور اپنے گھر والوں کو اس کی اطلاع بھی کر دی تو ان نشستوں میں کیا چیز پیش کی جائے اور ہم کیسے اس کا آغاز کریں؟

محترم قارئین کرام! اس سلسلے میں بطور تجویز میں آپ سے جوابا عرض کروں گا کہ ایک سادہ اور مختصر سا نصاب ہے جو عام طور پر گھر والوں کے لئے اور خاص طو سے خواتین کے لئے درسی اور تعلیمی غرض کو پورا کرنے کے لئے کافی ہے۔

اس نصاب سے متعلق پہلی کتاب علامہ ابن سعدی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر "تیسیر الکریم الرحمن فی تفسیر کلام المنان " کے نام سے ہے یہ تفسیر سات جلدوں پر مشتمل ہے آسان اور مفصل اسلوب میں لکھی گئی ہے آپ اس کا مطالعہ کر کے اس کی بعض سورتیں یا بعض اجزاء اپنے گھر والوں کو سنایا کریں۔

(۲) ریاض الصالحین جس کی احادیث کے ساتھ کچھ تعلیقات نصیحتیں اور ان احادیث سے مستنبط فوائد کو پیش کیا کریں اواس سلسلے میں "کتاب نزھة المتقین " کی طرف رجوع کر سکتے ہیں۔

(۳) حسن الاسوۃ بما ثبت عن اللہ و رسولہ فی النسوۃ " جوکہ علامہ صدیق حسن خان رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیف ہے۔

نیز یہ بات بھی اہم ہے کہ عورت کو کچھ فقہی احکام بھی سکھائے جائیں جیسا کہ طہارت اور حیض ونفاس اور استحاضہ کے احکام، صلوۃ، زکوۃ اور صیام وحج کے احکام، بشرطیکہ عورت میں اس کی استطاعت ہو۔

اس کے ساتھ ساتھ کھانے پینے، لباس وزینت، فطری سنتوں، محرمات، موسیقی، گانوں اور تصویر وغیرہ کے احکام بھی اسے بتائے جائیں۔اور اس سلسلے کا بہترین ماخذ علماء کے فتاوی ہیں جیسے شیخ عبدالعزیز بن باز اور شیخ محمد بن صالح العثیمین اور ان کے علاوہ دیگر علماء کے فتاوی چاہے وہ کتابوں میں لکھے ہوں یا کیسٹوں میں ریکارڈ ہوں۔

عورت اور اہل خانہ کی تعلیم وتربیت کا نظام الاوقات ضمنی طور پر ایسے دروس اور عمومی لیکچر اور نصیحتوں پر مشتمل ہونا چاہیے جن میں شرکت علماء، بااعتماد اور ثقہ طالب علموں کے لئے ممکن ہو، تاکہ تعلیم وتربیت کے مختلف اور عمدہ ذرائع مہیا کیے جاسکیں اور اس سلسلے میں یہ بات ناقابل فراموش ہے کہ ریڈیو پر نشریات

قرآن کریم کے پروگراموں کو کثرت سے سنا جائے اور ان کی طرف توجہات کو مبذول کیا جائے، نیز تعلیمی وسائل کو فراہم کرنے کے پروگرام میں یہ بات بھی شامل ہوسکتی ہے کہ گھر والوں کو ایسے مواقع کی یاد دہانی کرائی جائے جو اسلامی کتابوں کی نمائش میں صرف عورتوں کی آمد کے لئے مخصوص ہوتے ہوں اور انہیں وہاں شرعی حدود کا خیال کرتے ہوئے بلایا جائے۔

گھریلو ماحول و معاشرت کو درست خطوط پر استوار کرنے کے لئے گھر کی خواتین اور دیگر افراد اہل خانہ کی مناسب تعلیم و تربیت ریڑھ کی ہڈی کی حیثیت رکھتی ہے اس لئے ہم یہاں ایک جامع اور مفید ترین تعلیمی و تربیتی نصاب کا خاکہ پیش کرتے ہیں جس میں شامل کتابوں سے خواتین کے لئے استفادہ بہت آسان ہوگا۔ اور اس طرح ان کی بہت عمدہ اسلامی تربیت ہوسکتی ہے۔

دینی تعلیم و تربیت کے لئے ایک مختصر اور جامع نصاب تعلیم

اور جن موضوعات کی کتابیں یہاں پر لکھی گئی ہیں وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) عقائد (۲) قرآن کے ترجمے و تفاسیر (۳) کتب حدیث (۴) احکام و مسائل (۵) حقوق و آداب معاشرت (۶) سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم (۷) سیرت صحابہ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم (۸) عام معلومات

۱۔ عقائد اسلام میں تربیت سے حسب ذیل کتابیں پڑھائی جائیں

(۱) شرح فقہ اکبر (اردو ترجمہ) امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲) بہشتی زیور (عقائد کا حصہ) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) تعلیم الاسلام پہلا حصہ (اردو) مولانا مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(۴) عقائد اسلام (اردو) محدث مولانا عبدالحق حقانی رحمۃ اللہ علیہ
(۵) عقائد اسلام (اردو) مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ
(۶) تقویۃ الایمان (اردو) شاہ اسماعیل شہید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
(۷) ایمان وکفر کی روشنی میں (اردو)
(۸) اختلاف امت صراط مستقیم (حصہ اول دوم) مولانا محمد یوسف لدھیانوی رحمۃ اللہ علیہ
(۹) سنت و بدعت (اردو) مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
(۱۰) تحفہ اثنا عشریہ (اردو) محدث شاہ عبدالعزیز رحمۃ اللہ علیہ
(۱۱) تاریخ مذہب شیعہ (اردو) مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲) تاریخ میلاد (اردو)

قرآن کے ترجمے اور تفاسیر

(۱) تفسیر عثمانی — شیخ الہند مولانا محمود الحسن رحمۃ اللہ علیہ
ومولانا شبیر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ
(۲) تفسیر کشف الرحمٰن — مولانا سعید دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

مزید پڑھنے اور مطالعہ کے لئے مندرجہ ذیل

تینوں تفاسیر یا ان میں سے ایک کا انتخاب فرمائیں

(۳) معارف القرآن — مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ
(۴) تفسیر مظہری — قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ
(۵) تفسیر حقانی — شیخ عبدالحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) کتب حدیث شریف

(۱) ریاض الصالحین (مترجم) امام نووی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) مظاہر حق جدید شرح مشکوۃ مولانا قطب الدین رحمۃ اللہ علیہ

(۳) معارف الحدیث مولانا منظور احمد نعمانی رحمۃ اللہ علیہ

احکام ومسائل

(۱) مالا بدمنہ (اردو) قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) نماز حنفی (اردو) مولانا خیر محمد جالندھری رحمۃ اللہ علیہ

(۳) تعلیم الاسلام (دوسرا، تیسرا حصہ) مفتی کفایت اللہ دہلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۴) علم الفقہ مولانا عبدالشکور لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) بہشتی زیور (۲، ۳، ۴، حصے) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) عمدۃ الفقہ (کامل) مولانا زوار حسین شاہ رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حقوق وآداب معاشرت

(۱) آداب زندگی (اردو) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) حیات المسلمین (اردو) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) حقوق الوالدین (اردو) مفتی ظفیر الدین صاحب مدظلہ

(۴) حقوق الوالدین (اردو) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) حقوق العباد (اردو) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) تربیت اولاد (اردو) ترجمہ مولانا ڈاکٹر محمد حبیب اللہ مختار رحمۃ اللہ علیہ

بالغ لڑکیوں اور عورتوں کے مطالعہ کے لئے

(۷) میاں بیوی کے حقوق۔ مفتی عبدالغنی رحمہ اللہ

(۸) مسلمان بیوی اور مسلمان خاوند مولانا ادریس انصاریؒ

(۹) خواتین کے لئے شرعی احکام (تحفہ خواتین) مولانا عاشق الٰہی بلند شہریؒ

(۱۰) نیک بیویاں (اردو) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) سیر صحابیات۔ مولانا اصغر حسین رحمۃ اللہ علیہ

(۱۳) تحفہ دلہن - مولانا مفتی محمد حنیف عبدالمجید صاحب

(۱۲) مثالی ماں- مولانا مفتی محمد حنیف عبدالمجید صاحب

(۶) سیرت رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم

(۱) النبی الخاتم مولانا مناظر حسین گیلانیؒ

(۲) سیرت خاتم الانبیاء مولانا مفتی محمد شفیع

(۳) رحمۃ للعالمین مولانا محمد سلیمان منصور پوری

مطالعہ کے لئے ان میں سے کوئی کتاب

(۴) سیرت ابن ہشام (مترجم)

(۵) سیرت النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مولانا شبلی نعمانیؒ

سید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) سیرت المصطفیٰ مولانا محمد ادریس کاندھلوی رحمۃ اللہ علیہ

(۷) سیرت صحابہ کرامؓ (پڑھانے کے لئے)

(۱) مقام صحابہ مولانا مفتی محمد شفیع رحمۃ اللہ علیہ

(۲) سیرت خلفائے راشدین مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

(۳) تاریخ خلفائے راشدین (مترجم) علامہ سیوطی رحمۃ اللہ علیہ

مطالعہ کے لئے

(۴) حیات الصحابہ مولانا محمد یوسف دہلویؒ

(۵) فضائل صحابہ مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ

(۸) عام دینی معلومات کے لئے

درج ذیل کتابوں کو مطالعہ میں رکھنا مفید ہوگا

(۱) احیاء العلوم مترجم (اردو) امام غزالیؒ

(۲) بہشتی زیور (کامل ومدلل) مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) تاریخ الاسلام ۳ حصے مولانا معین الدین احمد ندویؒ

(۴) تاریخ فرشتہ محمد قاسم فرشتہؒ

(۵) قصص القرآن مولانا حفظ الرحمٰن سیوہاروی رحمۃ اللہ علیہ

(۶) فتاوی عالمگیری مترجم (اردو)

یہ ایک مختصر نصاب تعلیم اور کتابوں کی فہرست لکھ دی گئی ہے جن کو پڑھنے کے بعد ہمارے بچے دین کے سلسلہ میں کم از کم ضروری معلومات حاصل کر سکیں گے۔

لہذا جب تک ہماری پیشہ ورانہ تعلیم گاہوں میں دینی تعلیم کا ضروری نصاب شامل نہیں کیا جاتا اور موجودہ مخلوط تعلیم کا سلسلہ جاری رہتا ہے تب تک بچوں کے والدین اور سرپرستوں کے لئے ضروری ہے کہ اپنے بچوں کو مذکورہ بالا دینی نصاب تعلیم کو اہتمام کے ساتھ پڑھانے کا انتظام کریں۔ اس سے بچوں میں لادینی

رجحان کم سے کم ہو جائے گا اور بچے ممکن حد تک لادینی ماحول میں پائی جانے والی برائیوں سے محفوظ رہ سکیں گے اور انشاء اللہ اس سے معاشرہ میں بہت بڑا اثر پڑے گا ورنہ موجودہ حالات میں مخلوط تعلیم گاہوں میں بچوں کو داخلہ دلانے کے بعد پھر ان سے اچھے نتائج کی توقع انتہائی دشوار ہے۔

اس لئے محقق علماء کرام متفقہ طور پر کہتے ہیں کہ موجودہ مخلوط تعلیم کا نظام غلط اور ناجائز ہے ان اداروں میں لڑکیوں کو داخل کروانا ناجائز اور معصیت ہے۔

نصیحت (۹) اپنے گھر میں اسلامی لائبریری قائم کیجئے

گھر والوں کو تعلیم اور دینی فہم ودانش کا موقع فراہم کرنے، نیز احکام شرعیہ پر عمل کرنے کی دلچسپی پیدا کرنے میں، گھر کے اندر اسلامی لائبریری کا وجود بڑا معاون ثابت ہوسکتا ہے، ضروری نہیں کہ وہ لائبریری بہت بڑی ہو، بلکہ اہم کتابوں کا انتخاب اور انہیں ایسی جگہوں پر رکھنا جہاں سے ان کا استعمال کرنا آسان ہو مفید ہوسکتا ہے، اور گھر والوں کو ان کے پڑھنے پر آمادہ کیا جائے۔

گھر کے اندرونی حصے میں بیٹھک کے ساتھ ایک صاف ستھرا اور مرتب گوشہ اور کچھ کتابوں کے لئے ایک مناسب سی جگہ، نیز بیڈروم میں اور مہمانوں کی بیٹھک میں بھی کچھ کتابوں کا موجود ہونا گھر کے افراد کے لئے اس بات کا موقع فراہم کرتا ہے کہ وہ مسلسل مطالعہ کرسکیں۔

اور لائبریری کو عمدہ بنانے کا ذریعہ (اللہ تعالیٰ کو بھی عمدگی پسند ہے) یہ ہے کہ لائبریری ایسے مراجع اور بڑی کتابوں پر مشتمل ہو جو مختلف مسائل کی تحقیق کے

لائق ہوں، بچوں کے لئے مدارس میں مفید ہوں، نیز وہ ایسی مختلف معیاری کتابوں پر مشتمل ہو جو چھوٹوں، بڑوں اور مردوں عورتوں سب کے لئے بہتر ہوں۔

ساتھ ہی ساتھ کچھ ایسی کتابیں بھی ہونی چاہیے جو مہمانوں، بچوں کے دوستوں اور اہل خانہ کے ملنے جلنے والوں کے لئے ہدیہ کی خاطر مخصوص ہوں جس میں اس بات کا خاص خیال رکھا جائے کہ وہ کتابیں دیدہ زیب طباعت پر مشتمل ہونے کے ساتھ ساتھ تحقیقی ہوں اور ان کی احادیث کی تخریج بھی درج ہو۔

لائبریری قائم کرنے کے لئے کتابوں کا تجربہ رکھنے والے حضرات سے مشورہ کر کے نیز کتابوں کی نمائش سے بھی استفادہ کیا جا سکتا ہے، اور کتاب کا پتہ لگانے اور تلاش کرنے کے لئے یہ مفید ہوگا کہ لائبریری کو موضوعات کے مطابق ترتیب دیا جائے چنانچہ تفسیر کی کتابیں ایک خانے میں ہوں اور حدیث کی دوسرے خانے میں ہوں، اور فقہ کی تیسرے خانے میں ہوں، اسی طرح دیگر کتابیں بھی رکھیں۔ اور گھر کا کوئی ایک فرد کتابوں کی تلاش وجستجو کو آسان بنانے کے لئے ابجد کے اعتبار سے اور موضوعات کے اعتبار سے فہرست مرتب کر لے۔

گھر کے کتب خانہ کے لئے اسلامی کتابوں کے ناموں کے بارے میں بہت سے دلچسپی رکھنے والے احباب ہم سے پوچھتے ہیں کہ کون سی کتابیں رکھی جائیں؟ اس سلسلے میں قارئین کرام کے لئے کچھ مفید کتابوں کے نام درج ذیل ہیں:

فن تفسیر

(۱) تفسیر ابن کثیر (رحمہ اللہ)

(۲) تفسیر ابن سعدی (رحمہ اللہ)

(۳) علامہ اشقر رحمۃ اللہ علیہ کی "زبدۃ التفسیر "

(۴) سید قطب کی "فی ظلال القرآن "

(۵) ابن عثیمین کی اصول تفسیر

(۶) محمد الصباغ کی "لمحات فی علوم القرآن "۔

فن حدیث

(۱) صحیح الکلم الطیب

(۲) عمل المسلم فی الیوم واللیلۃ یا پھر

(۳) الصحیح المسند من اذکار الیوم و اللیلۃ

(٤) ریاض الصالحین اوراس کی شرح

(٥) نزھۃ المتقین

(٦) علامہ زبیدی کی مختصر الصحیح البخای

(٧) علامہ منذری اور شیخ البانی کی مختصر الصحیح المسلم

(٨) صحیح الجامع الصغیر

(٩) ضعیف الجامع الصغیر

(۱۰) صحیح الترغیب والترھیب

(۱۱) السنۃ و مکانتھا فی التشریع الاسلامی

(۱۲) علامہ ناظم سلطان کی" قواعد و فوائد من الاربعین النوویۃ"۔

فن عقیدہ

(۱) فتح المجید شرح کتاب التوحید (مع تحقیق ارناؤط)

(۲) اعلام السنة المنشورة "از علامہ حکمی (تحقیق شدہ)
(۳) علامہ حکمی ہی کی "معارج القبول "(تحقیق شدہ)
(۴) شرح العقیدۃ الطحاوی (مع تحقیق الالبانی)
(۵) شیخ عمر سلیمان اشقر کی "سلسلة العقیدہ "(کامل آٹھ جز)
ڈاکٹر یوسف وابل کی "اشراط الساعة"

فن فقه

(۱) ابن ضویان کی "منار السبیل"
(۲) البانی کی "ارواء الغلیل"
(۳) زاد المعاد
(۴) ابن قدامہ کی "المغنی"
(۵) شیخ عبدالعزیز بن باز اور شیخ محمد بن صالح العثیمین اور شیخ عبداللہ بن جبرین کی مجموعہ فتاوی العلماء"
(۶) شیخ البانی اور شیخ عبدالعزیز بن باز کی "صلواۃ النبی ﷺ اور
(۷) البانی کی "مختصر احکام الجنائز"

فن اخلاق وتزکیۃ النفوس

(۱) تہذیب مدارج السالکین (۲) الفوائد (۳) تہذیب موعظة المؤمنین (۴) غذاء الالباب اور (۵) "الجواب الکافی"

فن سیرت اور سوانح

(۱) ابن کثیر کی "البدایة والنہایة"

(۲) امام ترمذی کی مختصر "الشمائل المحمدیة "(اختصار الالبانی)

(۳) مبارک پوری کی "الرحیق المختوم "

(۴) ابن عربی کی العواصم من القواصم (مع تحقیق الخطیب والاستنبولی)

(۵) شیخ اکرم عمری کی المجتمع المدنی (دو جلدیں)

(۶) سیر اعلام النبلاء

(۷) محمد بن الصامل السلمی کی منہج کتابة التاریخ الاسلامی ۔
نیز مختلف سلسلوں کی عمدہ کتابوں کی اور مقدار بھی قابل ذکر ہیں جن میں سے استاد سید قطب شہید کی کتابیں ہیں:

(۱) مثلا المستقبل لهذا الدين (۲) هذا الدين (۳) معالم في الطريق (۴) خصائص التصور الاسلامي و مقوماته ۔

اور استاد محمد قطب کی کتابیں مثلاً:

(۱) منهج التربية الاسلامية (دو جلدیں) (۲) واقعنا المعاصر (۳) رؤية اسلامية فی احوال العالم المعاصر (۴) قبسات من الرسول (۵) معركة التقاليد (۶) هل نحن مسلمون (۷) جاهلية القرن العشرين (۸) مذاهب فكرية معاصرة ۔

استاد ابوالاعلیٰ کی کتابوں میں سے

(۱) تفسیر سورہ نور اور (۲) الحجاب اور (۳) الجهاد ۔

استاد ابوالحسن علی الندویؒ کی کتب میں سے:

(۱) "ماذا خسر العالم بانحطاط المسلمین "

(۲) الصراع بین الفکرة الاسلامیة والفکرة الغربیة ۔

اور شیخ عمر بن سلیمان الاشقر کی کتابیں، شیخ احمد بن اسماعیل المقدم کی کتابیں، استاد محمد محمد حسین کی کتابیں، شیخ محمد بن جمیل زینو کی کتابیں، استاد حسین عوایشہ کی کتابیں، محمد نعیم الیاسین کی "کتاب الایمان" شیخ محمد سعید القحطانی کی "الولاء والبراء" شیخ عبداللہ الشبانہ کی "المسلمون و ظاھرۃ الھزیمۃ النفسیہ" مصطفی السباعی کی "المرءۃ المسلمۃ امام الفیدیو والتلفزیون" عبداللہ محمد الغریب کی کتاب "وجاء دور المجوس" شیخ بکر ابو زید کی کتابیں، شیخ سلمان العودہ کی کتابیں اور استاد مشہور حسن سلمان کے تحقیقی مقالہ جات۔

اور اس کے علاوہ بھی بہت سی مفید اور عمدہ کتابیں ہیں ہم نے جو کتابیں ذکر کی ہیں وہ بطور نمونہ کے تھیں، بطور حصر نہ تھیں اور اس کے ساتھ کتابچوں کی دنیا میں بھی بہت سی مفید چیزیں ہیں اگر ہم ان کو یہاں بیان کریں تو اس جگہ طوالت کا اندیشہ ہے، لہٰذا مسلمان کو چاہئے کہ غور وخوض اور انتخابات کے لئے مشورہ کرے، اور جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ بھلائی کرنا چاہتا ہے اسے دین کی سمجھ عطا کر دیتا ہے۔

اوپر جن کتابوں کے نام درج ہوئے ہیں یہ تمام عربی کتب ہیں جن میں سے بعض کتابیں اردو زبان میں منتقل ہو چکی ہیں تاہم یہاں پر ہم نے ضروری سمجھا کہ اردو خواں طبقہ کے لئے کچھ ایسی کتب کے نام بھی درج کر دیں جن کا مطالعہ زندگی کے تمام شعبوں میں مفید ثابت ہو اور علمی تشنگی کو سیرابی عطا کرے، چنانچہ قابل مطالعہ کتب میں سے کچھ کے نام حسب ذیل ہیں:

فن تفسیر

(۱) مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ کی معارف القرآن

(۲) مولانا عاشق الٰہی بلندشہری کی انوارالبیان فی اسرارالقرآن

(۳) تفسیر عثمانی مولانا شبیر احمد عثمانیؒ

(۴) دروس القرآن از صوفی عبدالحمید سواتی۔

فن حدیث

(۱) معارف الحدیث از مولانا منظور احمد نعمانیؒ

(۲) جواہرالحکم اور

(۳) ترجمان السنۃ از مولانا بدر عالم میرٹھیؒ

(۴) دروس الحدیث از صوفی عبدالحمید سواتی

(۵) مظاہر حق از عبداللہ جاوید غازی پوری

(۶) حیات الصحابہ از مولانا محمد یوسف کاندھلویؒ ترجمہ مولانا احسان الحق۔

فن فقہ

(۱) بہشتی زیور از مولانا شرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۲) عمادالدین از مولانا ابوالقاسم دلاوری

(۳) علم الفقہ از مولانا عبدالشکور لکھنویؒ

(۴) تحفہ خواتین از مولانا عاشق الٰہی بلندشہریؒ

(۵) نماز مسنون از مولانا صوفی عبدالحمید سواتی

(۶) جدید فقہی مباحث از مولانا مجاہدالاسلام قاسمیؒ

(۷) جدید فقہی مسائل از سیف اللہ خالد رحمانی

(۸) آپ کے مسائل اور ان کا حل از مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ

(۹) جواہر الفقہ از مفتی محمد شفیع صاحب رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) عمدۃ الفقہ از مولانا زوار حسین شاہؒ۔

فن سیرۃ وسوانح

(۱) سیرۃ المصطفیٰ، از مولانا ادریس کاندھلویؒ

(۲) سیرۃ النبی، از مولانا شبلی نعمانیؒ وسید سلیمان ندوی رحمۃ اللہ علیہ

(۳) رحمۃ للعالمین، از سلیمان منصور پوریؒ

(۴) نشر الطیب، از حکیم الامت حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ

(۵) اسوۂ رسول اکرم از ڈاکٹر عبدالحئیؒ

(۶) تجلیات سیرت، از حافظ محمد ثانی

(۷) محمد رسول اللہ، از سید رشید رضا مصری

(۸) محبوب خدا، از چودھری افضل حقؒ

(۹) آپ بیتی، سوانح شیخ الحدیث مولانا محمد زکریا سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

(۱۰) نقش دوام، سوانح حضرت علامہ انور شاہ کشمیریؒ

(۱۱) نقش حیات، سوانح حضرت مولانا سید حسین احمد مدنی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۲) اشرف السوانح، سوانح حضرت تھانوی قدس سرہ از خواجہ عزیز الحسن مجذوبؒ

(۱۳) تاریخ دعوت وعزیمت از مولانا علی میاں ندویؒ

اس کے علاوہ دیگر موضوعات کی کچھ کتب کے نام حسب ذیل ہیں:

(۱) علماء ہند کا شاندار ماضی از مولانا محمد میاں

(۲) غبار خاطر، مولانا ابوالکلام آزاد

(۳) روح کی بیماریاں اور ان کا علاج، از حضرت مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب

(۴) کشکول معرفت، حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب
(۵) دین اسلام، چودہری افضل حقؒ
(۶) انوارِ سہیلی ترجمۂ کلیلہ ودمنہ
(۷) کیا ہم مسلمان ہیں، مولانا شمس نوید عثمانیؒ
(۸) جہان دیدہ، مولانا محمد تقی عثمانی صاحب
(۹) تحفہ دلہن، مولانا محمد حنیف
(۱۰) تحفہ دولہا مولانا محمد حنیف
(۱۱) تسہیل المواعظ، حضرت تھانوی رحمۃ اللہ علیہ
(۱۲) جوتم مسکراؤ توسب مسکرائیں، مولانا رضی الدین صاحبؒ
(۱۳) رزم حق وباطل، شاہ بلیغ الدین۔

نصیحت (۱۰)

گھر میں کیسٹ لائبریری

ہر گھر میں ٹیپ ریکارڈ سے اچھا اور برا دونوں کام لیا جاسکتا ہے تو اب ہم اس کا استعمال کس طرح موثر بنا سکتے ہیں کہ جو اللہ کی مرضی کے مطابق ہو؟

اس مقصد کو بروئے کار لانے کے لئے گھر کی کیسٹ لائبریری کا عمل یہ ہونا چاہئے کہ وہ لائبریری علماء، قراء، محاضرین، مقررین اور واعظین کی عمدہ اسلامی کیسٹوں پر مشتمل ہو، بطور مثال کے ائمہ تراویح میں سے کسی کی پر خشوع آواز بھری تلاوت کا سننا گھر والوں کی طبیعتوں پر اچھا اثر ڈالتا ہے، چاہے وہ قرآن کے معانی کی تاثیر کی صورت میں ہو یا بار بار سنتے رہنے کی وجہ سے حفظ کر

لینے کی شکل میں ہو، نیز اس طرح وہ قرآن کریم سننے کی برکت سے گانوں اور میوزک وغیرہ کے شیطانی راگوں کو سننے سے بچے رہیں گی، اس لئے کہ کان اور دل دونوں میں رحمان کے کلام کے ساتھ شیطان کے کلام کا امتزاج نہیں ہوسکتا۔

اور بہت سے فتاوی کی کیسٹیں ایسی ہوتی ہیں جو گھر والوں کو یومیہ پیش آنے والے بہت سے مسائل کے سمجھانے میں موثر ہوتی ہیں اس بارے میں بطور تجویز آپ سے عرض یہ ہے کہ شیخ عبدالعزیز بن باز، شیخ محمد ناصر البانی، شیخ محمد بن صالح عثیمین اور شیخ صالح الفوزان جیسے علماء کے ریکارڈ شدہ فتاوی سننے مناسب ہیں کہ جو کہ علم دین میں قابل اعتماد شخصیات کے مالک ہیں۔

مسلمانوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے جب کہ وہ فتوی لیا کریں، وہ اس پہلو پر بھی توجہ دیں اس لئے کہ یہ دین کا معاملہ ہے لہذا یہ ضرور دیکھ لیا کریں کہ تم یہ دین کیسے لوگوں سے حاصل کر رہے ہو؟ چنانچہ ایسے شخص سے دین حاصل کرنا جس کا صلاح وتقوی، پرہیزگاری، احادیث صحیحہ پر اعتماد، مذہبی عدم تعصب، مدلل اسلوب، اعتدال پسندی، عدم شدت اور عدم تساہل معروف ہو تو وہی شخص درحقیقت باخبر صاحب علم ہے، الرحمن فاسئل به خبیرا۔

ایسے محاضرین کے بیانات کا سننا جو کہ امت کو بیدار کرنے، اقامت حجت اور برائیوں کو مٹانے میں لگے ہوئے ہیں ایک مسلم گھرانے میں شخصیت کی تعمیر میں بہت اہمیت کا حامل ہے، ایسے حضرات کی کیسٹیں بھی بحمد اللہ بڑی مقدار میں دریافت ہیں مثلاً: شیخ عبداللہ بن قعود، استاد محمد قطب، شیخ عبدالرحمن الدوسری، شیخ محمد جمیل غازی، شیخ عمر الاشقر، شیخ سفر الحوالی، شیخ عبدالرحمان، شیخ سلمان العودہ کی کیسٹیں نیز شیخ احمد القطان، شیخ عائض القرنی اور شیخ ناصر العمر وغیرہ نفع اللہ بہم کی کیسٹیں۔

(کیسٹوں کی دنیا میں بہت سے نام نمایاں ہوتے ہیں جب کہ دوسرے بہت سے نام پوشیدہ ہوتے ہیں ہوسکتا ہے کہ کچھ عرصہ بعد نئے محاضرین کی کیسٹیں آجائیں اور بہت سی پرانی کیسٹیں پوشیدہ ہوجائیں اور بہت سی نسیا منسیا ہوجائیں، تاہم ہر حال میں درست منہج واسلوب رکھنے والے حضرات کی کیسٹیں رغبت وشوق سے سنی چاہئے، اور یہ شعار بنالینا چاہئے کہ ''مفید قبل از جدید'' انتہی)

مندرجہ بالا اسماء ان حضرات مقررین وواعظین کے ہیں جو کہ اہل عرب ہیں البتہ اردو زبان میں جن حضرات علماء کی کیسٹیں آج کل کے ماحول کے لئے مفید ترین ثابت ہوسکتی ہیں ان میں سے کچھ کے اسماء درج ذیل ہیں:

۱ مولانا حکیم اختر صاحب مدظلہ،	۲ حضرت مولانا عمر پالن پوریؒ،
۳۔ مولانا طارق جمیل صاحب مدظلہ،	۴۔ مولانا قاری محمد حنیف صاحب ملتانیؒ،
۵۔ مولانا حمید الدین عاقل حسامی حیدر آبادی،	۶۔ مولانا مسعود اظہر صاحب مدظلہ،
۷۔ مولانا محمد تقی عثمانی صاحب مدظلہ	۸۔ مفتی زین العابدین صاحب مدظلہ،
۹۔ مولانا محمد احمد صاحب بہاولپوری مدظلہ،	۱۰۔ مولانا احتشام الحق تھانوی صاحبؒ
۱۱۔ مولانا تنویر الحق تھانوی صاحب مدظلہ،	۱۲۔ حکیم الاسلام قاری محمد طیب صاحبؒ
۱۳۔ مولانا محمد پالن حقانی صاحبؒ،	۱۴۔ مولانا مفتی عبد الرؤف سکھروی صاحب مدظلہ،
۱۵۔ مولانا مفتی محمد رفیع صاحب مدظلہ	۱۶۔ مولانا محمد اسلم شیخوپوری صاحب مدظلہ
۱۷۔ مولانا عبد المجید ندیم صاحب مدظلہ	۱۸۔ مولانا محمد لقمان علی پوری صاحبؒ

۱۹۔ مولانا ضیاء القاسمی صاحبؒ وغیرہ۔

اسی طرح ہم دیکھتے ہیں کہ بچوں کی کیسٹوں میں بھی ان کے لئے بڑی تاثیر ہوتی ہے، چاہے وہ کسی چھوٹے کم سن قاری کی چند ایک سورتیں سن کر حفظ کر لیں یا شب وروز کے اذکار، اسلامی آداب اور بامقصد نظمیں وغیرہ ان سے یاد کرلیں۔

شیلفوں پر ترتیب سے اس طرح کیسٹوں کو رکھا جائے کہ ان کو حاصل کرنا آسان ہو، دوسری طرف اس بات پر بھی توجہ رہے کہ ان کیسٹوں کو تلف ہونے سے بچائیں، اور بچوں کا کھلونا بننے سے بھی بچائیں نیز جو کیسٹیں عمدہ ہوں ان کی اشاعت کے لئے ہمیشہ کوشش کرنی چاہئے، اس کا طریقہ کار یہ ہوسکتا ہے کہ وہ دوسروں کو ہم بطور ہدیہ دے دیں یا سننے کے بعد کسی کو عاریت پر دے دیں۔

گھر کے کچن میں بھی ایک ٹیپ ریکارڈ کا ہونا گھر کی مالکہ عورت کو فائدہ پہنچانے میں بڑا کردار ادا کرسکتا ہے، اسی طرح بیڈروم میں بھی ٹیپ ریکارڈ کا ہونا وقت کے ایک ایک منٹ کے لئے کارآمد ثابت ہوسکتا ہے۔

نصیحت (۱۱)

صلحاء، بزرگوں اور طلبہ علوم دینیہ کو گھر میں مدعو کرنا

”رَبِّ اغْفِرْ لِیْ وَلِوَالِدَیَّ وَلِمَنْ دَخَلَ بَیْتِیَ مُؤْمِنًا وَّلِلْمُؤْمِنِیْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ لَا تَزِدِ الظّٰلِمِیْنَ اِلَّا تَبَارًا“۔ (سورۃ نوح آیت ۲۸)

ترجمہ: اے میرے رب میری، میرے والدین کی اور میرے گھر میں بحالت ایمان آنے والے کی اور تمام مومنین ومومنات کی مغفرت فرما اور ظالموں کو تباہ کردے۔

آپ کے گھر میں اہل ایمان کا آنا گھر کے نور کو بڑھاتا ہے ان کی گفت و شنید، سوال جواب اور باہمی علمی و دینی مناقشات وغیرہ سے بہت سی مفید باتیں معلوم ہوجاتی ہیں کیونکہ مشک فروش یا تو آپ کو ہدیہ کردے گا یا تو آپ خود اس سے مشک خرید لیں گے یا نہیں تو پھر اس کی عمدہ خوشبو تو ضرور پا جائیں گے۔

بیٹوں بھائیوں اور باپ، چچا وغیرہ کا ساتھ بیٹھنا اور عورتوں لڑکیوں کا پردے کے پیچھے سے ان علمی دینی باتوں کا سننا تمام کی تربیت کے لئے مفید ہے اور یہ بات تو مسلّم ہے کہ اگر آپ گھر میں اچھی چیز لائیں گے تو گھر کو بربادی اور برائیوں سے بچائیں گے۔

گھر میں مہمان کی آمد کو باعث برکت ورحمت سمجھا گیا ہے، اس لئے اہل خانہ کو چاہئے کہ اپنے ہاں بزرگوں، صلحاء، علماء اور نیک لوگوں کو ضیافت کے لئے کبھی کبھی بلایا کریں، چنانچہ حدیث شریف میں بھی اس کی ترغیب آئی ہے، ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے:

"لَا يَاكُلُ طَعَامَكَ اِلَّا تَقِي" (ترمذی شریف)

ترجمہ: نہ کھائے تمہارا کھانا مگر متقی شخص۔

حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام کے بارے میں آتا ہے کہ وہ بغیر کسی شخص کو اپنا مہمان بنائے ہوئے اکیلے کھانا نہیں کھاتے تھے چنانچہ یہ بھی مشہور ہے کہ ضیافت کی سنت سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ الصلاۃ والسلام نے جاری فرمائی۔

ایک صحابی کا ایثار اور مہمان نوازی

ایک صحابی حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور بھوک وپریشانی کی کیفیت عرض کی، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے گھروں میں آدمی بھیجا کہیں کچھ نہ ملا تو صحابۂ کرام رضی اللہ تعالیٰ عنہم سے فرمایا: کوئی شخص ہے جو ان کی ایک رات کی مہمانی قبول کرے؟ ایک انصاری صحابی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: میں اس خدمت کے لئے حاضر ہوں، چنانچہ

ان کو گھر لے گئے اور بیوی سے کہا: یہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے مہمان ہیں جو اکرام کرسکو اس میں کوتاہی نہ کرنا اور کوئی چیز چھپا نہ رکھنا، بیوی نے کہا: خدا کی قسم بچوں کے قابل کچھ تھوڑا سا رکھا ہے اور کچھ بھی گھر میں نہیں ہے، صحابی رضی اللہ تعالی عنہ نے فرمایا: بچوں کو بہلا کر سلا دو اور جب وہ سو جائیں تو کھانا لے کر مہمان کے ساتھ بیٹھ جائیں گے اور تم چراغ درست کرنے کے بہانے اٹھ کر اس کو بجھا دینا، چنانچہ بیوی نے ایسا ہی کیا اور دونوں میاں بیوی اور بچوں نے فاقہ سے رات گزاری، جس پر یہ یہ آیت نازل ہوئی:

"یُؤثِرُونَ عَلٰی اَنفُسِهِمْ وَلَوْ كَانَ بِهِمْ خَصَاصَة "۔(سورۃ حشر آیت نمبر :۹)

ترجمہ: اور وہ ترجیح دیتے ہیں دوسروں کو اپنی جانوں پر اگرچہ ان پر فاقہ ہو۔

(حکایات صحابہ ص:۷۴)

سبحان اللہ! غور فرمائیں کہ اللہ تعالی کو یہ مہمان نوازی اتنی پسند آئی کہ قرآن کریم میں اس کی تعریف فرمائی، سوچیئے ! کہ وہ مہمان نوازی کرنے والے میزبان کتنے خوش نصیب ہیں کہ جن کی میزبانی خالق دو عالم کو پسند آ گئی اور قیامت تک کے لئے ان کی تعریف اپنی لازوال کتاب میں ثبت فرمادی۔

اس قسم کے اور بہت سے واقعات ہیں جن کا تذکرہ سیرت وسوانح کی کتب میں موجود ہے، ہم یہاں طوالت کے اندیشہ سے مزید تفصیل میں جانے سے احتیاط کرتے ہیں، اللہ تعالی ہم سب کو نیک لوگوں کی خدمت وضیافت اور صلحاء امت کا اکرام کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین،

نصیحت (۱۲)

گھر کے متعلق شرعی احکام سیکھنا

(۱) سب سے پہلے گھر میں نماز کی ترتیب قائم کرنا۔

جہاں تک مرد حضرات کا مسئلہ ہے تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے: "خَيْرُ صَلَاةِ المرءِ فِيْ بَيْتِهٖ اِلَّا الصلٰوةُ المَكْتُوبَةِ" (ابو داود شریف)

ترجمہ: مرد کی عام نمازیں گھر کے اندر زیادہ بہتر ہیں سوائے فرض نماز کے، لہذا ضروری ہے کہ آپ فرض نماز مسجد میں جا کر پڑھیں۔ ہاں اگر عذر ہے تو الگ بات ہے، نیز اس بارے میں حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایک جگہ ارشاد فرمایا:

"تطوعُ الرَّجُلِ فِي بَيْتِه يَزِيْدُ عَلَى تطوُّعه عِنْدَالنَّاسِ كَفَضْلِ صَلَاةِ الرجُلِ فِيْ جَمَاعَةٍ عَلَى صَلَاة وَحْدَه"۔ (ابن ابی شیبۃ)

ترجمہ: گھر کے اندر مرد کا نفل نماز پڑھنا لوگوں کے درمیان پڑھنے سے زیادہ افضل ہے جیسا کہ باجماعت نماز پڑھنا تنہا نماز پڑھنے سے زیادہ افضل ہے۔

البتہ عورت کا مسئلہ یہ ہے کہ اس کی نماز کی جگہ جس قدر زیادہ پوشیدہ ہوگی اتنی اس کی نماز افضل ہوگی اس لئے کہ حضور اقدس ﷺ کا ارشاد ہے:

"خير صلاة النساء في قعر بيتهن" (طبرانی)

ترجمہ: عورتوں کی سب سے بہتر نماز وہ ہے جو گھر کے پوشیدہ کونے میں پڑھی جائے۔

نماز کی اکیاون سنتیں

قیام کی گیارہ سنتیں ہیں:

(۱) تکبیر تحریمہ کے وقت سیدھا کھڑا ہونا یعنی سر کو پست نہ کرنا۔ (طحطاوی ص:۱۴۳)

(۲) دونوں پیروں کے درمیان چار انگل کا فاصلہ رکھنا (طحطاوی ص:۱۴۳) اور پیروں کی انگلیاں قبلہ کی طرف رکھنا۔ (شامی)

تنبیہ: بعض فقہاء نے چار انگل کے فاصلہ کو مستحب کہا ہے لیکن فقہ میں مستحب کا اطلاق سنت پر اور سنت کا اطلاق مستحب پر ہوتا ہے۔ کذا فی الشامی

یجوز اطلاق اسم المستحب علی السنة و عکسه۔ (۶۱۲/۱)

(۳) مقتدی کی تکبیر تحریمہ امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ہونا۔ (طحطاوی ص:۱۴۰)

فائدہ: مقتدی کی تکبیر تحریمہ اگر امام کی تکبیر تحریمہ سے پہلے ختم ہو گئی تو اقتداء صحیح نہ ہوگی۔ (طحطاوی)

(۴) تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ کانوں تک اٹھانا (ابوداؤد ا/۱۰۵)

(۵) ہتھیلیوں کو قبلہ کی طرف رکھنا۔ (طحطاوی ۱۵۲، شامی ا/۳۵۶)

(۶) انگلیوں کو اپنی حالت پر رکھنا، یعنی نہ زیادہ کھلی ہوں اور نہ زیادہ بند۔ (ایضا)

(۷) داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھنا کی پشت پر رکھنا۔ (طحطاوی ۱۴۰)

(۸) چھنگلیاں اور انگوٹھے سے حلقہ بنا کر گٹے کو پکڑنا۔ (طحطاوی ۱۴۱)

(۹) درمیانی تین انگلیوں کو کلائی پر رکھنا۔ (ایضا)

(۱۰) ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا۔ (شامی ا/۳۵۹، طحطاوی ۱۴۰)

(۱۱) ثناء پڑھنا۔ (اعلاء السنن ۲/۱۷۴ تا ۱۷۷)

قرأت کی سنتیں

۱۔ تعوذ یعنی اعوذ باللہ پڑھنا۔(طحطاوی ۱۴۱)

۲۔ تسمیہ یعنی ہر رکعت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا۔(طحطاوی:۱۴۱)

۳۔ چپکے سے آمین کہنا(طحطاوی:۱۴۲)

۴۔ فجر اور ظہر میں طوال مفصل یعنی سورہ حجرات سے سورۂ بروج تک عصر و عشاء میں اوساط مفصل یعنی سورہ بروج سے سورہ لم یکن تک اور مغرب میں قصار مفصل یعنی سورہ لم یکن سے سورہ ناس تک کی سورتوں میں سے کوئی سورۃ پڑھنا۔(طحطاوی:۱۴۳،۱۴۴)

۵۔ فجر کی پہلی رکعت کو طویل کرنا۔(طحطاوی:۱۴۴)

۶۔ ثناء، تعوذ، تسمیہ اور آمین کو آہستہ کہنا۔(مراقی:۱۴۲)

۷۔ فرض کی تیسری اور چوتھی رکعت میں صرف سورہ فاتحہ کا پڑھنا۔(طحطاوی:۱۴۷)

رکوع کی آٹھ سنتیں

۱۔ رکوع کی تکبیر کہنا۔(طحطاوی:۱۴۴)

۲۔ رکوع میں دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا۔(طحطاوی:۱۴۵)

۳۔ گھٹنوں کو پکڑنے میں انگلیوں کو کشادہ رکھنا۔(طحطاوی:۱۴۵)

۴۔ پیٹھ کو بچھا دینا۔(شامی ۱/۲۶۵)

۵۔ پنڈلیوں کو سیدھا رکھنا۔(شامی ۱/۳۶۵)

۶۔ سر اور سرین کو برابر رکھنا۔(شامی ۱/۳۶۵)

۷۔ رکوع میں تین بار سبحان ربی العظیم پڑھنا۔(طحطاوی:۱۴۴)

۸۔ رکوع سے اٹھنے میں امام کو سمع اللہ لمن حمدہ بآواز بلند کہنا اور

مقتدی کو ربنا لك الحمد اور منفرد کو دونوں کہنا، (آہستہ سے) اور رکوع کے بعد اطمینان سے سیدھا کھڑا ہونا۔ (شامی ۱/۳۸)

سجدہ کی بارہ سنتیں

۱۔ سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہنا۔ (شامی ۱/۳۵۲)
۲۔ سجدہ میں پہلے دونوں گھٹنوں کو رکھنا۔ (شامی ۱/۳۶۸، طحطاوی: ۱۴۵)
۳۔ پھر دونوں ہاتھوں کو رکھنا۔ (ایضا)
۴۔ پھر ناک رکھنا۔ (ایضا)
۵۔ پھر پیشانی رکھنا۔ (ایضا)
۶۔ سجد ہ میں سر دونوں ہاتھوں کے درمیان رکھنا۔ (ایضا)
۷۔ سجدہ میں پیٹ کو رانوں سے الگ رکھنا اور پہلوؤں کو بازوؤں سے الگ رکھنا۔ (طحطاوی: ۱۴۶)
۹۔ سجدہ میں تین بار سبحان ربی الاعلی پڑھنا۔
۱۰۔ سجدہ سے اٹھنے کی تکبیر کہنا۔ (شامی ۱/۳۵۲)
۱۱۔ سجدہ سے اٹھنے میں پہلے پیشانی، پھر ناک، پھر ہاتھوں کو پھر گھٹنوں کو اٹھانا۔ (شامی ۱/۱۶۸، طحطاوی: ۱۴۵)
۱۲۔ دونوں سجدوں کے درمیان اطمینان سے بیٹھنا۔ (طحطاوی: ۱۴۵)

قعدہ کی تیرہ سنتیں

۱۔ دائیں پیر کو کھڑا رکھنا اور بائیں پیر کو بچھا کر اس پر بیٹھنا۔ (طحطاوی ۱۴۶)
۲۔ دونوں ہاتھوں کو رانوں پر رکھنا۔ (ایضا)
۳۔ تشہد میں اشهد ان لا اله پر شہادت کی انگلی کو اٹھانا اور الا الله پر جھکا دینا۔ (طحطاوی: ۱۴۶ اور ۱۴۷)

۴۔ قعدہ اخیرہ میں درود شریف پڑھنا۔(طحطاوی:۱۴۷)

۵۔ درود شریف کے بعد دعائے ماثورہ ان الفاظ میں جو قرآن وحدیث کے مشابہ ہوں پڑھنا (طحطاوی ۱۴۸)

۶۔ دونوں طرف (دائیں بائیں) سلام پھیرنا۔(طحطاوی:۱۴۹)

۷۔ سلام کی ابتداء داہنی طرف سے کرنا (ایضا)

۸۔ امام کو مقتدیوں، فرشتوں اور صالح جنات کی نیت کرنا۔(ایضا)

۹۔ مقتدی کو امام فرشتوں اور صالح جنات اور دائیں بائیں مقتدیوں کی نیت کرنا۔ (طحطاوی:۱۵۰)

۱۰۔ منفرد کو صرف فرشتوں کی نیت کرنا۔(ایضا)

۱۱۔ مقتدی کو امام کے ساتھ ساتھ سلام پھیرنا۔(ایضا)

۱۲۔ دوسرے سلام کی آواز کو پہلے سلام کی آواز سے پست کرنا۔(طحطاوی:۹۰)

۱۳۔ مسبوق کو امام کے فارغ ہونے کا انتظار کرنا۔(ایضا)

فرائض نماز

۱۔ تکبیر تحریمہ ۲۔ قیام (کھڑا ہونا)۔

۳۔قرأت (قرآن شریف میں سے کوئی سورۃ یا آیت پڑھنا)

۴۔رکوع کرنا ۵۔دونوں سجدے کرنا ۶۔قعدہ اخیرہ میں التحیات کی مقدار بیٹھنا۔

اگر مندرجہ بالا فرائض میں سے کوئی بھی چھوٹ جائے تو نماز نہیں ہوگی۔ دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

نوٹ: واجبات نماز، مفسدات نماز وغیرہ مسائل بہشتی زیور یا آئینہ نماز مولفہ مفتی سعید احمد صاحبؒ مفتی اعظم مظاہر العلوم میں دیکھ کر عمل کریں۔

عورتوں کی نماز میں خاص فرق

۱۔ عورت تکبیر تحریمہ کہتے وقت دونوں ہاتھوں کو کندھوں تک اٹھائے لیکن ہاتھوں کو دوپٹے سے باہر نہ نکالے۔(طحطاوی:۱۴۱)

۲۔ سینے پر ہاتھ باندھے اور داہنے ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھ دے۔مردوں کی طرح چھنگلیا اور انگوٹھے سے گٹے کو نہ پکڑے۔(ایضا)

۳۔ رکوع میں کم جھکے اور دونوں ہاتھوں کی انگلیاں ملا کر گھٹنوں پر رکھ دے انگلیوں کو کشادہ نہ کرے۔ دونوں بازو پہلو سے خوب ملائے رہے۔ اور دونوں پیروں کے ٹخنے بالکل ملا دے۔(طحطاوی،بہشتی زیور)

۴۔ سجدہ میں پیر کھڑے نہ کرے بلکہ داہنی طرف کو نکال دے اور خوب سمٹ کر اور دب کر سجدہ کرے کہ پیٹ کو رانوں سے اور بازو دونوں پہلوؤں سے ملا دے اور کہنیوں کو زمین پر رکھ دے۔(بہشتی زیور حصہ دوم)

۵۔ قعدہ میں بائیں طرف بیٹھے اور دونوں پاؤں داہنی طرف نکال دے اور رانوں پر دونوں ہاتھوں کو رکھ دے اور ہاتھوں کی انگلیاں خوب ملا کر رکھے۔(طحطاوی:۱۴۶،شامی۱/۳۷۳)

نماز کے آداب جو سب کے لئے یکساں ہیں

قیام میں سجدہ کی جگہ، رکوع میں پاؤں پر، سجدہ کی حالت میں ناک پر اور بیٹھنے کے وقت گود کی طرف سلام پھیرتے وقت کندھوں پر نظر رہے اور جمائی آئے تو خوب طاقت سے روکے۔ اور حتی الامکان منہ بند رکھے اور جب کھانسی کا اثر معلوم ہو تو بھی جہاں تک ہو سکے ضبط کرے۔(ماخوذ از آئینہ نماز مولفہ حضرت مفتی سعید احمد صاحب مفتی اعظم مظاہر العلوم)

ہر فرض نماز کے بعد ان دعاؤں میں سے کوئی دعا پڑھیں۔ سلام پھیر کر استغفر اللہ تین بار پڑھنا مسنون ہے پھر یہ پڑھیں:

۱۔ اَللّٰهُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَ مِنْكَ السَّلَامُ تَبَارَكْتَ يَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِكْرَامِ۔(حصن حصین ، فتح القدیر :۱/۴۳۹)

ترجمہ: اے اللہ! تو سلامتی والا ہے اور تجھ ہی سے سلامتی مل سکتی ہے تو بابرکت ہے اے بزرگی اور کرم والے۔

نوٹ: ملا علی قاری نے مرقاۃ جلد نمبر ۲ صفحہ نمبر ۳۵۸ پر لکھا ہے کہ:

اليك يرجع السلام فَحَيِّنَا رَبَّنَا بالسَّلَامِ وَ اَدخلنَا دَارَ السَّلَامِ فَلَا اَصلَ لَه الخ ۔

یعنی ان جملوں کا روایات میں ثبوت نہیں ملا بلکہ بعض قصہ گو لوگوں کا بڑھایا ہوا ہے۔

۲۔ لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ لَهُ الْمُلْكُ وَ لَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ۔(حصین حصین)

۳۔ اَللّٰهُمَّ اِنِّي اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْجُبْنِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ اَنْ اُرَدَّ اِلٰى اَرْذَلِ الْعُمُرِ وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ فِتْنَةِ الدُّنْيَا وَاَعُوْذُبِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ۔(حصن حصین)

ترجمہ: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں بزدلی سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں اس بات سے کہ پہنچا دیا جاؤں نکمی عمر تک اور آپ کی پناہ لیتا ہوں دنیا کے فتنہ سے اور آپ کی پناہ لیتا ہوں قبر کے عذاب سے۔

(۲) دوسرے یہ کہ کوئی کسی کے گھر میں جا کر اس کی امامت نہ کرے، اور صاحب خانہ کی اجازت کے بغیر اس کی مسند پر نہ بیٹھے کیونکہ نبی کریم صلی اللہ تعالی

علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لا یوم الرجل فی سلطانہ و لا یجلس علی تکرمتہ فی بیتہ الا باذنہ" (ترمذی شریف)

ترجمہ: کوئی شخص کسی دوسرے کے حلقہ اثر واختیار میں جاکر اس کی امامت نہ کرے اور نہ ہی اس کے گھر میں ان کی مسند پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھے۔ مطلب یہ ہے کہ امامت کے لئے یہ خود اس سے آگے نہ بڑھے اگر چہ یہ مہمان شخص اپنے مقام پر یا اپنے حلقہ اختیار میں بڑا قاری ہی کیوں نہ ہوں، مثلاً صاحب خانہ اپنے گھر میں یا امام مسجد اپنی مسجد میں ہو تو ان کی موجودگی میں کوئی دوسرا بڑا قاری بھی ہو تو وہ امامت یا مسند نشینی نہیں کرسکتا، ٹھیک اسی طرح اگر صاحب خانہ نے کوئی جگہ گھر میں مخصوص کر رکھی ہے مثلاً بستر یا چارپائی ہے تو ایسی جگہ پر اس کی اجازت کے بغیر بیٹھنا کسی کے لئے جائز نہیں ہے۔

(۳) تیسرے:- گھر میں داخل ہونے کی اجازت طلب کرنا۔ ارشاد خداوندی ہے:

" یا ایھا الذین آمنو لا تدخلو بیوتا غیر بیوتکم حتی تستانسوا و تسلموا علی اھلھا ذلکم خیر لکم لعلکم تذکرون فان لم تجدوا فیھا احدا فلا تدخلوھا حتی یوذن لکم و ان قیل لکم ارجعوا فارجعوا ھو ازکی لکم واللہ بما تعلمون علیم "(سورہ نور آیت نمبر : ۲۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! تم اپنے گھروں کے علاوہ دیگر گھروں میں اس وقت تک داخل نہ ہو جب تک تم اجازت لیتے ہوئے گھر والوں کو سلام نہ کرلو، یہ تمہارے لئے بہتر ہے شاید کہ تم نصیحت حاصل کرلو اور اگر ان گھروں میں تمہیں کوئی نہ ملے تو جب تک تمہیں واضح اجازت نہ مل جائے داخل نہ ہو، اور اگر تمہیں کہہ دیا جائے کہ

واپس چلے جاؤ تو واپس ہو جاؤ، یہی تمہارے لئے زیادہ پاکیزگی کا باعث ہے اور اللہ تبارک وتعالی تمہارے اعمال سے بخوبی واقف ہے۔

نیز ارشاد باری تعالی ہے:

"وَأْتُوا الْبُيُوتَ مِنْ أَبْوَابِهَا" (سورۃ بقرہ آیت ۱۸۹)

ترجمہ: تم گھروں میں آؤ تو دروازے سے ہی آؤ۔

مطلب واضح ہے کہ جو سلیقہ اسلام نے سکھایا ہے اسی کے مطابق گھروں میں آمد ورفت رکھو۔

(۴) چوتھے:- جن گھروں میں کوئی نہ ہو ان میں بغیر اجازت داخلہ جائز ہے بشرطیکہ داخل ہونے والے کا اس میں کوئی سامان ہو جیسے مہمان خانہ، چنانچہ اللہ تعالی کا فرمان ہے:

"لَيْسَ عَلَيْكُمْ جُنَاحٌ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتاً غَيْرَ مَسْكُونَةٍ فِيهَا مَتَاعٌ لَكُمْ وَاللّٰهُ يَعْلَمُ مَا تُبْدُوْنَ وَ مَا تَكْتُمُونَ"۔ (سورہ نور آیت ۲۹)

ترجمہ: ایسے بے آباد گھر جن میں تمہارا کوئی ساز وسامان رکھا ہو ان میں داخل ہونے میں تمہارے لئے کوئی حرج نہیں اور اللہ تعالی اچھی طرح جانتا ہے جو کچھ تم چھپاتے یا ظاہر کرتے ہو۔

(۵) پانچویں:- احباب واقرباء کے گھروں نیز ایسے دیگر لوگوں کے گھروں سے کھانے پینے میں کوئی حرج نہیں جن کی چابی آدمی کے پاس ہو بشرطیکہ وہ لوگ اس کو ناگوار نہ سمجھتے ہوں، چنانچہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

"لَيْسَ عَلَى الْأَعْمَى حَرَجٌ وَ لَا عَلَى الْأَعْرَجِ حَرَجٌ وَ لَا عَلَى الْمَرِيضِ حَرَجٌ وَ لَا عَلَى أَنْفُسِكُمْ أَنْ تَأْكُلُوا مِنْ بُيُوتِكُمْ أَوْ بُيُوتِ آبَاءِكُمْ أَوْ

بُیُوتِ اُمَّھٰتِکُمْ اَوْبُیُوْتِ اِخْوَانِکُمْ اَوْبُیُوْتِ اَخَوٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَعْمَامِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ عَمّٰتِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ اَخْوَالِکُمْ اَوْ بُیُوْتِ خٰلٰتِکُمْ اَوْ مَا مَلَکْتُمْ مَفَاتِحَہٗ اَوْ صَدِیْقِکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ جُنَاحٌ اَنْ تَاْکُلُوْا جَمِیْعًا اَوْ اَشْتَاتًا" (سورہ نور آیت ٦١)

ترجمہ: اندھے لنگڑے اور بیمار کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں نیز تمہارے لئے بھی کوئی حرج نہیں ہے کہ تم اپنے گھروں سے کھاؤ یا اپنے آبا کے، یا اپنی ماؤں کے گھروں سے یا اپنے بھائیوں کے گھروں سے یا اپنی بہنوں کے گھروں سے یا اپنے چچاؤں کے گھروں سے یا اپنی پھوپھیوں کے گھروں سے یا اپنے ماموؤں کے گھروں سے یا اپنی خالاؤں کے گھروں سے یا ان گھروں سے جن کی چابیاں تمہارے قبضے میں ہوں یا اپنے دوست کے گھر سے، تمہارے لئے تو کوئی حرج نہیں ہے کہ تم مل جل کر کھاؤ یا الگ الگ۔

فائدہ: اس آیت کریمہ میں تو صیغے سارے مذکر کے استعمال ہوئے ہیں لیکن یہ سارے کے سارے صیغے ٹھیک اسی طرح خواتین کے لئے بھی وہی حکم بتلاتے ہیں کہ وہ بھی آپس میں ایک عورت اپنی سہیلی کے گھر سے کھا پی سکتی ہے جیسا کہ مرد کے لئے اس کے رشتہ داروں اور قرابت داروں کے ساتھ اباحت کی شکلیں کھانے پینے کے باب میں اللہ تعالی نے بتائی ہیں، تو مذکورہ بالا رشتہ داروں کے ساتھ عورت کو بھی ان امور مذکورہ میں اجازت واباحت ہوگی۔

(٦) چھٹی بات:- بچوں اور نوکروں کو نیند والے کمروں (بیڈروم) میں سونے اور آرام کے مقررہ اوقات میں بغیر اجازت داخل ہونے کو منع کرنا۔

یہ ممانعت نماز فجر سے پہلے، دوپہر میں قیلولہ کے وقت اور عشاء کی نماز کے بعد کے لئے ہے اس لئے کہ اندیشہ یہ ہوتا ہے کہ ان اوقات میں ان کی نگاہیں

نامناسب چیزوں پر پڑ جائیں، اور اگر یہ لوگ ان اوقات کے علاوہ کسی دوسرے وقت میں نگاہوں کے سامنے ظاہر ہونے والی چیز اچانک دیکھ لیں تو اسے معاف رکھا جائے گا، اس لئے کہ یہ لوگ ایسے بار بار آنے جانے والے ہیں جنہیں روکنا کچھ مشقت کا باعث ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ آمَنُوْلِیَسْتَاْذِنکُم الَّذِیْنَ مَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ وَالَّذِیْنَ لَمْ یَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنکُمْ ثَلاَثَ مَرَّاتٍ مِنْ قَبْلِ صَلاَۃِ الْفَجْرِ وَ حِیْنَ تَضَعُوْنَ ثِیَابَکُمْ مِنَ الظَّھِیْرَۃِ وَ مِنْ بَعْدِ صَلاَۃِالْعِشَاءِ ثَلاَث عَوْرَاتٍ لَکُمْ لَیْسَ عَلَیْکُمْ وَ لَا عَلَیْھِمْ جُنَاحٌ بَعْدَھنّ طَوّافُوْنَ عَلَیْکُمْ بَعْضُکُمْ عَلٰی بَعْض کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الایَاتِ وَاللّٰہُ عَلِیْمٌ حَکِیْم"۔ (سورہ نور آیت ۵۸)

ترجمہ: اے ایمان والو! چاہیئے کہ تم سے اجازت لیں تمہارے مملوک غلام اور تمہارے وہ بچے جو سن بلوغ کو نہیں پہنچے تین اوقات میں: (۱) صلاۃ الفجر سے پہلے۔ (۲) دوپہر میں جس وقت تم کپڑے اتارتے ہو (قیلولہ کرتے ہو) (۳) صلاۃ العشاء کے بعد سے (رات بھر) یہ تین اوقات تمہارے لئے پردے کے ہیں۔

ان تین اوقات کے علاوہ تمہارے لئے اور ان کے لئے کوئی حرج کی بات نہیں ہے چونکہ تم آپس میں ایک دوسرے کے پاس بکثرت آنے جانے والے ہو، اللہ تعالیٰ اس طرح تمہارے لئے اپنے احکام بیان فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ بڑا علم اور حکمت والا ہے۔

فائدہ: آیت کا خلاصہ یہ ہے کہ مذکورہ تین اوقات خلوت کے اوقات ہیں جن میں عام طور پر زوجین پوشیدہ مشاغل میں مصروف ہوسکتے ہیں اس لئے نابالغ بچوں تک کو بغیر دروازہ کھٹکھٹائے، بغیر آواز دیئے اور بغیر اجازت حاصل کئے

اندر آنے کو منع کیا گیا ہے تو بڑوں اور بالغ افراد کو تو بدرجہ اولی یہ ممانعت ہوگی۔

(۷) ساتویں بات:- دوسروں کے گھروں میں بغیر اجازت جھانکنا حرام ہے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"من اطلع فی بیت قوم بغیر اذن ففقؤوا عینه فلا دیة له و لا قصاص"۔ (رواه احمد ۲/۳۸۵)

ترجمہ: جو شخص کسی غیر کے گھر میں اجازت کے بغیر جھانکے اور گھر والے اس کی آنکھ پھوڑ دیں تو نہ اس کی دیت ہے نہ قصاص۔

فائدہ:- مطلب یہ ہے کہ کسی کے گھر میں بلا اجازت تاک جھانک کرنا اتنا قبیح عمل ہے اور گھر والوں کی آبرو کے ساتھ ایسا گھناؤنا مذاق ہے کہ شریعت نے اس کی بناء پر اس کی آنکھوں کا پھوڑ دینا بھی حلال قرار دیا ہے اور اس کی دیت و قصاص کو بھی معاف قرار دیا ہے۔

(۸) آٹھویں بات:- جس عورت کو طلاق رجعی ہوئی ہو اس کا گھر سے نکلنا اور نکالنا ممنوع ہے اور وہ پوری عدت نان ونفقہ کے ساتھ گھر میں قیام کرے گی چنانچہ اللہ کا ارشاد ہے:

"یٰایها النبی اذا طلقتم النساء فطلقوهن لعدتهن واحصوا العدة واتقوا اللّٰه ربکم لَا تخرجوهن من بیوتهن و لا یخرجن الا ان یاتین بفاحشة مبینة و تلك حدود اللّٰه و من یتعد حدود اللّٰه فَقد ظلم نفسه لا تدری لعل اللّٰه یحدث بعد ذلك امرا" (سورہ طلاق آیت ۱)

ترجمہ: اے نبی! جب آپ عورتوں کو طلاق دیں تو انہیں زمانۂ عدت سے قبل یعنی (طہر میں) طلاق دیں اور ایام عدت کا حساب وشمار رکھیں اور اللہ سے ڈرتے رہیں

جو کہ تمہارا رب ہے، اور انہیں گھروں سے نہ نکالو اور نہ ہی وہ خود گھروں سے نکلیں الا یہ کہ ان سے کوئی فحش عمل سرزد ہو جائے، اور یہ ساری باتیں اللہ کی معینہ حدود ہیں جو کوئی بھی حدود اللہ سے تجاوز کرے گا وہ خود اپنے حق میں ظلم کرے گا، آپ نہیں جانتے شاید اللہ پاک اس کے بعد کوئی نئی بات پیدا فرما دے۔

فائدہ: آیت کریمہ سے صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایام عدت میں عورتوں کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ گھروں سے نکلیں اسی طرح ان کے شوہروں کے لئے بھی جائز نہیں کہ وہ عورتوں کو ایام عدت میں گھروں سے نکالیں تاہم اگر وہ کسی واضح برے عمل میں مبتلا ہو جائیں مثلاً چوری کرنے لگیں یا ہر وقت کی بدزبانی کی بلاء میں مبتلا ہو جائیں اور ہر وقت گھر والوں کو رنجیدہ رکھنے لگیں تو ایسی صورت میں ان کو گھروں سے نکالا جا سکتا ہے (خلاصہ تفسیر بیان القرآن)

نویں بات:- آدمی کے لئے جائز ہے کہ وہ نافرمانی کرنے والی بیوی کو گھر کے اندر یا گھر کے باہر شرعی مصلحت کے پیش نظر عارضی طور پر علیحدہ کر دے، جہاں تک اس کو گھر میں چھوڑے رکھنے اور علیحدہ رکھنے کی بات ہے تو اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "واھجروھن فی المضاجع" (سورہ نساء آیت ۳۴)

ترجمہ: انہیں بستروں سے علیحدہ کر دو۔

اب رہی بات گھر سے باہر اسے علیحدہ رکھنے کی تو اس کی مثال نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا واقعہ ہے جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی ازواج مطہرات کو ان کے حجروں میں ہی چھوڑ دیا تھا (عارضی طور پر) اور اپنی بیویوں کے گھروں سے الگ ایک بالا خانے میں علیحدگی اختیار فرمائی تھی۔

(۱۰) دسویں بات:- آدمی تنہا گھر میں رات نہ گزارے کیونکہ حضرت ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس بات

سے منع فرمایا ہے کہ آدمی تنہا گھر میں رات گزارے۔

"نَهَى النبی صَلَّى اللّٰه تَعَالَى عَلَيْه وَآلِه وَسَلم اَنْ يبيْت الرجُل وَحْدَه أوْ يسَافِر وَحْدَه"۔(مسند احمد۲/۹۱)

یہ ممانعت اس وجہ سے ہے کہ تنہائی میں وحشت ہوتی ہے یا اسی جیسے اور اندیشے بھی ہوتے ہیں مثلاً دشمن کا حملہ یا چور کا خطرہ یا بیماری کا پیش آنا، اس وجہ سے ساتھ میں کسی ساتھی کا ہونا یہ فائدہ دیتا ہے کہ دشمن کی طمع اور چور کی لالچ کو دور کر دیتا ہے اور وہ ساتھی بیماری کی حالت میں مدد کرتا ہے۔

(۱۱) گیارھویں بات:- آدمی گھر کی ایسی چھت پر نہ سوئے جس پر چار دیواری نہ ہو کہ کہیں گر نہ جائے چنانچہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"من بات على ظهر بيت ليس له حجار فقد برئت منه الذمة"۔

(ابو داود شریف)

ترجمہ: جو شخص گھر کی ایسی چھت پر سوئے جس کی باڑھ نہ ہو (اور وہ گر جائے) تو اس سے اللہ کا ذمہ بری ہے۔

اور یہ اس لئے ہے کہ سونے والا نیند کی حالت میں کبھی کروٹ لیتا ہے تو اگر ایسی چھت پر ہے جس پر منڈیر بنی ہوئی نہیں ہے یا ایسی رکاوٹ نہیں ہے جو کہ انسان کو گرنے سے روکے اور لڑھکنے سے بچائے تو کبھی ایسا بھی ہوتا ہے کہ آدمی گر کر مر جاتا ہے تو اس صورت میں کوئی دوسرا شخص اسکی موت کی وجہ سے نہیں پکڑا جائے گا اور اس سے ذمہ بری ہو جائے گا یا یہ وجہ ہے کہ اس نے اپنی غفلت کے سبب اللہ تعالیٰ کی حفاظت اور نگرانی کو چھوڑ دیا کیونکہ اس نے اسباب حفاظت اختیار نہیں کیے۔

(۱۲) بارھویں بات :- گھروں کی بلیاں اگر برتن میں پانی پی لیں تو برتن کو ناپاک نہیں کرتیں اور کھالیں تو کھانے کو ناپاک نہیں کرتیں چنانچہ عبداللہ بن ابی قتادہ رضی اللہ تعالی عنہ سے مروی ہے وہ اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ ان کے لئے وضو کا پانی رکھا گیا تو بلی نے اس میں منہ ڈال دیا اور آپ اسی سے وضو کرنے لگے تو لوگوں نے کہا کہ: اے ابوقتادہ! اس میں بلی نے منہ ڈال دیا ہے تو انہوں نے فرمایا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"السنورُ مِنْ اَھْلِ البَیْتِ وَاَنّہ مِنَ الطّوافِین والطّوافَات عَلَیْکُمْ"

(مسند احمد ۵/۳۰۹)

ترجمہ: بلی من جملہ گھر کے مکینوں کے ہے اور وہ تمہارے پاس آنے جانے والوں میں شامل ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ: "اِنّھا لَیْسَت بِنَجس اِنّھا مِنَ الطّوافِینَ وَالطوافَات عَلَیْکُمْ" (مسند احمد ۵/۳۰۹)

ترجمہ: بلی ناپاک نہیں ہے بلکہ تمہارے پاس آنے جانے والوں اور آنے جانے والیوں میں شامل ہے۔

نصیحت (۱۳) گھروں میں اجتماع کی ضرورت

گھریلو معاملات پر غور کرنے کے لئے اکٹھا مل بیٹھنے کی فرصت نکالنا۔ امور خانہ اور اہل خانہ کی مصلحتوں کے لئے بڑی اہمیت رکھتا ہے چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

"وَاَمْرُھُمْ شُوْرٰی بَیْنَھُمْ"۔ (سورہ شوری ۳۸)

ترجمہ: ان کا ہر کام باہمی مشورے پر ہی طے پاتا ہے۔

جب افراد خانہ کو ایسے اندرونی و بیرونی امور جن کا تعلق خاندان سے ہو، کے متعلق کسی مناسب فضا میں مل بیٹھ کر غور و خوض کا موقعہ مل جائے تو یہ کیفیت اس بات کی علامت شمار ہوگی کہ خاندان کے افراد میں میل جول، اچھا برتاؤ او باہمی تعاون موجود ہے۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ اللہ تعالی نے جس مرد کو گھر کے اندر اپنے ماتحتوں کے معاملات کا ذمہ دار بنایا ہے وہی پہلا مسئول اور جوابدہ ہے، اور اسی کو فیصل کہا جائے گا، اسی کی رائے اونچی سمجھی جائے گی تاہم رائے دہی کے لئے گھر کے دیگر افراد کو بھی موقع فراہم کرے اور خاص طور پر جب کہ اولاد جوان ہو جائے ،تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ ان کی تربیت بھی ہوگی اور اس کے ساتھ ہی ساتھ تمام افراد خانہ کو راحت بھی ملتی ہے، کیونکہ اب انہیں اس بات کا احساس ہوگا کہ ان کی رائے بھی قیمتی ہے، کیونکہ ان کی رائے کے بارے میں ان سے معلوم کیا جاتا ہے۔

بطور مثال کے حج کے متعلق امور پر گفت وشنید کرنا یا رمضان المبارک یا دیگر چھٹیوں میں عمرہ کے بارے میں گفت وشنید، یا صلہ رحمی یا کسی مباح چیز کو فروغ دینے کے لئے سفر یا شادیوں کے پروگرام، دعوت ولیمہ کی ترتیب، کسی بچے کی پیدائش پر عقیقہ کرنے ،ایک گھر سے دوسرے گھر میں منتقل ہونے یا فلاحی منصوبوں کے بارے میں سوچ فکر کرنے ،مثلا محلے کے غرباء کا شمار کرنا اوران کے لئے امدادو غلہ جات ارسال کرنا وغیرہ ان سب باتوں پر باہم غور وخوض کرنا، اسی طرح خاندانوں کے حالات رشتہ داروں کے مسائل اور ان کے حل کرنے کی صورتوں میں ہاتھ بٹانا وغیرہ میں مل بیٹھ کر غور کرنا۔

اس مقام پر اجتماعات کی ایک اور اہم نوعیت ہے جو قابل اشارہ ہے اور وہ یہ کہ والدین اور بچوں کے مابین کھلی اور وضاحتی نشستیں اس لئے ضروری ہیں کہ

بعض ایسی پریشانیاں ہوتی ہیں جو بالغ بچوں کو درپیش ہوتی ہیں جن کا حل بغیر انفرادی نشست کے ناممکن ہے جس میں باپ اپنے بیٹے سے تنہائی میں ملاقات کر کے رازدارانہ طور پر ایسے مسائل پر گفت وشنید کرے جو جوانی، سن مراہقت اور بلوغ کے احکام سے متعلق ہیں، اسی طرح ماں اپنی بیٹی سے تنہائی میں ملاقات کرے تاکہ وہ اس کو ایسے مسائل کی تلقین کر سکے جن کی اس عمر میں بیٹی کو ضرورت ہے۔

ماں باپ کو چاہئے کہ بات کا آغاز خود کرتے ہوئے یوں بولیں ''تمہاری جیسی عمر میں جب میں تھا، یا ماں کہے کہ: میں تم جیسی عمر میں جب تھی تو یوں تھا'' اور ویسے بھی حقیقۃً بات کو قبول کرنے میں اس اسلوب کا بڑا بہتر اثر ہوتا ہے اور اس قسم کی وضاحتی نشستوں کے معدوم ہونے کے سبب ایسے بہت سے لڑکے برے دوستوں اور لڑکیاں بری سہیلیوں کی کھلی ہوئی گفت وشنید کی طرف مائل ہوگئیں جس کے نتیجے میں شر عظیم ظاہر ہوا۔

نصیحت نمبر (۱۴) بچوں کے سامنے گھریلو اختلافات کا اظہار نہیں کرنا چاہئے

ایسا بہت کم ہوتا ہے کہ ایک گھر میں چند لوگ رہتے ہوں اور ان میں آپس میں کسی قسم کا جھگڑا نہ ہو، اور صلح سب سے اچھی چیز ہے نیز حق کی طرف رجوع ہونا باعث فضیلت ہے۔

لیکن جو چیز گھر کی یکجہتی کو ہلا کر رکھ دیتی ہے اور اندرونی بنیادوں کی بقاء کے لئے سخت نقصان دہ ہے وہ یہ ہے کہ گھر والوں کے سامنے باہمی جھگڑوں کا اظہار ہو جائے، جس کے نتیجے میں تمام گھر والے دو یا زیادہ گروپوں میں تقسیم

ہوجائیں اور اتحاد بکھر جائے ، اس کے ساتھ ساتھ بچوں پر اور خاص طور سے چھوٹے بچوں پر بلاواسطہ بدترین نفسیاتی اثرات پڑتے ہیں، آپ ذرا اس گھر کے حالات کے بارے میں سوچیں جہاں باپ بیٹے سے کہے: ''آپ امی سے بات مت کرنا'' اور ماں اسی بیٹے سے کہے'' کہ تو اپنے باپ سے بات مت کرنا'' اب اس کیفیت میں بچہ پھرکی کی طرح چکر میں اور نفسیاتی ٹوٹ پھوٹ میں مبتلا ہوجاتا ہے اور سب کے سب بدحالی میں زندگی گزارتے ہیں۔

ہمیں اس لئے اس بات پر بھرپور توجہ دینی چاہئے کہ باہمی اختلافات واقع ہی نہ ہونے پائیں، اور اس بات کی کوشش کریں کہ اگر کبھی اختلافات ہوبھی جائیں تو اسے پوشیدہ رکھیں، اور نہ پھیلائیں نیز اللہ سے دعا کریں کہ وہ دلوں کو جوڑ دے (آمین) کیونکہ اگر میاں بیوی کے دل آپس میں جڑے رہیں گے تو باہمی محبت ومودت کی فضاء گھر میں عام ہوگی اور ایسی فضاء میں پرورش پانے والے بچے خوش مزاج اور اچھے اخلاق کے حامل ہوں گے۔

اس کے برخلاف اگر صورتحال کشیدہ ہوگی تو گھر اپنے تمام ساکنین کے باوصف نمونۂ جنت ہونے کے بجائے نمونۂ زحمت بن جائے گا۔ چنانچہ ہمارے سامنے ایسی متعدد مثالیں موجود ہیں جو ہمارے موجودہ دور کی ہیں جن سے ہم اندازہ لگا سکتے ہیں کہ اگر میاں بیوی میں ناچاقی و نااتفاقی ہو تو ایک گھر اور ایک خاندان کس بری حالت کا شکار رہتا ہے۔

بعض احباب نے بتایا جو کہ روحانی علاج و معالجہ کرتے ہیں کہ ایک خاتون جو بال بچے دار ہیں ان کے پاس آئیں کہ ان کا شوہر کافی دنوں سے تقریبا سات آٹھ سال سے نہ بات چیت کرتا ہے اور نہ ملتا ہے اور نہ ہی بچوں سے ڈھنگ سے بات چیت کرتا ہے، اگر بچے ابا سے بات کرتے ہیں تو ان سے لڑتا ہے، اور

اب بیٹے بھی سب جوان ہو چکے ہیں بیٹیاں بھی جوان ہو چکی ہیں بیوی آئے دن روحانی معالجوں کے یہاں چکر لگاتی ہے، کبھی اپنے گلے میں تعویذ لٹکاتی ہے، کبھی بچوں کو تعویذ پہناتی ہے تعویذ جلاتی ہے، بس یہ روز کا معمول بن چکا ہے، دوسری طرف بچے اب نوکریاں کرتے ہیں مگر شام کو جب گھر آتے ہیں تو مستقل دردسر کا سامنا ہوتا ہے ماں باپ کی محبت اور شفقت جو ملنی چاہئے اس سے یکسر محرومی رہتی ہے، اس لئے اب گھر میں ان بچوں کا دل نہیں لگتا گلیوں میں سڑکوں پر رات گئے دیر دیر تک بیٹھے رہتے ہیں، آوارہ لڑکوں کے ساتھ گھومتے پھرتے ہیں اسی طرح لڑکیاں بھی ماں باپ کی اس کشمکش اور اس ماحول میں ہونے والی اولاد سے لاپرواہی کے سبب وقت بے وقت گھر سے نکل جاتی ہیں، اور جہاں جی چاہے جس کے ساتھ جی چاہے گھومنے پھرنے نکل جاتی ہیں۔

اس بے ہنگم صورتحال میں کیا عزت باقی رہے گی اور عصمت و پاکدامنی کا کیا وقار باقی رہ سکتا ہے؟ معاشرے میں ایسے بھی لوگ پائے جاتے ہیں، جو ایسے بچوں کو وقعت کی نگاہ سے نہیں دیکھتے، یہی بیٹے بیٹیاں دوسروں کے سامنے بیٹھ کر اپنے ہی ماں باپ کی بدترین صورتحال بیان کرتے ہیں، بلکہ یہاں تک سننے میں آیا ہے کہ بیٹے نے خود اپنے باپ کو گالی دیتے ہوئے کہا: ''میں تجھ کو گولی سے اڑادوں گا'' کیونکہ میاں بیوی کی باہمی کشمکش میں عموماً یہی ہوتا ہے، اور چونکہ اولاد کا رجحان زیادہ ماں کی طرف ہی ہوتا ہے اس لئے ماں کی حمایت کا غلبہ ایسا ہوا کہ بیٹے نے ایک موقع پر باپ کو قتل تک کی دھمکی دیدی۔

اسلام نے گھریلو ماحول میں اجتماعی وابستگی اور خانگی تعلقات کو خاصی اہمیت دی ہے، آج کے یورپ زدہ لوگ اور تہذیب مغرب کے دلدادہ لوگوں نے اس سے بڑی بے اعتنائی برتی ہے جس کے برے نتائج روز افزوں سامنے آرہے

ہیں، حالانکہ اس کی افادیت واثر پذیری کو جدید سائنس نے بھی تسلیم کیا ہے، چنانچہ درج ذیل اقتباس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے۔

اسلامی اجتماعی خانگی تعلقات سنت نبوی ﷺ اور جدید سائنس

رشتہ کو نہ توڑے بلکہ ملائے رکھے رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرے۔

جو شخص رشتہ توڑے اس سے بھی رشتہ نہ توڑے، اور رشتہ توڑنے والے سے رشتہ کو ملائے رکھنا ہی درحقیقت رشتہ کو ملانا ہے، رشتہ ملانے والے سے رشتہ ملانا تو محض بدلہ ہے، رشتہ ملانا نہیں ہے۔ (صحیح بخاری، منہاج المسلمین)

رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتا رہے۔ (سورہ بنی اسرائیل)

اگر رشتہ داروں کو دینے کے لئے کچھ نہ ہو تو نرمی سے بات کرے۔

(سورہ بنی اسرائیل)

اگر ورثہ کی تقسیم کے وقت رشتہ دار آجائے تو ورثہ کے مال میں سے انہیں بھی کچھ دیں اور ان سے شیریں کلامی سے بات کریں۔ (سورہ نساء)

اگر کوئی شخص اپنے کسی رشتہ دار سے جس کے پاس مال ہو کچھ مال طلب کرے اور وہ نہ دے تو قیامت کے دن جہنم سے ایک سانپ نکلے گا جو نہ دینے والے کے گلے میں مثل طوق کے لٹک جائے گا۔ (طبرانی، منہاج المسلمین)

زندگی سے مایوس ہوں تو خاندانی روابط کو بڑھایا جائے

(امریکن ہیلتھ سروے رپورٹ)

ادویات سے زیادہ بیماری سے پہلے والی کیفیت کو سمجھ کر اس پر قابو پانے سے خواتین خود کو بیماریوں سے محفوظ رکھ سکتی ہیں۔ اس امر کا انکشاف امریکی ہیلتھ

سروے میں کیا گیا ہے۔ رپورٹ کے مطابق جب کبھی کسی عورت کو بھوک میں کمی اور روزمرہ کی زندگی میں یکسانیت اور مایوسی محسوس ہو تو اس کا مطلب ہے کہ کوئی نہ کوئی بیماری حملہ آور ہونے والی ہے، اگر خواتین فوراً ادویات لینے کی بجائے اپنی تبدیل ہونے والی کیفیات کو بگڑنے سے از خود بچالیں تو صحت خراب نہیں ہوتی۔ اس کے لئے ضروری ہے کہ جب بھی کیفیات میں بگاڑ محسوس ہو اور زندگی سے ناامیدی پیدا ہو تو خاندانی روابط کو مزید خوشگوار اور نئے سے نئے روابط بنالئے جائیں۔ (پراسیکالوجی کے کرشات)

میاں بیوی کی باہم دگر کشمکش بھی نقصان دہ ہے اور دونوں کی صحت پر اس کے مضر اثرات پڑتے ہیں جبکہ باہمی وابستگی اور ازدواجی تعلقات کی استواری صحت افزا ثابت ہوتی ہے، چنانچہ اس سے متعلق ایک سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

وظیفہ زوجیت کی سائنسی تحقیق

صحت بخش ازدواجی تعلقات

اسلام نے وظیفہ زوجیت کو ثواب بتایا اور اس عمل کے فضائل کتب احادیث میں بکثرت ہیں لیکن شرط ہے کہ اپنی بیوی ہو، جدید سائنس کیا کہتی ہے ملاحظہ فرمائیں:

انسانی جسم اور دماغ کبھی جدا نہ ہونے والے رشتے میں منسلک ہیں۔ یہ رشتہ منفی بھی ہوسکتا ہے اور مثبت بھی۔ وظیفہ زوجیت کے دوران یہ تعلق نمایاں کردار ادا کرتا ہے اور اس عمل کے دوران انسانی جسم میں ایسے کیمیائی مرکبات بنتے ہیں جو قوت مدافعت کے نظام کی صلاحیتوں کو بڑھاتے ہیں۔ دوسرے الفاظ میں اس عمل

سے انسان بہت سی بیماریوں سے چھٹکارا حاصل کر سکتا ہے۔منفی احساسات کا مسلسل قائم رہنا، ذہنی تناؤ یا غصہ وغیرہ انسانی جسم کے مختلف نظاموں کو غیر متوازن کر دیتا ہے۔اس کی مثال ایسے ہی ہے جیسے چلتی مشین میں لوہے کی کوئی ایسی چیز پھینک دی جائے جس سے مشین میں فوراً گڑبڑ پیدا ہو جائے جو اس کے فعل کو بگاڑ کر رکھ دے۔

نتائج : ماہرین تحقیقی مشاہدات کے بعد ان نتائج تک پہنچے ہیں کہ اگر کوئی شخص انتہائی ذہنی تناؤ کا شکار ہوتا ہے تو اس کے بیمار ہونے کے امکانات ایک نارمل آدمی سے چار گنا بڑھ جاتے ہیں۔نیز یہ بھی مشاہدہ کیا گیا ہے کہ ایسی خواتین میں چھاتی کے کینسر کے امکانات دوگنے ہو جاتے ہیں جن کے خاوند دور ہوتے ہیں یا وہ بیوہ ہوں۔

یہ بات شک وشبہ سے بالاتر ہے کہ ذہنی تناؤ کا ماحول انسان کو جسمانی اور نفسیاتی دونوں طرح نقصان پہنچاتا ہے۔آج کل یہ مرض ہمارے ماحول میں بڑھ رہا ہے۔اس کی وجہ ہمارے معاشرتی و معاشی ماحول میں تبدیلی ہے۔ بڑوں کا احترام ختم ہوتا جا رہا ہے اور نئی نسل پرانی روایات سے روگردانی کر رہی ہے جس سے والدین انتہائی ذہنی دباؤ کے ماحول کی وجہ سے دل کے امراض میں مبتلا ہوتے جا رہے ہیں اور یہ ماحول چھاتی میں درد کا باعث بھی بن رہا ہے۔

مدافعاتی نظام کی تباہی

مسلسل ذہنی دباؤ اور تناؤ کا ماحول انسان کی قوت مدافعت کے نظام کا تانا بانا بکھیر کر رکھ دیتا ہے اور انسانی جسم مختلف امراض میں مبتلا ہو جاتا ہے ان امراض میں زیادہ تر دل کا درد، السر اور ہائی بلڈ پریشر شامل ہیں۔

وظیفہ زوجیت

صحت مند وظیفہ زوجیت ذہنی دباؤ اور تناؤ کو کافی حد تک کم کرتا ہے، کیونکہ اس عمل سے انسانی جسم مکمل آرام کی حالت میں آجاتا ہے۔ ذہنی حالت بہت بہتر ہوجاتی ہے اور قوت مدافعت میں اضافہ ہوجاتا ہے۔

خاوند اور بیوی کا اپنے سونے کے کمرے میں ہنسی خوشی آنے مسرور ہونے اور ایک دوسرے کی قربت سے فیض یاب ہونے سے انسانی جسم میں ایک کیمیائی عمل شروع ہوتا ہے۔ جس کے نتیجے میں نہ صرف قوت مدافعت کا نظام بہتر سے بہتر ہوتا ہے بلکہ بہت سے دوسرے عناصر انسانی صحت پر مثبت طور پر اثر انداز ہوتے ہیں اس کیمیائی عمل کے نتیجے میں انسانی جسم میں ایک کیمیائی مرکب جس کو ''اینڈروفن'' کہتے ہیں، بنتا ہے۔ وظیفہ زوجیت کے دوران دماغ یہ کیمیائی مرکب چھوڑتا ہے اس مرکب کی سب سے بڑی خوبی یہ ہے کہ یہ انسانی جسم کے تمام دردوں کو ختم کرتا ہے، یہ کیمیائی مرکب خون میں مل کر تمام جسم میں گردش کرتا ہے اس سے مرد وزن ہشاش بشاش دکھائی دیتے ہیں۔ اس کیمیائی مرکب کے اثرات مارفین سے ملتے جلتے ہیں کیونکہ مارفین انسان کو ذہنی تناؤ اور دباؤ سے چھٹکارا دلاتی ہے، دردسر کو ختم کرتی ہے اور دوسری جسمانی بے آرامی کا خاتمہ کرتی ہے۔

تحقیقات کے نتیجے میں یہ بات سامنے آئی ہے کہ بعض خواتین کے جنسی جذبات جب پایہ تکمیل پر پہنچ جاتے ہیں تو ان کے جوڑوں کے درد اور رحم کے درد میں کافی افاقہ ہوجاتا ہے، کیونکہ کہ اس سے درد کی قوت برداشت بڑھ جاتی ہے، لیکن یہ نتیجہ ہر خاتون میں نہیں دیکھا گیا۔

صحت مند وظیفہ زوجیت سے انسان کو جسمانی طور پر سکون ہونا چاہئے یہ

اسی صورت میں ممکن ہے جب بیوی اور شوہر انتہائی خوشی کے موڈ میں اس عمل کو سر انجام دیں۔

اسلامی زندگی میں ازدواجی تعلقات کو بہت اہمیت حاصل ہے اس میں سختی کرنے سے منع کیا گیا ہے بلکہ رواداری، عفو و درگزر اور انصاف سے کام لیا گیا ہے اسلام میں عورت کو ٹیڑھی پسلی سے پیدا ہونے کے وجہ سے زیادہ سختی کرنے سے منع اور مرد کے ادب واحترام کے بارے میں یہاں تک بتایا گیا کہ اگر سجدے کی اجازت ہوتی تو بیوی اپنے خاوند کو کرتی، لیکن ان اصولوں سے انحراف یورپی زندگی کا بہت بڑا مسئلہ ہے ملاحظہ فرمائیں:

ازدواجی تعلقات کی کشیدگی سے عورتیں اور بچے زیادہ متاثر ہوتے ہیں

ازدواجی تعلقات میں کشیدگی سے سب سے زیادہ متاثر خواتین اور بچے ہوتے ہیں اس امر کا انکشاف این آئی ایچ آر کی رپورٹ میں کیا گیا ہے، رپورٹ کے مطابق جب والدین لڑائی جھگڑا کرتے ہیں تو سب سے پہلے ان کے بچے شدید اعصابی تناؤ کا شکار ہو جاتے ہیں، اس کے بعد بیوی شدید قسم کے نفسیاتی مسائل میں گھر جاتی ہے ازدواجی تعلقات میں کشیدگی سب سے پہلے مالی معاملات کی وجہ سے آتی ہے اس کے بعد خاندانی امور سے میاں اور بیوی میں جھگڑا ہوتا ہے، جنوبی ایشیا کے نواح میں مشترکہ خاندانی نظام کی وجہ سے بھی ایسے جھگڑے ہو جاتے ہیں جس کی وجہ سے خواتین اور بچے شدید نفسیاتی اور جسمانی بیماریوں کا شکار ہو جاتے ہیں۔ (ویکلی سن)

اسلام نے عورت کو گھر کا چراغ اور پردہ داری عطا کی ہے جب یہ عورت

محفل اور دفتر کا چراغ بن جاتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے؟

اسلامی زندگی میں عورت کو پردہ کی حالت میں جو مقام ملتا ہے اور گھر کی چاردیواری میں جو اہمیت حاصل ہے وہ اور کہیں نہیں، اسلامی عورت گھر کی مالکہ ہے بازار کی رونق نہیں، جب یہ عورت نمود و نمائش کی طرف لوٹتی ہے تو پھر کیا ہوتا ہے۔ ملاحظہ فرمائیں:

ورکنگ ویمن ماحولیاتی آلودگی اور ذہنی تناؤ

گھریلو نوعیت کے کاموں میں زندگی بسر کرنے والی خواتین کو مہلک امراض زیادہ متاثر نہیں کرتے کیونکہ وہ گھر سے باہر رہنے والی خواتین کی نسبت خود کو زیادہ صاف ستھرا رکھتی ہیں اور خوراک کا توازن بگڑنے نہیں دیتیں۔ اس امر کا انکشاف امریکن ویمن سنڈی کی حالیہ رپورٹ میں کیا گیا ہے۔

رپورٹ کے مطابق گھریلو نوعیت کے کاموں میں مصروف رہنے والی خواتین پر ماحولیاتی آلودگی کے اثرات بھی بہت کم اثر انداز ہوتے ہیں جبکہ ورکنگ خواتین کو سب سے زیادہ ماحولیاتی آلودگی کا شکار ہونا پڑتا ہے جس کی وجہ سے ان کے اعصاب بعض اوقات جواب دے جاتے ہیں اور وہ اتنے شدید تناؤ میں آجاتی ہیں کہ انہیں ملازمتوں سے استعفیٰ دینا پڑتا ہے یا ادارے ان سے مزید خدمات لینے سے انکار کر دیتے ہیں۔ (امریکن ویمن ہسٹری رپورٹ)

نصیحت نمبر (۱۵) جس آدمی کی دینداری سے اطمینان نہ ہو اسے گھر میں داخل نہ ہونے دیا جائے

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"مثل جلیس السوء کمثل صاحب الکیر "(ابو داؤد شریف)
ترجمہ: برے ہم نشین کی مثال بھٹی دھونکنے والے کے مانند ہے ۔ اسی طرح بخاری کی روایت میں ہے کہ:

"وَ کیر الحداد یحرق بیتك او ثوبك او تجد منه ریحا خبیثة " (بخاری شریف ۲/۳۲۳)
ترجمہ: لوہار کی بھٹی یا تو تمہارے گھر کو جلا دے گی یا تمہارے کپڑے کو جلا دے گی یا کم سے کم تمہیں اس سے بد بو تو ملے گی ہی ۔

ہاں ہاں! بخدا وہ آپ کے گھر کو بہت سی برائیاں اور خرابیاں پیدا کرنے کے ذریعے جلا کر رکھ دے گا! کتنے ہی مرتبہ فسادی اور مشکوک قسم کے لوگوں کا آنا جانا گھر والوں کے مابین دشمنیوں اور میاں بیوی کے درمیان تفریق تک کا سبب بن جاتا ہے، ایسے شخص پر اللہ کی لعنت ہے جو کسی عورت کو اس کے شوہر کے خلاف بگاڑ میں مبتلا کرے، یا شوہر کو اس کی بیوی کے خلاف بگاڑ میں مبتلا کرے، یا باپ اور اس کی اولاد کے مابین دشمنی کا ذریعہ بنے۔

گھروں میں جادوٹونہ یا بسا اوقات چوریاں اور بہت سی عادتوں کا بگاڑ ایسے لوگوں کے گھر میں آنے کا موقع دینے سے ہی پیدا ہوتا ہے جن کی دینی حالت ناقابل اطمینان ہوتی ہے ۔ لہذا ایسے لوگوں کے لئے لازمی طور پر گھر میں داخلہ ممنوع ہونا چاہئے، وہ چاہے پڑوسی ہی کیوں نہ ہوں، مرد ہوں یا عورتیں، یا دوستی کا اظہار کرنے والے ہوں چاہے مرد ہوں یا عورت، بعض لوگ آنے والے کی طرف سے حرج کے اندیشہ سے خاموش رہتے ہیں، اگر ان کو گھر میں نہ بلائیں اور نہ بٹھائیں تو بعد کو وہ پریشان کریں گے، لہذا جب وہ دروازے پر اسے آتا ہوا دیکھتے

ہیں تو اجازت دیدیتے ہیں حالانکہ وہ گھر والا جانتا ہے کہ یہ آنے والا فسادی مزاج کا ہے۔

اور اس ذمہ داری کا بہت بڑا حصہ عورت کے سر پر ہے جو کہ گھر میں رہتی ہے، حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"یاایھا الناس ای یوم احرم ای یوم احرم ؟ قالوا یوم الحج الاکبر "

ترجمہ: اے لوگو! کون سا دن زیادہ قابل احترام ہے؟ کون سا دن زیادہ قابل احترام ہے؟ صحابہ رضی اللہ تعالی عنہم عرض کیا حج اکبر کا دن، پھر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے اسی دن اپنی تقریر کے دوران فرمایا:

"فاما حقکم علی نسائکم فلا یوطئن فرشکم من تکرھون و لا یاذن فی بیوتکم لمن تکرھون "

ترجمہ: عورتوں کے ذمہ تمہارا حق یہ ہے کہ وہ تمہارے بستروں پر نہ لٹائیں کسی کو جو کہ تمہیں ناگوار گزرے، اور تمہارے گھروں میں آنے کی جازت بھی کسی کو نہ دیں جو پھر تمہارے لئے ناگواری کا باعث بنے۔

(ترمذی شریف حدیث نمبر ۱۱۶۳، دیگر نے حضرت عمرو بن الاحوص سے روایت نقل کی ہے جو کہ صحیح الجامع میں ہے حدیث نمبر ۷۸۸۰)

فائدہ: مقصد حدیث یہ ہے کہ شوہر کی غیر موجودگی میں عورت اپنا حق اس طرح ادا کرے کہ وہ کسی غیر محرم کو یا شوہر کے علاوہ کسی بھی شخص کو اپنے ساتھ استمتاع کا موقع قطعی طور پر نہ دے حتی کہ اگر کسی رشتہ دار کا بھی آنا شوہر کو ناگوار لگتا ہو تو اسے بھی بستر پر نہ آنے دے، اور نہ ہی گھر میں اسی طرح کسی کو آنے دے چاہے وہ کوئی بھی ہو حتی کہ اگر کسی رشتہ دار کے آنے سے شوہر ناگواری محسوس کرتا ہو

تو بیوی اسے بھی گھر میں آنے کی اجازت نہ دے ورنہ اس سے آپس میں ناچاقی پیدا ہوگی اور گھر برباد ہو جائے گا۔

لہذا اے مسلمان عورت! اگر تیرا شوہر یا تیرا باپ کسی پڑوسن کے آنے جانے کو منع کرتا ہے تو اس پر تو اپنے دل میں کچھ محسوس نہ کر، اس لئے کہ وہ جانتا ہے کہ وہ آنے والی پڑوسن گھر کے بگاڑنے میں اثر انداز ہو سکتی ہے، تجھے ہوش منداور ہوشیار رہنا چاہئے کہ آنے والی عورت اگر تیرے سامنے اپنے شوہر اور تیرے شوہر کے مابین موازنہ کرنے لگے تو اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ تو اپنے شوہر سے ایسی چیزوں کا مطالبہ شروع کر دے گی جو اس کے اپنے بس میں نہیں ہوگی۔

نیز اگر تو دیکھتی ہے کہ تیرا شوہر ایسے لوگوں سے دوستی و ہم نشینی رکھتا ہے جو اسے گناہوں کی طرف لے جاتے ہوں تو ایسی صورت میں تجھ پر واجب ہے کہ تو اپنے شوہر کے ساتھ خیر خواہی کرے، اور اسے اچھے انداز میں سمجھائے، اور نصیحت کر کہ وہ ایسے لوگوں کا ساتھ چھوڑ دے۔

تحفہ : جس حد تک بھی ہو سکے آپ کوشش کریں کہ گھر میں رہیں کیونکہ گھر کے اندر ذمہ دار کا رہنا تمام گھریلو امور کی درستگی کا باعث ہے، اس طرح آپ کے لئے گھر والوں کی تربیت و اصلاح احوال ممکن ہو سکتی ہے کیونکہ آدمی اس صورت میں بہتر دیکھ بھال کر سکتا ہے۔

بعض لوگ یہ نظریہ رکھتے ہیں کہ مردوں کے لئے اصلا باہر ہی رہنا ٹھیک ہے، لیکن یہ اصول غلط بنیاد پر قائم ہے، کیونکہ اگر بندے کا گھر سے نکلنا نیکیوں کے لئے ہے تو اس پر واجب ہے کہ اوقات کا موازنہ کرے تا کہ افراط و تفریط نہ ہونے پائے، اور اگر اس کا نکلنا برے کاموں کے لئے ہے یا یوں ہی وقت ضائع

کرنے کے لئے، یا فالتو دنیاوی مشاغل کے لئے ہے تو اس پر واجب ہے کہ وہ اپنے ایسے مشاغل اور کاروبار کو ہلکا کرے اور بے کار ملاقاتوں کا سلسلہ بالکل ختم کردے۔

وہ لوگ بدترین انسان ہیں جو گھر والوں کو چھوڑے رکھتے ہیں اور خود لہو و لعب میں مشغول رات بھر جاگتے رہتے ہیں۔

ہم یہ قطعاً نہیں چاہتے کہ ہم دشمنان خدا کے منصوبوں کے مطابق چلیں، ذیل میں دیا جانے والا پیراگراف دیکھئے کس قدر عبرتناک ہے۔

فرانس کی تحریک، (ماسونیت) کے مشرق عظیم کے نشریہ میں درج ذیل قرارداد طے ہوئی:

یہ پروگرام ۱۹۲۳ھ میں منعقد ہوا تھا۔

''فرد و خاندان کے درمیان تفریق کے مقصد کے پیش نظر آپ سب پر واجب ہے کہ اخلاق کی بنیادیں اکھاڑ کر رکھ دو! اس لئے کہ لوگوں کی طبیعتیں خاندانی روابط کے انقطاع اور ناجائز امور سے وابستگی کی طرف مائل ہوتی ہیں کیونکہ وہ خاندان کو تکلیف پہنچا کر ہوٹلوں، قہوہ خانوں میں گپ شپ کرنے کو ترجیح دیتے ہیں''۔

نصیحت (۱۶) گھر والوں کی نگرانی میں باریک بینی سے کام لینا

دیکھئے کہ: آپ کے بچوں کے دوست کون ہیں؟

کیا آپ پہلے کبھی ان سے ملے ہیں یا آپ ان سے واقف ہیں؟ آپ کے بچے ان کے ساتھ جا کر باہر سے کیا لاتے ہیں؟

ان کی درازوں میں، بیگوں میں اوران کے تکیے کے نیچے، بستروں کے نیچےاوران کی چارپائیوں کے نیچے کیا چیزیں دریافت ہوتی ہیں؟ آپ کی بیٹی کہاں جاتی ہے؟ اورکس کے ساتھ جاتی ہے؟

بعض والدین کو یہ پتہ نہیں ہوتا کہ ان کے بچوں کے قبضے میں کچھ گندی تصویریں، ننگی فلمیں اور بعض اوقات منشیات بھی ہوتی ہیں، اور بعض والدین کو یہی خبر نہیں ہوتی کہ ان کی بیٹی نوکرانی کے ساتھ بازار جاتی ہے پھر اس سے کہتی ہے: ''آپ ذرا ڈرائیور کے ساتھ رکیں میں ابھی آتی ہوں'' پھر وہ کسی شیطان سے مقررشدہ ٹائم کا وعدہ پورا کرنے چلی جاتی ہے، اور کوئی بیٹی تو سگریٹ نوشی کرنے کے لئے کسی ایسی بری سہیلی کا ساتھ اختیار کر لیتی ہے جو اس کے ساتھ کھیلتی ہے اور لغویات میں لگ جاتی ہے۔

یہ لوگ آج اپنی اولاد سے تو لا پرواہی کرتے ہیں مگر قیامت کے دن سے لا پرواہی نہیں کر سکتے وہ قیامت کے دن کی ہولناکیوں سے بچ کر بھاگ نہیں سکتے۔

"ان الله سائل كل راع عما استرعاه احفظ ام ضيعه حتى يسأل الرجل عن اهل بيته "(نسائی شریف، ابن حبان ، صحیح الجامع ، السلسلة الصحيحة)

ترجمہ: یقیناً اللہ تبارک تعالی ہر ذمہ دار سے ان چیزوں کے بارے میں حساب لیں گے جو اس کی دسترس میں دی ہیں کہ اس نے ان چیزوں کا خیال رکھا یا ضائع کر دیا، یہاں تک کہ اس کے اہل خانہ کے بارے میں بھی سوال کریں گے۔

لیکن اس مقام پر کچھ نقطے اہمیت کے حامل ہیں:

(۱) لازمی ہے کہ یہ نگرانی پوشیدہ طور پر ہو۔

(۲) دہشت والی فضا میں ہونے والی نگرانی کی طرح نہ ہو۔

(۳) یہ بھی لازم ہے کہ بچوں کو اعتماد کے فقدان کا احساس نہ ہونے پائے۔
(۴) مناسب ہے کہ نصیحت یا تنبیہ کرتے ہوئے بچوں کی عمروں اور احساسات کا خیال رکھا جائے نیز غلطی کی حیثیت کو بھی دیکھا جائے۔
(۵) خبردار! منفی انداز کی تفتیش یا سانسوں تک کی اعداد و شمار سے بچتے رہیں۔

مجھ سے ایک شخص نے بتایا کہ ایک باپ نے اپنے پاس بچوں کی غلطیاں ریکارڈ کرنے کے لئے کمپیوٹر رکھا ہوا ہے جس پر وہ تاریخ و تفصیل کے ساتھ ان کی کوتاہیاں درج کرتا ہے پھر جب بھی کوئی غلطی کسی بچے سے سرزد ہوتی ہے تو وہ اس کو بلا بھیجتا ہے اور اس بچے کے لئے مخصوص کالم جو پروگرام میں سیٹ ہوتا ہے اسے کھول کر گزشتہ کی غلطیوں سمیت موجودہ غلطی کو سامنے رکھ دیتا ہے۔

تبصرہ: ہم کسی کمپنی میں نہیں ہیں، اور نہ ہی باپ کی حیثیت اس فرشتے کی سی ہے جسے گناہوں کے اعداد و شمار پر مامور کیا گیا ہو، ایسے باپ کو چاہئے کہ وہ ابھی کچھ مزید اسلامی تربیت کے اصول کو پڑھے۔

اس کے برعکس ہمارے علم میں ایسے لوگ بھی ہیں جو قطعی طور پر بچوں کے معاملات میں پڑنے کو نظر انداز رکھتے ہیں کیونکہ ان کا کہنا یہ ہے کہ: ''بچہ جب تک کسی غلطی میں مبتلا نہ ہو جائے اور اس کے بعد اپنے آپ ہی اس کی غلطی کھل کر سامنے نہ آ جائے، اس بات کو مانتے ہی نہیں کہ کوتاہی بھی کوئی کوتاہی یا خطا بھی کوئی خطا ہے لیکن یہ غلط سوچ مغربی فلسفہ کی شیر خواری کا نتیجہ اور مذموم کھلی آزادی کے اصول پر پرورش کا انجام ہے، پرورش کنندہ بھی تباہ حال اور پروردہ بھی بدترین انجام کا مستحق ہے۔

بعض لوگ اپنے بیٹے کی لگام اس لئے ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں کہ انہیں اس بات کا ڈر ہوتا ہے کہ کہیں ان کا بیٹا خود ان سے نفرت نہ کرنے لگ جائے، اور وہ

سوچتے ہیں کہ مجھے تو بیٹے کی بس محبت ملتی رہے نفرت نہ ملے، وہ چاہے کچھ بھی کرتا رہے۔

اور کچھ لوگ بیٹے کی لگام اس لئے ڈھیلی چھوڑ دیتے ہیں کہ خود ان کے ساتھ ماضی میں ان کے باپ کی طرف سے غلط قسم کی سختی کا معاملہ جو پیش آیا تھا اس کا ردعمل اپنے بیٹے کی آزادی کی شکل میں ظاہر کرتے ہیں، ایسی کیفیت میں ان کا گمان اور خیال یہ ہوتا ہے کہ وہ اپنے بیٹے کے ساتھ بالکل برعکس معاملہ کریں۔

بعض لوگ تو اس قدر گھٹیا پن پر اتر آتے ہیں کہ کہتے ہیں: ''بیٹا بیٹی کو رہنے دو وہ جیسا چاہیں اپنی جوانی سے لطف اندوز ہوں، کسی قسم کی روک تھام کی کوئی ضرورت نہیں''

اس قسم کے لوگوں نے کبھی یہ بھی سوچا کہ کل بروز قیامت ان کے یہی بیٹے ان کا گریبان پکڑ لیں گے اور بیٹا کہے گا: اے میرے باپ تو نے مجھے معصیت کی کیفیت پر کیوں چھوڑا تھا؟ تو اس وقت کیا جواب ہوگا؟

بچوں کی تربیت کے جو اصول شریعت مطہرہ میں بتائے گئے ہیں وہ اس قدر موثر اور نتیجہ خیز ہیں کہ آج کی جدید سائنسی تحقیقات میں بھی اس کی اثر پذیری کا اعتراف کیا گیا ہے، اس سے متعلق ایک تحقیق ہم ذیل میں پیش کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیں!

بچوں کی تربیت سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم۔

اور جدید سائنس

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: ''لونڈی اور غلام تمہارے بھائی

ہیں۔ اللہ نے ان کو تمہارے قبضے میں دے رکھا ہے پس تم میں سے جس کسی کے قبضہ وتصرف میں اللہ نے کسی کو دے رکھا ہے تو اس کو چاہئے کہ اس کو وہی کھلائے جو خود کھاتا ہے اس کو وہی پہنائے جو خود پہنتا ہے اس پر کام کا اتنا بوجھ ڈالے جو اس کی قوت وطاقت سے زیادہ نہ ہو اگر وہ اس کام کو نہ کر پا رہا ہو تو خود اس کام میں اس کی مدد کریں۔ (بخاری ومسلم)

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے حالات

حضرت زید بن حارثہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ زمانہ جاہلیت میں ایک قافلہ کے ساتھ اپنی والدہ کے ہمراہ ننہیال جا رہے تھے قافلے نے ایک صحرا میں رات گزارنے کے لئے پڑاؤ کیا، رات کے وقت قبیلہ بنو قیس نے قافلے کو لوٹا اور قافلے میں شامل بعض لوگوں کو پکڑ کر مکہ میں فروخت کر دیا، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو جو اس وقت بچے تھے حکیم بن حزام نے خرید لیا، حکیم بن حزام حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے بھتیجے تھے جو مکہ کی ایک معزز اور دولت مند خاتون تھیں، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا بیوہ تھیں اور ان کا کوئی بچہ نہ تھا۔

ایک دفعہ حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنے بھتیجے کے گھر گئیں تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دیکھ کر اپنے بھتیجے حکیم بن خزام سے مانگ لیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا نکاح جب حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے ہوا تو حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے گھر آ گئے۔

حضرت زید کے والد ان کی تلاش میں پریشان حال ہر طرف پھرتے رہے، اتفاق سے ان کے قبیلے کے کچھ لوگ حج کے لئے مکہ آئے تو حضرت زید رضی

اللہ تعالیٰ عنہ کو وہاں دیکھ کر انہیں ان کے والد کا حال بتایا، جواب میں حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے والد کو کہلا بھیجا کہ میرے لئے فکر مند نہ ہوں میں بہت مہربان لوگوں کے پاس ہوں، حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد کو جب ان کی مکہ میں موجودگی کا پتہ چلا تو وہ اپنے بھائی کے ساتھ فدیہ کی رقم لے کر مکہ پہنچے اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس حاضر ہوئے، آپ نے ان سے آنے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے عرض کیا کہ ''زید'' کو لینے آئے ہیں، آپ ہم سے جتنی رقم چاہیں لے لیں اور ہمارے بچے کو آزاد کر دیں۔

آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ''اگر زید آپ کے ساتھ جانا چاہے تو بغیر کسی رقم کے آپ کی نذر ہے اور اگر وہ خود نہ جانا چاہے تو میں زبردستی آپ کے ساتھ نہیں بھیج سکتا۔

انہوں نے عرض کیا ''آپ نے ہماری توقع سے بڑھ کر ہم پر احسان کیا ہے ہمیں یہ بات منظور ہے''

حضور نے زید کو بلایا اور پوچھا ''انہیں پہچانتے ہو؟''

انہوں نے جواب دیا ''جی ہاں! یہ میرے والد اور چچا ہیں''۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ تمہیں اپنے ساتھ لے جانے کے لئے آئے ہیں، یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ فوراً بولے۔

''بھلا میں آپ کو چھوڑ کر کیسے جا سکتا ہوں؟ آپ میرے والد کی جگہ بھی ہیں اور چچا کی بھی۔

ان کے والد اور چچا نے کہا ''کیا تم ماں باپ اور سب گھر والوں کے مقابلے میں غلام رہنا پسند کرتے ہو؟''۔

حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب دیا ''ہاں کیونکہ میں نے آج

تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سے زیادہ مہربان اور شفیق کوئی شخص نہیں دیکھا''۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے یہ سن کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو پیار کیا اور فرمایا ''زید میرا بیٹا ہے''۔

یہ منظر دیکھ کر حضرت زید رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے والد اور چچا بہت خوش ہوئے اور ان کو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس چھوڑ کر چلے گئے۔

اس واقعہ سے پتہ چلتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم زید کے ساتھ کتنی شفقت اور پیار کا برتاؤ کرتے تھے اور یہ بھی اندازہ ہوتا ہے کہ ایک بچے کے ساتھ کس قدر محبت اور مہربانی سے پیش آنا چاہیے۔

حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ بھی بچپن میں دس سال تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں رہے ان کا کہنا ہے کہ ان دس سالوں میں سزا دینا تو درکنار آپ نے کبھی میری طرف خفگی سے دیکھا بھی نہیں۔ بچپن میں بچہ ایسی حرکتیں اور غلطیاں کرتا ہے کہ جن پر سگے ماں باپ بھی تحمل کا مظاہرہ نہیں کر پاتے اور بعض دفعہ اسے پیٹ ڈالتے ہیں، ایک بچہ دس سال تک کسی کے ساتھ رہے اور اس سے غلطی سرزد نہ ہو یہ تقریباً ناممکن ہے اور اس سارے عرصہ میں ایسا نرمی کا برتاؤ ہمارے لئے قابل تقلید مثال ہے کہ بچے نرمی اور پیار کے مستحق ہوتے ہیں اور ان کے ساتھ اس طرح حسن سلوک سے پیش آنا چاہیے۔

حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی بچوں سے شفقت کے ساتھ پیش آنے کی ایک اور مثال حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حسین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی ہے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم سجدے میں ہوتے تو وہ آپ کی پیٹھ پر سوار ہو جاتے اور جب تک وہ خود نہ اترتے، آپ سجدے سے سر نہ اٹھاتے۔

ایک مرتبہ ایک دیہاتی صحابی اقرع بن حابس دربار نبوی صلی اللہ تعالیٰ

علیہ وسلم میں حاضر ہوئے، آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم اس وقت نواسوں سے پیار کر رہے تھے، یہ دیکھ کر انہوں نے کہا "میرے دس بچے ہیں مگر میں نے کبھی ان کو اس طرح پیار نہیں کیا"۔ یہ سن کر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "تیرے دل سے رحم وشفقت نکل جائے تو میں کیا کر سکتا ہوں"۔

بچے کی پیدائش سے قبل اور بعد میں

اسلام بچے کے اس دنیا میں ظہور سے پہلے ہی سے اس کے حقوق کا تحفظ کرتا ہے اور شریعت کی رو سے ماں کا انتخاب کرتے وقت ظاہری خوبصورتی حسب نسب یا دولت وثروت سے زیادہ دین اور شرافت کو ترجیح دینی چاہئے، اگر ماں پارسا اور پرہیز گار ہوگی تو بچے کی اچھی تعلیم وتربیت کا باعث ہوگی۔

بچے کی پیدائش کے بعد اس کے دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت کہی جاتی ہے اور اسے پہلے دن ہی اللہ کی حمد اور بڑائی سے آگاہ کیا جاتا ہے، بچے کی پیدائش کے ساتویں روز اس کے سر کے بال اتار کر ان کے ہم وزن چاندی صدقہ کی جائے، نام رکھا جائے اور عقیقہ کیا جائے اور نام ایسا رکھا جائے جو ظاہری و معنوی ہر اعتبار سے خوبصورت ہو، عام طور پر یہ دیکھا گیا ہے کہ فرسودہ نام رکھے جائیں تو بعد میں احساس کمتری سے نجات حاصل کرنے کے لئے لوگ مختصر نام اپنا لیتے ہیں ارشاد نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے۔

"تمہیں قیامت کے روز اپنے اپنے ناموں سے پکارا جائے گا اس لئے تم بہتر نام رکھو"۔

بیماری اور علاج

دیہاتوں اور پسماندہ علاقوں میں ضعیف الاعتقاد لوگ بچے کے بیمار

ہونے کی صورت میں کسی اچھے معالج سے رجوع کرنے کی بجائے ٹونے ٹوٹکوں میں وقت ضائع کرتے رہتے ہیں جب کہ اسلام ان چیزوں پر انحصار نہیں کرتا بلکہ بیماری میں بنیادی اصول یہ بتایا گیا ہے کہ:

''بے شک اللہ تعالی نے مرض نازل کیا اور دوا بھی اتاری اور ہر مرض کے لئے دوا پیدا کی، اس لئے دوا کرو البتہ حرام چیزوں سے علاج مت کرو''۔

نبی اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے بیماری کی صورت میں معالج سے رجوع کرنے کی تلقین کی ہے اور اس سلسلے میں کسی قسم کی سستی آپ پسند نہ فرماتے تھے اور حقیقت تو یہ ہے کہ کئی امراض اس وجہ سے بڑھ جاتے ہیں کہ شروع میں ان سے لاپرواہی برتی جاتی ہے، یہ اللہ کی نعمت کی بے قدری ہے جو کہ یقیناً اللہ تعالی کی ناراضگی کا باعث ہوگی۔

ماں کا دودھ ہر لحاظ سے بچے کے لئے محفوظ اور غذائیت بخش ہوتا ہے نیز خود ماں کے لئے کینسر جیسے موذی امراض سے بچاؤ کا ذریعہ بھی ہے، بچے کو دو سال تک دودھ پلانا ماں کی شرعی ذمہ داری ہے، یہ ماں اور بچے کے درمیان باہمی شفقت اور ہمدردی اور بچے کے دل میں ماں کے لئے احترام و فرمانبرداری کا باعث ہوتا ہے ان تمام فوائد کو سائنسی تحقیق نے بھی تسلیم کیا ہے، آج کل فیشن زدگی کی بناء پر ماؤں کا بچوں کو دودھ پلانا متروک ہوتا جارہا ہے بقول اکبر الہ آبادی ؎

طفل میں بو آئے کیا ماں باپ کے اطوار کی
دودھ تو ڈبے کا ہے تعلیم ہے سرکار کی

بچے اور ماحول

بچے کا ذہن ایک صاف تختی کی مانند ہے، معاشرہ اور گھر کا ماحول جیسا

بھی ہوگا وہ بچے کے ذہن پر نقش ہو جاتا ہے اور آئندہ تمام زندگی میں بچے کی کیفیات پر اثر انداز ہوتا ہے، ہر قسم کی اخلاقی اور جسمانی آلودگی نشے سے پاک ماحول بچے کا حق ہے اور اس کی پرورش والدین اور معاشرے کی مشترکہ ذمہ داری ہے اس سلسلے میں کسی قسم کی کوتاہی معاشرے اور خاندانوں کا مستقبل تاریک کرسکتی ہے۔

ان دنوں یہ وبا عام ہے کہ بچوں کے لئے ہر آسائش مہیا کر دی جاتی ہے لیکن ماں باپ کے پاس بچوں کو دینے کے لئے وقت نہیں ہوتا، یہ بچے کا بنیادی حق ہے کہ ماں باپ اسے وقت دیں اور اس کے مسائل معلوم کریں، بچے کو یہ احساس نہ ہونے دیا جائے کہ اسے نظر انداز کیا جا رہا ہے یا اہمیت نہیں دی جا رہی ہے بچے کی عزت نفس کا خیال رکھیں، کوئی بات سمجھانی ہو تو نرمی سے سمجھائیں، بلا وجہ انہیں ڈانٹیں نہیں اور نہ ہی دوسروں کی موجودگی میں اسے جھڑکیں۔

گھر میں تمام بچوں کے ساتھ یکساں سلوک کریں، اسلام نے تو یہ سبق دیا ہے کہ بچے کا بوسہ لینے میں بھی برابری کا خیال رکھو ورنہ دوسرے بچوں میں احساس محرومی پیدا ہوگا اور وہ اپنے بھائی یا بہن سے متنفر ہو جائیں گے۔

بچوں کے سامنے بڑے نہ کوئی ناشائستہ حرکت کریں اور نہ ہی کوئی اس قسم کی بات منہ سے نکالیں، اگر بچے کو سچ بولنے کا کہتے ہیں تو خود سچائی کا نمونہ بن کر دکھائیں۔ ماں باپ بچے کے آئیڈیل ہوتے ہیں اور بچہ انہی کی نقالی کرتا ہے اگر والدین کے قول وفعل میں تضاد ہوگا تو بچہ بھی یہی سیکھے گا، بچہ اگر اچھا کام کرے تو اسے داد دیں اور اس کی حوصلہ افزائی کریں، اس کی وجہ سے وہ آئندہ اچھے کام کرنے کی اور آپ کی توقعات پر پورا اترنے کی کوشش کرے گا، اگر وہ کوئی غلط حرکت کرے تو اس کے نفسیاتی اور ذہنی اسباب پر غور کیجئے، کیونکہ مار پیٹ سے معاملہ اور الجھ جاتا ہے۔

اگر بچہ کسی مضمون میں کمزور ہے تو اس مضمون کو دلچسپ بنا کر اس کے سامنے پیش کریں، تشدد سے اس میں قابلیت تو نہ آپائے گی، البتہ وہ اس مضمون سے ہمیشہ کے لئے متنفر ہو جائے گا، بچے کو دھن کر رکھ دینے سے وہ ڈھیٹ ہو جائے گا یہ ایک غیر انسانی فعل ہے نرمی اور سلیقے سے کام لے کر آپ بچے کی اچھی تربیت کر سکتے ہیں۔

رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے ''جو شخص نرمی کی صفت سے محروم کیا گیا وہ سارے خیر سے محروم کیا گیا'' گھر کا ماحول اگر دین دار ہوگا تو بچہ اس ماحول کی جانب راغب ہوگا، کیونکہ اس کا معصوم ذہن سب سے زیادہ اپنے اردگرد کے ماحول سے متاثر ہوتا ہے، ویڈیو گیمز اور فلموں وغیرہ سے بچائیں، زندگی میں وہی لوگ اعلی مقام حاصل کرتے ہیں جن کی اخلاقی اٹھان اعلی قدروں پر ہو، آج کل عام طور پر یہ شکوہ بھی کیا جاتا ہے کہ بچے بدتمیز ہوتے جارہے ہیں، درحقیقت بچے جب بڑوں کو ایسی حرکتیں کرتا دیکھتے ہیں جو ان کے شایان شان نہیں ہوتیں تو بچوں کے دل سے بڑوں کا احترام اٹھ جاتا ہے، بچے کو سب سے پہلے کلمہ سکھائیں اور سات سال کا ہونے پر نماز کی طرف راغب کریں اور دس سال کا ہونے پر تھوڑی سختی سے نماز پڑھنے کو کہیں اس سلسلے میں والدین خود نمونہ بنیں، دس سال کے بچے کو الگ بستر مہیا کریں۔

ہمارے ہاں فیشن کے طور پر یا ڈراموں میں ہوٹلوں اور ورکشاپوں میں دھکے کھاتے ''چھوٹے بچوں'' کے بارے میں بہت کچھ کہا سنا جاتا ہے مگر عملی طور پر کچھ نہیں کیا جاتا، کروڑوں روپے منصوبہ بندی کی اشتہار بازی پر خرچ ہوتے ہیں مگر ان معصوم چہروں کی طرف توجہ نہیں دی جاتی جو لمبی لمبی کاروں میں بیٹھے صاف ستھرے لباس میں ملبوس اپنے ہم عمروں کو دیکھ کر حسرت و یاس کی تصویر بن جاتے ہیں۔

ایک طبقے کے بچے ناز و نعم میں پل کر عمدہ تعلیمی اداروں میں اعلیٰ تعلیم یافتہ اساتذہ کی نگرانی میں پڑھتے ہیں جبکہ دوسرے طبقے کے بچے زمین پر بیٹھ کر نیم خواندہ استادوں کے غیر انسانی، ذہنی جسمانی تشدد جھیل کر پڑھتے ہیں پھر عملی زندگی کی دوڑ میں دونوں کو ایک دوسرے کے مقابل کھڑا کر دیتے ہیں ان سے ایک جیسی کارکردگی کی توقع خود فریبی کے سوا کچھ نہیں، اس لئے ضروری ہے کہ جتنا جلدی ممکن ہو یہ طبقاتی نظام تعلیم ختم کیا جائے یقیناً با اختیار لوگ اس سلسلے میں اللہ کے حضور جوابدہ ہوں گے۔

ہمارے ہاں یتیموں اور معذور بچوں کے لئے ایسے ادارے نہ ہونے کے برابر ہیں جہاں پر ہر طبقے کے بچے یکساں طور پر مستفیض ہوں، قرآن کریم میں ایسے عبادت گزار لوگوں کو بھی ہلاکت کی خبر دی گئی ہے جو یتیموں کو دھکے دیتے اور لاچار لوگوں کی خاطر نہیں کرتے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ:

''تم لوگ یتیم کی کچھ قدر اور خاطر نہیں کرتے اور دوسروں کو بھی مسکین کو کھانا کھلانے کی ترغیب نہیں دیتے'' (سورۃ الفجر)

ہمیں یہ بات ضرور ذہن نشین کر لینی چاہئے کہ معاشرتی تضادات میں پروان چڑھنے والی نسل تعمیر کار نہیں تخریب کار ہوگی جس کے کچھ آثار ہم اپنے معاشرے میں دیکھ سکتے ہیں، خوشحال پاکستان کی تعمیر کا خواب جب ہی شرمندہ تعبیر ہو سکتا ہے کہ جس نظام کے لئے یہ ملک حاصل کیا گیا وہی سماجی مساوات اور انصاف پر مبنی نظام اس میں نافذ کیا جائے۔

آبادی کے صحیح اعتبار سے جاپان پاکستان سے تقریباً پانچ گنا چھوٹا ہونے اور رقبے کے لحاظ سے بڑا ہونے کے باوجود (Great seven) میں شامل ہو سکتا ہے تو پاکستان کے پاس اللہ کی دی ہوئی بے شمار نعمتیں اور وسائل موجود ہیں ترقی

اس صورت میں ممکن ہے کہ خلوص نیت سے کام کیا جائے اور کرنے دیا جائے۔ (ماہنامہ اتحاد)

نصیحت (۱۷) گھر میں بچوں کا خیال رکھنا، جس کے لئے مختلف پہلو ہیں

(۱) اول قرآن کریم اور اسلامی کہانیاں یاد کرانا

اس سے اچھی اور کوئی بات نہیں ہوسکتی کہ باپ اپنے تمام بچوں کو جمع کر کے بٹھا کر مناسب تشریح کے ساتھ قرآن کریم پڑھائے، اور قرآن کریم حفظ کرنے پر انہیں انعام بھی دے، کیونکہ کئی سارے چھوٹے بچوں نے سورۂ کہف اس لئے حفظ کر ڈالی کہ ان کے والد ہر جمعہ کو پابندی کے ساتھ سورہ کہف پڑھتے تھے۔

اسی طرح یہ بات بھی بہت اچھی ہے کہ بچے کو اسلام کے بنیادی عقائد کی تعلیم دی جائے مثلاً ایسے عقائد جو کہ احادیث مبارکہ میں وارد ہوئے ہیں جیسے کہ حدیث میں ہے: "احفظ الله يحفظك"

ترجمہ: "تو اللہ کے احکام کی پابندی کا دھیان رکھ اللہ تعالیٰ تیرا خیال رکھیں گے"

اسی طرح اسے شرعی آداب و اذکار سکھانا مثلاً کھانے، پینے، سونے، چھینکنے، سلام کرنے کی دعائیں اور گھر میں داخل ہونے کی اجازت لینے کے اوقات و آداب وغیرہ۔

اور بچے کے حق میں تنبیہ کے طور پر اسلامی قصے سنانے سے بڑھ کر دوسری

کوئی چیز موثر نہیں ہو سکتی۔ منجملہ ان قصوں کے حضرت نوح علیہ السلام اور ان کے زمانہ کے طوفان کا قصہ، حضرت ابراہیم علیہ السلام کا بت شکنی اور سپرد آتش کئے جانے کے حوالے سے تذکرہ، حضرت موسیٰ علیہ السلام کا قصہ، نیز یہ کہ وہ فرعون سے کیسے بچے رہے اور وہ خود کس طرح غرق کر دیا گیا، حضرت یونس علیہ السلام کا قصہ اس حوالے سے کہ وہ مچھلی کے پیٹ میں بھی رہ چکے ہیں، اسی طرح حضرت یوسف علیہ السلام کا مختصر قصہ نیز حضرت محمد صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی سیرت مثلاً آپ کی بعثت، ہجرت اور بدر و خندق جیسے چند ایک غزوات کے قصے بھی ہیں، اسی طرح حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا وہ قصہ جس میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ایک آدمی اور اس کے اونٹ کے ساتھ پیش آنے والا وقعہ جو اونٹ اس آدمی کو تھکائے جا رہا تھا اور مشقت میں مبتلا کر رہا تھا۔

صالحین کے قصے، حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا وہ قصہ جو ایک ایسی عورت کے ساتھ پیش آیا جو کہ اپنے بھوکے بچوں کے ساتھ اپنے خیمہ میں رات گزار رہی تھی، اصحاب الاخدود کا قصہ، سورۃ ن میں مذکورہ باغ والوں کا قصہ، اسی طرح غار میں دب جانے والے تین مؤمنوں کا قصہ، ان سب کے علاوہ بھی بہت سے پاکیزہ قصے ہیں جو اختصار اور تفصیل کے ساتھ نیز ہلکی پھلکی تعلیقات و توضیحات کے ساتھ بیان کئے جا سکتے ہیں۔

یہ مقدار ہی ایسے تمام دیگر قصوں سے ہمیں بے نیاز کرنے کے لئے کافی ہے جو کہ خلاف عقیدہ ہوں، خرافات پر مبنی ہوں یا اس قدر دہشت ناک ہوں جو کہ بچے کی مثبت نفسیات کو تبدیل کر کے اس میں بزدلی اور خوف پیدا کر دیں۔

قارئین کی نفع رسانی کے لئے چند ایک قصے اس مقام پر پیش کئے جا رہے ہیں:

حضرت نوح علیہ السلام

بچو! حضرت نوح علیہ السلام کا تذکرہ قرآن مجید میں بیالیس جگہ آیا ہے، حضرت آدم کی اولاد دنیا میں خوب بڑھی۔ آہستہ آہستہ یہ خدا کو بھولتے گئے۔ جس نے انہیں پیدا کیا تھا۔ اور جو ان کا پالنے والا ہے اور شیطان کے بہکائے میں آنے لگے۔ جس نے حضرت آدم علیہ السلام کو بھی جنت سے نکلوا دیا تھا۔ شیطان کے بہکائے میں آکر یہ لوگ بتوں کو اور آگ سورج وغیرہ کو پوجنے لگے اور ایک خدا کے بجائے مٹی اور پتھر کے بہت سے خدا بنا لئے اپنے ہاتھ سے اپنا خدا بناتے اور پھر ان سے مانگتے۔ حالانکہ یہ مٹی اور پتھر کے خدا اپنے لئے بھی کچھ نہ کر سکتے تھے۔ ان کے لئے کیا کرتے۔ اللہ میاں نے جو اپنے بندوں سے بڑی محبت رکھتا ہے اس کو یہ بھی گوارا نہیں کہ اس کے بندے شیطان کے بہکائے میں آکر اللہ کے علاوہ کسی اور کی عبادت کرنے لگیں اور اس کی سزا میں مرنے کے بعد دوزخ میں جلیں! اللہ پاک نے حضرت نوح علیہ السلام کو اپنا نبی بنا کر بھیجا۔ اس زمانہ میں لوگوں کی عمریں بہت بڑی بڑی ہوتی تھیں۔ حضرت نوح ساڑھے نو سو سال تک اپنی قوم میں وعظ کرتے رہے کہ اے لوگو! صرف ایک اللہ کی عبادت کرو۔ اور میرا کہا مانو وہ تمہارے گناہ بخش دے گا۔ لوگوں نے حضرت نوح علیہ السلام کی باتوں کو نہ مانا۔ اور اپنے کانوں میں انگلیاں دے لیں۔ اور کپڑے اوڑھ لئے۔ تاکہ حضرت نوح علیہ السلام کی آواز کانوں تک نہ پہونچے۔ حضرت نوح ہمت نہ ہارے وہ برابر سمجھاتے رہے۔

اور کہتے رہے کہ اے لوگو! اللہ سے معافی مانگو وہ بڑا معاف کرنے والا ہے۔ وہ تم پر آسمان سے پانی برسائے گا تاکہ تم خوب اناج پیدا کر سکو۔ اور اس کے

ذریعے سے بڑے بڑے باغ پیدا کردے گا۔ ان میں نہریں جاری کردے گا۔ تمہیں مال و دولت دیگا۔ اور بیٹے دیگا تمہیں کیا ہوگیا ہے کہ تم خدا کو نہیں مانتے حالانکہ اس نے آسمان بنائے۔ چاند اور سورج بنائے۔ اس نے تم کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور پھر اس مٹی سے تم کو دوبارہ زندہ کردے گا۔ لیکن لوگوں نے اپنے بتوں کو نہیں چھوڑا۔ اور حضرت نوح سے کہنے لگے کہ ہم اپنے بتوں کو ہرگز نہیں چھوڑیں گے۔ اور ہم تو تم کو اپنے جیسا ایک آدمی ہی دیکھتے ہیں اور تمہارا کہنا بھی صرف چند غریب لوگوں نے مانا اور ہم تو تم کو جھوٹا سمجھتے ہیں۔

حضرت نوح نے کہا کہ اے میری قوم! میں تم کو جو نصیحت کرتا ہوں اس کے بدلے میں تم سے کوئی مال و دولت نہیں چاہتا اور جو غریب آدمی مسلمان ہوئے ہیں اور اللہ پر ایمان لائے ہیں ان کو میں اپنے پاس سے تمہارے کہنے سے نکالوں گا نہیں۔ اگر میں ان کو اپنے پاس سے نکال دوں تو خدا کے عذاب سے مجھے کون بچائے گا۔ اگر میں ایسا کروں گا تو بہت ناانصاف ہوجاؤنگا ان کی قوم کے لوگوں نے کہا اے نوح! تم نے ہم سے جھگڑا بہت کرلیا۔ اگر تم سچے ہو تو جس عذاب سے تم ہم کو ڈراتے ہو وہ لے آؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ جب اللہ میاں چاہیں گے عذاب لے آئیں گے۔

اللہ میاں نے حضرت نوح علیہ السلام کو وحی کے ذریعے سے حکم بھیجا کہ تمہاری قوم میں جو لوگ ایمان لاچکے ہیں ان کے علاوہ اور کوئی ایمان نہیں لائیگا۔ تم غم نہ کرو۔ ایک کشتی بناؤ۔ حضرت نوح علیہ السلام نے خدا کے حکم کے مطابق کشتی بنانی شروع کی تو جب ان کی قوم کے سرداران کے پاس سے گزرتے اور ان کو کشتی بناتے ہوئے دیکھتے تو ان کا مذاق اڑاتے۔ حضرت نوح علیہ السلام ان کے مذاق کے جواب میں کہتے کہ تم آج مذاق کرلو۔ کل جب تمہارے اوپر عذاب آئے گا تو

اس وقت ہم تمہارا مذاق اڑائیں گے۔ آخر اللہ تعالیٰ کا عذاب اس کے وعدے کے مطابق آیا۔ زمین سے پانی نکلنا شروع ہوا۔ اور آسمان سے بارش آنی شروع ہوئی۔ اللہ میاں نے حضرت نوح کو حکم دیا کہ سب جانوروں کا ایک ایک جوڑا کشتی میں سوار کرلو اور جو لوگ تمہارے اوپر ایمان لائے ہیں یعنی مسلمان ہوگئے ہیں ان کو سوار کرلو۔ حضرت نوح علیہ السلام نے اس کشتی میں سوار ہونے والوں سے کہا کہ اللہ تعالیٰ کا نام لے کر اس کشتی میں سوار ہو جاؤ کہ اس کا چلنا اور ٹھرنا اسی کے ہاتھ میں ہے۔ اللہ تعالیٰ بڑا بخشنے والا مہربان ہے۔

کشتی ان سب کو لے کر لہروں میں چلنے لگی تو اس وقت حضرت نوح علیہ السلام نے اپنے بیٹے سے کہا۔ اے بیٹا ہمارے ساتھ سوار ہو جاؤ اور کافروں کے ساتھ شریک مت ہو۔ اس نے کہا میں کسی پہاڑ پر چڑھ جاؤں گا۔ اور وہ پانی سے بچالے گا۔

حضرت نوح علیہ السلام نے کہا کہ آج خدا کے عذاب سے سوائے خدا کے کوئی بچانے والا نہیں اتنے میں دونوں کے درمیان ایک پانی کی لہر آ گئی اور وہ ڈوب گیا۔ پھر خدا تعالیٰ نے زمین کو حکم دیا کہ اپنا پانی نگل جا۔ اور آسمان کو بھی حکم دیا کہ پانی برسانا بند کردے۔ یہاں تک کہ پانی خشک ہوگیا۔ اور تمام کافر دنیا میں ختم کردیئے گئے۔ حضرت نوح کی کشتی کوہ جودی پر ٹھری، حضرت نوح نے اپنے پروردگار سے عرض کیا کہ اے میرے رب! میرا بیٹا بھی میرے گھر والوں میں سے ہے اور آپ کا وعدہ سچا ہے یعنی حضرت نوح علیہ السلام کا مطلب تھا کہ اے اللہ تعالیٰ آپ نے وعدہ فرمایا تھا کہ تیرے گھر والوں کو اس طوفان سے بچالوں گا۔ پھر میرا بیٹا کیوں ڈوبا۔

تو خداوند تعالیٰ نے فرمایا کہ اے نوح! تیرا بیٹا تیرے گھر والوں میں سے

نہیں تھا کیوں کہ اس کے عمل اچھے نہیں تھے۔ میں تجھ کو نصیحت کرتا ہوں کہ ایسی بات نہ کر جو تیرے علم میں نہیں، اس لئے کہ کنعان اللہ کے علم ازلی میں کافر تھا اور یہ بات نوح علیہ السلام کے علم میں نہ تھی حضرت نوح علیہ السلام نے اللہ میاں سے توبہ کی اور اپنے کہنے کی معافی چاہی اللہ میاں نے ان کو معاف کر دیا۔ اور حکم دیا کہ اے نوح ہماری طرف سے سلامتی اور برکتوں کے ساتھ اتر جاؤ!

اس کے بعد حضرت نوح علیہ السلام کی امت دنیا میں بسی اور آہستہ آہستہ ان کے بال بچے آباد ہوتے گئے۔ یہ سب لوگ خدا تعالیٰ کی اطاعت کرتے رہے۔ زمانہ گزرتا گیا اور آہستہ آہستہ شیطان نے پھر بہکانا شروع کیا تو یہ لوگ خداوند تعالیٰ کو بھولنے لگے۔

بچو! حضرت نوح علیہ السلام جو اللہ تعالیٰ کے اتنے بڑے پیغمبر تھے اپنے بیٹے کو اس کے برے کاموں کی وجہ سے اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکے۔ اس طرح اگر ہمارے ماں باپ اللہ کے کتنے ہی ولی کیوں نہ ہوں۔ اور ہمارے عمل اچھے نہ ہوں تو وہ ہم کو اللہ تعالیٰ کے عذاب سے نہ بچا سکیں گے۔ ہم کو اپنے بزرگوں کے نیک عمل کا سہارا نہیں لینا چاہئے۔ بلکہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے بتائے ہوئے کاموں پر عمل کر کے نیک بننا چاہئے۔ اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے کہ اگر تم ایک ذرہ برابر بھی نیکی کرو گے تو اس کا بدلہ ہم تم کو دیں گے۔ اور اگر ایک ذرہ برابر بھی برا عمل کریں گے تو وہ بھی تمہارے سامنے آ جائے گا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام

پیارے بچو! حضرت ابرہیم علیہ السلام بہت بڑے نبی گزرے ہیں۔ دنیا میں جب بت پرستی زوروں پر تھی لوگ خود بتوں کو بناتے اور خود ان کی پوجا

کرتے۔ حضرت ابراہیم کے والد بھی بت بناتے تھے اور بتوں کو خدا سمجھتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ابھی بچے ہی تھے۔ وہ دیکھتے کہ میرے والد اور دوسرے لوگ خود ہی مٹی اور لکڑی سے بتوں کو بناتے ہیں اور پھران کو خدا سمجھنے لگتے ہیں وہ حیران ہوئے کہیہ سب لوگ کس قدر بے وقوف ہیں۔ کہ ان بے جان مورتیوں کو خدا سمجھ رہے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام ان لوگوں سے کہتے کہ تم لوگ کیوں ان بتوں کو پوجتے ہو؟ یہ تمہیں نہ کوئی نفع دے سکتے ہیں نہ نقصان، مگر وہ جواب دیتے کہ جو ہمارے باپ دادا کرتے ہیں وہی ہم کر رہے ہیں۔

پیارے بچو! ایک روز ان لوگوں کا شہر سے باہر کوئی بڑا میلہ ہوا، یہ سب لوگ اس میلے میں شریک ہونے، شہر سے چلے گئے۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام اس میلے میں نہ گئے۔ ان کے پیچھے حضرت ابراہیم علیہ السلام ملک کے بڑے بت خانے میں گئے اور وہاں کے سب بتوں کو توڑ ڈالا سوائے ایک سب سے بڑے بت کے۔ اور کلہاڑی جس سے سب بتوں کو توڑا تھا وہ اس بڑے بت کے کاندھے پر رکھ دی جس سے یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ سب اسی نے توڑے ہیں۔

لوگ جب واپس آئے اور انہوں نے بتوں کی یہ درگت دیکھی کہ کسی کا سر نہیں ہے تو کسی کا پیر نہیں تو بہت غصہ ہوئے کہ یہ حرکت کس نے کی ہے۔ سب نے شبہ حضرت ابراہیم علیہ السلام پر کیا کہ وہی بتوں کو برا کہتے تھے۔ اور میلے میں بھی نہیں گئے تھے آخر ان کو بلایا، پوچھا کہ یہ بت کس نے توڑے ہیں؟۔ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے جواب دیا کہ مجھ سے پوچھنے کے بجائے اپنے خداؤں سے کیوں نہیں پوچھتے جن کی تم عبادت کرتے ہو۔ کہ ان کو کس نے توڑا ہے وہ خود بتادیں گے۔

ان لوگوں نے جواب دیا کہ آپ کو معلوم ہے کہ یہ بول نہیں سکتے۔
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ پھر تم ایسے بیکار خداؤں کی پوجا کرتے ہو؟
حضرت ابراہیم علیہ السلام نے پھر کہا کہ دیکھو کلہاڑی بڑے بت کے کاندھے پر رکھی ہے۔ یہ کام اسی کا معلوم ہوتا ہے اس سے پوچھو۔ یہ لوگ بہت ناراض ہوئے اوران کے باپ سے شکایت کی کہ تمہارا بیٹا ایسی حرکت کررہا ہے اس کو سمجھالو ورنہ اچھانہ ہوگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے باپ کو بھی سمجھایا۔اور بت پرستی سے منع کیااور عرض کیا کہ اے باپ! میں ڈرتا ہوں کہ تجھ پر خدا کا کوئی عذاب نازل نہ ہو۔اس پر ان کے باپ بہت سخت ناراض ہوئے اور کہا کہ آئندہ تو نے مجھ سے کوئی ایسی بات کہی تو میں تجھے سنگسار کردوں گا۔اور کہا کہ تو میرے پاس سے ہمیشہ کے لئے چلا جا۔آپ نے باپ کوسلام کیااور کہا کہ میں چلا جاتا ہوں لیکن تمہارے لئے مغفرت کی دعا کرتا رہوں گا۔

بچو! پھر کیا ہوا؟۔

وہاں کا بادشاہ نمرود جو بہت ظالم اور بت پرست تھا اس کو ان سب باتوں کا پتہ چلا کہ آذر کا بیٹا ابراہیم لوگوں کو بتوں کی پوجا سے منع کرتا ہے اور ایک خدا کی دعوت دیتا ہے تو اس نے ان کو اپنے دربار میں بلایا اور آپ سے جھگڑنے لگا۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے فرمایا کہ میرا خدا تو وہی ہے جو مارتا بھی ہے اور جلاتا بھی ہے۔

نمرود نے کہا کہ میں بھی مارسکتا ہوں اور جلاسکتا ہوں چنانچہ اس نے ایک قیدی کو جس کو سزائے موت کا حکم ہو چکا تھا آزاد کردیا اور ایک بے گناہ کو پکڑ کر قتل کرادیا اور کہا کہ اب بتاؤ کہ میرے اور تمہارے خدا کے درمیان کیا فرق ہے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے کہا کہ میرا رب ہر روز سورج مشرق سے نکالتا ہے تم اسے مغرب سے نکال دو اس پر نمرود لا جواب ہوگیا اور حکم دیا کہ ابراہیم علیہ السلام کو زندہ جلا دیا جائے۔ چنانچہ بہت سی لکڑیاں اکھٹی کی گئیں اور ان میں آگ لگائی گئی جب آگ بھڑک اٹھی اور اس کے شعلے آسمان کی خبر لانے لگے۔ تو حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اس میں پھینک دیا گیا مگر وہ آگ خدا کے حکم سے ٹھنڈی ہوگئی اور آپ کو آگ سے کوئی تکلیف نہیں پہنچی۔

بچو! اس طرح جو لوگ اللہ میاں کے کہنے پر چلتے ہیں اللہ میاں ان کو ہر تکلیف سے بچا لیتے ہیں اور ان کے لئے آسانیاں ہی آسانیاں ہو جاتی ہیں۔ اور جو لوگ اللہ میاں کا کہنا نہیں مانتے ان کے لئے اس دنیا میں بھی مشکل ہی ہوتی ہے اور مرنے کے بعد تو ہمیشہ جہنم میں رہیں گے۔

حضرت یوسف علیہ السلام

پیارے بچو! حضرت یوسف علیہ السلام حضرت یعقوب علیہ السلام کے چھوٹے بیٹے تھے اور حضرت یعقوب علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پوتے تھے۔ اس طرح حضرت یوسف علیہ السلام حضرت ابراہیم علیہ السلام کے پڑپوتے تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے سوتیلے بھائیوں نے مل کر مشورہ کیا کہ ہمارے ابا جان یوسف کو بہت چاہتے ہیں اور ہم کو اتنا نہیں چاہتے اس لئے یوسف کو جان سے مار دیا جائے۔ لیکن ان میں سے ایک نے کہا جان سے مت مارو بلکہ یوسف کو ایسے کنویں میں پھینک دو جس میں پانی نہ ہو سب نے مل کر یہ بات طے کر لی۔

یہ سب بھائی اپنے باپ کے پاس آئے اور کہا کہ آپ یوسف کو ہمارے

ساتھ کھیلنے کے لئے بھیج دیں۔ ان کے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا کہ مجھے ڈر ہے کہ کہیں تم کھیل میں لگ جاؤ اور کوئی بھیڑیا جنگل میں اس کو کھا جائے۔ بھائیوں نے کہا کہ ہم ایک طاقتور جماعت ہیں۔ ایسا کیسے ہوسکتا ہے۔

آخر باپ نے حضرت یوسف علیہ السلام کو بھائیوں کے ساتھ بھیج دیا۔ بھائیوں نے ان کو ساتھ لے جا کر ایک اندھیرے کنویں میں پھینک دیا۔ اور رات کو روتے ہوئے گھر واپس آئے، اور کہا کہ ابا جان ہم آپس میں دوڑ لگا رہے تھے اور یوسف ہمارے سامان کے پاس بیٹھا تھا کہ ایک بھیڑیا آیا اور اس کو کھا گیا۔

ثبوت کے لئے ایک کرتا خون لگا کر باپ کو دکھایا، بوڑھے باپ کیا کرتے۔ صبر کیا، خاموش ہو گئے، لیکن بیٹے کی جدائی میں روتے رہتے۔

پیارے بچو! جس کنویں میں حضرت یوسف علیہ السلام کو پھینکا تھا اس کے قریب ہی ایک قافلہ آیا اور انہوں نے پانی نکالنے کے لئے ڈول کنویں میں ڈالا۔ دیکھا کہ خوبصورت لڑکا کنویں میں ہے ان کو باہر نکال لیا اور جب قافلہ مصر پہونچا تو وہاں پر مصر کے بادشاہ نے ان قافلے والوں کو تھوڑی قیمت دے کر خرید لیا۔

اور اپنی بیوی زلیخا سے کہا کہ اس کو پالو ہوسکتا ہے کہ ہم اس کو اپنا بیٹا بنالیں۔

حضرت یوسف علیہ السلام جوان ہو گئے ان کی خوبصورتی و وجاہت و عقلمندی اور بڑھ گئی۔ زلیخا عزیز مصر کی بیوی ان پر فریفتہ ہوگئی اور ان کو ان کے نفس کی جانب سے پھسلانے لگی۔ ایک روز اس نے کمرے کے سارے دروازے بند کر دیئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے یہ حالت دیکھی تو خدا سے پناہ مانگی اور دروازے کی طرف بھاگے زلیخا نے پیچھے سے آپ کی قمیص پکڑ لی۔ جس سے قمیص پھٹ گئی۔

اس وقت عزیز مصر یعنی زلیخا کا شوہر بھی دروازے پر آ گیا۔ زلیخا نے الٹا الزام حضرت یوسف علیہ السلام پر لگایا۔ اور اپنے خاوند سے کہا کہ یہ شخص تیری بیوی کی بے آبروئی کرنا چاہتا تھا جس کی اس کو سزا ملنی چاہئے۔

حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ میں بے گناہ ہوں بلکہ یہ عورت مجھ کو پھسلانے کی کوشش کر رہی تھی۔ مگر خدا نے مجھ کو اس سے بچا لیا۔ آخر یہ معاملہ قاضی کے پاس پیش ہوا۔ قاضی نے حضرت یوسف علیہ السلام سے صفائی کے لئے گواہ طلب کئے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے عزیز مصر کے خاندان کے ایک معصوم اور ننھے بچے کی طرف اشارہ کیا کہ یہ اس وقت موجود تھا یہ سچی گواہی دے گا ننھے بچے نے کہا کہ اگر قمیص آگے سے پھٹی ہے تو یوسف مجرم ہیں اور اگر قمیص پیچھے سے پھٹی ہے تو یوسف سچے ہیں اور زلیخا جھوٹی ہے، جب حضرت یوسف علیہ السلام کا کرتا دیکھا گیا تو وہ پیچھے سے پھٹا تھا۔ عزیز مصر نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ اس بات کو جانے دو اور زلیخا سے کہا کہ تو معافی مانگ حقیقت میں تو ہی قصور وار ہے۔

اس واقعہ کی خبر سارے مصر میں پھیل گئی اور عورتیں آپس میں باتیں کرنے لگیں کہ زلیخا اپنے غلام کو چاہتی ہے جب زلیخا کو اس کا علم ہوا تو اسے اپنی بدنامی کا خیال آیا۔ اس نے ترکیب سوچی، وہ یہ کہ اس نے مصر کی عورتوں کی دعوت کی اور سب کے ہاتھوں میں ایک ایک چھری اور ایک ایک پھل دے دیا۔ اور اسی وقت حضرت یوسف کو وہاں لے آئی عورتوں نے جب حضرت یوسف علیہ السلام کے حسن و جمال اور خوبصورتی کو دیکھا تو وہ سب اپنے ہوش میں نہ رہیں اور چھریوں سے بجائے پھلوں کے اپنے ہاتھوں کو کاٹ لیا اور کہنے لگیں واقعی یہ کوئی انسان نہیں فرشتہ ہے۔ زلیخا نے ان عورتوں سے کہا کہ یہ وہی شخص ہے کہ جس کے

لئے تم مجھے ملامت کرتی ہو۔ میں حقیقت میں اس کو چاہتی ہوں اگر اس نے میری محبت کو ٹھکرادیا تو میں اس کو قید کرادوں گی۔

حضرت یوسف علیہ الصلاۃ السلام کو جب اس کا علم ہوا تو انہوں نے اللہ میاں سے دعا مانگی کہ اے اللہ تو ہی مجھ کو بچا سکتا ہے اگر میں ان عورتوں کے فریب میں آگیا تو میں جاہلوں میں سے ہو جاؤں گا۔ اس سے بہتر یہ ہے کہ مجھے قید خانہ میں ڈال دیا جائے۔ اللہ نے حضرت یوسف کی دعا قبول کی اور وہ جیل میں ڈالدیئے گئے۔

پیارے بچو! حضرت یوسف علیہ السلام جب جیل سے رہا ہو گئے تو بادشاہ نے حکم دیا کہ یوسف علیہ السلام کو عزت کے ساتھ بلایا جائے میں شاہی خدمت ان کے سپرد کروں گا۔ حضرت یوسف علیہ السلام آئے اور بادشاہ سے بات چیت کی حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا کہ مجھ کو شاہی خزانے کا وزیر مقرر کیجئے۔ میں اس کی بہتر حفاظت کروں گا۔ بادشاہ نے منظور کیا اور انہیں شاہی خزانے کا وزیر بنادیا۔

مصر میں قحط کا زمانہ آگیا جس کا بادشاہ نے خواب دیکھا تھا اور اس کا اثر اس جگہ بھی پہونچا جہاں حضرت یوسف علیہ السلام کے والد اور بھائی رہتے تھے۔ چنانچہ حضرت یعقوب علیہ السلام نے اپنے بیٹوں کو غلہ لانے کے لئے مصر بھیجا جب حضرت یوسف علیہ السلام کے بھائی آئے تو حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو پہچان لیا اور ان کے بھائی ان کو نہ پہچان سکے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے ان کو غلہ دیا اور کہا کہ اگلی دفعہ آؤ تو اپنے دوسرے بھائی کو بھی ساتھ لے کر آنا۔ ورنہ میں تم کو غلہ نہیں دوں گا، اور اپنے ملازموں سے کہہ دیا کہ جو قیمت انہوں نے غلہ کی دی ہے وہ بھی چپکے سے ان کے سامان میں ہی رکھ دو تا کہ وہ پھر مصر آئیں۔

جب یہ لوگ اپنے شہر کنعان پہونچے تو اپنے باپ حضرت یعقوب علیہ السلام سے کہا کہ ابا جان ہمارے ساتھ بھائی کو بھیجئے ورنہ ہم کو غلہ نہیں ملے گا۔ اور ہم اس کی خوب حفاظت کرینگے۔

جب انہوں نے اپنا اسباب کھولا اور اس میں ساری رقم دیکھ کر بہت خوش ہوئے پھر باپ سے کہا کہ دیکھئے شاہ مصر نے ہماری رقم بھی واپس کردی ہے۔ آپ ہمارے ساتھ بھائی کو ضرور کردیں۔ ہم خوب حفاظت کریں گے اور ہم کو سامان بھی زیادہ ملے گا۔

حضرت یعقوب علیہ السلام نے کہا جب تک تم اللہ کا عہد مجھ کو نہ دو کہ اس کی حفاظت کرو گے اور اس کو سب کے ساتھ رکھو گے اس وقت تک میں اس کو تمہارے ساتھ نہیں بھیجوں گا۔ آخر سب بھائیوں نے عہد کیا۔

اب ایک بار پھر سب بھائی مل کر مصر پہونچے۔ حضرت یوسف علیہ السلام سے گھر والوں کی بری حالت بیان کی اور کہا کہ ہم اپنے ساتھ بہت تھوڑا سامان لائے ہیں مگر چاہتے ہیں کہ آپ پورا پورا غلہ دیں، حضرت یوسف علیہ السلام نے اپنے گھر کا یہ حال سنا تو بے تاب ہوگئے ان سے رہا نہ گیا اور انہوں نے اپنے بھائیوں سے کہا تم جانتے ہو کہ تم نے یوسف اور اس کے بھائی کے ساتھ کیا کچھ کیا ہے؟ بھائیوں نے نہایت تعجب اور حیرانی کے ساتھ پوچھا کہ کہیں آپ ہی تو یوسف نہیں؟

آپ نے فرمایا ہاں میں ہی یوسف ہوں اور یہ میرا بھائی ہے اللہ نے ہم پر بڑا احسان کیا بے شک جو شخص بھی نیک زندگی بسر کرتا ہے اور صبر سے کام لیتا ہے اللہ اس کا بدلہ دیتا ہے۔

حضرت موسی علیہ السلام

پیارے بچو! حضرت موسیٰ علیہ السلام اللہ تعالی کے بہت بڑے رسول گزرے ہیں آپ پر توریت شریف نازل ہوئی ان کی قوم (بنواسرائیل) جنہیں اس وقت یہودی کہا جاتا ہے انہی بنی اسرائیل کی ہدایت اور نجات کا کام آپ کے سپرد ہوا۔ قرآن پاک میں آپ کا بار بار ذکر آتا ہے اس لئے اس قصے کو کھول کر بیان کرنا چاہتے ہیں۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کے بیٹے حضرت اسحاق علیہ السلام شام کے ملک میں آباد ہوئے ان کے بیٹے حضرت یعقوب علیہ السلام تھے جن کا دوسرا نام اسرائیل یعنی اللہ کا بندہ تھا۔ ان کی اولاد بنواسرائیل کہلائی یہ لوگ حضرت یوسف علیہ السلام کی وجہ سے مصر میں آباد ہو گئے تھے، جن کا قصہ پہلے تحریر کر دیا گیا ہے۔ جہاں وہ مصریوں کے چار سو سال تک غلام بنے رہے۔ مصر پر اس زمانے میں قبطیوں کی حکومت تھی۔ ان کا بادشاہ فرعون کہلاتا تھا۔ یہ بنواسرائیل پر طرح طرح کے ظلم کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے رحم فرمایا اور بنواسرائیل کی ہدایت اور آزادی کے لئے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پیدا کیا۔

مصر کے بادشاہ فرعون کو نجومیوں نے بتایا کہ بنی اسرائیل میں بہت جلد ایک لڑکا پیدا ہونے والا ہے جو تیری حکومت کو تباہ کر کے اپنی قوم کو آزاد کر لے گا۔ اس خبر سے وہ پریشان ہو گیا اور اس نے حکم دیا کہ اس قوم میں جو لڑکا پیدا ہوا سے ذبح کر دیا جائے مگر لڑکیاں زندہ رہنے دی جائیں۔

جس سال حضرت موسیٰ علیہ السلام پیدا ہوئے ان کی والدہ کو اس بات کا ہر وقت کھٹکا لگا رہتا تھا کہ کوئی دایہ بادشاہ کو اس بات کی خبر نہ کر دے مگر اللہ نے ان

کو تسلی دی کہ تم فکر نہ کرو۔ جب بھید کھل جانے کا خطرہ زیادہ ہو گیا تو انہوں نے اللہ کے حکم سے انہیں ایک صندوق میں بند کر کے دریا میں ڈالدیا، دریا کے دوسری طرف فرعون کے گھر والے تھے۔ انہوں نے صندوق جو بہتے دیکھا تو اٹھا کر گھر لے گئے۔ انہیں خبر نہ تھی کہ آگے چل کر یہی لڑکا ان کے رنج کا سبب ہوگا۔ فرعون کی بیوی نے کہا اسے قتل نہ کرو۔ یہ ہم سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک ہے ہمارے کام آئے گا اور ہم اسے اپنا بیٹا بنالیں گے۔

پیارے بچو! اب اس کے دودھ پلانے کی فکر ہوئی تو وہ کسی عورت کا دودھ نہیں پیتے تھے۔ ان کی بہن جو اس صندوق کے پیچھے لگی ہوئی تھیں یہ سب کچھ دیکھ رہی تھیں انہوں نے کہا میں ایک انا کا پتہ دیتی ہوں جو اس کو پال لے گی اور اچھی طرح دیکھ بھال کرلے گی اور انہوں نے حضرت موسیٰ کی ماں کا پتہ بتایا۔ اس طرح موسیٰ علیہ السلام اپنی ماں کے پاس پہونچ گئے۔ اللہ میاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنی قوم کے دشمن فرعون کے گھر میں پرورش کرتے رہے۔ یہاں تک کہ جوان ہو گئے۔

ایک روز کا قصہ ہے کہ وہ صبح سویرے شہر آئے اس وقت سب کے سب آرام سے سو رہے تھے۔ انہوں نے اپنی قوم کے ایک آدمی کو دیکھا جسے ایک قبطی مار رہا تھا کیونکہ وہ اس سے بیگار میں کام لینا چاہتا تھا۔ اور وہ انکار کر رہا تھا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام سے اپنی قوم کی ذلت برداشت نہ ہو سکی اور اس کی مدد کے لئے مجبور ہو گئے۔ انہوں نے اس قبطی کے ایسا گھونسا مارا کہ اس کی جان نکل گئی اس کا مرنا تھا کہ حکومت میں کھلبلی پڑ گئی۔ بنی اسرائیل کے ایک شخص نے ہماری قوم کے آدمی کو مار ڈالا۔ چنانچہ حکم دیا گیا کہ قتل کرنے والے کو مار دیا جائے مگر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو وقت پر خبر مل گئی اور وہ مدین کی طرف چلے گئے جو حضرت شعیب علیہ

السلام کا شہر تھا۔

پیارے بچو! حضرت موسی علیہ السلام جب مدین کے قریب پہونچے تو دیکھا کنویں کے پاس بہت سے لوگ جمع ہیں جو اپنے اپنے جانوروں کو پانی پلا رہے ہیں مگر دولڑکیاں اپنے جانوروں کو لئے ایک طرف کھڑی ہیں۔ حضرت موسی نے ان سے پوچھا تم یہاں کیوں کھڑی ہو؟ انہوں نے کہا ہمارا باپ بوڑھا ہے ہم اس انتظار میں کھڑے ہیں کہ یہ لوگ اپنے جانوروں کو پانی پلالیں تو بچا ہوا پانی اپنے جانوروں کو دیں۔ یہ سنا تو انہوں نے پانی کھینچا ان کے جانوروں کو پانی پلایا۔ اور ایک درخت کے نیچے جا کر بیٹھ گئے۔ کیونکہ شہر میں کسی سے جان پہچان نہ تھی۔

وہ دونوں لڑکیاں حضرت شعیب علیہ السلام کی صاحبزادیاں تھیں انہوں نے گھر جا کر اپنے والد سے تمام قصہ بیان کیا اور ان کے فرمانے پر حضرت موسیٰ علیہ السلام کو اپنے گھر لے گئیں جب انہوں نے اپنی مصیبت کا قصہ سنایا تو حضرت شعیب علیہ السلام نے فرمایا اب ڈرنے کی کوئی بات نہیں اللہ نے آپ کو ظالم قوم سے بچالیا ہے۔ اور حضرت شعیب علیہ السلام نے اپنی لڑکی کا نکاح ان سے کر دیا۔

جب نکاح ہو گیا تو دونوں میاں بیوی وہاں سے روانہ ہوئے اور راستے میں ایک جگہ پہاڑی کی طرف انہوں نے آگ دیکھی، موسی علیہ السلام نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہرو میں آگ لیکر ابھی آتا ہوں اور اگر کوئی شخص وہاں مل گیا تو اس سے راستہ بھی معلوم کرلوں گا۔ وہاں گئے تو میدان کے کنارے پر درخت میں سے آواز آئی۔ مبارک ہے وہ جو اس آگ میں ہے اور جو اس کے چاروں طرف ہے تم "طویٰ" کے میدان میں ہو۔ اپنے جوتے اتار دو۔ میں بڑی دانائی والا اللہ ہوں تمام جہان کا اور تمہارا پالنے والا میں نے تمہیں پیغمبری کے لئے چن لیا ہے۔ جو کچھ کہتا ہوں اس کو سن، میری عبادت کر اور میری یاد کی خاطر نماز کی

پابندی کر بے شک قیامت آنے والی ہے۔

اے موسیٰ علیہ السلام تمہارے دائیں ہاتھ میں کیا ہے؟ انہوں نے کہا یہ میری لاٹھی ہے اس پر سہارا لیتا ہوں اپنی بکریوں کے لئے اس سے پتے جھاڑتا ہوں اور اس کے سوا اس سے اور بھی کام لیتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دیا کہ اس لاٹھی کو زمین پر ڈال دو۔ لاٹھی جو ڈالی تو وہ سانپ کی طرح دوڑتی ہوئی دکھائی دی۔ اس پر وہ ڈر گئے اللہ تعالی نے ارشاد فرمایا کہ اس کو پکڑ لو اور ڈرو نہیں۔ ہم ابھی اس کو پہلی حالت پر کر دیتے ہیں اور اپنا داہنا ہاتھ اپنی بائیں بغل میں دے لو۔ پھر نکالو بلا کسی عیب کے نہایت روشن ہو کر نکلے گا۔ یہ دوسری نشانی ہوگی تا کہ ہم تم کو اپنی قدرت کی بڑی نشانیوں میں سے بعض نشانیاں دکھا دیں۔

ان دونوں نشانیوں کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو فرعون کے پاس بھیجا اور فرمایا کہ اس ملک میں فرعون نے فساد پھیلا رکھا ہے اور سرکشی پر کمر باندھی ہے۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا: اکہ اے اللہ میری مدد کے لئے میرے بھائی ہارون کو میرا مدگار بنا دے۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کی دعا قبول ہوگئی اور دونوں بھائیوں نے مصر میں جا کر فرعون سے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں تیرے پاس بھیجا ہے کہ تو بنی اسرائیل کو نہ ستا اور انہیں ہمارے ساتھ روانہ کر دے ہمارے پاس تیرے رب کی نشانیاں ہیں۔ اور یہ بھی یقین کر لے کہ سلامتی اس شخص کے لئے ہے جو سیدھی راہ پر ہوگا اور جو شخص جھٹلائے گا اور سرکشی کرے گا اس پر اللہ کا عذاب آئے گا۔

فرعون کے پاس اللہ کا پیغام پہنچا دیا گیا مگر اسے اپنی حکومت فوج اور خزانوں پر گھمنڈ تھا اس لئے وہ برابر ان سے بحث کرتا رہا اور جب ہر بات کا اس کو ٹھیک جواب ملتا رہا تو اس نے موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ تم بچے سے تھے

جب تم ہمارے گھر میں آئے تھے ہم نے تمہیں سالہا سال تک اچھی طرح پالا، حضرت موسیٰ علیہ السلام نے فرمایا کہ رہا تیرا احسان جتلانا پرورش کا سو وہ یہ نعمت ہے جس کا تو مجھ پر احسان رکھتا ہے کہ تو نے بنی اسرائیل کو سخت ذلت میں ڈال رکھا تھا اور جب تم نے میرے قتل کا ارادہ کیا تو میں مدین چلا گیا۔ پھر اللہ نے مجھے دانائی دی اور اب رسول بنا کر تیری طرف بھیجا ہے، فرعون نے کہا:

﴿اور تم نے وہ حرکت جو کی تھی یعنی قبطی کو قتل کیا تھا اور تم بڑے ناشکرے ہو﴾

حضرت موسیٰ نے جواب دیا کہ واقعی میں اس وقت وہ حرکت کر بیٹھا تھا اور مجھ سے غلطی ہوگئی تھی۔

فرعون ان کی بات سن کر لاجواب ہوگیا۔ اور بات بدل کر پوچھنے لگا تمہارا رب کون ہے، نے فرمایا جس نے آسمان اور زمین کو پیدا کیا جو نہ صرف تمہارا بلکہ تمہارے باپ دادا کا پالنے والا ہے فرعون نے درباریوں سے کہا کہ یہ تو کوئی دیوانہ ہے جو بہکی بہکی باتیں کر رہا ہے۔

آخر جب وہ ہر طرف سے تنگ ہوگیا تو اس نے تمام ملک میں ڈھنڈورا پٹوایا بڑے بڑے جادوگروں کو بلوایا۔ چاروں طرف ہرکارے دوڑائے اور عید کے دن سب کے سب میدان میں جمع ہوگئے اب ایک طرف فرعون تھا اس کے درباری شاہی فوجیں اور اس کی قوم اور دوسری طرف غریب اور بے کس حضرت موسیٰ علیہ السلام اور ہارون علیہ السلام تھے اللہ کے سوا اور مدد دینے والا نہ کوئی تھا۔

جادوگروں نے نظر بندی کر کے اپنی رسیاں اور لاٹھیاں ڈالدیں اور دیکھنے والوں کو ایسا معلوم ہوا کہ وہ سانپ دوڑ رہے ہیں حضرت موسیٰ علیہ السلام پہلے تو ڈر گئے مگر اللہ تعالیٰ نے کہا تو نہ ڈر، تیری ہی فتح ہوگی تیرے داہنے ہاتھ میں

جولاٹھی ہے اسے ڈالدے کہ وہ ان سب کو نگل جائے گی۔ جو کچھ انہوں نے بنایا ہے صرف جادو ہے جہاں اللہ کا حکم آ جائے وہاں جادو کام نہیں کر سکتا۔ جادوگروں نے جو دیکھا تو وہ سب کے سامنے سجدے میں گر پڑے اور کہا کہ ہم موسیٰ اور ہارون کے رب پر ایمان لے آئے، فرعون نے غصہ میں آ کر کہا تم نے اس کو مان لیا ہے ابھی میں نے حکم نہیں دیا تھا وہی تمہارا بڑا ہے جس نے تم کو جادو سکھایا ہے۔ تم سب نے مل کر یہ شرارت کی ہے تم سب کے ہاتھ اور دوسری طرف کے پاؤں کاٹ ڈالوں گا اور پھر سب کو سولی پر چڑھا دوں گا۔

مگر ان جادوگروں پر دھمکی کا کوئی اثر نہ ہوا انہوں نے کہا ہمیں کچھ پرواہ نہیں۔ ہمیں اپنے رب کے پاس جانا ہے زور تو بس اسی زندگی تک چل سکتا ہے جو کچھ تجھے کرنا ہے کر لے، اے ہمارے پالنے والے ہم تجھ پر ایمان لے آئے ہیں۔ جب ہم پر یہ مصیبتیں آئیں تو ہمیں صبر دینا اور دنیا سے مسلمان ہی اٹھانا۔

فرعون نے ان جادوگروں کو جو مسلمان ہو گئے تھے سولی پر چڑھا دیا اور ان کے ہاتھ پیر کٹوا دیئے۔ اتنی تکلیفوں کے ہوتے ہوئے بھی وہ ایمان پر قائم رہے۔ اس واقعہ کے بعد بھی فرعون کی قوم اللہ تعالیٰ پر ایمان نہیں لائی اور اپنے غرور میں رہی۔ اللہ تعالیٰ بڑا مہربان ہے وہ بار بار اپنے بندوں کو سیدھی راہ دکھاتا ہے اس کے بعد اللہ میاں فرعون اور اس کی قوم کو ڈرانے کے لئے طرح طرح کے عذاب بھیجتا رہا۔ کبھی لوگوں کی نصیحت کے لئے قحط ڈالا اور پیداوار کی کمی کر دی۔ مگر جب کبھی ان پر یہ آفت آتی تو یہی کہتے کہ موسیٰ اور ان کے ساتھیوں کی نحوست ہے پھر اور زیادہ سمجھانے کے لئے ان پر وبا، ٹڈیاں، جوئیں، مینڈک اور خون کی نشانیاں بھیجیں۔ مگر جب کبھی ان پر کوئی عذاب آتا تو حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہتے آپ ہمارے لئے دعا کریں اگر عذاب ٹل گیا تو ہم ضرور مسلمان ہو جائیں

گے۔مگر ان کی حالت یہ تھی کہ ادھر عذاب ٹلا اور ادھر وہ اپنے اقرار سے پھر گئے۔

پیارے بچو! جب ان کی سرکشی کی حد ہوگئی تو اللہ میاں کے حکم سے حضرت موسیٰ اپنی تمام قوم کو لیکر وہاں سے راتوں رات نکل کھڑے ہوئے، فرعون نے بھی شرارت اور ظلم سے ان کا پیچھا کیا اور صبح ہوتے ہی ان کو سمندر کے قریب جالیا۔موسیٰ کے ساتھی چلائے کہ ہم پکڑے گئے آپ نے فرمایا ہرگزنہیں! میرے ساتھ میرا رب ہے جو مجھے راستہ بتادے گا۔

غرض اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو صحیح وسالم سمندر کے پار اتار دیا۔مگر جب فرعون اور اس کے لشکروں نے ظلم اور شرارت کے لئے ان کا پیچھا کیا تو دیکھتے ہی دیکھتے سب غرق ہوگئے۔اور یوں اللہ نے ان باغوں چشموں اور عالی شان محلوں سے نکالا اور پھر ان ظالموں پر نہ آسمان رویا اور نہ زمین اور بنی اسرائیل کو ان چیزوں کا مالک بنادیا اس لئے کہ وہ صبر کرتے تھے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ایک شہزادے کی سچی کہانی

ہیں دنیا میں عبرت کے ہر سو نمونے ÷ مگر تجھ کو اندھا کیا رنگ و بو نے
کبھی غور سے یہ بھی دیکھا ہے تو نے ÷ جو معمور تھے وہ محل اب ہیں سونے

ہارون الرشید خلفاء عباسیہ میں سے بڑے پایہ کا خلیفہ گزرا ہے جو ماہ ربیع الاول ۱۷۰ھ مطابق ۷۸۶ء کو ۲۲ سال کی عمر میں تخت خلافت پر بیٹھا۔تقریباً تئیس سال بڑے تزک واحتشام کے ساتھ اس نے حکومت کی ہے سیاسی اور تمدنی حیثیت سے بھی اس کا عہد نہایت تابناک رہا ہے اسکے دور خلافت میں عباسیوں کے تجارتی بیڑے مشرق میں چین تک، مغرب میں مراکش وہسپانیہ تک آتے جاتے تھے۔

نہریں نکالیں تو عراق تک پھیلا دیں اس کا دار الخلافہ بغداد تھا۔ جو گول شکل میں تعمیر کیا گیا تھا۔

گرداگرد ۴۴ گز اونچی فصیل تعمیر کی گئی تھی فصیل کی بنیاد کی چوڑائی پچاس ہاتھ رکھی گئی تھی اور دیواریں بیس گز چوڑی تھیں جن پر سوار بہ آسانی آ جا سکتے تھے پہرہ دے سکتے تھے، اور جنگی سامان گاڑیوں پر رکھ کر ضرورت کے مقامات تک پہنچایا جاتا تھا فصیل میں ۱۶۳ برج تھے فصیل کے گرداگرد عمیق خندق تھی بیرونی فصیل سے چند سو گز کے فاصلے پر دوسری فصیل اور پھر چند سو گز کے فاصلے پر تیسری تعمیر کی گئی تھی تاکہ شہر کی حفاظت پوری طرح ہو سکے بیرونی فصیل میں چار بڑے بڑے آہنی دروازے لگائے گئے ہر دروازے پر بڑے بڑے گنبد تھے جن کی بلندی پچاس گز تھی شہر کی حفاظت کے لئے ہر دروازے پر فوجی افسروں کی ماتحتی میں ایک ایک ہزار سپاہی تعینات تھے ان دروازوں کو بند کرنے کے لئے ۲۵ آدمیوں کی ضرورت ہوتی تھی اس علاقہ کی آب و ہوا معتدل تھی ایک طرف دجلہ اور دوسری طرف فرات تھا ان دونوں دریاؤں کا درمیانی علاقہ ایک طرف تو سرسبز و شاداب تھا دوسری طرف جنگی نکتہ نظر سے دفاع کے لئے بہت اچھا تھا بلکہ تجارتی نکتہ نظر سے بھی بہت اچھا تھا یہ ایک ایسی جگہ تھی جہاں سے دریائے دجلہ کے ذریعہ بصرہ بحرین ہندوستان اور مشرق بعید چین تک تجارت ہوتی تھی دوسری طرف دریائے فرات کے ذریعہ شام، مصر ایران وغیرہ سے تجارتی مال کی درآمد و برآمد ہوتی تھی دجلہ اور فرات سے بیس بڑی چھوٹی نہریں نکالی گئیں شہر میں چار بڑی سڑکیں تھیں جو بیرونی شہر پناہ کے ایک دروازے سے شروع ہو کر دوسرے دروازے تک جاتی تھیں پھر ان سڑکوں سے شہر کے اندرونی حصے میں جانے کے لئے چھوٹی سڑکیں اور گلی کوچے تھے، شہر کے درمیان میں خلیفہ کا محل تھا۔

اس محل کے بیرونی حصہ میں ایک خوبصورت اور ہرا بھرا باغ تھا جس میں سنگ مرمر کے بڑے حوض تھے ان کے قبوں پر سونے کا اور چاندی کا پانی چڑھایا گیا تھا جس پر نہایت نفیس خط میں بہترین اشعار لکھے ہوئے تھے باغ کی تمام روشوں پر سرخ سنگریزے بچھے ہوئے تھے درمیان میں قبۃ الخضراء کے نام سے ایک برج بنا ہوا تھا اس پر گہرا سبز رنگ تھا اس کی بلندی اسی گز تھی بغداد آنے والے قافلے اس برج پر چڑھ کر میلوں کی دوری سے دیکھے جاسکتے تھے قصر شاہی سے متصل جامع مسجد تعمیر ہوئی اس کی خصوصیت اپنی نظیر آپ تھی۔ اس کے آس پاس کارکنان حکومت کی عمارتیں تھیں پھر اور مکانات و بازار تھے ہر طبقہ کی جداگانہ آبادی تھی سڑکیں چوڑی تھیں پاس ہی دریائے دجلہ بہہ رہا ہے۔

خلیفہ کے محل میں ہزار پردے لٹکے ہوئے تھے ہزاروں قالین بچھے ہوئے تھے رعیت مالامال تھی تجارتی مال سے بغداد کے بازار پٹے پڑے تھے ہر چیز کے دام بہت ارزاں تھے اوسط درجہ کے وزن کی بکری ایک درہم میں ملتی تھی ایک درہم موجودہ پاکستانی سکے کے لحاظ سے چار آنے (۲۵ پیسے) کا ہوتا تھا بغداد کی مردم شماری ہارون رشید کے زمانہ میں دس لاکھ نفوس تھی اس زمانے میں اتنی بڑی آبادی والا شاید ہی کوئی دوسرا شہر ہو۔

تاریخ خطیب کے مطابق شہر میں تیس ہزار مسجدیں ساٹھ ہزار حمام تھے شفاخانوں میں طبیبوں کی تعداد آٹھ سو تھی۔

ہارون رشید کی والدہ ملکہ خیزران کی آمدنی تقریباً سولہ کروڑ درہم سالانہ تھی، صحیح حدیث کی چھ کتابیں جن کو صحاح ستہ کہا جاتا ہے اسی کے عہد میں لکھی گئیں چاروں امام یعنی امام اعظم، امام مالک، امام شافعی اور امام احمد بن حنبل علیہم الرحمہ سب اس کے زمانے میں موجود تھے اور بھی بڑے بڑے علماء وفضلاء اولیاء اللہ اس

کے زمانہ میں ہوئے ہیں ابتدائی تعلیم کا انتظام مساجد میں کیا ہوا تھا اور طلبہ کو مفت خورد پوش دی جاتی تھی الغرض ایک شاندار خلافت کا مالک تھا۔ اس خلیفۂ وقت کے جہاں دو بیٹے امین و مامون تھے ایک تیسرا بیٹا اور بھی تھا جس کا ذکر کرنا مقصود ہے جس کے واقعہ کو روض الریاحین میں امام یافعی رحمہ اللہ نے لکھا ہے وہ قدرے تفصیل سے محض عبرت و نصیحت کے لئے لکھا جاتا ہے تاکہ دنیا سے بے رغبتی اور آخرت کی طرف توجہ ہو جائے کیونکہ یہ دنیا اور اس کی زندگی چند روزہ ہے آخر اسے چھوڑ کر جانا ہے۔

ہے بہار باغ دنیا چند روز
کچھ نہیں اس کا بھروسہ چند روز
دفن کرکے قبر میں بولی قضا
اب یہاں تم سوتے رہنا چند روز
اے مسافر کوچ کا سامان کر
اس جہاں میں ہے بسیرا چند روز
غافلو! یاد الٰہی چاہئے
اس سرا میں ہے ٹھکانہ چند روز
کیوں ستاتے ہو کسی بے ظلم کو
ظالمو! یہ ہے زمانہ چند روز
یہ نمائش اس جہاں کی اس طرح
جیسے نوچندی کا میلہ چند روز

دنیائے فانی سے دھوکا نہ کھاؤ قدم بڑھاؤ آگے چلو، وطن مالوف مرنے کے بعد ہے۔

خلیفہ ہارون رشید کا یہ لڑکا عابد و زاہد تھا سولہ سترہ سال کی عمر میں دن کو

روزہ رکھتا اور راتوں کو قیام کرتا درویشوں اہل اللہ کی صحبت ملی تھی اس لئے بادشاہت اور دنیا کے جھمیلوں سے دور رہتا تھا۔ راتوں کی تنہائی مرغوب تھی۔ مولائے کریم کی یاد اس کا مشغلہ تھا کبھی وہ گورستان میں جاتا تو ان بسنے والوں کو حسرت سے دیکھتا اپنی موت کو یاد کرتا۔ قبر کے حالات سوچتا۔ دنیا کی فنائیت نظر کے سامنے آجاتی اسی طرح ایک روز وہ گورستان گیا اور اہل قبور سے بے اختیار یکبارگی خطاب کرنے لگا اور اس طرح گویا ہوا۔

اے قافلے والو! تم ہم سے پہلے اس دنیا میں موجود تھے تم بھی مکانوں اور جائیداوں کے مالک تھے تم بھی زندوں کی طرح قسم قسم کے کھانے کھاتے تھے ہماری طرح بڑی بڑی آرزوئیں اور خیالات رکھتے تھے ہر خیال ایک پوری تعمیر تھا تم میں امیر بھی تھے، غریب بھی عقل مند اور ناصح بھی۔ لیکن اس زمین میں آکر ایسے بسے ہو کہ تم اپنا حال نہیں بتلاتے۔ تم پر کیا گزری تم سے سوالات ہوئے تو کیا جواب دیا، تمہاری تمنائیں کیا ہوئیں، تمہاری دل کی امنگیں اور آرزوئیں پوری ہوئیں یا دل کی دل میں رہ گئیں، موت آئی تو کیا حال ہوا اس کا مزہ کیسا پایا؟۔

قافلے والو! کچھ بولو آج امیر وغریب کی قبر پہچانی نہیں جاتی سب کے سب مٹی کے نیچے خاموش ہو، تم کو تمہارے کئے کا کیا عوض مل رہا ہے؟ یہ اپنے کئے کے عوض کی جگہ ہے یا باغ وبہار ہے یا دوزخ کا گڑھا ہے معلوم نہیں قبر میں کون روتا ہے اور کون ہنس رہا ہے!۔

الغرض اس قسم کے کلمات کہتا اور پھوٹ کر روتا اور سوچتا میرا حال کیا ہوگا، موت ایک دن آنی ہے یہ بستی ایک دن بسانی ہے سب دنیا کا کر دفر ختم ہوجائے گا، خواہ پہلوان ہو یا چاند سے مکھڑے والا ہو موت کسے چھوڑے گی مجذوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

کیسے کیسے گھر اجاڑے موت نے
کھیل کتنوں کے بگاڑے موت نے
پیلتن کیا کیا بچھاڑے موت نے
سروقد قبروں میں گاڑے موت نے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے
تا بہ کے غفلت؟ سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے
ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

الغرض یہ شہزادہ محلوں میں رہنے والا محلات سے بے رغبت تھا لباس بھی صوفیوں جیسا رکھتا تھا ایک دن ایسا ہوا کہ ہارون رشید (اس کا والد) دربار میں بیٹھا ہوا تھا، باقاعدہ دربار سجا ہوا تھا امراء، وزراء اور ارکان دولت اپنے اپنے مرتبہ پر بیٹھے تھے، خلیفہ پر نہایت شان وشوکت ٹپک رہی تھی اتفاق سے یہی شہزادہ دربار میں اس حالت میں آیا کہ ایک کمبل اوڑھے ہوئے اور ایک تہبند باندھے ہوئے تھا شہزادے کو اس حالت میں دیکھ کر اعیان سلطنت میں سے کسی ایک نے دوسرے کو آواز کے ساتھ کہا امیر المومنین خلیفۃ المسلمین اور بادشاہوں کی ایسی ہی اولاد نے ان کو بدنام کیا ہے!، اس میں بدنامی ہوتی ہے! خلیفہ کے پاس کس چیز کی کمی ہے اگر خلیفۃ المسلمین اس لڑکے کو تنبیہ وتہدید کریں تو بہت ممکن ہے یہ اپنی حالت درست

کر لے، آخر کس چیز کی کمی ہے؟ رعیت زادے اور شہزادے میں کوئی فرق چاہئے! جب ہارون رشید نے یہ طعن آمیز گفتگو سن لی تو اسے بھی خیال آیا اور اس نے اپنے بیٹے کو خطاب کیا۔

ہارون رشید: بیٹا تمہارے اس چال چلن نے مجھے رسوا کیا اگر تم عمدہ پوشاک پہنے ہوتے تو آج یہ بات پیدا نہ ہوتی۔ لڑکے نے سن کر اپنے والد کی طرف ایک لحظہ دیکھا اور گردن جھکا لی زبان سے کچھ نہ کہا اتفاق کی بات کہ دربار کے برج پر ایک پرندہ بیٹھا ہوا تھا لڑکے کی نظر اس پرندے پر گئی تو لڑکے نے سب کے سامنے اس پرندے کو اس طرح خطاب کیا۔

لڑکا: اے پرندے تجھ کو تیرے پیدا کرنے والے کی قسم ہے اسی وقت تو میرے ہاتھ پر آ بیٹھ! یہ سنتے ہی وہ پرندہ لڑکے کے ہاتھ پر بھرے دربار میں آ بیٹھا۔ خلیفہ اور درباریوں نے اس کا کلام سنا اور یہ دیکھا۔ کچھ دیر وہ پرندہ لڑکے کے ہاتھ پر بیٹھا رہا لڑکے نے پرندے سے کہا جا اپنی جگہ چلا جا!۔ فوراً پرندہ اس کے کہنے سے اپنی جگہ جا بیٹھا۔ لڑکے کی یہ کرامت دیکھ کر سب حیران ہوئے اس کے بعد پھر لڑکے نے اسی پرندے کو خطاب کیا اور کہا اے پرندے! تجھے تیرے خالق کی قسم ہے ذرا امیر المومنین کے ہاتھ پر آ بیٹھ پرندے کو آواز پہنچی لیکن وہ وہیں بیٹھا رہا، گویا اس نے سنا ہی نہیں ہے۔ اس پر لڑکے نے کہا اے امیر المومنین! آپ نے حب دنیا کی وجہ سے مجھے اولیاء اللہ کی جماعت و دربار میں رسوا کیا۔ آپ کی اطاعت رعب اور حب دنیا کی وجہ سے کی جاتی ہے ورنہ برضاء ورغبت تو ایک پرندہ بھی آپ کی اطاعت کے لئے تیار نہیں ہے اب میں آپ کو دنیا داروں میں رسوا نہیں کرونگا میں نے ارادہ کیا ہے کہ میں اور کسی جگہ جہاں کوئی نہ پہچانے چلا جاؤں گا آپ میرے والد ہیں آپ کو تکلیف ہوگی آپ مجھے دنیا کی طرف متوجہ کرینگے

مجھے آخرت مرغوب ہے۔ "والآخرۃ خیر و ابقی "
اور آخرت ہی بہتر اور باقی رہنے والی ہے دنیا ایک دن ختم ہو جائے گی یہ فانی ہے، یہ کہہ کر دربار سے باہر آ گیا گھر گیا اور ایک قرآن مجید کا نسخہ ایک انگوٹھی پاس تھی وہ لے کر بے توشہ اور بغیر سامان کے وہاں سے چل دیا یہ خدا کا پیارا بندہ پیدل سفر طے کر کے بغداد سے بصرہ پہنچ گیا حلال روزی کی تلاش میں بازار گیا اور مزدوروں کے بیٹھنے کی جگہ جا بیٹھا کہ مٹی گارے کا کام کر کے روزی حاصل کروں گا رات دن عبادت الٰہی میں مشغول رہتا مزدوروں کے ساتھ مٹی گارے کا کام کر کے گزراوقات کرتا ہفتے بھر میں صرف ایک دن کام کر کے مزدوری لے لیتا اور بقیہ دن اسی پر گزران کرتا اور جس کے یہاں کام کرتا اس سے ایک درہم ایک دانگ مزدوری طے کر لیتا وہی لیتا اور صبر وسکون سے یادالٰہی میں لگا رہتا اور خدا کا شکر کرتا۔

ابو عامر بصری رحمہ اللہ کہتے ہیں کہ اتفاق سے میری ایک دیوار گر گئی تھی اسے بنوانے کی ضرورت تھی اس لئے میں اس کو چنوانے کی خاطر مزدوروں کے بازار میں گیا تا کہ کسی معمار سے دیوار بنواؤں میں جب بازار پہنچا تو مزدوروں کے پاس ایک طرف ایک نوجوان لڑکے پہ نظر پڑی بظاہر یہ معلوم ہوتا تھا کہ یہ مزدوروں کی صف میں مزدوری کرنے کے لئے آیا ہے اس کا چہرہ نہایت خوبصورت تھا چہرے اور بدن پر عبادت کے آثار تھے اور قرآن شریف کی تلاوت کر رہا ہے سامنے چٹائی کی ایک زنبیل رکھی ہے اس میں مختصر سا سامان ہے میرے دل میں آیا کہ اس سے پوچھوں:

ابو عامر: میاں صاحبزادے تم کام کرو گے؟
لڑکا: کیوں نہیں چچا جان! کیا کام ہے؟۔
ابو عامر: تم کس قسم کا کام کرو گے؟

لڑکا: آپ مجھ سے کس قسم کا کام لیں گے؟

ابو عامر: مجھے مٹی گارے کا کام کرانا ہے میری ایک دیوار گر گئی ہے اس کو بنوانا ہے۔

لڑکا: بہت بہتر! میں چلتا ہوں لیکن مزدوری ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا، دوسری شرط یہ ہے کہ نماز کے وقت نماز پڑھنے جاؤں گا۔

ابو عامر: مجھے یہ شرط منظور ہے ابو عامر اس لڑکے کو گھر لے گئے اور منہدم دیوار کو دکھلایا کہ یہ دیوار بنانی ہے۔ یہ اینٹیں ہیں اور یہ مٹی ہے پانی یہ ہے کام شروع کریں میں جاتا ہوں۔

ابو عامر اپنے کام سے چلے گئے لڑکے نے کام شروع کیا گارا بنایا اور دیوار چننی شروع کی دن بھر وہ کام کرتا رہا بہت لمبی دیوار تھی مغرب کے بعد جب ابو عامر آئے تو دیوار بن کر تیار کھڑی تھی بڑا تعجب ہوا کہ جتنا کام دس آدمی کرتے ہیں اس اکیلے نے اتنا کام اتنی جلدی کر لیا۔ یہ خیال کر کے کہ اس نے بہت محنت کی ہے بجائے ایک درہم وایک دانگ مزدوری کے پورے دو درہم دینے لگے۔ لڑکے نے لینے سے انکار کیا کہ زیادہ کا میں کیا کروں گا جو میری مزدوری طے تھی مجھے صرف اتنی ہی دیدو مجھے وہی کافی ہے ابو عامر نے مقررہ مزدوری دی اور لڑکا وہی لے کر رخصت ہوا۔

دوسرے روز خیال آیا کہ مزدور بہت اچھا اور کام کا ہے لاؤ دوسری دیوار بھی بنوالوں اس لئے دوسرے روز پھر اس مزدور کی تلاش میں بازار گئے اور اس مزدور کو تلاش کیا مگر وہ کہیں نظر نہ آیا بالآخر دوسرے مزدوروں سے معلوم کیا کہ ایک لڑکا ایسی ایسی شباہت کا یہاں کل قرآن شریف کی تلاوت کر رہا تھا وہ کہاں ہے؟ مزدوروں نے کہا کہ وہ لڑکا ہفتے میں صرف ایک دن کام کرتا ہے ایک دن کام کر کے پھر چھ روز وہ نہیں آتا آپ کو ہفتے کے روز ہی یہاں ملے گا۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے دل میں سوچا کہ کام اسی مزدور سے کرانا ہے اس لئے ہفتے کے دن پر کام کو موقوف کر کے واپس آ گیا ہفتے کے روز پھر میں بازار گیا دیکھا تو وہ مزدور اسی طرح وہیں بیٹھا ہوا قرآن کریم کی تلاوت کر رہا ہے میں اس کے پاس گیا اور اس سے کہا کیا تم کام کرو گے؟ اس نے کہاں ہاں کروں گا اور وہی پہلی والی دو شرطیں لگائیں کہ مزدوری ایک درہم اور ایک دانگ لوں گا اور نماز کے وقت نماز پڑھنے جاؤں گا، مزدوری نہ کم لوں گا اور نہ زیادہ لوں گا۔

چنانچہ میں اس کو دوسری دیوار بنانے کے لئے گھر لایا اور دیوار چننے کے لئے کام بتلا کر گھر آ گیا پھر میں نے چھپ کر دیکھنا شروع کیا کہ آخر یہ اتنا کام اکیلا کس طرح کر سکتا ہے بالآخر جس وقت اس نے دیوار بنانے کا ارادہ کیا تو میں نے کیا دیکھا کہ گارا وہ لڑکا بچھا دیتا ہے اور اینٹیں خود بخود اپنی جگہ سے اٹھ کر گارے پر لیول میں بچھتی جا رہی ہیں یہ اس کی کرامت تھی۔ میں نے سمجھ لیا کہ یہ مزدور مزدور ہی نہیں بلکہ اللہ کا ولی ہے اللہ تعالیٰ اپنے نیک بندوں کی اعانت فرماتے ہیں نیکی بھی واقعی نیکی ہی ہے اس سے دنیا و آخرت دونوں سدھر جاتے ہیں۔

شام تک وہ دیوار پوری ہو گئی میں نے بہت چاہا کہ اسکو زیادہ مزدوری دوں لیکن اس نے لینے سے انکار کیا اور کہا مجھے تو میری مقررہ مزدوری دے دو زیادہ نہیں چاہئے۔ چنانچہ وہی ایک درہم اور ایک دانگ اس کو دیا وہ لے کر چلا گیا مجھے اس سے محبت ہو گئی اور اللہ کے نیک بندوں سے محبت ہونی ہی چاہئے۔ حدیث شریف میں بھی آیا ہے: "المرء مع من احب" آدمی اسی کے ساتھ ہو گا جس سے اس کو محبت ہے۔

چند ہفتے گزرنے کے بعد میرا دل چاہا کہ اس ولی اللہ سے ملاقات کرنی چاہئے چنانچہ میں ملاقات کی غرض سے بازار گیا لیکن باوجود ہفتے کا دن ہونے کے

اس کو وہاں نہیں پایا لوگوں سے دریافت کیا کہ آج ہفتہ ہے وہ مزدور جو تلاوت کیا کرتا ہے آج نہیں آیا بہت دریافت کرنے کے بعد پتہ چلا کہ وہ تو تین روز سے ایک ویرانے میں بستر مرگ پر پڑا ہوا ہے، بیمار ہے اور کوئی اس کا پرسان حال وہاں نہیں ہے۔

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے اس بتانے والے کو کچھ دیا تا کہ وہ مجھے اس تک پہنچا دے جہاں وہ بیمار اجل پڑا ہوا ہے جب میں وہاں پہنچا تو دیکھا کہ ایک ویران گورستان ہے چند قبریں ابھری ہوئی ہیں چند کے تعویذ نظر آتے ہیں اور اکثر مزارات کے نشان مٹ چکے ہیں، ہو کا عالم ہے، کنارے پر ایک مکان ہے جس کی چھت آدھی گر چکی ہے دیواریں شکستہ ہو چکی ہیں اس سنسان جگہ کوئی آدمی نظر نہیں آتا یہ غریب الوطن مسافر اینٹ کا سرہانہ لگائے خاک زمین پر لیٹا ہوا ہے۔ آج اس کی تیمارداری کرنے والا کوئی نہیں ہے یہ کہنے والا کوئی نہیں کہ تیرا کیا حال ہے تجھ پر کیا گزر رہی ہے؟ اس صابر دبے کس کو جو قریب بے ہوشی کے بے چارگی کی حالت میں سویا ہوا ہے میں نے سلام کیا اس نے نرم آواز سے سلام کا جواب دیا۔ میرا دل بھر آیا، اس کے سر کو اینٹ سے اٹھا کر اپنی گود میں رکھا اور میرے آنسو اس کے رخسار پر گرے اس نے آنکھیں کھولیں اور مجھے پہچانا اور یہ اشعار پڑھے:

یا صاحبی لا تغترر بتنعم

فالعمر ینفد والنعیم یزول

واذا حملت الی القبور جنازة

فاعلم بانك بعدها محمول

ترجمہ: اے میرے دوست! خوش عیشی اور دنیا کی نعمتوں سے دھوکے میں نہ رہنا یہ عمر آخر ختم ہو جانے والی ہے اور یہ نعمتیں زائل ہونے والی ہیں جب کبھی کسی جنازے کو کاندھوں پر اٹھا کر لے چلے تو دل میں سمجھ لیا کر کہ ایک دن یہ کندھوں کی سواری

میرے لئے بھی مقرر ہے اوراسی طرح میں بھی اٹھا کر ٹھکانے پہنچایا جاؤں گا۔

اس کے بعد اس لڑکے نے کہا اے ابو عامر شاید یہ میرا آخری وقت ہے جب میری روح قفس عنصری سے پرواز کر جائے تو سنت کے مطابق مجھے غسل دینا اور مجھے میری ان ہی چادروں میں کفن دینا جو میرے بدن پر لپٹی ہوئی ہیں۔ میں نے کہا نہیں صاحبزادے میں تجھ کو اچھا اور نیا کفن دوں گا تو فکر نہ کر خدا تیری آخرت اچھی کرے۔

لڑکے نے کہا نئے کپڑوں کے لئے زندہ رہنے والے ہی زیادہ مستحق ہیں جب زندگی ان ہی کپڑوں میں گزار دی تو نئے کپڑے مرنے کے بعد کیا کام آئیں گے نئے ہوں یا پرانے سب کو مٹی میں مل جاتا ہے، جہاں جا رہا ہوں وہاں تو ایمان اور نیک عمل کی ضرورت ہوگی۔ حضرت مجذوب رحمہ اللہ فرماتے ہیں:

دفعتہ سر پر جو آ جائے اجل
پھر کہاں تو اور کہاں دار العمل
جب جائے گا یہ بے بہا موقعہ نکل
پھر نہ ہاتھ آئے گی عمر بے بدل

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

چند روزہ ہے یہ دنیا کی بہار
دل لگا اس سے نہ غافل ہوشیار
عمر اپنی یوں نہ غفلت میں گزار
ہوشیار اے محو غفلت ہوشیار

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

زور تیرا یہ نہ بل کام آئے گا
اور نہ یہ طول امل کام آئے گا
کچھ نہ ہنگام اجل کام آئے گا
ہاں مگر اچھا عمل کام آئے گا

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

لڑکے نے کہا اے ابو عامر! میری ایک وصیت ہے امید ہے کہ آپ اس کو پورا کریں گے دیکھو یہ میری زنبیل ہے اور ایک ازار ہے اسے گورکن کو مزدوری میں دیدینا اور یہ قرآن مجید اور یہ میری انگوٹھی امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید کو پہنچا دینا اور تم خود اس امانت کو جاکر سونپنا اور کہنا کہ یہ تمہاری امانت ایک مسکین غریب الوطن لڑکے نے میرے سپرد کی ہے اور ان سے کہنا: اے امیر المومنین خلیفۃ المسلمین! زندگی کا کچھ بھروسہ نہیں ایک دن موت آجانی ہے دنیا فانی ہے آخرت ہی باقی رہنے والی ہے جب تک سانس باقی ہے نیکی کرسکتے ہو پھر جزاء وسزا کا وقت ہوگا وہ لڑکا اس قسم کی گفتگو کرتا رہا اس کے آنسو بہہ رہے تھے اتنے میں اس نے بلند آواز سے کلمہ طیبہ پڑھا اور روح پرواز کرگئی انا للّٰہ و انا الیہ راجعون ۔

حدیث شریف میں ہے جس کا آخری کلمہ، کلمۂ طیبہ ہوگا وہ جنت میں داخل ہوگا سب ہی کو یہ وقت پیش آنا ہے:

سرکشی زیر فلک زیبا نہیں
دیکھ جانا ہے تجھے زیر زمین
جب تجھے مرنا ہے ایک دن بالیقین
چھوڑ فکر این و آں کر فکر دیں

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ابو عامر کہتے ہیں کہ میں نے اس وقت سمجھا کہ یہ خلیفۂ وقت کا جگر گوشہ ہے محلوں میں رہنے والا اس سنسان جنگل میں کسمپرسی کی حالت میں اکیلا ہو کر عالم آخرت کو چلدیا نہ کوئی رونے والا نہ فریاد کرنے والا ہے ۔

ابو عامر شہر میں گئے لوگوں کو خبر کی چندلوگ ان کے ساتھ سامان لے کر آئے اور اللہ کے نیک بندے کو سنت کے مطابق کفن دیا اور سپرد خاک کیا مجذوب صاحب فرماتے ہیں:

کوچ ہاں اے بے خبر ہونے کو ہے
تا بہ کے غفلت سحر ہونے کو ہے
باندھ لے توشہ سفر ہونے کو ہے
ختم ہر فرد بشر ہونے کو ہے

ایک دن مرنا ہے آخر موت ہے
کرلے جو کرنا ہے آخر موت ہے

ابو عامر کہتے ہیں کفن دفن سے فارغ ہو کر لڑکے کی وصیت کے مطابق اس کا قرآن شریف اور انگوٹھی لے کر بغداد آیا جب میں بغداد پہنچا تو امیر المومنین خلیفہ ہارون رشید کی سواری نکلنے والی تھی میں نے دیکھا کہ پیدل فوج ہتھیار سے آراستہ آرہی ہے، دورویہ لوگ کھڑے ہوئے ہیں دھوم دھام کیساتھ بالترتیب پیدل فوج کے بعد سانڈنی سوار آئے ان کے بعد گھوڑے سوار ہر رسالے میں ہزار سوار ہوں گے درمیان میں ہاتھی پر ہودج میں ہارون رشید بیٹھا ہوا آتا دکھلائی دیا میں اونچے مقام پر کھڑا ہو گیا جب اس کی سواری میرے سامنے آئی میں

نے بلند آواز سے کہا امیر المومنین! میں تم کو رسول کریم ﷺ کی قرابت کا واسطہ دیتا ہوں ذرا توقف فرمائیے!

امیر المومنین نے میری طرف دیکھا اور سواری کو ٹھہرانے کا حکم دیا میں نے قریب جا کر سلام عرض کیا اور وہ امانت یعنی قرآن شریف اور انگوٹھی پیش کی اور کہا یہ آپ کی امانت ہے خلیفہ سمجھ گیا اور بس ایک غم کی لہر تھی جو بدن میں دوڑ گئی حکم دیا کہ سواری محل سرائے میں واپس لے جائی جائے۔ چنانچہ سواری واپس کی گئی جب سواری محل سرا کی ڈیوڑھی پر پہنچی مجھے حاضر کرنے کا حکم دیا ایک درباری نے مجھ سے کہا خلیفہ بہت غمگین و اداس ہو گئے ہیں غم کی زیادہ بات نہ کہنا۔ مختصر بات کرنا! ایک تنہا کمرے میں مجھے امیر المومنین کی خدمت میں حاضر کیا گیا۔

ابو عامر کہتے ہیں ہارون رشید نے مجھے اپنے قریب بیٹھنے کے لئے کہا اس لئے میں بہت قریب ہو گیا اور گفتگو شروع ہوئی۔

ہارون رشید: تم اس لڑکے کو پہچانتے تھے کون تھا؟

ابو عامر بصری: ابتدا میں تو میں جانتا نہیں تھا لیکن جس وقت اس نے یہ قرآن مجید کا نسخہ اور انگشتری بطور امانت مجھے سپرد کی اس وقت مجھے علم ہوا کہ یہ شہزادہ ہے آپ کا جگر گوشہ ہے۔

ہارون رشید: وہ کام کیا کرتا تھا؟

ابو عامر: مٹی گارے کی چنائی کا کام کرتا تھا۔

ہارون رشید: کیا تم نے بھی اس سے کام لیا ہے؟

ابو عامر: ہاں میں نے بھی کام کرایا ہے۔

ہارون رشید: ٹھنڈا سانس لے کر۔ تم کو اس سے اس قسم کا کام لیتے ہوئے ذرا

جھجک نہ ہوئی تم نے رسول کریم ﷺ کی قرابت کا بھی خیال نہ کیا؟

ابو عامر: امیر المومنین میں معافی چاہتا ہوں میں تو اس وقت بالکل واقف ہی نہ تھا جو کچھ ہوا لاعلمی میں ہوا۔

ہارون رشید: کیا تم نے اپنے ہاتھوں سے اس کی وفات کے بعد غسل دیا ہے؟

ابو عامر: جی ہاں میں نے ہی اپنے ہاتھوں سے غسل دیا کفن پہنایا۔

ہارون رشید: ابو عامر! ذرا اپنا ہاتھ دینا...... ابو عامر نے اپنا ہاتھ پیش کیا، خلیفہ نے اسے اپنے سینے پر رکھا اور آنکھوں سے آنسو ٹپاٹپ گرنے لگے اور روتے ہوئے کہا تم نے اس بے بس و بے کس غریب الوطن سرمایہ حیات کو کس طرح سے غسل دیا تم نے کس طرح اس پر مٹی ڈالنا گوارا کیا اس کا کیا حال ہوا ہوگا......؟

ہستیٔ رنگِ گلستان جہاں کچھ بھی نہیں
چیختی ہیں بلبلیں گل کا نشاں کچھ بھی نہیں
جن کے محلوں میں ہزاروں رنگ کے فانوس تھے
جھاڑ ان کی قبر پر ہیں اور نشاں کچھ بھی نہیں

بالآخر ہارون رشید نے ابو عامر سے کہا میں بھی اس لخت جگر کی قبر دیکھوں گا تم یہاں ٹھرو! خلیفہ ہارون رشید درباریوں میں آئے آنکھیں پرنم تھیں درباریوں نے غم کا صدمہ دریافت کیا خلیفہ نے کہا میرے خلافت کے سنبھالنے سے پہلے میرے ایک لڑکا تھا اس نے بہترین تربیت ونشونما پائی تھی، قرآن شریف اور علم دین حاصل کیا میرا خدمت گزار تھا، عابد و زاہد تھا جب میں خلیفہ ہوا تو وہ چلا گیا، میری دنیا سے اس نے کچھ حصہ نہ لیا، یہ انگوٹھی اس کی والدہ نے اس کو دی تھی مگر وہ اسے بھی کام میں نہ لایا اس دنیا سے اس زہد کی حالت میں رخصت ہوا۔
خلیفہ یہ باتیں کہتے جاتے تھے اور روتے جاتے تھے حاضرین بھی رو رہے تھے لیکن

صبر کے علاوہ اور کیا چارہ ہے صبر ہی بہتر ہے۔

(۲) دوم: ہر گھومنے پھرنے والے کے ساتھ بچوں کو نکلنے دینے سے خبردار رہنا چاہئے ورنہ وہ گھر واپس آکر بری باتوں اور برے اخلاق کا مظاہرہ کریں گے، بلکہ یہ ہونا چاہئے کہ رشتہ داروں اور پڑوسیوں میں سے کچھ ایسے بچوں کو منتخب کر کے بلا لینا چاہئے تاکہ آپ کے بچے گھر میں رہ کر ان کے ساتھ کھیلیں۔

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ اپنے بچوں پر خاص توجہ رکھی جائے کہ وہ غیروں کے بدسلیقہ، لاابالی اور غافل بچوں کے ساتھ باہر ٹہلنے گھومنے نہ جانے پائیں کہ ان کی بدسلیقگی کے مضر اثرات آپ کے بچوں پر پڑیں گے جس کا اظہار اس کی شب و روز کی نشست و برخاست میں، گھریلو ماحول میں، آپ کی نگاہوں کے سامنے ہوگا جو آپ کے لئے باعث تشویش ہوگا اس لئے اپنے مہذب پڑوسی یا قابل اعتماد قرابت دار کے ہونہار اور مہذب بچوں کو گاہے گاہے اپنے گھر میں مدعو کریں تاکہ آپ کا بچہ گھر میں رہ کر ان کے ساتھ کھیلے تو برائیوں سے بچا رہے گا۔

(۳) سوم:- اطمینان بخش اور بامقصد کھیلوں کا اہتمام کرنا، چنانچہ کھیلوں کے لئے کمرے یا کسی مخصوص الماری کو کام میں لانا جس میں بچے اپنے کھلونوں کو ترتیب سے رکھیں اور ایسے کھلونوں سے بچیں جو شریعت کے خلاف ہوں مثلاً میوزک کے آلات یا ایسے کھیل جن میں صلیبیں بنی ہوں یا شطرنج اور چوسر وغیرہ۔

بہتر یہ ہوگا کہ نوعمر بچوں کے لئے مشغولیات کی خاطر گھر کا ایک کونہ مخصوص کر دیا جائے جس میں کارپینٹری، الیکٹرونک، میکنک اور اس کے علاوہ جائز قسم کے کمپیوٹر کے بعض کھیل کے اسباب مہیا ہوں۔

اس موقع پر ہم کمپیوٹر کی بعض ایسی ڈسکوں کے نقصان کی طرف توجہ دلانا چاہیں گے جو اس میں فٹ ہوتی ہیں اور اس کی پروگرامنگ میں اسکرین پر عورتوں کی حد درجہ بری تصویریں پیش کی جاتی ہیں یا ایسے کھیل پیش کئے جاتے ہیں جن میں صلیبیں ہوتی ہیں جسے ہم وی جی کارڈ کہہ سکتے ہیں اور اب تک اس کے بہت مضر اثرات سامنے آ چکے ہیں۔

حتی کہ ایک شخص نے بتایا کہ کمپیوٹر میں ایک ایسا کھیل ہے جو سٹے کا کھیل ہے اور کھیلنے والا ایسی چار عورتوں میں سے جو کہ اسکرین پر ظاہر ہوتی ہیں، ایک کی تصویر منتخب کر لیتا ہے جو دوسری جانب میں اپنا رول ادا کرتی ہے، کھیلنے والا اگر کھیل میں کامیاب ہو گیا تو اس کامیابی کے انعام کے طور پر کھیلنے والے کے لئے انتہائی بد ترین منظر کے ساتھ اس عورت کی تصویر ظاہر ہوتی ہے اور کھیلنے والا بچہ اس عریاں تصویر کو دیکھ کر بہت خوش ہوتا ہے۔ (نعوذ باللہ)

(۴) چہارم : بچوں اور بچیوں کے بستروں کو علیحدہ کرنا چاہئے دیندار لوگوں کے گھروں کی ترتیب میں یہ ایک واضح فرق رکھا جاتا ہے، لیکن ان کے علاوہ دیگر بہت سے ایسے لوگ ہیں جو اس کی پرواہ نہیں کرتے حالانکہ یہ بھی انتہائی اہم تربیتی پہلو ہے اس سے غفلت کرنا بعض اوقات کسی بڑے نقصان کا باعث ہو جاتا ہے جیسا کہ واقعات و مشاہدات سے واضح ہے۔

پنجم: باہمی ہنسی مذاق اور دل لگی

رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بچوں سے ہنسی مذاق اور خوش طبعی فرماتے تھے۔ چنانچہ ان کے سروں کو چھوتے اور انہیں نرم و لطف آمیز لہجے میں آواز دیتے تھے، اور موسم کا پہلا پھل چھوٹے بچے کو دیتے تھے، حتی کہ بسا اوقات بعض بچے آپ

صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کو اپنے ساتھ لے کر چل پڑتے تھے اور آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ چل دیتے تھے، درج ذیل عبارت میں آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی حضرت حسن وحسین رضی اللہ تعالیٰ عنہما کے ساتھ ہنسی مذاق اور دل لگی کی دومثالیں پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے اپنی زبان مبارک نکالتے تو بچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی زبان مبارک کی سرخی دیکھ کر خوش ہوجاتا اور تیزی سے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی طرف لپکتا۔ (اخلاق النبی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم وآدابہ، لابی شیخ رحمہ اللہ)

۲۔ حضرت یعلی بن مرۃ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ہم ایک مرتبہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے ساتھ نکلے اور ہم ایک کھانے پر مدعو تھے، اچانک راستے میں حسین بن علی کھیلتے ہوئے نظر آئے، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم تیز قدم بڑھا کر لوگوں سے آگے نکل گئے اور دونوں بانہیں پھیلا کر گویا بچے کو پکڑنا چاہتے تھے اور بچہ بھی ادہر ادہر بھاگ رہا تھا اور اس طرح آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس بچے کے ساتھ ہنسی کر رہے تھے یہاں تک کہ اس کو پکڑ لیا اور اپنا ایک ہاتھ اس کی تھوڑی کے نیچے اور دوسرا ہاتھ سر کے اوپر رکھا اور بچے کو پیار سے بوسہ لیا۔ (ادب المفرد للبخاری وصحیح ابن ماجہ)

یہ ایک طویل موضوع ہے جس پر انشاء اللہ ایک مستقل رسالہ تیار کیا جائے گا۔

بچوں کی صحیح تربیت کا ایک اہم پہلو ان کی صحت وتندرستی اور مناسب نشو ونما پر توجہ رکھنا بھی ہے اس کے لئے ضروری ہے کہ ان کی غذا اور اصول غذا پر خصوصی

توجہ دی جائے، ان کو صاف ستھری گھریلو غذائیں دینی چاہیے، جن میں ماں کی ممتا کے معنوی اثرات پنہاں ہوتے ہیں جبکہ بازاری غذاؤں میں یہ مفید اثرات ناپید ہوتے ہیں۔ اس حوالے سے ایک جدید تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

بازار کا ناشتہ یا ماں کا ناشتہ، سنت نبوی اور جدید سائنس

گھرداری میں بچے جب ماؤں کی شفقت کے زیر سایہ ہوتے ہیں، تو ماؤں کی محبت اور شفقت ہمہ وقت بچے کے تعاقب میں رہتی ہے جب ماں نے بچے کو جنا تو اس کی تمام ضروریات زندگی کو اپنے ذمہ لیا۔ لیکن افسوس ناک بات یہ ہے آج بچے کا کھانا، پینا ماں کے ہاتھوں سے نکل کر مشینوں اور دوسرے خادموں کے ہاتھوں میں چلا گیا۔

تو پھر وہ محبت کہاں جو ماں کو جنت سمجھے۔..........؟

پھر وہ الفت کہاں جو ماں ممتا کی آواز پر لبیک کہے۔؟

پھر وہ مروت کہاں جو اس کے قدموں تلے جنت سمجھے۔.....؟

پھر وہ مودت کہاں جو ماں کے چہرہ کو دیکھنا بھی ثواب سمجھے۔؟

پھر وہ مرجعیت کہاں جو ماں اور بیوی کے درجے کے رشتوں کے درمیان امتیاز کر سکے۔..........؟

آج معاشرے کا عالم یہ ہے کہ بچے بھاگم بھاگ صبح کا ناشتہ کئے بغیر جیب میں روپے، ڈالر یا پونڈ ڈالے سکول جارہے ہیں راستے میں بسکٹ یا برگر لے کر دوڑتے ہوئے کھاتے جاتے ہیں۔ اس عمل سے ماں اور بچے کے درمیان جو لہریں ہیں ان کا توازن کہاں جائے گا اس ضمن میں مندرجہ ذیل انکشاف اور جدید سائنسی تحقیق ملاحظہ فرمائیں۔

ڈاکٹر ایتھر آسٹرالوجسٹ کی تحقیق

ناشتہ پکاتے ہوئے ماں کی محبت کی لہریں منتقل ہوتی ہیں جس ماں نے بازار کے ناشتے سے بچے کی پرورش کی ہو یا بچے صبح اٹھ کر بازار سے ناشتہ کر کے چلے جائیں اس بچے میں ماں باپ کا ادب واحترام کیسے پیدا کیا جا سکتا ہے۔؟

ماں کا دودھ بہترین غذا ہے

ماں کا دودھ پینے والے بچے نفسیاتی اور جسمانی اعتبار سے بھی طاقتور ہوتے ہیں، یونیسف نے ترقی پذیر ممالک میں شیرخوار بچوں کی اموات میں کمی کے لئے بارہ ملکوں میں بچوں کے لئے ''ماں کا دودھ بہترین ہے'' کی مہم شروع کی ہے ہر سال ۱۰ لاکھ بچے قدرتی طریقے سے ماں کا دودھ نہ ملنے سے مرجاتے ہیں جب کہ کئی ملین بچے ماں کا دودھ نہ ملنے کی وجہ سے انفیکشن نقائص اور بیماریوں کی وجہ سے معذور ہوجاتے ہیں، یہ مہم ان بارہ ملکوں کے ہسپتال اور زچہ و بچہ کے کلینکوں سے شروع کی جائے گی ان ممالک میں پاکستان، برازیل، مصر، گھانا، ایوری کوسٹ، کینیا، میکسیکو، نائیجریا، فلپائن، تھائی لینڈ اور ترکی شامل ہیں۔ اس منصوبے کا مقصد یہ ہے کہ بچوں کو دودھ مہیا کرنے کی طبی سہولتوں میں ملک فارمولا کے طریقوں کا بھی اضافہ کیا جائے۔ اقوام متحدہ کی مدد کرنے والی اس تنظیم کا کہنا ہے کہ بہت سارے ہسپتالوں میں بچے کے لئے ماں کا دودھ مناسب نہ ہونے کے باعث ابتدائی طور پر خوراک دینا مشکل ہوجاتا ہے۔

سائنسی تحقیقات کے مطابق یونیسف کا کہنا ہے کہ ماں کی چھاتی سے دودھ پینے والے بچے بوتل سے دودھ پینے والے بچوں سے دس فیصد کم

ہسپتال لائے جاتے ہیں۔ یہ بات تو اب سو فیصد درست ثابت ہو چکی ہے کہ چھاتیوں سے دودھ پینے والے بچے نفسیاتی لحاظ سے بہت اچھے ہوتے ہیں کیونکہ ماں کا دودھ فطری طریقے سے پینے سے بچہ زیادہ تندرست و توانا رہتا ہے۔ یونیسف نے شیر خوار بچوں اور خواتین کی فلاحی تنظیموں سے اپیل کی ہے کہ وہ وسیع پیمانے پر اس طبی نکتہ کو اجاگر کریں کہ ماں کی چھاتی سے بچے کا دودھ پینا بچے کے لئے خوراک حاصل کرنے کا فطری طریقہ ہے۔ بالخصوص ان حاملہ خواتین کی حوصلہ افزائی کرنی چاہئے۔ جو اپنے نومولود بچوں کو اپنی چھاتیوں سے دودھ پلانا چاہتی ہیں۔

ماں کا دودھ پینے والے بچے ذہین ہوتے ہیں

ماں کا دودھ پینے والے بچے عام بچوں کے مقابلے میں زیادہ ذہین ہونے کے ساتھ ساتھ بیماریوں سے بھی محفوظ رہتے ہیں برطانیہ میں شائع ہونے والی ایک تحقیقاتی رپورٹ کے مطابق جن بچوں نے اپنی ماں کا دودھ نہیں پیا ہوتا وہ سکول میں اکثر خاموش اور سہمے سہمے سے رہتے ہیں اور کم دوست بناتے ہیں۔

تحقیق کے مطابق دماغی بیماری ''شیزوفرینیا'' کا شکار ہونے والے ۷۰ فیصد بچوں نے اپنی ماں کا دودھ پینے والے بچوں کا اوسط آئی کیو ۱۱۰ اور گائے کا دودھ پینے والے بچوں کا اوسط آئی کیو ۱۰۰ نوٹ کیا گیا ہے ایک برطانوی ماہر نفسیات کے مطابق ماں کے دودھ میں کچھ ایسے اجزاء ہوتے ہیں جو بچے کی ذہنی نشوونما میں اہم کردار ادا کرتے ہیں جو گائے کے دودھ میں نہیں ہوتے۔

(ریسرچ رپورٹ)

نصیحت (۱۸)

خوردونوش اور آرام کے اوقات کی عمدہ ترتیب بنانا

بعض گھروں کا حال ہوٹلوں جیسا ہوتا ہے، اس گھر کے مکینوں کا یہ حال ہوتا ہے کہ ایک دوسرے کو بھی اچھی طرح نہیں پہچانتے ہیں کیونکہ ان کی آپس میں ملاقات ہی بہت کم ہوتی ہے۔

بعض بچے جب چاہتے ہیں کھانا کھاتے ہیں اور جب چاہتے ہیں سو جاتے ہیں، اس کی وجہ سے وہ گھر والوں کے لئے بے وقت جاگنے کا سبب بنتے ہیں اور وقت ضائع کرتے رہتے ہیں اور کھانے پر کھانا کھائے چلے جاتے ہیں۔

اس جیسی بدنظمی کیوجہ سے تو باہمی روابط میں ٹوٹ پھوٹ ہوتی ہے، محنت اور وقت بھی بے کار اور مزاجوں میں اصول پسندی بھی باقی نہیں رہ پاتی۔

اس سلسلے میں ہم اصحاب عذر کو معذور کہہ سکتے ہیں مثلاً طلبہ و طالبات ہیں، کیونکہ ان کے تو مدارس و اسکولوں میں اوقات مختلف ہوتے ہیں جب بھی وقت ملتا ہے وہ گھر آتے ہیں، ہاں آفیسر حضرات، مزدور لوگ اور تجارت گاہوں کے مالکان کی کیفیات مساوی نہیں ہوسکتیں تاہم یہ کیفیت سب کے ساتھ تو نہیں ہے۔

کیا ہی بہتر ہو کہ خاندان جمع ہو کر کھانے کے دسترخون پر بیٹھے تا کہ سب کو ایک دوسرے کا حال واحوال جاننے اور گفت وشنید اور ضروری امور پر بھی باہمی غور وخوض کا بہتر موقع مل سکے۔

خاندان کے سربراہ کی ذمہ داری ہے کہ گھر میں آنے کے اوقات میں ترتیب کا بھرپور خیال کرے، گھر سے نکلتے ہوئے اجازت کی ترتیب بنائے، خاص

طور پر چھوٹوں کے لئے چاہے وہ چھوٹی عمر والے ہوں یا چھوٹی عقل والے ہوں جن کے بارے میں اندیشہ رہتا ہو، تاکہ معاشرتی مزاج کی تربیت ان کو ملتی رہے۔

کھانے کے وقت ہمیں اس بات کا لحاظ کرنا چاہئے کہ ہم مسلمان ہیں لہٰذا ہمیں کھانے پینے کے اندر اسلامی طور وطریقے ہی برتنے چاہئیں، غیر مسلم لوگوں کی طرح بے ڈھنگا پن نہیں اختیار کرنا چاہئے، اس لئے اس وقت کی سنتوں کا ضرور اہتمام فرمائیں۔

کھانے کی چند سنتیں

۱۔ دستر خوان بچھانا۔ (بخاری)

۲۔ دونوں ہاتھ گٹوں تک دھونا۔ (ترمذی)

۳۔ بسم اللہ پڑھنا بلند آواز سے۔ (بخاری ومسلم) شامی جلد نمبر ۵

۴۔ داہنے ہاتھ سے کھانا۔ (بخاری ومسلم)

۵۔ کھانے کی مجلس میں جو شخص سب سے زیادہ بزرگ اور بڑا ہو اس سے کھانا شروع کرانا۔ (مسلم عن حذیفہ ۲/۱۷۱)

۶۔ کھانا ایک قسم کا ہو تو اپنے سامنے سے کھانا۔ (بخاری ومسلم)

۷۔ اگر کوئی لقمہ گر جائے تو اٹھا کر صاف کر کے کھا لینا۔ (مسلم)

۸۔ ٹیک لگا کر نہ کھانا۔ (بخاری، ابوداؤد)

۹۔ کھانے میں کوئی عیب نہ نکالنا۔ (بخاری ومسلم)

۱۰۔ جوتا اتار کر کھانا۔ (مشکوۃ)

۱۱۔ کھانے کے وقت اکڑو بیٹھنا کہ دونوں گھٹنے کھڑے ہوں اور سرین زمین پر ہوں یا ایک گھٹنا کھڑا ہوا اور دوسرے گھٹنے کو بچھا کر اس پر بیٹھے یا

اور آگے کی طرف ذرا جھک کر بیٹھے۔ (مرقاۃ شرح مشکوۃ)

۱۲۔ کھانے کے برتن، پیالہ و پلیٹ کو صاف کر لینا، پھر برتن اس کے لئے دعائے مغفرت کرتا ہے۔ (ابن ماجہ)

۱۳۔ کھانے کے بعد انگلیوں کو چاٹنا۔ (مسلم)

۱۴۔ کھانے کے بعد کی دعا پڑھنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَطْعَمَنَا وَ سَقَانَا وَ جَعَلَنَا مُسْلِمِیْنَ۔

(ترمذی، ابو داؤد، ابن ماجہ)

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے ہمیں کھلایا اور پلایا اور مسلمان بنایا۔

۱۵۔ پہلے دسترخوان اٹھوانا پھر خود اٹھنا۔ (ابن ماجہ)

۱۶۔ پہلے دسترخوان اٹھانے کی دعا پڑھنا:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ حَمْداً کَثِیْراً طَیِّباً مُبَارَکاً فِیْهِ غَیْرَ مَکْفِیٍّ وَ لَا مُوَدَّعٍ وَ لَا مُسْتَغْنًی عَنْهُ رَبَّنَا۔ (بخاری)

ترجمہ: سب تعریف اللہ کے لئے ہے ایسی تعریف جو بہت پاکیزہ اور بابرکت ہو اے ہمارے رب ہم اس کھانے کو کافی سمجھ کر یا بالکل رخصت کر کے یا اس سے غیر محتاج ہو کر نہیں اٹھا رہے ہیں۔

۱۷۔ دونوں ہاتھ دھونا۔ (ترمذی، ابوداؤد)

۱۸۔ کلی کرنا۔ (بخاری)

۱۹۔ اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو یوں پڑھے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَ آخِرَهٗ۔ (ترمذی، ابو داؤد)

۲۰۔ جب کسی کی دعوت کھائے تو میزبان کو یہ دعا دے۔

اَللّٰھُمَّ اَطْعِمْ مَنْ اَطْعَمَنِیْ وَاسْقِ مَنْ سَقَانِیْ ۔(مسلم)

ترجمہ: اے اللہ جس نے کھلایا مجھ کو اس کو کھلا اور جس نے پلایا مجھ کو اس کو پلا۔

۲۱۔ سرکہ استعمال کرنا سنت ہے جس گھر میں سرکہ موجود ہے وہ گھر سالن کا محتاج نہیں سمجھا جا سکتا۔(ابن ماجہ)

۲۲۔ خالص گندم اگر کوئی استعمال کرتا ہے تو اسے چاہئے کہ اس میں کچھ جو بھی ملا لے چاہے تھوڑی ہی مقدار میں ہو تا کہ سنت پر عمل کا ثواب حاصل ہو جائے۔

۲۳۔ گوشت کھانا سنت ہے رسول اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ دنیا اور آخرت میں کھانوں کا سردار گوشت ہے۔(جامع صغیر ۲/۲۴)

۲۴۔ اپنے مسلمان بھائی کی دعوت قبول کرنا سنت ہے۔(ابوداؤد) البتہ اگر غالب آمدنی سود یا رشوت کی ہو یا وہ بدکاری میں مبتلا ہو تو اس کی دعوت قبول نہیں کرنا چاہئے۔

۲۵۔ میت کے رشتہ داروں یعنی میت کے گھر کے افراد کو کھانا دینا مسنون ہے۔ (ابن ماجہ)

پانی پینے کی سنتیں

۱۔ دائیں ہاتھ سے پینا کیوں کہ بائیں ہاتھ سے شیطان پیتا ہے۔(مسلم)

۲۔ پانی پینے سے پہلے اگر کھڑے ہوں تو بیٹھ جانا، کھڑے ہو کر پینا منع ہے۔ (مسلم)

۳۔ بسم اللہ کہہ کر پینا اور پی کر الحمد للہ کہنا۔(ترمذی)

۴۔ تین سانس میں پینا اور سانس لیتے وقت برتن کو منہ سے الگ کرنا۔ (مسلم وترمذی)

۵۔ برتن کے ٹوٹے ہوئے کنارے کی طرف سے نہ پینا۔ (ابوداؤد)

۶۔ مشک سے منہ لگا کر پانی نہ پئیں یا کوئی بھی ایسا برتن ہو جس سے دفعتاً پانی زیادہ آ جانے کا احتمال ہو یا یہ اندیشہ ہو کہ اس میں کوئی سانپ یا بچھو وغیرہ آ جائے۔ (بخاری ومسلم)

۷۔ صرف پانی پینے کے بعد یہ دعا پڑھنا بھی مسنون ہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ سَقَانَا عَذْباً فُرَاتاً بِرَحْمَتِہٖ وَ لَمْ یَجْعَلْہُ مِلْحاً اُجَاجاً بِذُنُوبِنَا۔ (روح المعانی ص:۱٤۹ پ ۲۷)

ترجمہ: سب تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جس نے اپنی رحمت سے ہمیں میٹھا خوشگوار پانی پلایا اور ہمارے گناہوں کے سبب اس کو کھارا کڑوا نہیں بنایا۔

۸۔ پانی پی کر اگر دوسروں کو دینا ہے تو پہلے داہنے والے کو دیں اور پھر اسی ترتیب سے دور ختم ہو۔ (بخاری ومسلم) اسی طرح چائے یا شربت بھی پیش کریں۔

۹۔ دودھ پینے کے بعد یہ دعا پڑھیں:

اَللّٰھم بَارِكْ لَنَافِیْہِ وَزِدْنَا مِنْہ۔ (ابو داؤد، ترمذی)

ترجمہ: اے اللہ! تو اس میں ہمیں برکت دے اور یہ ہم کو اور زیادہ نصیب فرما۔

۱۰۔ پلانے والے کو آخر میں پینا۔ (ترمذی)

نصیحت (۱۹)

گھر سے باہر عورت کے کام کاج کی اصلاح

اسلامی احکام آپس میں ایک دوسرے کی تکمیل کرتے ہیں اور جب اللہ تعالیٰ نے عورتوں کو (و قرن فی بیوتکن) کے ذریعے گھروں میں رہنے کی تاکید کی ہے تو ساتھ ہی ساتھ ان کے لئے ایسے افراد لازماً مہیا کئے ہیں جو ان کے نان و نفقہ کے ذمہ دار ہوں مثلاً باپ ہے اور شوہر ہے۔

اصل تو یہ ہے کہ عورت گھر سے باہر شوہر کی اجازت کے بغیر کام کے لئے بھی نہ نکلے، جیسا کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک نیک آدمی کی دو لڑکیوں کو پانی پر دیکھا کہ وہ اپنی بکریوں کو کچھ فاصلہ پر روکے ہوئے کھڑی انتظار کر رہی ہیں کہ لوگ کنوئیں پر سے ہٹیں تو یہ اپنی بکریوں کو پانی پلائیں، تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ان دونوں سے پوچھا:

مَا خَطْبُكُمَا ؟ قَالَتَا لَا نَسْقِي حَتَّى يُصْدِرَ الرِّعَاءُ وَ اَبُونَا شَيْخٌ كَبِيرٌ "۔
(سورۃ القصص آیت ۲۳)

ترجمہ: تم دونوں کو کیا ہوا یعنی تم اپنی بکریوں کو پانی کیوں نہیں پلاتیں ؟ تو ان لڑکیوں نے کہا کہ جب تک یہ تمام چرواہے اپنے ریوڑوں کو پانی پلا کر واپس نہیں چلے جاتے تب تک ہم اپنی بکریوں کو پانی نہیں پلا سکتے اور ہمارے والد صاحب بوڑھے آدمی ہیں۔

الحاصل ان دونوں لڑکیوں نے وقتی طور پر بکریوں کو پانی پلانے کے لئے کنویں پر آنے سے معذرت کر دی، وجہ پھر یہ بھی تھی کہ ان کا ذمہ دار یعنی باپ اپنی کبرسنی کی وجہ سے کام کے لئے باہر نہیں نکل سکتا تھا اس بناء پر گھر سے باہر جا کر کام

کرنے سے چھٹکارا حاصل کرنے کی حرص بھی اس وقت ظاہر ہوئی جبکہ موقع ملا:

"قَالَتْ اِحْدَاهُمَا يَا اَبَتِ اِسْتَاجِرْهُ ان خَيْرَ مَنِ استَاجَرْتَ القَوِیُّ الاَمِيْنُ" (سورة القصص آیت ٢٦)

ترجمہ: ان میں سے ایک لڑکی نے کہا کہ اے ابا جان! آپ اس شخص کو مزدور رکھ لیں کیونکہ آپ کی مزدوری کے لئے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو کہ قوت وطاقت اور ایمانداری والا ہے۔

اس لڑکی نے اپنے لفظوں میں یہ بتلایا کہ وہ گھر کی چاردیواری کے ماحول میں واپس جانے کی چاہت رکھتی ہے تاکہ وہ اس حقارت والے پیشہ اور اس تکلیف سے خود کی حفاظت کرے جو عام طور پر گھروں سے باہر کام کاج کی وجہ سے پیش آتی ہے۔

دور جدید میں دونوں عالمی جنگوں کے بعد مردوں کی تعداد میں نمایاں ہونے والی کمی کی تلافی کے لئے جب کافروں کو عورتوں کی سروس اور کام کی ضرورت پڑی، اور جنگ کی تباہ کاری کے بعد دوبارہ تعمیراتی امور کی وجہ سے صورتحال خراب ہونے لگی، نیز عورتوں کی آزادی اور ان کے حقوق کا نعرہ لگانے والا یہودی منصوبہ ساتھ ساتھ چلتا رہا جس کا مقصد عورت کو بگاڑنا اور پورے معاشرے کو بگاڑنا تھا، تو ان سب کے نتیجے میں کام کاج کے لئے عورت کا گھر سے باہر نکلنے اور آزادی کے ساتھ کام کرنے کا مسئلہ بھی دراندازہو گیا اور یہ نعرہ اب ہمارے ماحول میں بھی گشت کرنے لگا ہے، باوجود یہ کہ ہمارے ہاں مسلم معاشرہ میں پائے جانے والے جذبات ان کے جذبات کے مانند نہیں ہیں۔

چنانچہ ایک مسلمان آدمی اپنی عورتوں کی دیکھ بھال کے ساتھ ان کے نان

نفقہ کا بھی پورا خیال رکھتا ہے، لیکن آزادیٔ نسواں کی تحریک اس طرح جوش میں آئی کہ معاملہ اس حد تک جا پہنچا کہ عورت کو سروس کے لئے باہر بھیجنے کا مطالبہ بھی ہونے لگا، اور پھر اس کے کام کے مطالبے کی ایک وجہ یہ بھی بتائی جاتی ہے کہ یہ سندات و شہادات اور تعلیمی سرٹیفکٹ کہیں بیکار نہ ہو جائیں جو اس عورت نے حاصل کر رکھی ہیں، وغیرہ وغیرہ، ورنہ تو درحقیقت اسلامی معاشرہ کو اس موجودہ صورتحال میں اتنے وسیع پیمانے پر اس کام کی ضرورت نہیں ہے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ مسلسل ایسے مردوں کی تعداد بڑھ رہی ہے جو بے روزگار ہیں جب کہ عورتوں کے لئے روزگار اور سروس کے مواقع بہت ہیں۔

اور جب دوران گفتگو ہم نے وسیع پیمانے کا تذکرہ کیا ہے تو ہمارا مقصود بھی یہی تھا کیونکہ تعلیم، مریضوں کی خدمت اور علاج و معالجہ جیسے بعض شعبوں میں عورتوں کے کام کی ضرورت ہے اور گنجائش ہے، جب کہ شرعی پابندیوں کا خیال کیا جائے، اور ہم نے یہ پہلی بات اس لئے کہی ہے کہ ہمارا مشاہدہ ہے کہ بعض عورتیں بلا ضرورت کام کے لئے باہر نکلتی ہیں، بلکہ بسا اوقات تو وہ کم ترین تنخواہوں کے عوض کام کرتی ہیں کیونکہ وہ یہ محسوس کرتی ہیں کہ انہیں لازمی طور پر کام کے لئے نکلنا چاہئے، گو کہ وہ اس کی ضرورت مند ابھی نہ ہوں اور چاہے وہ ایسے مقامات پر کام کرتی ہوں جو ان کے لئے مناسب نہیں ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بڑے بڑے فتنے اٹھ کھڑے ہوتے ہیں۔

عورت کی مزدوری اور سروس کے مسئلہ میں اسلامی طریقہ فکر اور سیکولر نظریہ کے مابین فرق یہ ہے کہ اس قضیہ کے بارے میں اسلامی تصور تو یہ قرآنی اصول ہے "وَ قَرْنَ فِي بُيُوتِكُنَّ"۔ (سورۃ الاحزاب آیت ۳۳)

یعنی اصل تو عورتوں کے لئے یہی ہے کہ وہ گھروں کی چاردیواری میں

ہی محدود رہیں اور کسی ضرورت کے تحت گھروں سے نکلنے کے بارے میں یہ اصول ہے کہ: "اذن لكن ان تخرجن فی حوائجكن"

یعنی عورتوں کو گھروں سے نکلنے کی اجازت اس شرط کے ساتھ ہے کہ ضرورت در پیش ہو۔

اور سیکولر نظریہ تو قائم اسی بنیاد پر ہے کہ عورت کا تمام حالات میں گھر سے باہر نکلنا ہی اصل اور اس کا بنیادی حق ہے۔

عدل و انصاف والی بات جہاں تک ہے تو ہم یہی کہیں گے کہ عورت کی مزدوری اور سروس کبھی کبھار واقعی ضرورت کے درجہ میں آجاتی ہے، مثلاً شوہر کے انتقال کے بعد یا باپ کے عاجز و معذور ہونے کی صورت میں جب کہ عورت ہی گھر کی ذمہ دار اور کفیل رہ جائے تو ایسی صورت میں اس کے لئے باہر نکلنے کی گنجائش ہے۔

علاوہ ازیں حقیقت یہ ہے کہ بعض ملکوں میں معاشرے کی بنیاد اسلامی اصولوں پر قائم نہ ہونے کی وجہ سے نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بیوی اس بات پر مجبور ہوتی ہے کہ وہ اپنے شوہر کے ساتھ مل کر گھر کے اخراجات پورا کرنے کے لئے مزدوری کرے، اور مرد تو وہاں شادی کے لئے پیغام بھی ایسی عورت کو دیتے ہیں جو کہ سروس پر ہو، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر یہ ہے کہ بعض لوگ عقد نکاح کے موقع پر یہ شرط لگاتے ہیں کہ شادی کے بعد بیوی مزدوری کرے گی اور کما کر لا کر کھلائے گی۔

حاصل کلام یہ ہے کہ عورت کا مزدوری کرنا تو کبھی ضرورت کے پیش نظر ہوتا ہے، اور کبھی اسلامی مقصد کے پیش نظر ہوتا ہے، مثال کے طور پر تعلیمی میدان میں دعوت الی اللہ کا کام، یا پھر تسکین خاطر کے لئے ہوتا ہے، جیسے کہ کسی عورت کے اولاد نہ ہو تو وہ کام کی مصروفیات میں بھی اپنا دل بہلائے رکھے گی۔

عورت کا بیرون خانہ کام کرنا اور اس کے نقصانات

جہاں تک گھر سے باہر جاکر عورت کی مزدوری اور سروس کرنے کی خرابی کا تعلق ہے تو وہ ایک نہیں بلکہ بہت ساری خرابیاں ہیں ان میں سے چند یہ ہیں:

(۱) اکثر و بیشتر شرعی منکرات کا وقوع ہوتا ہے مثلاً غیر مردوں کے ساتھ اختلاط، ان سے آشنائی، اور ناجائز تنہائی، ان کے سامنے خوشبو کا استعمال کر کے آنا، اجنبیوں کے سامنے زینت کا اظہار کرنا اور کبھی کبھار تو بدکاری تک انجام پہنچ جاتا ہے۔

(۲) شوہر کا حق ادا نہیں کر پاتی، امور خانہ میں لاپرواہی ہوتی ہے اور اولاد کا حق بھی ناقص ہی رہ جاتا ہے (اور یہی ہمارا اصل موضوع ہے)

(۳) بعض عورتوں کے ذہن میں مرد کی قوامیت کے شعور کا حقیقی مفہوم گھٹ جاتا ہے، چنانچہ ہم ذرا سوچیں کہ وہ عورت جس کے پاس اپنے شوہر کے مساوی یا اس سے اعلیٰ ڈگری ہو (اگر چہ فی نفسہ یہ معیوب نہیں ہے) اور وہ شوہر کی تنخواہ سے بڑی تنخواہ پر سروس کرتی ہو تو کیا وہ عورت اس انداز پر اچھی طرح سوچے گی کہ اسے شوہر کی ضرورت ہے، اور اس کے ذمہ شوہر کی کامل اطاعت واجب ہے؟ یا یہ کہ استغناء کا تصور کبھی ایسی مشکلات کا باعث بن سکتا ہے جو گھر کے وجود کو جڑوں سے ہلا دیں گی؟ الا یہ کہ اللہ تعالیٰ کسی کے ساتھ بھلائی اور خصوصی مہربانی فرما دیں، اور پھر نوکری پیشہ بیوی کے نفقہ اور گھر کے نقصانات اور مختلف الانواع مسائل و مشکلات کبھی ختم نہیں ہو سکتے۔

(۴) جسمانی تھکن نفسیاتی اور اعصابی دباؤ، جو کہ عورت کے مزاج کے لئے مناسب نہیں ہے، اب عورت کی مزدوری اور سروس کے فوائد و مضرات کے اس سرسری جائزہ کے بعد ہم کہتے ہیں کہ:

اللہ سے ڈرنا ضروری ہے اور شریعت کی میزان پر اس مسئلے کا توازن معلوم کرنا چاہئے، نیز حالات کی رعایت بھی ضروری ہے کہ کون کون سے حالات میں عورت کے لئے باہر نکل کر کام کرنا جائز اور کن حالات میں ناجائز ہے؟ ساتھ ہی ساتھ یہ خیال بھی ضروری ہے کہ دنیاوی کمائی کے دھندے ہمیں راہ حق پر چلنے سے اندھا نہ کردیں، اسی طرح مسلمان عورت کو بھی اللہ سے ڈرنے کی وصیت اور اس بات کی وصیت کرنا بھی ضروری ہے کہ وہ اپنے شوہر کی کامل اطاعت کرے، جب کہ وہ اس سے یہ چاہتا ہے کہ اپنی ذاتی مصلحت کے لئے یا گھر کی مصلحت کے لئے کام چھوڑ دے۔ نیز شوہر کے ذمہ یہ بھی لازم ہے کہ وہ انتقامی کاروائیاں ترک کردے اور وہ ناحق اپنی بیوی کا مال نہ کھائے۔

جہاں تک کام کاج کا تعلق ہے تو بیرون خانہ جا کر کام کرنے سے متعلق کچھ باتیں اوپر آچکی ہیں، تاہم گھر کے اندر رہتے ہوئے کام کاج کرتے رہنا خواتین کے لئے نہ صرف گھریلو اعتبار سے بہتر ہے بلکہ ان کی صحت وتندرستی کے لئے بھی مفید ہے۔ ایک تحقیق ذیل میں لکھی جارہی ہے۔ ملاحظہ فرمائیں۔

خواتین کی سخت گھریلو محنت، سنت نبوی اور جدید سائنس

صحابیہ عورتیں اپنے گھروں کا کام اپنے ہاتھ سے کرتی تھیں، باورچی خانہ کا کام بھی خود کرتیں، چکی پیستیں، پانی بھر کر لاتیں، سینے پرونے کا کام کرتیں اور محنت ومشقت کی زندگی گزارتیں اور ضرورت پڑنے پر میدان جنگ میں زخمیوں کی مرہم پٹی کرنے اور پانی پلانے کا نظم بھی سنبھال لیتیں۔ اس سے خواتین کی صحت بھی بنی رہتی ہے، اخلاق بھی صحت مند رہتے ہیں اور بچوں پر بھی اس کے اچھے اثرات پڑتے ہیں، اسلام کی نظر میں پسندیدہ بیوی وہی ہے جو گھر کے کام کاج میں مصروف

رہتی ہو اور جو شب و روز اس طرح اپنی گھریلو ذمہ داریوں میں لگی ہوئی ہو کہ اس کے چہرے بشرے سے محنت کی تکان بھی نمایاں رہے اور باورچی خانے کی سیاہی اور دھوئیں کا ملگجاپن بھی ظاہر ہو رہا ہو۔

نبی پاک صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: میں اور ملگجے چہرے والی عورت (یعنی جس کے چہرے پر گرد و غبار ہو) قیامت والے دن اس طرح ہونگے (آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے شہادت کی اور بیچ کی انگلی کو ملاتے ہوئے بتایا) (آداب زندگی)

جب محنت تھی امراض نہیں تھے، محنت گئی تو امراض آ گئے، گھر کی محنت سے کنارا کشی دراصل یورپ کا شیوہ ہے لیکن آج وہی یورپ پھر سے گھر کی محنت اور توجہ کی طرف لوٹ رہا ہے۔

حضرت فاطمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے کام کاج کی وجہ سے (یعنی گھر کے کام) کپڑے میلے رہتے تھے (معمولات نبوی)

آرتھر این ولاسٹن (سی، ئی، ای)

(C.I.E) Arther Wollaston کی مشہور کتاب (Half Hour with Muhammad- PBUH) کے صفحہ نمبر ۲۸ پر یہ بات لکھی ہے کہ اسلامی تعلیمات عورت کو گھر کی زندگی میں مصروف اور محنت کش دیکھنا چاہتی ہے لیکن جب یہی عورت گھر کی آرائش اور تعیش میں پڑ جاتی ہے، پھر وہی عورت بیماریوں میں ایسی مبتلا ہوتی ہے کہ بڑے بڑے ڈاکٹر اور ہسپتال عاجز آجاتے ہیں، میری اسلامی تعلیمات کی روشنی میں رائے یہ ہے کہ عورتوں کو گھر کی سخت محنت اور مشقت کرنی چاہئے۔

(half hours with Muhammad- PBUH)

خواتین کے لئے بیرون خانہ کام کرنے کی اگر عمومی اجازت دیدی جائے تو اس سے بڑا حرج ہوگا اور غیر مردوں کے ساتھ اختلاط عام ہوجائے گا اور اس کے مفاسد کو روکنا نہایت ہی مشکل ہوگا۔ اسی وجہ سے اسلام نے اس کو ممنوع رکھا ہے۔

اسلام میں عورتوں کے آزادانہ اختلاط پر منع اور جدید سائنس

اسلام نے عورتوں کو عزت وراحت اور سکون دیا۔ جتنی عزت اسلام اور اسلامی حدود اور قوانین نے دی ہے اتنا شاید کسی مذہب نے دیا ہو۔

☆ کیا اسلام نے عورت کو ننگا کیا ہے یا پروقار لباس دیا ہے؟

☆ کیا اسلام نے عورت کو منڈی کا مال بنایا ہے یا گھر کا چراغ؟

☆ کیا اسلام نے عورت کو محفل کی نمائش بنایا ہے یا گھر کی چاندنی؟

☆ کیا عورت صرف سلاطین کی محفل آرائی کے لئے ہے؟

☆ کیا عورت صرف لونڈی بننے کے لئے ہے؟

☆ کیا یورپ میں عورت بازاری مال ہے جس کی بولی جو بھی زیادہ لگائے وہی بیوپاری؟

☆ کیا عورت کو یورپ نے عزت دی ہے یا اسلام نے؟

☆ کیا یورپی عورت سڑکوں کی صفائی کرتی ہوئی باعزت نظر آتی ہے؟

☆ کیا یورپی عورت کی ہزاروں میل ٹرک ڈرائیونگ کرتے ہوئے عزت محفوظ ہے؟

میں ایک طرف مسلمان عورت کی عزت وعصمت اور کردار کو دیکھتا ہوں دوسری طرف یورپی عورت کے وقار اور قدر کو دیکھتا ہوں، تو یہ بات عیاں ہوتی ہے کہ:

اسلام نے عورت کو گھرداری میں عزت دی ہے اور جب بھی یہی عورت

گھر داری کو چھوڑ کر باغیانہ مزاج اپنائے گی تو ذلت اور خواری اس کا مقدر بن جائے گا اس کی عزت خاک میں مل جائے گی، پھر یہ معاشرہ کا کھلونا بن جائے گی، کیا یورپی عورت باوقار ہے؟

☆ کیا وہ پرسکون ہے؟

☆ آخر وہ طلاق اور خودکشی پر مجبور کیوں ہو جاتی ہے؟

☆ اس کی کچھ جھلک ملاحظہ فرمائیں:

سوال: بعض لوگ پوچھتے ہیں کہ زن و مرد کے آزادانہ ملاپ میں حرج کیا ہے؟

جواب: اس سوال کے کئی جواب ہیں:

اول: اس سے بے غیرتی بڑھتی ہے اور ملک کا دفاع کمزور ہوتا ہے۔

دوم: گھروں کا سکون ختم ہو جاتا ہے، ولیم لاکھ بے غیرت سہی لیکن وہ اس بات کو کب تک گوارہ کرے گا کہ اس کی بیوی کئی کئی راتیں گھر سے غائب رہے، وہ آج ٹام سے ہم آغوش ہو اور کل سام سے؟۔ کھائے ولیم سے اور گرمائے ٹم اور جم کو۔ اتنی غیرت تو جانوروں میں بھی ہوتی ہے کہ وہ کسی کو اپنی مادہ کے قریب نہیں بھٹکنے دیتے، اگر بیوی یوں آوارہ ہو جائے تو گھر کو کون سنبھالے گا؟

بچوں کی دیکھ بھال کون کرے گا اور شوہر سکون کی تلاش میں کہاں جائے گا؟ زن و شوہر میں سے ایک آوارہ ہو جائے یا دونوں، تو دونوں گھر کی لذتوں سے محروم ہو کر اضطراب کا شکار ہو جاتے ہیں، جو مرد اس غم میں گھل رہا ہو کہ اس کی بیوی پہ کوئی اور قابض ہو گیا ہے اور جو بیوی شوہر کی بے نیازی و بدسلوکی کی دائما شاکی رہتی ہو وہ دونوں کام کیا کریں گے۔ خاک؟

سوم: لڑکیوں کی تعلیم رک جاتی ہے فرض کیجئے کہ کالج کی ایک لڑکی حاملہ ہو جاتی ہے تو ظاہر ہے کہ اب وہ کھیلوں میں شامل نہیں ہو سکے گی۔ کالج کی بالائی منزل پہ

نہیں چڑھ سکے گی اور جب چھ سات ماہ کے بعد حمل کا بوجھ مزید بڑھ جائے گا تو وہ تعلیم سے کنارہ کش ہو کر گھر بیٹھ جائے گی۔

امریکہ میں یہ واقعات اس کثرت سے ہو رہے ہیں کہ اگر کسی درس گاہ میں داخلے کے وقت طالبات کی تعداد ایک سو ہو تو سال کے آخر میں صرف بیس رہ جاتی ہے۔ (ملاحظہ ہو ماہنامہ ''لک'')

چہارم: طلاق کے مقدمات بڑھ جاتے ہیں، ہم گذشتہ صفحات میں لکھ چکے ہیں کہ صرف ایک سال میں امریکہ کے بیس لاکھ جوڑے طلاق کا شکار ہوئے طلاق کے بعد جو کچھ اولاد پہ گزرتی ہے وہ محتاج بیان نہیں۔

پنجم: لڑکیوں کی بہت بڑی تعداد شادی سے محروم رہ کر بدکاری پھیلاتی ہے۔ اس دوشیزہ سے بھلا کون شادی کرے گا جس کے ساتھ دو چار بچے بھی ہوں۔

ششم: ناجائز بچوں کی تعداد بڑھ جاتی ہے امریکہ میں ۱۹۶۳ء کے دوران میں اندازاً بیس لاکھ ناخلف بچے پیدا ہوئے (ٹائم: اشاعت ۲۴ جنوری ۱۹۶۳ء) اور ساڑھے ۲۳ لاکھ پچھلے سال کے موجود تھے۔ بچوں کی پرورش اس گہری محبت کا نتیجہ ہے جو والدین کو اولاد سے ہوتی ہے۔ جن بچوں کا کوئی باپ ہی نہ ہو ان کی تربیت کون کرے گا؟ حکومت؟ بہت اچھا۔ انہیں اخلاق، سلیقہ اور تہذیب کون سکھائے گا؟ ظاہر ہے کہ یہ بدتخم بڑے ہو کر معاشرہ کے لئے ایک لعنت بن جائیں گے، یہ والدین ہی کا خوف ہے اور خاندانی شرافت کا پاس جو بچوں کو آوارگی و بدکرداری سے بچاتا ہے لیکن جہاں نہ باپ ہو اور نہ خاندان وہاں کسی اصلاح و تربیت کا تصور ہی نہیں ہو سکتا۔

ہفتم: ایک بیماری سے دوسری پیدا ہوتی ہے فرض کیجئے کہ ایک نوجوان اپنی

جوانی کی بنیادیں اپنے ہاتھوں سے کھونے لگتا ہے اسے سب سے پہلے قبض کی شکایت ہوگی، پھر سر درد، پھر بے خوابی، ساتھ قلت خون اور سل۔ یہی حال اخلاق کا ہے اگر ایک نوجوان آوارہ گروں میں شامل ہو جائے تو وہ سب سے پہلے لڑکیوں کا شکار کھیلے گا اس کام کے لئے پیسے کی ضرورت پڑتی ہے اگر گھر سے نہ ملے تو قمار بازی، چوری، جیب تراشی اور ڈاکہ زنی پہ اتر آئے گا۔ امریکہ دنیا کا متمول ترین ملک ہے وہاں ہر شخص کی سالانہ آمدنی ہزاروں ڈالر ہے۔ لیکن بدکاری کا یہ عالم کہ وہاں ایک منٹ میں ایک قتل، آٹھ چوریاں اور دو جبری عصمت دری کی وارداتیں ہوتی ہیں،

صرف نیویارک میں ہر ماہ پچیس ہزار کاریں چرائی جاتی ہیں یہ افراتفری نتیجہ ہے صرف ایک جرم یعنی مرد وزن کے آزادانہ اختلاط کا، ایک لڑکی کے ساتھ ایک شام بسر کرنے کے لئے شراب، ناچ، سینما، ڈنر ہزاروں کا خرچ اٹھتا ہے اتنی رقم کہاں سے آئے گی؟ اگر آج کہیں سے مل بھی گئی تو کل کیا ہوگا؟ اس کا واحد نتیجہ کاریں چرانا اور بینک لوٹنا ہے۔ یہ کام امریکہ میں زوروں پر ہے اور پاکستان کے بعض شہروں میں بھی شروع ہو چکا ہے۔ اگر انگریزی فلموں کی درآمد بند نہ ہوئی، شراب ورقص کو فوراً ختم نہ کیا گیا اور ہمارے نصاب تعلیم میں موثر اخلاقی مواد داخل نہ ہوا تو یہاں بھی بہت جلد وہی قیامت بپا ہو جائے گی۔ اللہ کریم ہمیں ایسے حالات سے محفوظ رکھے امریکہ کی چند تازہ کہانیاں سنئے:

۱۔ آج سے تین ماہ پہلے امریکہ کے ایک شہر میں ایک بارات اس حالت میں بازاروں سے گزری کہ تمام باراتی از سرتا پا برہنہ تھے۔

۲۔ کیلیفورنیا کے ایک کلب میں لڑکیاں کمر تک تو چھ انچ چوڑا کپڑا لٹکا لیتی

ہیں لیکن اوپر بالکل ننگی ہوتی ہیں۔ایسی لڑکیاں پاکستان میں بھی موجود ہیں جو ناچ میں بالائی دھڑ کے کپڑے اتار دیتی ہیں اور یہ کسبیاں بڑے بڑے گھرانوں کی چشم وچراغ ہیں۔

۳۔ ایک آدمی نیویارک کے ایک دوکان میں داخل ہوا جہاں فروخت کا فرض ایک اٹھارہ سالہ لڑکی سرانجام دے رہی تھی اس نے لڑکی کو پکڑا اس کے کپڑے اتارے اور عصمت دری کرنے لگا،لڑکی شور مچاتی رہی لیکن کسی نے پرواہ نہ کی اس دوران لڑکی کا کوئی داؤ چل گیا اور وہ ننگی بازار میں بھاگ نکلی ، وہ شخص پیچھے بھاگا ،ذرا دور جا کر اسے پکڑ لیا پہلے اس پر ایک کوٹ پھینکا پھر اسے مارنے اور دوکان کی طرف گھسیٹنے لگا وہاں تماشائیوں کا ایک ہجوم جمع ہوگیا لیکن وہ اس قدر بے غیرت لوگ تھے کہ کسی نے بھی لڑکی کی مدد نہ کی وہاں پولیس آ گئی اور اس نے لڑکی کو اس دیو کی گرفت سے آزاد کرایا۔

اس واقعہ سے چند روز پہلے اسی قسم کا ایک درندہ ایک لڑکی کے فلیٹ میں جا گھسا، پہلے اس سے بدکاری کی پھر چاقو مار کر اسے ہلاک کر دیا، تمام ہمسائے یہ تماشا دیکھتے رہے اور کسی نے کوئی مدد نہ کی (پاکستان ٹائمز)

۴۔ نیویارک کی عدالت عالیہ نے ۲۹ سالہ ونسٹن موسلے کو اس بنا پر موت کی سزا دی کہ وہ نوخیز لڑکیوں کو ہلاک کرنے کے بعد ان کی لاشوں سے بدکاری کیا کرتا تھا۔ ایک لڑکی کو اس نے پہلے برہنہ کیا اس کے کپڑوں کی گیند بنا کر اس کی لاتوں میں پھنسایا اس پر پٹرول ڈالا اور پھر آگ لگا دی، یہ موذی شخص لڑکیوں کو ہلاک کرنے کے لئے پیچ کش اور شکاری چاقو سے بھی کام لیا کرتا تھا گرفتاری سے ایک شام پہلے وہ حسب معمول اپنی سفید کار میں اپنے گھر سے نکلا ، راہ میں اسے ایک ایسی کار نظر آئی جس میں ایک لڑکی تنہا سفر کر رہی تھی جب اس لڑکی نے اپنے گھر کے

پاس کار روکی تو موسلے بھی اپنی کار سے نکل آیا۔

لڑکی اس کے تیور بھانپ گئی اور فوراً اپنے گھر میں داخل ہوگئی موسلے بھی اندر چلا گیا وہ تنہا تھی اس نے شور مچایا لیکن اس نے آگے بڑھ کر اسے دبوچ لیا اور چاقوؤں سے چھلنی کر ڈالا، اسے وہیں پھینک کر واپس کار میں آیا اور نئے شکار کے لئے سڑکوں کا چکر لگانے لگا، کچھ دیر کے بعد واپس گیا لڑکی ابھی تڑپ رہی تھی اس پر مزید چند وار کئے۔ جب وہ بالکل ٹھنڈی ہوگئی تو اس سے لطف اندوز ہونے کے بعد آرام سے گھر چلا گیا، چاقو دھو کر صندوق میں رکھا، کپڑے بدلے اور سو گیا، دوسرے روز وہ ایک گھر میں نقب لگا رہا تھا کہ گرفتار ہوگیا اور پولیس کو اپنے تمام جرائم کی سرگزشت سنائی۔ (ہفت روزہ تعمیر)

۵۔ فرانس کی پولیس نے ایک ایسے نوجوان کو پکڑا جو ایک ہسپتال میں ملازم تھا اور فالتو وقت کاریں چرانے اور نابالغ بچوں کو قتل کرنے میں گزارتا تھا، وہ نو بچے قتل کر چکا تھا کہ گرفتار ہوگیا (تعمیر)

۶۔ امریکہ میں خودکشی ایک مشغلہ بن گیا ہے ۱۹۶۳ء کے آخری ۶ ماہ میں وہاں کے ایک شہر لاس اینجلس میں پچھتر ہزار انسانوں نے خودکشی کی۔

(پاکستان ٹائمز)

۹ مئی ۶۴ء کا واقعہ ہے کہ ایک مسافر نے جو پیسفک ایئر لائنز کے ایک طیارے میں چوالیس مسافروں کے ساتھ سفر کر رہا تھا اور زندگی سے بہت بیزار تھا پستول نکال کر پائلٹ کو چھ گولیاں ماریں۔ طیارہ گر کر تباہ ہوگیا اور تمام مسافر ہلاک ہوگئے۔ بعد میں معلوم ہوا کہ سفر سے پہلے اس نے پچاس ہزار کا بیمہ کرالیا تھا جس کی رقم اس کی بیوی کو ملنی تھی۔ (پاکستان ٹائمز ۱۰ مئی ۶۴ء)

ایک فضا ایک ضمیر

اتحاد عقائد یعنی ایک خدا ایک رسول ایک قرآن ، ایک کعبہ اور ایک ضابطۂ حیات کی وجہ سے انڈونیشیا سے لے کر مراکش تک تمام عالم اسلامی کی فضا اور ضمیر ایک ہے، یہ اسی ضمیر کا کرشمہ ہے کہ کروڑوں انسان نیم گرسنہ و نیم برہنہ ہونے کے باوجود ضابطہ، مذہب اور قانون کی سیدھی راہوں پہ چل رہے ہیں اگر کسی وقت مذہب کی گرفت ڈھیلی پڑگئی اور پاکستان میں صرف دس ہزار ڈاکو، چور، خونی اور انقلابی پیدا ہو گئے تو حکومت کی ساری پولیس اور فوج بے کار ہو جائے گی۔ امن و سکون درہم برہم ہو جائے گا اور تمام تعمیری کام رک جائیں گے۔ مذہب وہ واحد قوت ہے جو بڑے بڑے سرکشوں، گردن فرازوں اور شہ زور پہلوانوں کو کمزور کے قدموں پہ جھکا دیتی ہے اور شیروں کی گردن میں بکری کا طوق غلامی ڈال سکتی ہے۔

بھوکے بازاروں کو محض اس لئے نہیں لوٹتے کہ یہ گناہ ہے۔ زبردست زیردست کو صرف اس لئے نہیں ستاتا کہ یہ اللہ کو پسند نہیں، دولت مند مساکین و یتامیٰ کو صرف رضائے الٰہی کے لئے پالتے ہیں اور جب کوئی مصیبت بن جاتی ہے تو لاکھوں نوجوان محض اللہ کے لئے سر دیدیتے ہیں، جو لوگ بے حیائی و بدکاری سے اس مقدس فضا کو مکدر کر رہے ہیں قوم انہیں کبھی معاف نہیں کرے گی اور خصوصاً ان کو جو عوام کے خزانے سے بڑی بڑی تنخواہیں لے کر عوام کے سامنے ان کے نظریات ، ضابطہ حیات اور عقائد کی توہین کرتے ہیں اور ان کے ضمیر پر جس کا دوسرا نام اسلام ہے ضرب پہ ضرب لگاتے ہیں۔

اس حقیقت سے ہر شخص آگاہ ہے کہ اونچے طبقے کے لوگ ہر شام ہوٹلوں اور کلبوں میں دوسروں کی بیٹیوں کے ساتھ ناچتے ، شراب پیتے ، نماز ، خدا ، رسول

اورقرآن سے میلوں دور بھاگتے ہیں، اگرانہیں دیکھ کرہمارے لاکھوں نوجوان اور کروڑوں عوام مذہب کی باڑکو پھلانگ کرباہرنکل آئے تو کیا ہوگا؟

قرآن حکیم کا فیصلہ ہے کہ یہ عیاش لوگ بڑے خطرناک ہوتے ہیں، ہر رسول کا مقابلہ انہی لوگوں نے کیا تھااور ہرقوم انہی کی وجہ سے تباہ ہوئی تھی۔

ترجمہ: جب کسی بستی کے خوشحال لوگ فسق و فجور میں ڈوب جاتے ہیں تو وہ ہمارے غضب کوآواز دیتے ہیں اور ہم اس بستی کوتباہ کردیتے ہیں۔(سبا۳۴۔۳۵)

ترجمہ: جب ہم نے آسودہ حالوں کو عذاب میں پکڑا تو وہ چیخ اٹھے، چیخو مت آج تمہیں ہماری گرفت سے کوئی نہیں چھڑا سکتا، ہمارے احکام تمہیں سنائے گئے تھے۔لیکن تم اینٹھے، بکواس کرتے اور باتیں بناتے ہوئے پیچھے کو لوٹ گئے تھے۔(مومنون ۶۴۔۶۷)

آج اسلام کا مد مقابل صرف ایک ہے یعنی یورپ اور اس کی عریاں تہذیب، یورپ کا کمال دیکھئے کہ عریانی و بے حیائی جیسے باطل اقدار کی اشاعت پر کروڑوں روپے صرف کررہا ہے لیکن دنیا کی سب سے بڑی اسلامی سلطنت کے امراء ورہنما اپنے تابندہ ومحکم اقدار کے تصور تک سے لرزاں ہیں، جب سچائی میدان سے بھاگ جائے تو باطل چھاجاتا ہےاورانسانیت کی چیخیں نکل جاتی ہیں۔

(اسلام اورعصر رواں)

محترم قارئین کرام! یہ تھاایک سرسری جائزہ جس سے بآسانی اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ خواتین کی بے لگامی اور نام نہاد آزادی اور اس کے سبب سے ہونیوالے اختلاط مع الرجال کے کیا نتائج سامنے آتے ہیں، اس لئے ہمیں اپنی عزت وآبرو کی بقاء وحفاظت کی خاطر اسلام کے معاشرتی نظام کی مکمل پاسداری کرنی چاہئے! اللہ تعالیٰ ہمیں نیک توفیق عطافرمائے، آمین۔

نصیحت (۲۰) گھر کے رازوں کی حفاظت

یہ نصیحت کئی باتوں پر مشتمل ہے جن میں سے کچھ درج ذیل ہیں:

(۱) لطف اندوزی کے بھیدوں کو پھیلانے سے گریز کرنا۔

(۲) میاں بیوی کے آپس کے اختلافات کو گھر سے باہر پہنچانے سے گریز کرنا۔

(۳) کسی بھی ایسی خاص بات کا اظہار نہ کرنا جس سے گھر کو یا گھر کے کسی فرد کو نقصان پہنچ سکتا ہو۔

پہلی بات

بہر حال جہاں تک پہلا مسئلہ ہے تو اس کی حرمت کی دلیل حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد مبارک ہے:

"اِنَّ مِنْ شَرِّ النَّاس عِنْدَ اللّٰہِ مَنْزِلَۃً یَوْمَ الْقِیَامَۃِ الرَّجُل یُفضِی اِلَی اِمْرَأتِہٖ وَ تُفْضِی اِلَیْہِ ثُمَّ یُنْشَر سِرَّھَا۔ (مسلم شریف ٤/١٥٧)

ترجمہ: قیامت کے دن اللہ تعالی کے نزدیک سب سے بدترین انسان وہ ہوگا جو اپنی بیوی کے قریب جائے اور بیوی اس کے قریب جائے (یعنی دونوں آپس میں ملیں) پھر وہ شخص اس بیوی کا راز لوگوں میں پھیلائے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وہ اپنی بیوی سے مباشرت ومجامعت کرے پھر اپنے دوست احباب کے درمیان بیٹھ کر اس کا تذکرہ کرے۔ جیسا کہ کہ یہی حدیث والا لفظ اللہ تعالی کے قول مبارک میں بھی آیا ہے: "و قد افضی بعضکم الی بعض " (سورۃ النساء آیت:۲۱)

یعنی جب کہ تم میں سے ایک دوسرے سے مل چکا ہے۔

واضح مطلب یہ ہے کہ میاں بیوی کے پوشیدہ احوال کا تذکرہ لوگوں کے سامنے کرنے والا بدترین انسان ہے۔

اس کی حرمت کی ایک دلیل یہ بھی ہے کہ حضرت اسماء بنت یزید رضی اللہ تعالی عنہا کا بیان ہے کہ میں حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھی وہاں کچھ مرد اور کچھ عورتیں بھی تھیں تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"لَعَل رَجُلاً یَقولُ مَا یَفعَلُ بِاَھلِه وَ لَعَل امْرَأۃٌ تُخْبِر بِمَا فَعَلَتْ مَعْ زَوْجِھَا"

ترجمہ: شاید ایسے بھی بعض مرد ہوتے ہوں گے جو اپنی بیوی کے ساتھ برتی ہوئی باتوں کو لوگوں سے بتا دیتے ہوں گے اور شاید کہ بعض عورتیں بھی ایسی ہوتی ہوں گی جو اپنے شوہر کے ساتھ برتی ہوئی باتوں کو دیگر عورتوں سے بتلا دیتی ہوں گی؟

اس بات پر سارے لوگ خاموش ہو گئے تو میں نے عرض کیا: اللہ کی قسم یا رسول اللہ! (بعض) عورتیں سچ مچ ایسا کرتی ہیں اور (بعض) مرد بھی سچ مچ ایسا کرتے ہیں تو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"فَلاَ تَفعَلوا فَاِنَّمَا ذٰلِكَ مثلُ الشَّیطَان لَقِی شَیطَانَۃً

فِی طَرِیقٍ فَغَشِیھَا وَالناس یَنظُرُون" (مسند احمد ٦/٤٥٧)

ترجمہ: ایسا ہرگز مت کرو! کیونکہ پھر اس کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہ ایک شیطان مرد کسی شیطان عورت سے سرراہ ملے اور برسر عام اس سے زنا کرنے لگے اور لوگ انہیں دیکھ رہے ہوں"۔

اور ابوداؤد شریف کی ایک روایت ہے کہ:

"ھَلْ مِنْکم الرجُل اِذَا اَتَی اَھْلَه فَاَغْلَقَ بَابَه وَاَلْقَی عَلَیْه سَتْرَه وَاسْتَتَرَ بستِرِ اللّٰه۔

ترجمہ: کیا تم میں سے کوئی مرد ایسا ہے جو اپنی بیوی کے پاس آئے اور اپنا دروازہ بند کر لے، اپنے اوپر پردہ ڈال لے اور خود کو اللہ کے حفظ و امان میں کر لے؟ تو

صحابہ نے عرض کیا جی ہاں، پھر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"ثُمَّ یَجْلِسُ بَعْدَ ذٰلِكَ فَیَقُولُ فَعَلْتَ كَذَا وَ فَعَلْتُ كَذَا"

ترجمہ: پھر وہی شخص محفل میں بیٹھ کر لوگوں سے کیا یہ کہے گا کہ میں نے یہ کیا یہ کیا ؟اس بات پر صحابہ خاموش رہے۔

پھر آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم خواتین کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا:

"هَلْ مِنْكُنَّ مَنْ تُحَدِّثُ "

ترجمہ: تم عورتوں میں سے کوئی ایسی ہے جو اس قسم کی باتیں اپنی سہیلیوں کی مجلس میں بیان کر دیتی ہو؟ تو ساری خواتین خاموش رہیں۔

مگر ایک نوجوان لڑکی اپنا ایک گھٹنا ٹیک کر حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے سامنے آ بیٹھی اور کافی دیر تک وہ اسی کیفیت پر رہی تاکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اس کو دیکھیں اور اس کی بات سنیں، پھر وہ بولی: یارسول اللہ! یہ مرد حضرات بھی ایسی باتوں کو دوسرے سے بیان کر دیتے ہیں اور یہ عورتیں بھی ان باتوں کو اپنی سہیلیوں سے کہہ ڈالتی ہیں، اس پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا:

"هَلْ تَدْرُونَ مَا مِثْلُ ذٰلِكَ؟ اِنَّمَا مِثْلُ ذٰلِكَ مِثْلُ شَيْطَانَةٍ لَقِيَتْ شَيْطَاناً فِي السِّكَّةِ فَقَضٰى حَاجَتَه وَالنَّاسُ يَنْظُرُونَ اِلَيْه"۔

ترجمہ: کیا تم جانتے ہو اس کی مثال کیسی ہے؟ اس کیفیت کی مثال تو ایسی ہے جیسے کہ ایک شیطان عورت گلی میں ایک شیطان مرد سے ملے اور وہ شیطان مرد اپنی نفسانی خواہش اس سے پوری کرے اور لوگوں کی نگاہیں اس کی طرف لگی ہوئی ہوں۔ (سنن ابی داؤد ۲/ ۶۲۷، نیز صحیح الجامع ۷۰۳۷)

اس مفصل مضمون حدیث سے معلوم ہوا کہ ایک شخص اپنی بیوی سے خلوت

گزینی اورشب باشی کے بعد میاں بیوی کے پوشیدہ احوال کو اگر اپنے دوستوں سے اور احباب کی محفل میں بتاتا ہے تو وہ انتہائی غلیظ النفس شیطان کی مانند ہے، اور حقیقت بھی یہی ہے کہ بیوی شوہر کی عزت ہوتی ہے اور شوہر بیوی کی عزت ہوتا ہے ،لہذا ایک دوسرے کو اس کا خیال رکھنا چاہئے اور آپسی راز کا مکمل تحفظ کرنا چاہئے، یادر کھئے! جو شخص اپنا راز از خود فاش کرے وہ آوارہ ہے اور جو اپنا راز چھپائے وہ اپنی عزت کا خود محافظ ہے۔

☆ دوسری بات:

آپس میں میاں بیوی کے باہمی اختلافات کو گھر کے دائرے سے باہر پہنچانا بسا اوقات مسئلہ کو زیادہ ہی پیچیدگی میں ڈال دیتا ہے اور پھر میاں بیوی کے آپسی جھگڑوں میں بیرونی گوشوں کی دراندزی عام طور پر کچھ زیادہ ہی مخالفت اور بدعہدی کا سبب بن جاتی ہے، تو ایسی صورت حال میں مسئلہ کا حل اس طرح دریافت کیا جاسکتا ہے کہ دونوں فریق کے مابین دو ایسے اشخاص کو برائے صلح آمد ورفت پر لگایا جائے جو دونوں کے یا کسی ایک کے قرابت دار ہوں، اور حل کی اس صورت کی طرف اسی وقت رخ کیا جائے جب کہ باہمی مشترکہ طور پر فوری اصلاح مشکل تر ہو جائے، چنانچہ ایسے موقع پر اللہ تعالی کے قول:

"فَابْعَثُوْا حَكَماً مِّنْ اَهْلِهٖ وَ حَكَماً مِّنْ اَهْلِهَا اِنْ يُّرِيْدَا اِصْلَاحاً يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا "۔(سورہ نساء آیت نمبر : ۳۵)

ترجمہ: صلح کے واسطے ایک فیصل شوہر کی طرف سے بھیجو اور دوسرا فیصل بیوی کے خاندان سے بھیجو، اگر دونوں باہمی صلح چاہتے ہیں تو اللہ تعالی دونوں فریق کے مابین کامیابی کی صورت پیدا کردیں گے'' پر ہمیں عمل کرنا چاہئے۔

☆ تیسری بات:

گھر یا گھر کے کسی فرد کو اس کی خاص خامی کا چرچا کر کے اس کو نقصان پہونچانا، ناجائز ہے کیونکہ یہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ارشاد مبارک "
لا ضرر و لا اضرار " (مسند امام احمد رحمہ اللہ ۳۱۳/۱)
ترجمہ: نہ کسی کو نقصان ہو اور نہ ہی کوئی دوسرے کو نقصان پہنچائے ، کے مصداق میں شامل ہے، اور اس جیسے مضامین اللہ تعالی کے قول:

"ضَرَبَ اللّٰهُ مَثَلًا لِلَّذِيْنَ كَفَرُوا امْرَأَةَ نُوْحٍ وَامْرَأَةَ لُوْطٍ كَانَتَا تَحْتَ عَبْدَيْنِ مِنْ عِبَادِنَا صَالِحَيْنِ فَخَانَتَاهُمَا "(سورہ مریم آیت نمبر : ۱۰)

ترجمہ : اللہ تبارک تعالی نے کفر کرنے والوں کی مثال دیتے ہوئے حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام اور حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کی بیویوں کا تذکرہ فرمایا ہے جو کہ ہمارے دو نیک صالح بندوں کے نکاح میں تھیں مگر ان دونوں نے اپنے شوہروں سے خیانت کر ڈالی۔

کی تفسیر کے ضمن میں آئے ہیں:

چنانچہ ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ نے اس آیت کی تفسیر میں درج ذیل مضمون نقل کیا ہے: حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام کی بیوی حضرت نوح کے راز پر نظر رکھتی تھی چنانچہ جب بھی کوئی شخص حضرت نوح علیہ الصلاۃ والسلام پر ایمان لاتا تو وہ جا کر قوم نوح کے جابر لوگوں کو اس کی خبر کر دیتی تھی۔

البتہ حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کی بیوی کا حال یہ تھا کہ جب بھی حضرت لوط علیہ الصلاۃ والسلام کسی مہمان کی ضیافت کرتے تو وہ جا کر شہر کے بد کردار لوگوں کو بتلا دیتی تھی تا کہ وہ لوگ آ کر مہمانوں کے ساتھ بدفعلی کریں۔

(تفسیر ابن کثیر ۸/ ۱۹۸)

ان دونوں مثالوں سے یہ بات واضح ہوگئی کہ گھریلو راز فاش کیسے ہوتے ہیں اور پھر ان کے نقصانات کیسے کیسے ظاہر ہوتے ہیں، یہ بات بھی اس موقع پر واضح رہے کہ اس طرح جب خود ہی گھر کا بھیدی لنکا ڈھانے لگے تو وہ اللہ کی نظر میں بھی مبغوض ہو جاتا ہے اور اس کے عذاب کا مستحق ہو جاتا ہے۔ (العیاذ باللہ)

نصیحت (۲۱) گھریلو اخلاقیات

گھریلو ماحول میں نرم اخلاق کو فروغ دیا جائے، حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِذَا اَرَادَ اللّٰہ عَزّوجلّ بأھْلِ بَیْتٍ خَیْراً اَدْخَلَ عَلَیْھِم الرِفْقَ"

(مسند احمد ٦/ ٧١)

ترجمہ: جب اللہ پاک کسی خاندان کے لوگوں کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتے ہیں تو ان کے مابین نرم خوئی کی صفت پیدا فرما دیتے ہیں۔ ایک اور روایت میں آتا ہے کہ:

"ان اللّٰہ اذا اَحبَّ اَھْلَ بَیْتٍ اَدْخَلَ عَلَیْھِم الرِّفْقَ"

(ابن ابی الدنیا وغیرہ نیز صحیح الجامع میں نمبر ۱۷۰۴ پر ہے)

ترجمہ: اللہ تعالی جب کسی خاندان کے ساتھ محبت فرماتے ہیں تو اس میں نرم خلقی پیدا فرما دیتے ہیں۔

مطلب یہ ہے کہ وہ آپس میں ایک دوسرے سے نرم اخلاق کا برتاؤ کرنے لگتے ہیں، اور یہ گھریلو زندگی کی بہتری کا سب سے بڑا سبب ہے۔ چنانچہ زوجین کے مابین یا اولاد کے ساتھ نرم خوئی کا برتاؤ بہت ہی مفید ہے اور اس کے

نتائج جتنے بہتر ہوں گے اتنے بہتر نتائج سختی وشدت کے نہیں ہو سکتے جیسا کہ ارشاد نبوی صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے:

"اِنَّ اللّٰہ یُحِبُّ الرِّفْقَ وَ یُعطِی عَلَی الرِّفْقِ مَا لَا یُعطِی عَلَی الْعُنفِ وَ مَا لَا یُعطِی عَلَیٰ سِوَاہ "۔(مسلم شریف کتاب البر والصلة والادب نمبر ۲۵۹۳)

ترجمہ: یعنی اللہ تعالی کو نرم خوئی کی صفت پسند ہے اور وہ نرم خوئی کی صفت پر جو اجر عطا فرماتے ہیں وہ شدت وسختی کی صفت پر عطا نہیں فرماتے اور اس کے علاوہ کسی دوسری صفت پر بھی اتنا اجر عطا نہیں فرماتے۔

اس لئے ہمیں چاہئے کہ اپنے گھریلو ماحول میں نرم خوئی اور عمدہ اخلاق کی فضا کو عام کریں، ہاں البتہ تربیتی نقطہ نظر سے جہاں سختی کرنی پڑے وہاں مناسب انداز میں سختی بھی کی جا سکتی ہے۔ جیسا کہ تعلیم وتربیت کے حوالہ سے چھوٹے بچوں پر عموما کڑی نظر رکھنی پڑتی ہے ورنہ وہ تعلیم میں کوتاہی کرنے لگ جاتے ہیں اسی تعلیمی وتربیتی مصلحت کے پیش نظر کہا گیا ہے کہ 'الضرب للصبیان کالماء فی البستان ' یعنی بچوں کے ساتھ تادیبی کاروائی کا برتاؤ وہی اثر دکھاتا ہے جو کہ باغیچے میں پانی ڈالنا اثر ظاہر کرتا ہے۔ واللہ اعلم۔

نصیحت (۲۲)

گھریلو کاموں میں گھر والوں کا تعاون

بہت سے مرد حضرات گھریلو کاموں سے کراہت محسوس کرتے ہیں بلکہ بعض تو یہ خیال رکھتے ہیں کہ گھر والوں کے ساتھ ان کے کاموں میں ہاتھ بٹانا ان کی شان وقدر کو گھٹا دیتا ہے، لیکن اس کے برعکس نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا حال یہ تھا کہ:

"کَانَ یَخِیْطُ ثَوْبَه وَ یَخْصِفُ نَعْلَه وَ یَعْمَلُ مَا یَعْمَلُ الرِّجَالُ فِی بُیُوْتِهِمْ "۔(مسند احمد ٦/١٢١، نیز جامع الصحیح میں نمبر ٤٩٣٧)

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے کپڑے خود سی لیا کرتے تھے اپنے جوتے گانٹھ لیتے تھے اور گھریلو ماحول میں عام لوگوں کی طرح کام میں حصہ لیتے تھے۔

اور اس بات کی تصدیق ام المومنین حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے بھی فرمائی جب کہ ان سے پوچھا گیا کہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنے گھر میں کیا کیا کام کرتے تھے؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں وہ باتیں بتائیں جن کا مشاہدہ وہ خود کر چکی تھیں، ایک روایت میں ہے کہ:

"کَانَ بَشَراً مِنَ الْبَشَرِ یَفْلِیْ ثَوْبَه وَ یَحْلِبُ شَاتَه وَ یَخْدِمُ نَفْسَه"

(مسند احمد نمبر ٦/٢٥٢)

ترجمہ: حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم بھی ایک انسان تھے اپنے کپڑوں کی صفائی ستھرائی خود کر لیتے تھے بکریوں کا دودھ خود نکال لیا کرتے تھے، اور اپنے ذاتی کام بھی خود کر لیتے تھے۔

نیز ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے پوچھا گیا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر میں کیا کرتے تھے ؟ تو حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے جواب میں فرمایا:

وَکَانَ فِی مِهْنَةِ اَهْلِه تَعْنِی خِدْمَةَ اَهْلِه فَاِذَا حَضَرَتْ الصَّلَاةُ خَرَجَ اِلَی الصَّلَاةِ"۔ (بخاری شریف و فتح الباری نمبر :٢/١٦٢)

ترجمہ : آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم گھر والوں کے کاموں میں حصہ لیتے تھے یعنی

گھر والوں کے کام کردیا کرتے تھے اور جب نماز کا وقت ہوجاتا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نماز کے لئے تشریف لے جاتے۔

اگر آج ہم بھی اس روش پر چل پڑیں تو یقیناً ہمارے دم سے بہت سارے بہتر نتائج رونما ہوسکتے ہیں مثلاً:

(۱) ایک تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی اتباع حاصل ہوگی۔

(۲) ہمارے دم سے ہمارے گھر والوں کو معاونت مل جائے گی۔

(۳) ہم میں تواضع وفروتنی اور عدم تکبر کا شعور پیدا ہوگا۔

اور بعض لوگ گھر میں گھستے ہی فوراً بیوی سے کھانا مانگتے ہیں حالانکہ ہنڈیا ابھی چولہے پر ہوتی ہے دوسری طرف بچہ دودھ کے لئے رورہا ہوتا ہے، اب نہ تو وہ شخص بچہ کو اٹھاتا ہے اور نہ ہی تھوڑی دیر کھانے کا انتظار کرسکتا ہے تو ایسے شخص کے لئے مذکورہ بالا احادیث نصیحت ہیں ہمیں ان احادیث سے عبرت حاصل کرنی چاہئے۔

نصیحت (۲۳)

گھر والوں کے ساتھ ہنسی مذاق اور خوش طبعی کرنا

بیوی بچوں کے ساتھ خوش طبعی کرنا، گھریلو ماحول میں خوش بختی اور باہمی محبت کی فضا کو ہموار کرنے کا اہم ذریعہ ہے، اسی بناء پر حضرت نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو نصیحت فرماتے ہوئے فرمایا تھا: کہ وہ باکرہ عورت سے شادی کریں اور یہ فرماتے ہوئے انہیں آمادہ کیا تھا:

"فَهَلا بِكْراً تُلَاعِبُهَا وَ تُلَاعِبُكَ وَ تُضَاحِكُهَا وَ تُضَاحِكُكَ"

(بخاری شریف، مسلم شریف)

ترجمہ: تو پھر تم نے کیوں باکرہ عورت سے شادی نہیں کرلی کہ تم اس سے کھیلتے وہ تم سے کھیلتی اور تم اس سے ہنسی مذاق کرتے وہ تم سے ہنسی مذاق کرتی؟"

ایک اور حدیث شریف میں آیا ہے۔

"كُلُّ شَيءٍ لَيْسَ فِيْه ذِكْرُ اللّٰهِ فَهُوَ لَهْوٌ وَ لَعِبٌ اِلَّا اَرْبَعٌ ...... مُلَاعبة الرجُل أمرَأتَه"۔ (نسائی شریف)

ترجمہ: ہر وہ چیز جس میں اللہ کا ذکر شامل نہ ہو لہو ولعب ہے سوائے چار چیزوں کے جن کے منجملہ مرد کا اپنی بیوی کے ساتھ کھیل اور ہنسی مذاق کرنا ہے۔

اور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اپنی زوجہ مطہرہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کے ساتھ خوش طبعی فرماتے تھے جس وقت کہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ان کے ساتھ غسل فرماتے تھے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں:

"كُنْتُ اَغْتَسِلُ اَنَا وَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلى اللّٰه تعالى عليه وسلم مِنْ اِنَاءٍ بَيْنِي وَ بَيْنَه وَاحِدٍ فَيُبَادِرُنِي حَتى اَقُولُ دَعْ لِيْ ، دَعْ لِيْ قَالَتْ وَ هُمَا جُنُبَانِ "۔ (صحیح مسلم)

ترجمہ: میں اور رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم ایک ہی برتن سے غسل فرماتے تھے جو ہمارے درمیان مشترک ہوتا تھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم مجھ سے سبقت کرجاتے تھے تو میں کہتی تھی کہ میرے لئے بھی چھوڑدیں میرے لئے بھی چھوڑدیں ،فرماتی ہیں کہ ہم دونوں اس وقت حالت جنابت میں ہوتے تھے۔

جہاں تک حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا چھوٹے بچوں کے ساتھ ہنسی

مذاق کا ذکر ہے تو وہ بالکل اظہر من الشمس ہے، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم حضرات حسنینؓ کے ساتھ اکثر ہنسی و مذاق کیا کرتے تھے جیسا کہ اوپر گزرا، اور شاید یہ سلوک بچوں کے لئے خوشی کا باعث تھا کہ وہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کی سفر سے واپسی پر خوش ہوا کرتے تھے تو وہ دوڑ دوڑ کر جاتے اور حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا استقبال کرتے تھے جیسا کہ صحیح حدیث میں آیا ہے:

"کَانَ اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقّٰی بِصِبْیَانِ اَھْلِ بَیْتِہٖ "

(صحیح مسلم ٤/١٨٨٥، اور شرح وتوضیح تحفة الاحوذی ٨/٥٦)

ترجمہ: آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب بھی سفر سے واپس آتے تو خاندان کے بچوں سے ملتے تھے۔

اور آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بچوں کو چمٹا لیتے تھے، جیسا کہ حضرت عبد اللہ بن جعفر رضی اللہ تعالی عنہ نے بیان کیا ہے کہ:

"کَانَ النَّبِی صلی اللّٰہ تعالی علیہ وسلم اِذَا قَدِمَ مِنْ سَفَرٍ تَلَقّٰی بِنَا فَتَلَقّٰی بِیْ وَبِالْحَسَنِ اَوْ بِالْحُسَیْنِ قَالَ فَحَمَلَ اَحَدَنَا بَیْنَ یَدَیْہِ وَالْاٰخَرَ خَلْفَہٗ حَتّٰی دَخَلْنَا الْمَدِیْنَۃَ " (صحیح مسلم ٤/١٨٨٥)

ترجمہ: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم جب بھی سفر سے واپس تشریف لاتے تو راستے میں ہم سے ملتے، چنانچہ ایک بار مجھ سے اور حسنین میں سے ایک سے ملے تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے ہم میں سے ایک کو اپنے آگے اٹھالیا اور دوسرے کو پشت پر اٹھالیا اور اسی کیفیت پر ہم مدینہ کی آبادی میں داخل ہوئے۔

معلوم ہوا کہ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بچوں سے بھی بہت زیادہ شفقت اور محبت اور ہنسی مذاق کا سلوک وبرتاؤ رکھتے تھے تاکہ ان کی دلجوئی اور طبع داری ہوسکے۔

محترم قارئین! آپ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے اس

مذکورہ انداز اور ایسے بعض گھروں کے حالات کے مابین موازنہ کیجئے جن میں نہ تو سچی ہنسی مذاق کا نام ونشان نظر آتا ہے اور نہ ہی دل جوئی وشفقت کی حالت دیکھنے میں آتی ہے، اور جس شخص کا خیال یہ ہو کہ بچوں کا بوسہ لینا باپ کی ہیبت کے خلاف ہے اسے چاہئے کہ درج ذیل حدیث کو پڑھے:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ ایک مرتبہ رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے حضرت حسن بن علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو بوسہ دیا تو اس موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی خدمت میں اقرع بن حابس التیمی رضی اللہ تعالیٰ عنہ بیٹھے ہوئے تھے وہ کہنے لگے: کہ میرے تو دس بچے ہیں میں نے ان میں سے اب تک کسی کا بوسہ نہیں لیا، تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اقرع بن حابس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی طرف دیکھا اور ارشاد فرمایا: "مَنْ لَا يَرْحَمُ لَا يُرْحَمُ" (بخاری شریف مع فتح الباری ۱۰/۴۲۶)

ترجمہ: جو شخص دوسروں پر شفقت نہیں کرتا اس پر بھی شفقت نہیں کی جائے گی۔

لہٰذا ہم کو چاہئے کہ ہم اپنے چھوٹوں پر شفقت کریں خاص طور پر اپنے گھر کے چھوٹوں پر کہ وہ ہماری توجہ، محبت اور پیار وشفقت کے زیادہ حقدار ہیں اللہ ہمارے گھروں میں احترام ومحبت کی فضا کو عام فرمادے۔ آمین۔

نصیحت (۲۴)

گھریلو ماحول کے برے اخلاق کا مقابلہ

عام طور پر گھر کا کوئی فرد نامناسب اخلاق مثلاً غیبت اور چغلی جیسے صفات

سے خالی نہیں ہوتا، اوران برے اخلاق کا مقابلہ بالکل ضروری ہے۔

بعض لوگوں کا نظریہ یہ ہے کہ جسمانی سزائیں ہی ان جیسے حالات کا واحد حل ہیں حالانکہ یہ نظریہ صحیح نہیں ہے۔ ذیل میں اس موضوع سے متعلق ایک تربیتی حدیث درج کی جاتی ہے اسے ملاحظہ فرمائیں۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں کہ:

"کان رسول اللّٰه صلی اللّٰه تعالی علیه وسلم اِذَا اطَّلَعَ عَلٰی اَحَدٍ مِنْ اَهْلِ بَيْتِه كَذِبَ كذبةً لَمْ يَزَلْ مُعرضاً عَنْه حَتّٰى يحدثَ تَوْبَتَه " (مسند احمد ۶/۱۵۲)

ترجمہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کو جب بھی اطلاع مل جاتی کہ گھر کے کسی بھی فرد نے جھوٹ بولا ہے تو اس کی طرف سے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم بے رخی فرمالیتے تا آنکہ وہ شخص توبہ کرلے۔

اب دیکھئے کہ اس حدیث کے ذریعہ کتنی وضاحت سے یہ بات معلوم ہوگئی ہے کہ بے رخی کرلینا، ترک کلام اور بے توجہی برت کر اظہار لاتعلقی کرلینا، ان جیسے حالت کے لئے بہترین سزا ہے اور اس انداز کی سزا بسا اوقات جسمانی عقوبت وسزا سے زیادہ موثر ثابت ہوتی ہے، لہذا گھریلو ماحول کے مربی شخص کو اس پر اچھی طرح غور کرنا چاہئے اور اس نبوی تدبیر پر عمل درآمد کرنا چاہئے۔

سچ بولنا جسمانی ودماغی صحت

الصدقُ يُنجِى الكذبُ يُهلِك:

''سچ میں نجات ہے اور جھوٹ ہلاکت میں ڈالتا ہے'' (الحدیث)

سچ بولنے سے انسان کی جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اس امر کا انکشاف برطانیہ میں ''ٹروتھ تھراپی'' کے عنوان سے شائع ہونے والی ایک خصوصی رپورٹ میں کیا گیا۔ رپورٹ میں یہ بھی کہا گیا ہے کہ جھوٹ بولنا انسان کی صحت کو متاثر کرتا ہے خاص طور پر جھوٹ بولنے والی خواتین بے خوابی کا شکار ہو جاتی ہیں اور یہی کیفیت اگر بڑھ جائے تو السر کا باعث بن جاتی ہے'' ''ٹروتھ تھراپی'' کے ایک ماہر بریڈلمینڈ کے مطابق حقائق کو کھولنے والے کڑوے سچ بولنے سے جسمانی اور دماغی صحت بہتر ہوتی ہے اور جھوٹ بولنے والی خواتین حقائق چھپا چھپا کر مختلف نفسیاتی دباؤ کا شکار ہو جاتی ہیں۔ جھوٹ بولنے والی خواتین کو اکثر اپنا جھوٹ ثابت کرنے کے لئے نظریں گاڑھ کر بات کرنے کی عادت ہو جاتی ہے۔ ماہرین کے نزدیک جھوٹ بولنے سے عورت کی جسمانی ساخت کے علاوہ خوبصورتی پر بھی برے اثرات مرتب ہوتے ہیں۔ رپورٹ کے مطابق دنیا میں فرانس، برطانیہ اور جرمنی کی خواتین سب سے زیادہ جھوٹی جبکہ امریکہ کی خواتین جھوٹ اور سچ مکس کر کے بولتی ہیں۔ (پیراسائیکالوجی کے کرشمات)

نصیحت (۲۵)

گھر والوں کی نگاہوں کے سامنے کوڑا لٹکائے رکھو

(الحلیۃ لابی نعیم ۷/۳۳۲)

سزاؤں کی طرف اشارہ کرنا بھی تربیت وتہذیب اخلاق کے بہترین اسباب میں شمار ہوتا ہے اسی وجہ سے ایک روایت میں گھریلو ماحول کے لئے چھڑی

یا کوڑا اٹھانے کا تذکرہ بطور سبب کے بیان ہوا ہے چنانچہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"عَلِّقُوا السَّوْطَ حَيْثُ يَرَاه اَهْلُ الْبَيْتِ فَاِنَّه اَدَبٌ لَهُمْ"۔

(طبرانی ۱۰/۳٤٤۔ ۳٤٥)

ترجمہ: کوڑا ایسی جگہ رکھو جہاں سے گھر والوں کو نظر آئے کیونکہ یہ ان کے لئے بڑا باعث ادب ہے۔

گھر میں سزا و عقوبت کی چیز لٹکی ہوئی نظر آتی رہے تو اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ بری نیت رکھنے والے افراد خانہ برے اخلاق و اطوار کو برتنے سے ڈرتے رہیں گے، کیونکہ انہیں یہ خوف ہوگا کہ اس ارتکاب کی وجہ سے انہیں سزا مل جائے گی، نیز یہ ان کے لئے عمدہ اخلاق اپنانے اور اچھی صفات سے آراستہ ہونے کا باعث بھی ہوگا۔

علامہ ابن الانباری رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ: اس حدیث کا مقصد یہ نہیں ہے کہ اس چھڑی یا کوڑے سے ان کی پٹائی ہی کی جائے کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے کسی کو بھی اس بات کا حکم نہیں فرمایا، البتہ اس کا مقصد یہ ہے کہ آپ اپنے گھر والوں سے اپنی تادیبی کاروائی کو موخر نہ کریں اور اس میں غفلت نہ برتیں۔ (فیض القدیر للمناوی ۴/۳۲۵)

اور مار پیٹ تو کوئی اصول ہی نہیں ہے، اور اس کی ضرورت تو ایسی مجبوری کی حالت میں پیش آتی ہے جب کہ تادیب وتہذیب کے تمام اسباب و وسائل ناکام اور ختم ہو چکے ہوں یا جب کہ ضروری اور لازمی احکام پر عمل کروانے کے لئے سختی کی نوبت آن پڑی ہو تب ہی اس مار پیٹ کی کیفیت اپنائی جاسکتی ہے

جیسے کہ اللہ تعالی کا ارشاد ہے:

”والّٰتی تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِی الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ “ (سورہ نساء آیت : ۳٤)

ترجمہ: جن عورتوں کے بارے میں تمہیں بدچلنی کا اندیشہ ہو انہیں تو اول نصیحت سے سمجھاؤ پھر ان کے بستروں سے علیحدگی اختیار کرلو اور اگر اس پر بھی وہ باز نہ آئیں تو ان کو مار بھی سکتے ہو۔

یہ ساری باتیں حسب ترتیب ہی عمل میں لائی جانی چاہئیں نیز اس طرح کا مضمون حدیث شریف میں بھی آیا ہے:

”مُرُوْا اَوْلَادَكُمْ بِالصَّلٰوةِ وَ هُمْ اَبْنَاءُ سَبْعِ سِنِيْنَ وَاضْرِبُوْهُمْ عَلَيْهَا وَ هُمْ اَبْنَاءُ عَشْرٍ “(ابو داود شريف ١/ ٣٣٤ و ارواء الغليل ١/ ٢٦٦)

ترجمہ: اپنے بچوں کو نماز کا حکم دو جب کہ وہ سات سال کی عمر کو پہنچ جائیں اور انہیں نماز کے لئے تنبیہاً مار بھی سکتے ہو جب کہ دس سال کے ہو چکے ہوں۔

البتہ جہاں تک بلا ضرورت مار پیٹ کی بات ہے تو وہ پھر زیادتی اور ظلم ہے، اور رسول صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے تو ایک عورت کو نصیحت کرتے ہوئے ایک مرد سے شادی کرنے سے اس لئے منع فرمادیا تھا کہ وہ اپنے کندھے سے لاٹھی نیچے اتار کر رکھتا ہی نہیں تھا، یعنی کہ وہ عورتوں کو بہت مارتا تھا۔

ہاں اگر کوئی شخص تربیت کے بارے میں بعض کفار کے نظریات کی اندھی تقلید کرتے ہوئے تنبیہاً مار پیٹ کے سلوک کی بالکل نفی کرے تو یہ خیال بالکل غلط اور نصوص شرعیہ کے بالکل خلاف ہے۔

نصیحت نمبر (۲۶)

گھریلو ماحول میں پائی جانے والی برائیاں

گھر میں رہنے والی عورت کے پاس اس کے شوہر کی غیر موجودگی میں غیر محرم رشتہ داروں کے آنے جانے سے سخت احتیاط ہونی چاہئے۔

کیونکہ عام طور پر چچا زاد، خالہ زاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد یا دیگر قرابت دار لوگ گھر میں بے محابا گھس جاتے ہیں اور پردے کا کوئی خیال نہیں کرتے، اور عورتیں بھی ایسے قرابت داروں کے بارے میں کوئی خاص پرواہ نہیں کرتیں، اس کی وجہ سے بڑی بڑی برائیاں ناسور کی طرح گھریلو ماحول میں پھیل جاتی ہیں جس پر بعد میں سب پچھتاتے ہیں اور اس وقت پچھتانے کا کوئی فائدہ نہیں ہوتا اس لئے تمام ہی غیر محارم سے اپنی عورتوں اور بچیوں کو مکمل طور پر محتاط رکھنا چاہئے۔

چنانچہ انہی اخلاقی برائیوں اور خرابیوں کے پیش نظر حدیث شریف میں غیر محرم کے ساتھ خلوت گزینی کو سختی سے منع کیا گیا ہے، جیسا کہ حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلَا لَا یَبِیْتَنَّ رَجُلٌ مع امْرَأَۃٍ اِلَّا اَنْ یَکُوْنَ نَاکِحاً اَوْ ذَا مَحْرَمٍ"

(مسلم شریف تشریح مظاہر حق جدید ۳/۲۶۴ پر دیکھئے)

ترجمہ: خبردار! کوئی مرد کسی ثیبہ عورت کے ساتھ رات نہ گزارے الا یہ کہ وہ خاوند ہو یا محرم ہو۔

یہاں رات گزارنے سے مراد تنہائی میں ملنا ہے، لہذا مطلب یہ ہوگا کہ کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ کسی جگہ تنہائی میں اکھٹا نہ ہو خواہ رات ہو یا دن۔

ثیبہ تو اصلا اس عورت کو کہا جاتا ہے جس سے جماع ہو چکا ہو یا جو خاوند کر چکی ہو مگر یہاں پر مراد جوان عورت ہے چاہے وہ کنواری ہو یا غیر کنواری۔

اور محرم سے مراد وہ مرد ہے جس سے نکاح ابدی طور پر حرام ہو جیسے بیٹا، بھائی، داماد وغیرہ۔

اسی طرح حضرت عقبہ بن عامر رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا:

"اِیَّاکُم والدُّخُولَ عَلَی النِّسَاء فَقَالَ رَجلٌ یَا رَسولَ اللّٰہ اَرَاَیتَ الحَمْوَ ؟ فَقَالَ الحَمْوَ اَلْمَوْتُ "۔

(مسلم شریف تشریح مظاھر حق جدید ۳/۲٦۵)

ترجمہ : اجنبی عورتوں کے پاس جانے سے اجتناب کرو! (جب کہ وہ تنہائی میں ہوں) ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ! حمو کے بارے میں آپ کی رائے کیا ہے؟ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا حمو تو موت ہے۔

حمو دراصل شوہر کے قرابت دار مردوں کو کہتے ہیں جیسے بھائی وغیرہ، البتہ باپ اور بیٹا اس میں شامل نہیں ہیں یعنی کہ دیور، جیٹھ، شوہر کے چچازاد، ماموں زاد، پھوپھی زاد، اور خالہ زاد بھائی یا دوست و آشنا بھی اس خطرہ کا باعث ہیں۔

حمو کے موت ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح موت انسان کی ظاہری اور دنیاوی زندگی کو ہلاک کر دیتی ہے اسی طرح حمو کا تنہائی میں کسی غیر محرم عورت سے اختلاط اور میل جول دینی اور اخلاقی زندگی کو ہلاکت و تباہی کے دہانے

پر پہنچادیتا ہے، کیونکہ عام طور پر لوگ غیر محرم عورتوں کے ساتھ حمو کے اختلاط کو برانہیں سمجھتے اس لئے ان عورتوں کے پاس ہروقت آنے جانے اور بے محابا ان کی معیت میں نشست و برخاست رکھنے کی وجہ سے کسی بھیانک برائی میں مبتلا ہو جانا زیادہ مشکل نہیں رہتا، یہی فتنوں کا سبب ہوتا ہے اور لوگ برائی میں مبتلا ہو جاتے ہیں۔

واقعہ : ایک نوجوان میرے پاس آیا اور مسئلہ پوچھتے ہوئے بولا: مولانا صاحب! ایک شخص کو اپنی سالی سے محبت ہوگئی ہے اور ناجائز عمل سے بچنے کے لئے وہ چاہتا ہے کہ اپنی سالی سے نکاح کرلے، تو کیا ایسا ہوسکتا ہے؟ میں نے پوچھا: کیا بیوی موجود ہے؟ اس نے جواب دیا: جی ہاں، میں نے پوچھا کیا پھر وہ اپنی بیوی کو طلاق دینا چاہتا ہے؟ اس نے کہا: نہیں! وہ بیوی کو چھوڑنا نہیں چاہتا، میں نے جواب دیا کہ: اگر وہ شخص اسلام پر قائم ہے تو اس کے لئے موجودہ صورتحال میں سالی سے نکاح حرام ہے کیونکہ قرآن قریم میں دو بہنوں کو ایک شخص کے نکاح میں جمع کرنے کو حرام قرار دیا گیا ہے، چنانچہ ارشاد باری تعالی ہے:

" و ان تجمعوا بين الاختين "۔ (سورہ نساء ۲۳)

ترجمہ: اور یہ بھی حرام ہے کہ تم دونوں بہنوں کو ایک نکاح میں جمع کرو۔

الحاصل غیر محرم خواتین کے ساتھ اختلاط سے حد درجہ اجتناب ضروری ہے خصوصاً تنہائی میں، ورنہ فتنوں کا سلسلہ شروع ہو جاتا ہے، العیاذ باللہ۔ جیسا کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالی عنہ کی حدیث ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا: "لَا يَخْلُوَنَّ رَجلٌ بِامْرأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثُهُمَا الشَّيْطَانُ "

(ترمذی شریف وضاحت مظاہر حق جدید ۲۷۱/۳)

ترجمہ: جب بھی کوئی مرد کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی میں یک جا ہوتا ہے تو وہاں پران کا تیسرا شیطان موجود ہوتا ہے۔

جب دو اجنبی مرد وعورت کہیں خلوت میں جمع ہوتے ہیں تو وہاں شیطان فوراً پہنچ جاتا ہے جوان دونوں کے جنسی جذبات کو برانگیختہ کرتا رہتا ہے یہاں تک کہ ان پر جنسی ہیجان کا غلبہ ہو جاتا ہے اور وہ بدکاری میں مبتلا ہو جاتے ہیں، لہذا حدیث شریف کا حاصل یہ ہے کہ تم کسی اجنبی عورت کے ساتھ خلوت میں یکجا ہو جانے کا موقع آنے ہی نہ دو کہ شیطان تمہارے درمیان آ جائے اور تمہیں برائی کے راستہ پر لگا دے۔

نصیحت (۲۷)

شادی بیاہ اور تقریبات میں ممنوع اختلاط

خاندانی تقریبات اور رشتہ داروں کی باہمی ملاقاتوں میں عورتوں کو مردوں سے الگ رکھنا چاہئے، اس کی وجہ بالکل ظاہر ہے کہ اس کے برخلاف صورت حال میں غیر محرم افراد سے اختلاط ہوگا جو کہ فتنے کا بڑا باعث ہے اور آئے دن ایسے واقعات رونما ہو رہے ہیں لہذا اس بات کا سخت خیال رکھنا چاہئے۔

اور آج کل کی تقریبات میں جو صورت حال ہوتی ہے وہ بالکل عیاں ہے کہ اس میں عموماً بے پردگی، غیر محرموں سے اختلاط اور آمنا سامنا ہوتا ہے، عورت کی شخصیت غیروں کی نظروں میں نمایاں ہوتی ہے حالانکہ حدیث شریف میں اس کی ممانعت آئی ہے، چنانچہ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"اَلْمَرْأَةُ عَوْرَۃٌ فَاِذَا خَرَجَتْ اسْتَشْرَفَهَا الشَّيْطَانُ "

(ترمذی شریف، وضاحت کے لئے ملاحظہ فرمائیں مظاہر حق جدید ۳/ ۲۶۸)

ترجمہ: عورت پردے میں رہنے کی چیز ہے چنانچہ جب کوئی عورت (اپنے پردہ سے) نکلتی ہے تو شیطان اس کو مردوں کی نظروں میں اچھا کر کے دکھاتا ہے۔

عورۃ کے لغوی معنی ''ستر'' کے ہیں یعنی جس طرح ستر (شرمگاہ) کو عام نظروں سے چھپایا جاتا ہے اور لوگوں کے سامنے اس کو کھولنا برا معلوم ہوتا ہے اسی طرح عورت بھی ایسی چیز ہے جس کو بے گانے مردوں کی نظروں سے چھپ کر رہنا چاہئے اور لوگوں کے سامنے بے پردہ آنا برا عمل ہے۔

ہمارے معاشرے میں شادی بیاہ وغیرہ جیسی تقریبات میں خواتین نوع بہ نوع کے نت نئے فیشن، دیدہ زیب اور جاذب نظر ملبوسات زیب تن کر کے اور طرح طرح کے میک اپ کر کے آتی ہیں اس سے ان کا مقصد یہ ہوتا ہے کہ دیگر خواتین کے مقابل اظہار فخر کریں اور غیر مردوں کو نظارہ حسن کی دعوت دیں، چنانچہ ایسے مواقع پر یہ مشاہدہ ہوا ہے کہ نظارہ بازی ہی نہیں بلکہ طرفین سے نظر بازی بھی ہوتی ہے، اور یہیں سے اجتماعی و معاشرتی برائیوں کے بیج بوئے جاتے ہیں اور پھر بھیانک جرائم کی شکل میں اس کی فصل کاٹنی پڑتی ہے۔

اس کی روک تھام کے لئے احادیث مبارکہ میں صاف صاف تنبیہات وارد ہوئی ہیں، چنانچہ اسی سلسلے میں ایک اہم حدیث ملاحظہ فرمائیے: حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:

"صِنْفَانِ مِنْ اَهْلِ النَّارِ لَمْ اَرَهُمَا ، قَوْمٌ مَعَهُمْ سِيَاطٌ كَاَذْنَابِ الْبَقَرِ يَضْرِبُوْنَ بِهَا النَّاسَ، وَنِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ

كَـأَسْنِمَةِ البخْتِ المَائِلَةِ ، لَا يَدْخلْنَ الجنَّةَ وَ لَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا وَ اِنَّ رِيْحهَا لَتُوجد مَسِيْرَةَ كذَا وَ كَذَا "

(مسلم شریف۔وضاحت کیلئے ملاحظہ فرمائیں مظاہر حق جدید۳/۵۵۳)

ترجمہ: جہنمیوں کے دو گروہ ایسے ہیں جنہیں میں نے نہیں دیکھا (اور نہ میں دیکھوں گا) ایک گروہ تو ان لوگوں کا ہے جن کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے جن سے وہ لوگوں کو (ناحق) ماریں گے اور دوسرا گروہ ان عورتوں کا ہے جو بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے ہوں گی مگر حقیقت میں وہ ننگی ہوں گی، وہ مردوں کو اپنی طرف مائل کریں گی اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوں گی ان کے سر بختی اونٹوں کے کوہان کی طرح مٹکتے ہوں گے، ایسی عورتیں نہ تو جنت میں جائیں گی اور نہ ہی ان کو جنت کی خوشبو ملے گی حالانکہ جنت کی خوشبو اتنی اتنی (یعنی مثلاً سو برس) دوری سے آتی ہے۔

☆ توضیح حدیث: ''مگر وہ حقیقت میں ننگی ہوں گی'' اس جملہ میں ان عورتوں کی طرف اشارہ ہے جو اتنے باریک اور شفاف کپڑے پہنتی ہیں کہ ان کا پورا بدن جھلکتا ہے، یا اس طرح کے کپڑے پہنتی ہیں کہ جسم کا کچھ حصہ چھپا رہتا ہے اور کچھ حصہ کھلا رہتا ہے جیسا کہ آج کل ساڑھی بلاؤز کا رواج ہے، اور اب تو ایسے فیشن ایجاد ہو گئے ہیں کہ مونڈھوں سے نیچے پورا ہاتھ اور گلے سمیت سینہ کا کچھ حصہ کھلا رہتا ہے، یا جس طرح دوپٹہ سے سر، پیٹ اور سینہ وغیرہ ڈھانکنے کی بجائے اس کو گلے میں یا پیٹھ پر ڈال لیتی ہیں، قمیصیں اتنی چست پہنتی ہیں کہ جسم کے انگ انگ نمایاں ہو جاتے ہیں اور ان قمیضوں کی آستینیں نصف بازوؤں تک ہوتی ہیں جس کی وجہ سے تقریباً پورا ہاتھ عریاں نظر آتا ہے اور ایسی شلواریں پہنتی ہیں کہ ٹخنے مکمل

نمایاں ہوتے ہیں، زلفیں پراگندہ اور کھلی ہوئی رکھتی ہیں، زیورات اور اسباب زینت کی نمائش کرتی ہیں ان تمام صورتوں میں عورت بظاہر تو کپڑے پہنے ہوئے نظر آتی ہے مگر حقیقت میں وہ ننگی ہوتی ہے۔

اس جملہ میں ایسی عورتوں کی طرف بھی اشارہ مقصود ہوسکتا ہے جو کہ دنیا میں تمام انواع واقسام کے لباس زیب تن کرتی ہیں مگر وہ تقوی اور عمل صالح کے اس لباس سے محروم رہتی ہیں جس کی وجہ سے وہ آخرت میں جنت کے لباس کی مستحق ہوسکتیں، چنانچہ وہ آخرت میں لباس سے محروم کردی جائیں گی۔

''مائل کرنے والی اور مائل ہونے والی'' سے مراد وہ عورتیں ہیں جو اپنے بناؤ سنگھار اور اپنی سج دھج کے ذریعہ غیر مردوں کو اپنی طرف مائل کرتی ہیں گویا کہ حسن آوارہ کی طرف دعوت نظارہ دیتی ہیں، اور خود بھی مردوں کی طرف مائل ہوتی ہیں اور تانک جھانک کرتی ہیں، یا پھر مائل کرنے والی سے مراد وہ عورت جو دوپٹہ سر سے اتار دیتی ہے تاکہ مرد اس کو دیکھیں اور اس کے چہرے کا نظارہ کریں اور اس کی طرف مائل ہوں، اور مائل ہونے والی سے مراد وہ عورت ہے جو مٹک مٹک کر چلتی ہے تاکہ لوگوں کے دلوں کو خود پر فریفتہ کرے۔

''ان کے سر بختی اونٹوں کی کوہان کی طرح مٹکتے ہوں گے'' اس سے مراد وہ عورتیں ہیں جو سر کی چوٹیوں کو جوڑے کی شکل میں باندھ لیتی ہیں اور جس طرح بختی اونٹ کے کوہان فربہی کی وجہ سے ادہر ادہر ہلتے ہیں اسی طرح ان کے سر کے جوڑے بھی ادہر ادہر ہلتے رہتے ہیں، یہ حرکت بھی عورتیں محض خود نمائی بلکہ حسن نمائی کے لئے کرتی ہیں جو بالکل ناپسندیدہ حرکت ہے۔

اس حدیث شریف میں عورتوں کے جس خاص طبقہ کی نشاندہی کی گئی ہے اس کا وجود آنحضرت صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں نہیں تھا اور آپ صلی

اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے معجزاتی شان کے ساتھ اس طبقہ کے ظہور کی پیش گوئی فرمادی۔

"جنت میں داخل نہ ہوں گی" یہ وعید عورتوں کے مذکورہ بالا گروہ کے بارے میں ہے جب کہ مردوں کے مذکورہ بالا گروہ (یعنی جن لوگوں کے ہاتھوں میں گائے کی دم کی مانند کوڑے ہوں گے) کے بارے میں وعید کو محض اختصار کی وجہ سے ترک کر دیا گیا ہے۔

قاضی عیاض رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ اس جملہ کا مقصد یہ ہے کہ جس وقت نیک و پارسا عورتیں جنت میں داخل ہو رہی ہوں گی اور جنت کی خوشبو سے محظوظ ہو رہی ہوں گی اس وقت مذکورہ بالا فیشن پرست عورتیں نہ تو جنت میں داخل ہوسکتی ہیں اور نہ جنت کی خوشبو انہیں ملے گی ہاں البتہ اس بدعملی کی سزا بھگت کر جنت میں جائیں گی، یا پھر مطلب یہ ہوگا کہ یہ وعید ایسی عورتوں کے بارے میں ہے جو ان حرکتوں کو جائز اور حلال سمجھ کر اپناتی ہیں لہذا وہ قطعی طور پر جنت سے محروم ہوں گی، نیز یہ بھی کہا جاسکتا ہے یہ جملہ زجر و توبیخ کے لئے ہے۔ اللہ تعالیٰ تمام مسلمان خواتین کو نیک عمل کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

فتنہ خوشبو اور اس کا نقصان:

سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا فرمان عالی شان ہے کہ مردوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کی خوشبو نمایاں اور رنگ مخفی ہو، جبکہ عورتوں کے لئے وہ عطر (خوشبو) مناسب ہے جس کا رنگ نمایاں اور خوشبو مخفی ہو۔ (ترمذی شریف)

نبی اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے کہ جو عورت عطر (خوشبو) لگا کر لوگوں کے درمیان سے گزرتی ہے وہ آوارہ قسم کی (زانیہ) عورت ہے۔ (ترمذی شریف)

خوشبو بھی ان مقاصد میں سے ایک ہے جو ایک نفس شریر کا پیغام دوسرے نفس شریر تک پہنچاتی ہے۔ یہ خبر رسانی کا سب سے موثر، سب سے زیادہ لطیف ذریعہ ہے، جس کو دوسرے لوگ تو شاید خفیف ہی سمجھتے ہوں مگر اسلامی حیاء اس قدر حساس ہے کہ اس کی طبع نازک پر یہ لطیف تحریک بھی گراں ہے، وہ ایک مسلمان عورت کو اس کی اجازت نہیں دیتی کہ خوشبو میں بسے ہوئے کپڑے پہن کر راستوں سے گزرے یا محفلوں میں شرکت کرے، کیونکہ اس کا حسن اور اس کی زینت پوشیدہ بھی رہے تو بھی کیا فائدہ اس کی عطریت تو فضا میں پھیل کر جذبات کو متحرک کر رہی ہے۔ چنانچہ ایسا کرنا گناہ ہے اور اس معاملہ میں شدید احتیاط کی ضرورت ہے۔

آج کل خواتین جان بوجھ کر ایسے ایسے عطر، سینٹ اور ایسی ایسی خوشبوئیں استعمال کرکے بازاروں، مارکیٹوں، محافل میں یا راستوں پر سے آتی جاتی ہیں کہ ابھی کسی مارکیٹ میں کسی دکان میں یا کسی بھی مقام پر پہنچی نہیں کہ خوشبو پہلے ہی تشریف لانے کی خوشخبری دے دیتی ہے اور کئی جگہوں پر تو ایسا بھی ہو رہا ہے کہ بعض خواتین علیحدہ ہی قسم کی ایسی منفرد خوشبوئیں استعمال کرتی ہیں کہ وہ ان کی موجودگی اور آنے جانے کی نہ صرف علامت ہی ہیں بلکہ آمد و رفت کی بھرپور اطلاع بھی دیتی ہیں۔

یہ سب کچھ صرف اور صرف اس لئے ہوتا ہے کہ آس پاس کے لوگ حسرت بھری نظروں سے ان کو دیکھ کر نہ صرف رشک کریں بلکہ داد بھی دیں کہ کوئی صاحبہ تشریف لئے جا رہی ہیں۔ یقیناً ایسی ہی عورتوں کے بارے میں محبوب رب العالمین صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ وہ آوارہ قسم کی (زانیہ) عورت ہے ایسی حدیث طیبہ نے مذکورہ صفت خواتین کو بدکارہ...... قرار دیا ہے۔

اس لئے اس قسم کی تحریکات سے بچنے اور بچانے کی اشد ضرورت ہے تاکہ ہم اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کی ناراضگی اور خصوصا بدکاری سے بچ سکیں۔ (کھیل اور اسلامی تعلیمات)

تنگ لباس۔ سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جدید سائنس

اسلام پردے، حیا اور وقار کا مذہب ہے اس لئے اسلامی لباس کھلا ہوا دار اور سفید ہوتا ہے لیکن جب بھی لباس تنگ ہو تو اس کے نقصانات کیا ہوتے ہیں ملاحظہ کریں:

تنگ لباس اور فزیالوجی

تنگ لباس سے لوکل مسلز (Local Muscles) مردہ اور کمزور ہو جاتے ہیں کیونکہ باہر کے مسلز میں جیسے حرکت ہوتی ہے ایسے ہی اندرونی باریک باریک مسلز ہوتے ہیں اور ان میں حرکت ہوتی ہے۔ جیسا کہ سوئی اگر جلد کے اندر چلی جائے تو وہ ان باریک باریک مسلز کی حرکت کی وجہ سے کہاں سے کہاں چلی جاتی ہے۔

تو جب تنگ لباس زیب تن کیا جاتا ہے تو ان باریک مسلز کو بہت نقصان پہنچتا ہے ان کی حرکت کم ہو جاتی ہے، جس سے ذہنی دباؤ، اعصابی تناؤ اور کھچاؤ جیسے امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔ (بحوالہ جمعہ میگزین مشرق)

عورتوں کے باریک لباس کے نقصانات

سنت نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم اور جدید سائنس

نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا وہ عورتیں بھی جہنمی ہیں جو کپڑے پہن کر بھی ننگی رہتی ہیں دوسروں کو رجھاتی ہیں خود دوسروں پر رجھتی ہیں ان کے سر ناز سے بختی اونٹوں کے کوہانوں کے طرح ٹیڑھے ہیں یہ عورتیں نہ جنت

میں جائیں گی نہ جنت کی خوشبو پائیں گی حالانکہ جنت کی خوشبو بہت دور سے آتی ہے(ریاض الصالحین)

ایک بار نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس مصر کی بنی ہوئی باریک ململ آئی۔ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے اس میں سے کچھ حصہ پھاڑ کر دحیہ کلبیؓ کو دیا اور فرمایا اس میں سے ایک حصہ پھاڑ کر تم اپنا کرتہ بنالو اور ایک حصہ اپنی بیوی کو دوپٹہ بنانے کے لئے دے دو۔ مگر ان سے کہ دینا کہ اس کے نیچے اور کپڑا لگالیں تاکہ جسم کی ساخت اندر سے نہ جھلکے۔ (ابوداود)

عورتوں کے باریک لباس سے جہاں شرم وحیاء، حجاب ووفا ختم ہو جاتی ہے وہاں اس کے کچھ اور نقصانات بھی واقع ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر لیڈبیٹر کی وارننگ

مذکورہ ڈاکٹر روحانیت کا بہت بڑا محقق ہے لیڈبیٹر کے مطابق جس لباس سے نسوانی جسم کی جھلک نظر آئے اس جسم سے میں نے غلیظ اور نسواری لہروں کو نکلتے دیکھا ہے۔ (بحوالہ تصورات اسلام)

الٹراوائلیٹ ریز کے نقصانات

سورج میں موجود الٹراوائیلٹ ریز (Rays) سخت گرمی میں جلد اور جسم کے لئے بہت نقصان دہ ہوتی ہیں۔ اگر لباس موٹا ہو تو یہ شعائیں لباس سے باہر ہی رک جاتی ہیں اور اگر لباس باریک ہو تو یہ شعاعیں جلد کو بہت زیادہ نقصان پہنچاتی ہیں۔ (بحوالہ میثاق)

اسلام اور مردوزن

اسلام نے ساڑھے چودہ سو سال قبل آفاقی ہدایت کے تابع جس معاشرہ

کی بنیاد رکھی تھی اور جس کی گئی گزری صورت آج کے مسلم ممالک میں یورپی معاشرہ سے بدرجہا بہتر دیکھی جارہی ہے، مرد وزن کے لئے ضابطہ حیات پر تھی کہ عدل اجتماعی اس کے بغیر ممکن نہ تھا۔ مرد وزن گاڑی کے دو پہیئے ہوں یا ایک ہی سکے کے دو رخ اپنی ساخت اور قوت کار کے حوالے سے اپنا اپنا الگ تشخص رکھتے ہیں جسے کسی بھی حالت میں نظر انداز نہیں کیا جاسکتا اور ڈاکٹروں نے نظر انداز کرنے یا نہ کرنے پر معاشرہ کی بلندی یا پستی کا انحصار بتلایا ہے۔

مرد وزن کے درمیان حد فاصل کے لئے عورت اور مرد کے لئے ستر کی حدود کا تعین کیا گیا۔ رشتوں کے اعتبار سے میل جول کی حدیں مقرر کی گئیں اور حدود کا تعین کسی انسان کی سوچ نہیں بلکہ مرد وزن کے خالق کا حکیمانہ فیصلہ ہے کہ وہ اپنی تخلیق میں خیر وشر کے داعیات سے حقیقی واقفیت رکھتا ہے، اسے خبر ہے کہ میرے مطلوبہ فلاحی معاشرہ کے لئے کیا کچھ درکار ہے اور کیا کچھ غیر مطلوب ہے۔

انسانی معاشرے میں اہم ترین (king pink) وجود عورت کا ہے اور اس اہم ترین وجود کا قیمتی سرمایہ عزت وعصمت ہے، عفت وحیاء ہے اس کی حفاظت پر معاشرہ کی بقا یا عدم بقا کا انحصار ہے جس کے لئے خالق ومالک کائنات نے بالتخصیص اور بالتفصیل ہدایات سے اسے نوازا ان ہدایات میں ایک قسم وہ ہے جس کا تعلق نجی عائلی زندگی سے ہے یعنی گھر کی چاردیواری کے اندر اور دوسری قسم کی ہدایات کا تعلق گھر سے باہر کی عملی زندگی سے ہے اور دونوں جگہ مقصود ہے گوہر عصمت کی حفاظت۔

معاشرتی زندگی میں مذکورہ دونوں قسم کی ہدایات یعنی حدود ستر اور حدود حجاب کو باہم گڈمڈ کرنے اور اپنے نقطہ نظر کی اہمیت دینے کے سبب جو خرابی پیش

آ رہی ہے وہ کسی ذی شعور سے پوشیدہ نہیں ہے اگر عقل وشعور کی معمولی سی مقدار استعمال کرلی جائے تو یہ بات آسانی سے سمجھ آجاتی ہے کہ اگر حدود ستر ہی پردہ یا حجاب کا حکم تھا تو خالق تعالی جو علیم وحکیم بھی ہے کو آیات حجاب نازل کرنے کی ضرورت کیوں پیش آئی اور جن کو مخاطب کر کے امت کو درس دیا گیا، وہ تو امت کی مائیں (امہات المومنین) تھیں اور کون نہیں جانتا کہ انتہائی گیا گزرا انسان بھی ماں کی عزت وعصمت کے لئے کیا جذبات رکھتا ہے دراصل دونوں قسم کے احکامات کا دائرہ عمل الگ الگ واضح کرنا ضروری تھا۔

حدود ستر

''جب کوئی عورت بالغ ہو جائے تو اس کے جسم کا کوئی حصہ نظر نہ آنا چاہئے سوائے چہرہ اور کلائی کے جوڑ تک ہاتھ کے''

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لئے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور اس کے ہاتھوں کے، یہ فرما کر آپ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے اپنی کلائی پر اس طرح ہاتھ رکھا کہ آپ کی گرفت کے مقام اور ہتھیلی کے درمیان مٹھی بھر جگہ باقی تھی'' (ابن جریر)

عورت کا تمام جسم ستر ہے ماسوائے ہاتھ اور چہرہ کے جب کہ مرد کے لئے حدود ستر ناف سے گھٹنوں تک کا جسم ہے۔ مرد وزن کے لئے ان حدود کی پاسداری فرض عین ہے ماسوائے میاں بیوی اور مالک کے لئے شرعی لونڈی (آج کل یہ متروک ہے) کے۔ اس کے لئے خالق نے وضاحت یوں فرمادی ہے کہ گھروں میں اہل خانہ کی موجودگی میں تمہارا طرز عمل کیا ہونا چاہئے اور گھر سے باہر کیسا رویہ ہو۔ اپنوں سے معاملہ کیسے کیا جائے اور پرائیوں سے کیسے!

''اے نبی! مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظریں نیچی رکھیں اور اپنی عصمت وعفت کی حفاظت کریں یہ ان کے لئے زیادہ پاکیزگی کا طریقہ ہے یقیناً اللہ جانتا ہے جو کچھ وہ کرتے ہیں اور مومن عورتوں سے کہو کہ اپنی نگاہوں کو نیچی رکھیں اور اپنی عصمت کی حفاظت کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں سوائے اس زینت کے جو خود بخود ظاہر ہو جائے اور وہ اپنے سینوں پر اپنی اوڑھنیوں کے بکل مار لیا کریں اور اپنی زینت کو ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے، شوہر، باپ، خسر، بیٹے، سوتیلے بیٹے، بھائی، بھتیجے، بھانجے، اپنی عورتیں، اپنے غلام، وہ مرد خدمتگار جو عورتوں سے کچھ مطلب نہیں رکھتے، وہ لڑکے جو ابھی عورتوں کی پردہ کی باتوں سے آگاہ نہیں ہوئے ہیں (نیز ان عورتوں کو یہ بھی حکم دو کہ) وہ چلتے وقت اپنے پاؤں زمین پر اس طرح نہ مارتی چلیں کہ جو زینت (پاؤں کا زیور، پازیب وغیرہ) انہوں نے چھپا رکھی ہے (آواز کے ذریعے) اس کا اظہار ہو''۔ (النور: ۳۰۔۳۱)

حدود حجاب

گھر کی چار دیواری میں رہتے ہوئے غیر مردوں سے مکمل حجاب کا حکم دیا گیا۔ یہ اس تصور پردہ کی جڑ کاٹتا ہے جس کے لئے کہا جاتا ہے کہ چہرہ کھلا رکھنے کی گنجائش ہے اور بطور دلیل یہ کہا جاتا ہے کہ چونکہ احرام کی حالت میں چہرہ کھلا رہتا ہے اور گردو پیش لاکھوں لوگ ہوتے ہیں اس لئے شرعاً چہرہ کھلا رکھ کر گھر کی چار دیواری سے باہر جایا جا سکتا ہے۔ اگر مسئلہ ایسا ہی ہوتا تو خالق کو یہ کہنے کی ضرورت ہی نہ تھی کہ:

''اور جب (غیر محرم) عورتوں سے کوئی چیز مانگو تو پردے کی اوٹ سے مانگو (پردہ کے سامنے کھڑے ہونے کی بھی اجازت نہیں ہے) اس میں تمہارے

دلوں کے لئے بھی پاکیزگی ہے اوران کے دلوں کی بھی''۔(الاحزاب:۵۳)

''اے نبی! اپنی بیویوں اور بیٹیوں اور مسلمانوں کی عورتوں سے کہہ دو کہ (جب دہلیز سے باہر قدم رکھیں) اپنے اوپر اپنی چادروں کے گھونگھٹ ڈال لیا کریں (چہرہ چھپانے کا اہتمام کریں) اس سے توقع کی جاتی ہے کہ وہ (شریف زادیاں) پہچانی جائیں گی اوران کوستایا نہ جائے گا''(الاحزاب:۵۹)

اب ایک نظر دیکھ لیجئے لباس احرام میں چہرہ کھلا رکھنے کی دلیل کی اصلیت ،جسے شرعی پردہ کا جواز بنایا جاتا ہے۔وہ ''فاطمہ بنت المنذر کا بیان ہے کہ ہم حالت احرام میں اپنے چہروں پر کپڑا ڈال لیا کرتی تھیں۔ہمارے ساتھ ابوبکرؓ کی صاحبزادی حضرت اسماءؓ تھیں۔انہوں نے ہمیں منع نہیں کیا۔

(موطا امام مالک باب الحج)

''عورت حالت احرام میں اپنی چادر اپنے سر سے چہرہ پر لٹکا لیا کرے۔

(حضرت عائشہ فتح الباری کتاب الحج)

''حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ سوار ہمارے قریب سے گزرتے تھے اور ہم عورتیں رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم کے ساتھ حالت احرام میں ہوتی تھیں پس جب لوگ ہمارے سامنے آجاتے تو ہم اپنی چادریں اپنے سروں کی طرف سے (آج کے مروجہ برقع کے نقاب کی طرز پر) اپنے چہروں پر ڈال لیتی تھیں اور جب وہ گزر جاتے تو ہم منہ کھول لیتی تھیں''۔

(ابوداؤد، باب فی المحرمۃ لغطی وجہہا)

چہرہ کے پردہ کے لئے اس سے واضح ہدایات کہاں ہوں گی اور پھر بھی کوئی اسلام سے خائف عقلمند محض جدید کہلوانے کے لئے اپنے مطلب ومنشا کے مطابق توجیہ وتاویل کرلے تو اسے یقیناً عقلمند کہنے میں ہمیں تامل ہے۔اسلام کو

موجودہ دور سے ہم آہنگ کرنے کی ایسی مجتہدانہ سعی قابل مذمت ہی قرار پائے گی اور قرآن وحدیث کے مقابلے میں ناپسندیدہ جسارت کہلائے گی۔

حجاب اور نومسلم خواتین

حجاب کے ضمن میں نومسلم خواتین کا رویہ بھی ملاحظہ فرمالیجئے اور نسلی پیدائشی مسلم خواتین کے رویہ سے اس کا موازنہ کرلیجئے:

''لکاتا'' ایک جاپانی نژاد لڑکی ہے جس کی پرورش جاپان کے معاشرے میں ہوتی ہے جہاں منی سکرٹ قسم کا لباس پہنا جاتا ہے، مردوزن کے اختلاط پر کوئی پابندی نہیں ہے، لکاتا اعلیٰ تعلیم کے لئے گھر سے نکل کر ویسے ہی آزاد یورپی معاشرے میں پیرس جیسے رنگین شہر میں پہنچتی ہے۔فرانس میں قیام کے دوران اس کے اندر موجود فطرت سلیم انگڑائی لیتی ہے اور وہ دین اسلام کی طرف مائل ہوتی ہے اور بالآخر وہ مشیت ربی سے محض لکاتا سے خولہ لکاتا بن کر مکمل واکمل دین کے دائرہ میں آجاتی ہے۔بچپن سے جوانی تک بے پردگی کے بعد عملاً خولہ لکاتا کے لئے حجاب مشکل ترین مرحلہ ہوتا ہے مگر چونکہ وہ نسلی مسلمان عورت کے بجائے شعوری مسلمان خاتون بن چکی تھی اس لئے قرآن وسنت کا کوئی حکم اس کے لئے ''بوجھ'' ''وبال'' یا مصیبت نہ تھا۔اس نے بڑی خوشدلی سے حجاب کو اپنایا۔اس کی زبانی سنیئے:

''اگرچہ میں حجاب کی عادی نہ تھی لیکن اپنا مذہب تبدیل کرنے کے بعد میں فوراً ہی اس کا فائدہ محسوس کرنے لگی۔

''ایک حجاب پہننے والی مسلمان عورت جم غفیر میں بھی قابل شناخت ہوتی ہے اس کے برعکس کسی غیر مسلم کا عقیدہ اکثر الفاظ کے ذریعے بیان کرنے سے ہی

معلوم ہوتا ہے۔حجاب کے بعد مجھے ایک لفظ کہنے کی ضرورت نہیں ہوئی۔ یہ میرے عقیدے کا واضح اظہار ہے، یہ دوسروں کے لئے اللہ تعالی کے وجود کی یاددہانی اور میرے لئے اپنے آپ کو اللہ تعالی کے حوالے اور سپرد کرنے کی یاددہانی، میرا حجاب مجھے مستعد اور آمادہ کرتا ہے کہ ''ہوشیار ہو جاؤ'' تمہارا طرز عمل ایک مسلم کی طرح ہونا چاہئے۔جس طرح پولیس کا ایک سپاہی اپنی وردی میں اپنے پیشے کا لحاظ رکھتا ہے اسی طرح میرا حجاب بھی میری مسلم شناخت کو تقویت دیتا ہے''۔

''میری دانست میں اسلام عورتوں کو ستر پوشی کی اور شخصیت کو پوشیدہ رکھنے کی تلقین کرتا ہے اس حکم کی تعمیل میں کوئی عورت برقعے کا جو طرز پسند کرے استعمال کرسکتی ہے مگر نہ تو یہ باریک اور چست ہو اور نہ ہی زیب وزینت والا۔

''ایک بار ٹرین میں ایک بزرگ نے مجھ سے حجاب کے بارے میں دریافت کیا، میں نے وضاحت کی کہ میں مسلمان ہوں...... (مسلم اور غیر مسلم کے لباس کے حوالے سے، میں نے آخر میں کہا کہ) منی اسکرٹ کا مطلب ہوتا ہے کہ ''اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو مجھے لے جاسکتے ہیں'' حجاب صاف طور پر یہ بتاتا ہے کہ ''میں آپ کے لئے ممنوع ہوں''

''اگر آپ کسی شیء کو پوشیدہ رکھیں تو اس کی قدر بڑھ جاتی ہے عورتوں کے جسم کو پوشیدہ رکھنے سے اس کی جاذبیت اور دلکشی بڑھ جاتی ہے جیسا کہ دنیا کی بعض ثقافتوں سے ظاہر ہوتا ہے''۔

''پہلے مجھے حیرت ہوئی تھی کہ مسلم بہنیں برقع کے اندر کیسے آسانی سے سانس لے سکتی ہیں...... پہلی بار میں نے نقاب لگایا تو مجھے عمدہ لگا۔انتہائی حیرت انگیز ،ایسا محسوس ہوا، گویا میں اہم شخصیت ہوں۔ مجھے ایسے شاہکار کی مالکہ ہونے کا احساس ہوا جو اپنی پوشیدہ مسرتوں سے لطف اندوز ہو۔میرے پاس ایک خزانہ تھا

جس کے بارے میں کسی کو معلوم نہ تھا جسے اجنبیوں کو دیکھنے کی اجازت نہ تھی۔

''باہر سے حجاب کو دیکھ کر کوئی شخص اس کیفیت کا اندازہ اور تصور ہی نہیں کرسکتا جس کا اندرون سے مشاہدہ ہوتا ہے''۔

''حجاب کے سبب اب مجھے بھیڑ میں کوئی پریشانی نہ تھی، مجھے محسوس ہوا کہ میں مردوں کے لئے غیر مرئی ہوگئی ہوں، آنکھوں کے پردے سے قبل مجھے اس وقت بڑی پریشانی ہوتی تھی جب اتفاقیہ طور پر میری نظریں کسی مرد کی نظروں سے ٹکراتی تھیں۔ اس حجاب نے سیاہ عینک کی طرح مجھے اجنبیوں کی گھورتی آنکھوں سے محفوظ کردیا''۔

''کوئی شخص تعصب کی عینک لگا کر کسی ایسی عورت کی عظمت کا مشاہدہ کرنے کے لائق نہیں ہوسکتا جو حجاب میں پراعتماد، پرسکون اور باوقار ہو، جس کے چہرے پر مظلومیت کا سایہ تک نہ ہو''۔

نومسلم خولہ ''لکاتا'' کی حجاب کے حوالہ سے گفتگو (بشکریہ ترجمان القرآن مارچ ۹۷ء) کے چند اقتباسات نمونہ مشتے از خروارے آپ کے سامنے رکھے ہیں۔ اسلام کی تعلیمات کے لئے یہ احساسات وجذبات اور عمل کا داعیہ اسی وقت مقدر رہتا ہے جب کوئی شعور کے ساتھ اسلام قبول کرے ہماری اکثریت جو مسلمان گھرانے میں پیدائش کے سبب by Chance مسلمان ہے اس رفعت کے پانے میں اسی سبب کمزور ہے۔

خولہ ''لکاتا'' کی طرح جب مریم جمیلہ صاحبہ نے اس دائرہ عافیت کے اندر قدم رکھا تھا تو امریکی معاشرے کی بے حجابی میں برس ہا برس گزارنے کے باوجود ''خولہ لکاتا'' کی طرح انہیں اعتماد سکون اور راحت ملی تو حجاب میں کہ یہ خالق کا فرمان ہے جو ہمہ جہت حکیمانہ ہے اور جسے سطحی سوچ والا مسلمان سمجھنے سے قاصر

ہے یا وہ گرد و پیش سے اس قدر مسحور ہے کہ اسلام کو اس سے ہم آہنگ دیکھنے کے لئے تاویل کیئے جاتا ہے۔ کبھی مصر سے فتوی لاتا ہے تو کبھی بعض احادیث سے ''استنباط'' کرتا ہے۔

اخلاص نیت کے ساتھ، دوسروں کو قریب لانے کے نقطہ نظر سے، بعض لوگ حجاب والی سختی کو کم کرنے کی خاطر کچھ احادیث کا سہارا ڈھونڈتے ہیں۔ مگر سچی بات تو یہ ہے کہ اگر واقعۃ حجاب کی پابندی سخت اذیت ناک ہوتی تو رحیم و شفیق خالق اپنے بندوں سے اس پر عمل کا مطالبہ ہی نہ کرتا۔ ہم سب سے زیادہ اس کی (جل جلالہ) خواہش ہے کہ لوگ اس کے دین کی طرف آئیں اسی دعوت کے لئے کم و بیش سوا لاکھ انبیاء کرام اس نے فلاح انسانیت کے لئے بھیجے۔

(بظاہر متضاد احادیث۔ حضرت ابن ام مکتومؓ سے پردہ اور پھر ان کے ہاں عدت گزارنے کا حکم) جواز اور عدم جواز کی احادیث پر بعض علماء کا انتہائی معقول نکتہ نظر ملاحظہ فرمایئے اس سے زیادہ بصیرت افروز بات اور کیا ہوگی۔

''ان مستثنیات پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ شارع کا مقصد دیکھنے کو کلیۃ روک دینا نہیں ہے بلکہ دراصل فتنے کا سد باب مقصود ہے اور اس غرض کے لئے صرف ایسے دیکھنے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے جس کی کوئی حاجت بھی نہ ہو۔ جس کا کوئی تمدنی فائدہ بھی نہ ہو اور جس میں جذبات شہوانی کو تحریک دینے کے اسباب بھی موجود ہوں۔

یہ حکم جس طرح مردوں کے لئے ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی ہے چنانچہ حدیث میں حضرت ام سلمہؓ سے روایت ہے کہ وہ ایک مرتبہ حضرت میمونہؓ کے ہمراہ (ایک روایت میں حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کا نام ہے) نبی

اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے پاس بیٹھی تھیں۔ اتنے میں حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ آئے جو نابینا تھے۔ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا ان سے پردہ کرو۔ حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا نے عرض کیا، کیا یہ نابینا نہیں ہیں؟ نہ وہ ہم کو دیکھیں گے نہ ہمیں پہچانیں گے، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے جواب دیا کہ کیا تم دونوں بھی نابینا ہو؟ کیا تم انہیں نہیں دیکھتی ہو؟

مگر عورت کے مردوں کو دیکھنے اور مرد کے عورتوں کو دیکھنے میں نفسیات کے اعتبار سے ایک نازک فرق ہے۔ مرد کی فطرت میں اقدام ہے۔ کسی چیز کو پسند کرنے کے بعد وہ اس کے حصول کی سعی میں پیش قدمی کرتا ہے مگر عورت کی فطرت میں تمانع اور فرار ہے۔ جب تک کہ اس کی فطرت (عزیز مصر کی بیوی کی طرح ۔ارشد) بالکل ہی مسخ نہ ہو جائے۔ وہ کبھی اس قدر دراز دست، جری اور بے باک نہیں ہوسکتی کہ کسی کو پسند کرنے کے بعد اس کی طرف پیش قدمی کرے۔ شارع نے اس فرق کو ملحوظ رکھ کر عورتوں کے لئے غیر مردوں کو دیکھنے کے معاملہ میں وہ سختی نہیں کی جو مردوں کے لئے غیر عورتوں کو دیکھنے کے معاملہ میں کی ہے۔

چنانچہ احادیث میں حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا کی یہ روایت مشہور ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے عید کی موقع پر ان کو حبشیوں کا تماشا دکھایا تھا (اس وقت حضرت عائشہ کی عمر ۱۵، ۱۶ سال تھی، انہوں نے پورا جسم چادر سے ڈھانپ رکھا تھا اور نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے کندھے پر ٹھوڑی رکھ کر کھڑی تھیں) اس سے معلوم ہوا کہ عورتوں کا مردوں کو دیکھنا مطلقاً ممنوع نہیں ہے بلکہ ایک مجلس میں مل کر بیٹھنا اور نظر جما کر دیکھنا مکروہ ہے اور ایسی نظر بھی جائز نہیں جس میں فتنے کا احتمال ہو (اس بات کا فیصلہ نظر پڑتے ہی اندر کا انسان کر دیتا ہے) وہی نابینا صحابی حضرت ابن ام مکتوم رضی اللہ عنہ جن سے نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ

وسلم نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کو پردہ کرنے کا حکم دیا تھا، ایک دوسرے موقع پر حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وسلم انہیں کے گھر میں فاطمہ بنت قیس رضی اللہ عنہا کو عدت بسر کرنے کا حکم دیتے ہیں۔

قاضی ابوبکر ابن العربی نے اپنی کتاب احکام القرآن میں اس واقعہ کو یوں بیان کیا ہے کہ فاطمہ بنت قیس ام شریک کے گھر میں عدت گزارنا چاہتی تھیں۔ حضور صلی اللہ تعالی علیہ وسلم نے فرمایا کہ اس گھر میں لوگ آتے جاتے رہتے ہیں۔ تم ابن ام مکتوم کے ہاں رہو کیونکہ وہ اندھا آدمی ہے اور اس کے ہاں تم بے پردہ (بلا حجاب) رہ سکتی ہو۔ اس سے معلوم ہوا کہ اصل مقصد فتنے کے احتمالات کو کم کرنا ہے جہاں فتنے کا احتمال زیادہ تھا وہاں رہنے سے منع فرمادیا جہاں احتمال کم تھا وہاں رہنے کی اجازت دیدی کیونکہ بہر حال اس عورت کو کہیں تو رہنا ضرور تھا۔ لیکن جہاں کوئی حقیقی ضرورت نہ تھی وہاں خواتین کو ایک غیر مرد کے ساتھ ایک مجلس میں جمع ہونے اور روبرو اس کو دیکھنے سے روک دیا۔

یہ سب مراتب حکمت پر مبنی ہیں اور جو شخص مغز شریعت تک پہنچنے کی صلاحیت رکھتا ہے وہ آسانی سے سمجھ سکتا ہے کہ غض بصر (جس پر عمل کی ایک صورت، مطلوب حجاب ہے) کے احکام کن مصالح پر مبنی ہیں اور ان مصالح کے لحاظ سے ان احکام میں شدت اور تخفیف کا مدار کن امور پر ہے۔ شارع کا اصل مقصد نظر بازی سے روکنا ہے ورنہ اسے تمہاری آنکھوں سے کوئی دشمنی نہیں ہے۔

(پردہ: ص: ۳۰۰۔۳۰۲)

حجاب کے حوالہ سے یہ طویل اقتباس ہر طرح مکمل Self Explainatory ہے لہذا اپنی طرف سے کچھ مزید کہے بغیر شاعر مشرق کے اس شعر پر بات ختم کرتے ہیں علامہ اقبالؒ فرماتے ہیں:

بڑھ جاتا ہے جب ذوق نظر اپنی حدوں سے
ہو جاتے ہیں افکار پراگندہ وابتر

ظاہر ہے کہ پراگندہ وابتر افکار کے ساتھ کوئی قوم بام عروج تک نہیں پہنچتی اور انسان کے خالق نے اسے بام عروج پر دیکھنے کے لئے ستر اور حجاب کے واضح احکامات سے نوازا ہے۔

نصیحت (۲۸)

گھر کے ڈرائیوروں اور گھروں میں کام کرنے والی خادمات کے خطرات سے چوکنا رہنا چاہئے۔

یہ بات مشاہدات کی روشنی میں واضح ہوچکی ہے کہ بسا اوقات نوجوان ڈرائیوروں کے ہاتھوں گھر کی جوان لڑکیوں اور عورتوں کی عصمتیں برباد ہوچکی ہیں، یا پھر وہ برائیوں کے مقامات تک خواتین خانہ کو پہنچانے کا ذریعہ بن جاتے ہیں۔

ٹھیک اسی طرح گھر میں کام کرنے والی جوان خادمائیں بھی بسا اوقات گھر کے جوان مردوں اور لڑکوں کے لئے فتنہ بن جاتی ہیں اور کبائر کا ارتکاب گھریلو ماحول کے لئے عذاب بن جاتا ہے۔

خود گھر کو آگ لگ گھر کے چراغ سے

اس لئے ڈرائیور اور خادمہ دونوں کی شخصیتوں پر بڑی باریک اور محتاط نظر رکھنی چاہئے۔

آج کل یہ بات عام ہورہی ہے کہ لوگ اپنے گھر کی جوان لڑکیوں کو

اکیلی گھر کے جوان ڈرائیور کے ساتھ باہر جانے کی اجازت دیدیتے ہیں، اور پھر نامعلوم کہ گھر سے باہر ان کی کیا کیفیت ہوتی ہے؟

یاد رکھیئے! اگر ڈرائیور محرم نہیں ہے تو حد درجہ احتیاط کرنے کی ضرورت ہے، کیونکہ حدیث شریف میں آیا ہے: نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

"لَا يَخْلُوَنَّ رَجلٌ بِامْرَأَةٍ اِلَّا كَانَ ثَالِثهمَا شَيطَان"

(ترمذی شریف)

ترجمہ: کوئی بھی مرد جب بھی کسی اجنبی عورت کے ساتھ تنہائی اختیار کرتا ہے تو ان دونوں کے ساتھ تیسرا ساتھی شیطان ضرور ہوتا ہے۔

اور پھر ایسی صورت میں تو گویا آگ اور پھونس کا اجتماع ہوتا ہے تو پھر بھلا کیسے اطمینان ہوسکتا ہے کہ پھونس میں چنگاری نہ پکڑے گی۔

بہت آساں ہے یاروں میں معاذ اللہ کہہ دینا
بہت مشکل ہے خلوت میں مئے گل گوں سے بچ جانا

السيارة مثل الغرفة

چنانچہ ایک مراکشی دوست تھے جن کی بیوی ایک جگہ بچیوں کو تعلیم دینے جاتی تھی اور وہ کراچی میں مقیم تھے تو وہ بھی ساتھ ساتھ جاتے تھے۔ اور قریب ہی مسجد میں بیٹھ کر انتظار کرتے رہتے تھے، جب بیوی کی تدریس کا وقت قریب الختم ہوتا تو وہ گاڑی کے پاس آ کر کھڑے ہوجاتے تھے اور گاڑی چونکہ اسی ادارے کی تھی جہاں وہ پڑھاتی تھی تو پھر واپسی میں بھی بیوی کے ساتھ ہی واپس گھر جاتے تھے، ایک بار کسی نے ان سے پوچھا کہ شیخ! آپ اتنی زحمت کیوں کرتے ہیں جب

کہ ادارے کی گاڑی خود لاتی لے جاتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا کہ گاڑی میں وہ اکیلی اور ڈرائیور بھی اکیلا ہوتا ہے اس لئے میں اس کو مناسب نہیں سمجھتا، سائل نے کہا: کہ ڈرائیور تو آگے ہوتا ہے اور آپ کی اہلیہ پچھلی سیٹ پر ہوتی ہے؟ تو انہوں نے جواب دیا: ''السیارۃ مثل الغرفۃ '' یعنی کہ گاڑی کی مثال ایک کمرے کی سی ہے۔ گویا کہ جس طرح ایک کمرے میں ڈرائیور کے ساتھ میں اپنی بیوی کا تنہا ہونا غلط سمجھتا ہوں اسی طرح گاڑی کے اندر بھی ایسی تنہائی کو غلط سمجھتا ہوں۔

دیکھیے! یہ جواب کیسا صاف ستھرا ہے اور اسلامی احتیاط کے ٹھیک مطابق ہے۔

شیخ محمد بن صالح العثیمین کا فتوی

اسی طرح کی صورت حال سے متعلق ایک شخص نے شیخ محمد بن صالح العثیمین مد ظلہ سے سوال کیا: ہمارے گھر میں ایک نوکرانی ہے، ہم لوگ اگر حج، عمرہ یا کسی اور سفر پر جاتے ہیں تو کیا یہ جائز ہوگا کہ ہم اسے بھی ساتھ لے جائیں حالانکہ اس کا کوئی محرم نہیں ہے؟

جواب دیتے ہوئے شیخ مدظلہ نے فرمایا: کیا یہ نوکرانی عورت نہیں ہے؟ تو پھر ایسی کون سی چیز ہے جو اس کو حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد گرامی ''لا تسافر امراۃ الا مع ذی محرم'' یعنی کوئی عورت محرم کی معیت کے بغیر سفر نہ کرے'' کے مصداق سے نکالتی ہے اور مستثنی کرتی ہے؟

ہاں البتہ بالفرض اگر خادمہ کے لئے گھر میں اکیلی رہنا گھر والوں کے بعد ناممکن نظر آتا ہو، کیونکہ شہر میں ایسا کوئی بندہ نہیں ہوتا کہ وہ اس خادمہ کی حفاظت کرے تو ایسی صورت میں بوجہ ضرورت وہ بھی گھر والوں کے ساتھ سفر کر سکتی ہے

(الفتاوی النسائیہ ص: ۵۰)

شیخ کا دوسرا فتوی

ایک اور شخص نے شیخ محمد بن صالح العثیمین دامت برکاتہ سے اسی سے ملتا جلتا سوال پوچھا جو کچھ زیادہ احتیاطی کیفیت سے مطابقت رکھتا ہے، ملاحظہ فرمایئے:

سوال: کیا ایک شخص کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بھابھی کو ڈاکٹر کے پاس لے جائے جب کہ خود اس کا شوہر (اپنا بھائی) گھر میں موجود نہ ہو، ہو یا پھر یہ کہ وہ موجود تو ہے مگر وہ جانے سے معذرت کرتا ہے اور واضح رہے کہ جس ہاسپٹل میں جانا ہے وہ شہر کے اندر ہی واقع ہے؟

جواب: میں حضرت مدظلہ نے فرمایا: اس عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ تنہا گاڑی میں اپنے دیور کے ساتھ بیٹھے، کیونکہ یہاں پر وہی خلوت و تنہائی پائی جاتی ہے جس سے نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے تاکید سے منع فرمایا ہے جب کہ آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"اِیَّاکُمْ وَالدُّخُولَ عَلَی النِّسَاءِ قَالُوْا یَا رَسُولَ اللّٰہِ اَرَاَیْتَ الْحَمْوَ؟ قَالَ الْحَمْوَ اَلْمَوْتُ"۔

ترجمہ: خبردار! تم پرائی عورتوں کے پاس تنہائی میں مت جایا کرو! صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے عرض کیا یا رسول اللہ! دیور کے بارے میں کیا فرمان ہے؟ فرمایا: "دیور تو موت ہے"۔

اللہ کے بندو! ان کلمات سے تمہاری سمجھ میں کیا آرہا ہے آیا یہ کلمات منع ہیں یا کلمات اباحت؟

بلاشک وشبہ اس فرمان کا مفہوم صریح ممانعت ہے نہ کہ اباحت لہذا کسی

بھی آدمی کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنی بھابھی کے ساتھ خلوت کرے نہ گاڑی میں اور نہ ہی گھر میں۔

اور اس سے زیادہ بدترین صورت حال یہ ہے کہ بعض لوگوں کے یہاں اگر کوئی مہمان آ گیا اور وہ خود کام پر گئے ہوئے ہوں، گھر میں صرف بیوی ہو تو وہ خود دروازہ کھول دیتی ہے اور وہ مہمان صاحب گھر میں تشریف لے آتے ہیں اور وہ صاحب خانہ کا انتظار کرتے ہیں، حالانکہ اہم بات یہ ہے کہ کسی بھی عورت کے لئے جائز نہیں ہے کہ وہ کسی بھی غیر مرد کے ساتھ خلوت اختیار کرے چاہے وہ مرد اس کے شوہر کے اقرباء میں سے ہو یا خود اس کے اپنے اقرباء میں سے ہو، یا اس کے پڑوسیوں میں سے ہو، الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو، یہ حکم برابر ہے چاہے شہر کے اندر ہو یا سفر کی حالت میں ہو، حالانکہ یہ مسئلہ بھی ہے کہ سفر تو اس کے لئے بغیر محرم کے حرام ہے چاہے یہ سفر بغیر وقوع خلوت کے ہو، کیونکہ صحیحین میں حدیث ہے حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے کہ میں نے نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خطبہ میں یہ فرماتے ہوئے سنا ہے:

"لَا یَخْلُوَنَّ رَجُلٌ بِاِمْرَاَۃٍ اِلا مَعَھَا ذُوْ مَحْرَمٍ وَ لَا تَسَافِرِ امْرَاَۃٌ اِلَّا مَعَ ذِیْ مَحْرَمٍ" (بخاری و مسلم)

ترجمہ: ہرگز کوئی مرد کسی عورت کے ساتھ خلوت نہ کرے الا یہ کہ اس عورت کے ساتھ اس کا کوئی محرم موجود ہو اور اسی طرح کوئی عورت سفر نہ کرے الا یہ کہ اس کے ساتھ کوئی محرم ہو۔ (الفتاوی النسائیہ ص: ۴۶۔۴۷)

ان فتاوی کی روشنی میں واضح طور پر معلوم ہو گیا ہے کہ گھریلو ماحول میں کام کرنے اور خدمت کرنے والے غیر محرم مردوں اور غیر محرم عورتوں سے بھی سخت

احتیاط کی ضرورت ہے، ورنہ فتنے کی چنگاری آہستہ آہستہ ہی بھڑکتا ہوا شعلہ بنتی ہے، اللہ تعالی ہم سب کو عافیت عطاء فرمائے۔

بہت سے لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ گھریلو ماحول میں ماتحت افراد اگرچہ غیر محرم ہوں ان سے کوئی خطرہ نہیں ہے، اس لئے غفلت ولاپرواہی کرتے ہیں حالانکہ اس صورتحال میں بدنظری کا گناہ بلاتکلف جانبین سے صادر ہوتا ہی رہتا ہے جس کو گناہ نہیں سمجھا جاتا ہے، جب کہ یہی منحوس گناہ زنا کے فتنہ کا نقطۂ آغاز اور پیش خیمہ ہوتا ہے، علامہ ابن القیم رحمۃ اللہ علیہ نے الجواب الکافی میں فرمایا:

كُلّ الحوَادث مَبْدَأُهَا منَ النَظَر

وَ معَظمُ النَار مِنْ مُسْتَصْغَر الشَرَر

كَمْ نَظْرَةٌ بَلَغَتْ فِيْ قَلْب صَاحِبهَا

كَمَبْلَغ السَهْمَ بَيْنَ القَوْسِ وَالوتَر

يَسرُّ مُقْلَتَه مَا ضَرَّ مُهْجَتَه

لَا مَرْحَباً بِسرُوْرٍ عَادَ بالضَرَر

ترجمہ: (۱) تمام آفتیں نظر بازی سے پیدا ہوتی ہیں اور بڑی آگ چھوٹی چھوٹی چنگاریوں سے ہی پیدا ہوتی ہے۔

(۲) بہت سی نظر بازی دل میں اس طرح پیوست ہو جاتی ہے جیسے کہ قوس اور اس کی تانت کے درمیان تیر اٹکا ہوتا ہے۔

(۳) اس کی آنکھ ایسی چیز سے خوش ہو رہی ہوتی ہے جو اس کے لئے وبال جان ہے ایسی خوشی میں سراسر نقصان ہے خدا کرے یہ خوشی مبارک نہ ہو۔

(الجواب الکافی لمن سأل عن الدواء الشافی)

میرا بھائی مجھ سے ناراض ہے

راقم الحروف کے شیخ حضرت مولانا حکیم محمد اختر صاحب دامت برکاتہم نے ایک بار اپنے شیخ حضرت مولانا شاہ محمد ابرارالحق صاحب ہردوئی مدظلہ العالی کے حوالہ سے ایک واقعہ سنایا ہے کہ ہردوئی میں ایک مرتبہ دو بھائی لڑ جھگڑ کر فیصلہ چاہنے کے لئے حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے، بڑے بھائی نے کہا: یہ میرا بھائی ہے مجھ سے ناراض ہوگیا ہے اور کھانا نہیں کھاتا تو حضرت نے اس چھوٹے بھائی سے وجہ معلوم کی: کیا بات ہے؟ جواب میں چھوٹے بھائی نے کہا: حضرت میں اس کا سگا بھائی ہوں میں کچھ دنوں پہلے تک اس کے ساتھ گھر کے اندر اکٹھا بیٹھ کر سب گھر والوں کے ساتھ کھانا کھایا کرتا تھا مگر پچھلے چند دنوں سے یہ جب سے آپ کے ہاتھ پر بیعت ہوا ہے مجھے یہ غیروں کی طرح باہر ہی کھانا لا کر دیتا ہے جیسا کہ کسی غیر کو یا بھنگی چوڑے چمار کو کھانا دیا جاتا ہے۔

حضرت والا نے اس کو پیار سے سمجھایا: کہ تمہارا بھائی ہے تم کو وقت پر کھانا دیتا ہے، تمہاری ضروریات کا خیال رکھتا ہے، اور تمہارا واسطہ بھائی سے ہے یہ تو تم سے ملتا ہے اب صرف یہ ہے کہ تم کو بھابھی کے ساتھ بیٹھ کر کھانا نہیں کھانے دیتا ہے تو اس وجہ سے تم ناراض ہو رہے ہو!

حالانکہ بھابھی تمہارے لئے تو غیر محرم ہے، اگر غیر محرم کے اختلاط سے تم کو تمہارا بھائی بچاتا ہے تو تمہارا سچا خیر خواہ ہے اس میں ناراض ہونے کی کون سی بات ہے؟

اور حقیقی بات بھی یہی تھی کہ بڑے بھائی نے اپنی بیوی کا چھوٹے بھائی سے پردہ کرانا شروع کر دیا تھا اسی پر چھوٹا بھائی ناراض ہونے لگا تھا، کہ بھابھی سے

اب ملنے اور ساتھ بیٹھ کر کھانے نہیں دیتا، خیر پھر حضرت والا کے سمجھانے سے وہ شخص مان گیا''

ہمارے حضرت شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کا شعر ہے:

اختر وہی اللہ کا منظور نظر ہے
دنیا کے حسینوں کا جو ناظر نہیں ہوتا

اسی طرح بدنظری و بے پردگی پر تنقید کرتے ہوئے اکبر الہ آبادی مرحوم نے بھی کہا تھا:

وہ شوکت وشان زندگانی نہ رہی
غیرت کی حرم میں پاسبانی نہ رہی
پردہ اٹھا تو کھل گیا اے اکبر
اسلام میں اب لن ترانی نہ رہی

لہٰذا میرے بزرگو اور دوستو! ہمیں اپنے گھر کے ماحول میں بھی غیر محارم سے احتیاط کی سخت ضرورت ہے، ورنہ تو ہم نے یہاں تک سنا ہے کہ جاہل اور دین سے ناواقف لوگوں کے بہت سے گھرانے ایسے ہیں جہاں بھابھی کو آدھی گھر والی سمجھتے ہیں، اب سوچیئے کہ ایسے ماحول میں کون کون سی خباثتیں ممکن نہیں ہوں گی؟ اسی وجہ سے تو سرکار دو عالم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے عورت کے حق میں شوہر کے بھائی کو موت قرار دیا ہے، اللہ تعالی سے عافیت کی دعا کرنی چاہیئے کہ بدنظری کے فتنوں سے ہماری کامل حفاظت کرے، آمین۔

(بدنظری کے موضوع پر ہمارے شیخ کا رسالہ ''بدنظری وعشق مجازی کی تباہ کاریاں اور اس کا علاج'' قابل مطالعہ ہے۔ نیز ''بدنظری اور اس کا علاج'' نامی کتاب بھی قابل دید ہے اس کو بھی ملاحظہ فرمائیں مطبوعہ مکتبۃ الشیخ کراچی)

نگاہوں کی حفاظت اور جدید سائنس

اللہ تعالیٰ نے آنکھیں دیکھنے کے لئے دی ہیں، ان کے اندر بند کرنے اور کھولنے کی صلاحیت انسان کے اختیار میں ہے اور یہ اختیار اس لئے دیا کہ جب رب کا حکم ہو آنکھیں کھولو اور جب اس کا حکم ہو آنکھیں بند کردو، یعنی کہ میں جہاں چاہوں دیکھو اور جہاں دیکھنے سے منع کروں نہ دیکھو۔

حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا فرمان ہے جو نظروں کی حفاظت کرے گا اللہ تعالیٰ اس کو ایسا ایمان عطا فرمائے گا جس کی حلاوت وہ دل میں محسوس کرے گا۔

جدید فرنگی ذہنیت کی سوچ یہی ہے کہ دیکھنے سے کیا ہوتا ہے، صرف دیکھا ہی تو ہے یہ کوئی غلط کام تو نہیں، تو کیا کبھی ہم نے یہ بھی سوچا کہ!!!

☆ شیر اگر سامنے آجائے اور انسان اسے صرف دیکھ لے تو صرف دیکھنے سے جسم اور جان پر کیا بنتی ہے۔ سوچیں!!

☆ بچہ ماں کو صرف دیکھتا ہی تو ہے اس کی محبت اور چاہت کے جذبات کیا ہوتے ہیں؟

☆ سبزہ اور پھول صرف دیکھے جاتے ہیں تو پھر ان کے دیکھنے سے دل مسرور اور مطمئن کیوں ہوتا ہے؟

☆ کسی کو مصیبت میں صرف دیکھتے ہی تو ہیں دل بے چین اور بے قرار ہوجاتا ہے۔ آخر کیوں؟

☆ زخمی اور لہولہان کو صرف دیکھتے ہی تو ہیں پریشان، غمگین اور بعض بے ہوش ہوجاتے ہیں۔ آخر کیوں؟

☆ کسی کی بڑی دوکان، مکان، بلڈنگ، کوٹھی یا کار دیکھتے ہی تو ہیں۔فوراً دل کے اندر حسرت، امید، حسد، رشک، بے چینی اور طمع جیسی کیفیات پیدا ہو جاتی ہیں۔آخر کیوں؟ صرف دیکھا ہی تو تھا۔

☆ کسی حسین جہاں کو دیکھ کر دل دے بیٹھتے ہیں۔اسے صرف دیکھا ہی تھا۔

☆ جہانگیر نے شہزادگی کے عالم میں مینا بازار میں نواب زین خان بہادر کی بیٹی صاحب جمال کو دل دیا، مینا بازار کے انگوری پارک سے گزر رہا تھا ایک خادمہ نے عرض کیا کہ صاحب عالم آپ کو بادشاہ سلامت یاد فرما رہے ہیں۔شہزادہ کے ہاتھ کبوتروں کا جوڑا تھا۔صاحب جمال سامنے سے آ رہی تھی اس نے کہا لو ذرا ہمارے کبوتر تھامنا ہم ابھی واپس آتے ہیں۔واپس آئے تو صاحب جمال کے ہاتھ میں ایک ہی کبوتر تھا پوچھا: دوسرا کبوتر کیا ہوا؟

صاحب عالم۔۔۔۔ وہ تو اڑ گیا۔

کیسے؟

صاحب جمال نے دوسرا کبوتر بھی چھوڑ دیا اور کہا کہ یوں!!

اس یوں پر جہانگیر لٹو ہو گیا اور آخر کار اس سے عقد کر لیا، کیا یہ منظر دیکھنے سے بھی کچھ ہوا کہ نہیں۔سوچیں! آنکھیں کھولیں! دیکھیں! پھر دیکھیں! شاید دیدہ عبرت مل جائے۔

☆ نوٹ اور کاغذ کا فرق ناسمجھ بچے سے پوچھو کہ نوٹ کو دیکھتے ہی اس کی کیفیت کیا ہوتی ہے اور کاغذ کو دیکھنے سے کیا۔تو نوٹ صرف دیکھا ہی تو تھا۔

بقول شخصے:

تیز نظر کا یہ اثر جس کو لگا شکار ہے!!!

الغرض آنکھیں چوری کرتی ہیں ہاتھ بڑھتے ہیں اور گناہ ہو جاتا ہے

اسلام اسی کیفیت کے پیش نظر چہرے کوڈھانپنے والے پردے کا حکم دیتا ہے۔ مخلوط تعلیم پر ایک صاحب فرمایا کرتے تھے۔ ننگا گوشت ہو اور بھوکا بلا ہو تو کیا وہ بھوکا بلا گوشت سے منہ موڑ کر چلا جائے گا؟ ہرگز نہیں۔ ماہرین کی تحقیق کے مطابق نگاہوں کا اثر بالواسطہ دماغ اور ہارموزی سسٹم پر پڑتا ہے اس نظام کے متاثر ہونے کی وجہ سے جسم کا تمام نظام متاثر ہوجاتا ہے اور بے شمار امراض وعلل میں آدمی مبتلا ہوجاتا ہے۔

ڈاکٹر نکلسن ڈیوز کا تجربہ

مشہور روحانیات کا ماہر ہے تجربات بیان کرتے ہوئے کہتا ہے کہ:

''نگاہیں جس جگہ جاتی ہیں وہیں جمتی ہیں پھر ان کا اچھا اور برا اثر اعصاب (Nerves) دماغ (Brain) اور ہاموز (Hormones) پر پڑتا ہے۔

بیوی، بہن اور ماں کے علاوہ کسی عورت کو دیکھنے سے اور خاص طور پر شہوت کی نگاہ سے دیکھنے سے ہارموزی سسٹم کے اندر خرابی جو میں نے دیکھی ہے۔ شاید کوئی دیکھ سکے کیونکہ ان نگاہوں کا اثر زہریلی رطوبت کا باعث بن جاتا ہے اور ہارموزری گلینڈز ایسی تیز، خلاف جسم زہریلی رطوبتیں خارج کرتے ہیں جس سے تمام جسم درہم برہم ہوجاتا ہے۔

کوئی انتہائی غریب شخص کسی انتہائی امیر آدمی کو دیکھتا ہے تو اس کے اندر حسد کی وجہ سے ہارموز کی ایسی رطوبت پیدا ہوتی ہے جس سے اس کا دل اور اعصاب متاثر ہوجاتے ہیں۔ میرا تجربہ ہے کہ ایسی خطرناک پوزیشن سے بچنے کے لئے صرف اور صرف اسلامی تعلیمات کا سہارا لینا پڑے گا''۔ (اسلام اور مستشرقین)

واقعی تجربات کے لحاظ سے یہ بات واضح ہے کہ نگاہوں کی حفاظت نہ کرنے سے انسان ایسے ڈپریشن، بے چینی اور مایوسی کا شکار ہوتا ہے۔ جس کا علاج ناممکن ہے کیونکہ نگاہیں انسان کے خیالات اور جذبات کو منتشر کرتی ہیں اور یہ انتشار اس کی گھریلو زندگی پر زیادہ اثر کرتا ہے۔ یوں ان میں کوئی لیلی ہوتی ہے اور کوئی مجنون۔ واقعی اسلام سکون کا مذہب ہے جب یہی آدمی کسی کی اچھی پوزیشن دنیوی لحاظ سے دیکھے گا اور اگر اس کے اندر ایمان اور تقوی کی کمی ہے تو یہ فوراً یا تو حسد اور بغض کی کیفیت میں مبتلا ہو جائے گا اور یا پھر یہ اس حیثیت کے نہ ملنے کی وجہ سے مایوسی کا شکار ہو جائے گا۔

یوں یہ آدمی مستقل ایسے نفسیاتی امراض کا شکار ہو گیا جس میں آہستہ آہستہ مزید پھنستا چلا جاتا ہے۔

ایک صاحب فرمانے لگے میں صرف تین دن نگاہوں کو غیر محرمات اور خوبصورت عمارتوں اور موٹروں میں لگائے رکھتا ہوں (آج ہمارا دن رات یہی مشغلہ ہے) تو صرف تین دن کے بعد میں جسم میں درد، تکان اور بے چینی محسوس کرتا ہوں۔ میرے جسم کے عضلات کھنچ جاتے ہیں، دماغ بوجھل بوجھل، ہاتھ پاؤں میں کمزوری آجاتی ہے۔

اگر اس کیفیت کو دور کرنے کے لئے میں سکون آور ادویات استعمال کروں (جیسا کہ عام معالجین کا طریقہ علاج ہے) تو کچھ وقت کے لئے پرسکون پھر وہی کیفیت آخر کار اس کا علاج یہی ہوتا ہے کہ میں اپنی نگاہوں کی حفاظت کروں۔ ہر نگاہ پر یہی الفاظ کہوں کہ ''ایک پڑی مٹی ہے اور یہ کھڑی مٹی ہے''۔

کچھ عرصہ سے مستقل یہی مشق کرتا ہوں تو میں خود بخود تندرست ہو جاتا ہوں۔

نصیحت (۲۹)

اپنے گھروں کے ماحول سے ہجڑوں کو نکال بھگاؤ

سچی بات یہ ہے کہ ہجڑے عام طور پر گھریلو خواتین کے لئے بڑے وساوس اور برائیوں کا سبب بن جاتے ہیں، اس لئے احتیاط کا تقاضا، یہ ہے کہ نوجوان لڑکیوں سے ہجڑوں کا اختلاط بالکل نہ ہونے دیا جائے، اور شریف زادیوں کو مناسب بھی یہی ہے کہ وہ جس طرح غیر محرم افراد سے پردہ کرتی ہیں اسی طرح ہجڑوں سے بھی پردہ کریں، تاکہ ممکنہ فتنوں سے تحفظ ہو سکے، ورنہ ایسا مختلف مقامات پر سننے میں آیا ہے کہ ہجڑے طرفین سے روابط بڑھانے اور پیغام رسانی کا کام بڑی چالاکی سے انجام دیتے ہیں اور اس کی طرف سے اہل خانہ کی غفلت ایک دن اس نتیجہ تک پہنچتی ہے کہ گھر کی عزت پامال ہو جاتی ہے۔ (العیاذ باللہ)

غیلان کی بیٹی

اس مضمون کی تائید احادیث نبویہ سے ہوتی ہے، چنانچہ حضرت ام المومنین ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم آپ رضی اللہ تعالی عنہا کے گھر پر تشریف فرما تھے اس وقت گھر میں ایک مخنث (ہجڑا) بھی تھا جو حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالی عنہا کے بھائی عبداللہ بن ابی امیہ سے کہنے لگا: اے عبداللہ! اگر اللہ تعالی نے کل آپ لوگوں کو طائف پر فتح عطا فرمادی تو میں آپ کو غیلان کی وہ بیٹی دکھلاؤں گا جو آتی ہے تو چار (شکنوں) کے ساتھ اور جاتی ہے تو آٹھ (شکنوں) کے ساتھ (یعنی کہ وہ اتنی موٹی ہے کہ

سامنے سے اس کے پیٹ پر چار شکن اور پیچھے سے کمر پر مزید چار شکن ہوتی ہیں)
اس پر نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا یَدْخُلَنَّ هٰؤُلَاءِ عَلَیْکُمْ"

ترجمہ: یہ مخنث لوگ تمہارے پاس ہرگز نہ آیا کریں۔

مخنث یا ہجڑا اس شخص کو کہتے ہیں عادات واطوار، بول چال اور حرکات و سکنات میں عورتوں کے مشابہ ہو جس کو ہمارے یہاں زنخا بھی کہتے ہیں۔

یہ مشابہت کبھی تو خلقی طور پر ہوتی ہے اور کبھی مصنوعی طور پر اختیار کی جاتی ہے، اگر یہ مشابہت خلقی اور پیدائشی طور پر ہے تو کوئی گناہ نہیں کیونکہ یہ ایک قدرتی چیز ہے جس میں انسانی اختیار کو دخل نہیں ہے، البتہ جو مشابہت مصنوعی طور پر ہوتی ہے کہ بعض مرد از خود عورتوں کی مشابہت اختیار کر لیتے ہیں اور اپنا رہن سہن، بول چال اور عادات و اطوار عورتوں جیسی اپنا لیتے ہیں، یہ بہت برائی کی بات ہے ایسے لوگ لعنت کے مستحق ہیں حدیث شریف میں ایسے مردوں پر لعنت وارد ہوئی ہے جو عورتوں کی مشابہت اختیار کرتے ہیں اسی طرح ایسی عورتوں پر بھی لعنت ہے جو مردوں کی مشابہت اختیار کرتی ہیں۔

جس مخنث کا تذکرہ یہاں حدیث میں آیا ہے علماء نے لکھا ہے کہ یہ ازواج مطہرات رضی اللہ تعالیٰ عنہن کے گھروں میں آیا جایا کرتا تھا کیونکہ ازواج مطہرات کا خیال تھا کہ یہ خلقی طور پر اوصاف مردانگی سے عاری ہے، نہ اس میں جذبات نفسانی ہیں اور نہ جنسی خواہش اس کے اندر ہے، جس کا قرآن میں" غیر اولی الاربة " کے لفظ سے تذکرہ کیا گیا ہے، اور بیان ہوا کہ ان سے عورتوں کو پردہ کرنا واجب نہیں ہے، مگر جب آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کی

یہ بات سنی جو جنسی معاملات میں اس کی دلچسپی کی غمازی کر رہی تھی تو آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کو اندازہ ہو گیا کہ یہ شخص "غیر اولی الاربة" میں سے نہیں ہے، بلکہ اس میں جنسی جذبات اور خواہش نفس موجود ہے، لہذا آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے فورا منع فرمادیا کہ اب مخنث لوگ گھروں میں داخل نہ ہوا کریں، اور عورتوں کے پاس قطعی نہ جایا کریں۔

فقہاء نے لکھا ہے کہ اس حدیث کی روشنی میں نہ صرف یہ کہ مخنث لوگوں کے لئے گھروں میں داخل ہونا اور عورتوں کے پاس آنا جانا منع ہے بلکہ خصی اور مجبوب شخص کا بھی یہی حکم ہے اور پردہ وغیرہ کے سلسلے میں ان تینوں کی حیثیت عام مردوں کی طرح ہے جن سے پردہ کرنا عورتوں پر واجب ہے۔

قارئین کرام! آپ نے محسوس کیا ہوگا کہ اس ہجڑے نے حضرت عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو کسی لڑکی کا اتا پتا جو دینا چاہا تھا وہ کس بنیاد پر تھا؟ آخر اسی بنیاد پر تو تھا کہ وہ ہجڑا اس لڑکی کو جانتا تھا اور عبداللہ بن ابی امیہ رضی اللہ عنہ کو اس کی طرف راغب کرنا اور دونوں کے مابین رابطہ اور تعلق پیدا کرانے کا ذریعہ بننا چاہتا تھا۔

سوچیئے اور غور کیجئے! کہ خیر القرون میں جب ہجڑوں کے ذریعے فتنوں کی چنگاری کا بھڑکانا ممکن ہو سکتا ہے تو پھر ہم آج کے دور پر فتن کے اندر ہجڑوں سے کس طرح مطمئن رہ سکتے ہیں، اور ان کو باعث فتنہ بننے سے مستثنی کیسے قرار دے سکتے ہیں؟

ہماری بعض خواتین اتنی سادہ ہوتی ہیں کہ اگر دروازے پر کوئی ہجڑا دستک دے دے تو فوراً دروازہ کھول دیتی ہیں اور جلدی سے اسے کچھ صدقہ و خیرات دے کر روانہ کرتی ہیں اور بعض تو گھر کے اندر ان کے ساتھ بیٹھ کر گانے اور

ڈھول تماشے کا مظاہرہ دیکھتی ہیں اور کہتی ہیں کہ: ہائے ان بے چارے ہجڑوں کو ناراض نہیں کرنا چاہئے، ان کی بددعا بہت جلد لگتی ہے۔

اس خوف کی وجہ سے وہ ان ہجڑوں سے اختلاط کرتی ہیں اور ان سے پردہ بھی نہیں کرتیں، حالانکہ یہ نری جہالت اور بہت بری بات ہے اس کا شدید گناہ ہے، اللہ تعالیٰ نیک سمجھ عطاء فرمائے۔ آمین۔

اس موقع پر خواتین کے لئے پردہ کی فضیلت پر کچھ بیش قیمت روایات درج کی جارہی ہیں تاکہ اللہ تعالیٰ ہماری خواتین کو پردہ کی کامل توفیق بخشے۔ آمین

پردہ کرنے والی عورت کے فضائل

(۱) پردہ کرنے والی عورت جنت کی موٹی آنکھوں والی حور پر اسی قدر فضیلت رکھتی ہے جیسی محمد ﷺ کو تم میں سے ادنی مرد پر۔

(رسول اللہ ﷺ بروایت ام میمونہ)

(۲) پردہ کرنے والی عورت کا دیدار کرنے خود رب العزت تشریف لائیں گے۔

(۳) باپردہ عورت کے لئے روزانہ ایسے ہزار شہیدوں کا ثواب ہے جنہوں نے صبر وشکر کے ساتھ راہ خدا میں جان دیدی۔ (حضرت عمر بن خطاب ؓ)

(۴) دنیا کی باپردہ عورتیں حوروں سے افضل ہیں۔

(حضرت حبان ابی جبلہ، ابن ابی الدنیا)

(۵) پردہ کرنے والی عورت کا حجلۂ عروسی لولو موتی سے بنا ہوگا۔

(حضرت ابن عباس ؓ)

(۶) وہ جس وقت جنت کی کھڑکی میں کھڑی ہوگی، اس وقت تمام اہل جنت روشنی کے ایک عظیم جھماکے سے سجدے میں گر جائیں گے۔

(۷) پردہ کرنے والے عورت جنت کے گلابوں سے بنائی جائے گی۔
(۸) اس کے چہرے کی روشنی سورج کو ماند کریگی اور کائنات معطر ہوجائے گی۔
(حضرت سعید بن عامر طبرانی)
(۹) اس کی صرف ہتھیلی سے کائنات جگمگا اٹھے گی۔
(حضرت کعب احبار ترغیب وترہیب)
(۱۰) وہ عورتیں گویا چھپے ہوئے موتی ہیں۔(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ)
(۱۱) وہ مقاربت کے بعد بھی کنواری رہیں گی۔
(۱۲) انکی نغمہ سرائی سے جنتیں وجد میں آئیں گی۔(حضرت عبداللہ بن عوفی)
(۱۳) اس جنتی عورت کا دوپٹہ دنیا وفیہا سے بہتر۔(حضرت انسؓ)
(۱۴) اپنے شوہروں کی من پسند محبوبائیں ہوں گی۔
(۱۵) جن کے حسین رخساروں میں ان کا شوہر اپنا منہ دیکھے گا۔(حضرت ابوسعید خدریؓ)
(۱۶) ان کی ہر چال میں نور کی ستر پوشاکیں نمودار ہونگی۔(حضرت عکرمہؓ)
(۱۷) رخ زیبا سامنے سے بھی سامنے اور پیچھے سے بھی سامنے۔(حضرت عباس)
(۱۸) بائیں طرف لاکھ زلفیں لولو ومرجان سے سجائی ہوئی۔
(۱۹) وہ شوہر کے سرور کا مزہ لے رہی ہوگی۔
(۲۰) وہ گویا چھپے ہوئے موتی ہیں **"کانھن الیاقوت والمرجان"** کہ ان کے اندر پڑا دھاگا بھی نظر آتا ہے۔(حضرت عبداللہ بن مسعودؓ، درمنثور)
(۲۱) اس کے تھوک کی مٹھاس سے سات سمندر شیریں ہوں۔
(حضرت انسؓ، ترغیب وترہیب)
(۲۲) اس کے سر کا تاج دنیا ومافیہا سے بہتر یاقوت احمر کا اور جڑاؤ در مرجان سے۔
(حضرت انس مسند احمد)

(۲۳) اگر دوپٹہ فضاء میں لہرادے تو سورج بے نور دیئے کی طرح ہو جائے۔
(حضرت عبداللہ بن عباسؓ، ابن ابی الدنیا)

(۲۴) اس کی مسکراہٹ سے جنتیں جگمگاتی ہیں۔ (حضرت ابن مسعودؓ، مسلم شریف)

(۲۵) بدن کی خوشبو پچاس سال کے سفر سے محسوس ہوگی۔ (حضرت مجاہد، درمنثور)

(۲۶) ہر گھڑی حسن میں ستر گنا اضافہ۔ (حضرت حبان ابی جبلہ، ابن ابی الدنیا)

(۲۷) اس کا حجلۂ عروسی لولو موتی سے بنا ہوگا جس پر نور کے ستر پردے ہونگے۔ (حضرت ابن عباسؓ)

(۲۸) اس کے تخت پر ستر بچھونے موٹے ریشم اور ستر باریک ریشم کے ہونگے۔

(۲۹) اس کے کنگن لولو موتی کے ہونگے۔

(۳۰) اس کے جگر پر نور سے لکھا ہوگا "حبیبی انا لک" اے حبیب تو میرا اور میں تیری۔

(۳۱) اس کے چہرے کی چمک دمک دراصل اللہ عزوجل کا نور ہے۔
(بروایت حضرت جعفر بن محمد ابن ابی الدنیا)

(۳۲) اس کے قدموں سے پنڈلی کا نور ایک لاکھ گنا زیادہ۔
پنڈلی سے رانوں کا نور ایک لاکھ گنا زیادہ۔
رانوں سے سرینوں کا نور ایک لاکھ گنا زیادہ۔
سرینوں سے پیٹ کا نور ایک لاکھ گنا زیادہ۔
پیٹ سے سینے کا نور ایک لاکھ گنا زیادہ۔
سینے کے نور سے چہرہ کا نور ایک لاکھ گنا زیادہ۔

(۳۳) جنت کی ہر خوشبو اس کے بالوں کے نیچے۔

(۳۴) اس کے رقص و مستی سے شوہر مدہوش ہوگا۔

(۳۵) جب کسی طرف مائل ہوگی تو نوکرانیاں بھی مائل ہو جائیں گی، گھومے گی تو

وہ بھی گھومیں گی۔

(۳۶) اس کی مانگ کی چمک عرش اعظم تک جائے گی۔

(۳۷) اس کا شوہر بے پناہ رعب حسن سے چالیس سال تک سکتہ میں آئے گا۔

(۳۸) قیامت کے دن پردہ کرنے والی عورتوں اور حوروں کا مناظرہ ہوگا جس میں اللہ تعالیٰ دنیا کی عورتوں کو غالب کردیں گے۔

(۳۹) اللہ تعالیٰ فرمائیں گے کہ یہ اصلی پھول ہے اور جنت کی حور نقلی پھول ہے۔

(۴۰) ان کی تسبیح وتقدیس سے جنت میں پھول کھلیں گے۔

مسلسل اور انمول عبادت

تمام عبادتیں ختم ہوجاتی ہیں لیکن پردہ ایک ایسی مسلسل اور انمول عبادت ہے جو کبھی ختم نہیں ہوتی، عورت اپنے کسی کام میں بھی لگی ہے، پکارہی ہے یا سلائی کررہی ہے، نہارہی ہے، سورہی ہے، لیکن ۷ لاکھ سال کی مسلسل عبادت کا ثواب اس کے نامہ اعمال میں درج ہورہا ہے کیونکہ گھر میں تو کوئی غیر محرم ہے ہی نہیں، اور اگر دیور، جیٹھ، نندوئی، بہنوئی میں سے کوئی ہے بھی تو وہ ان کے سامنے زیب و زینت، لپ اسٹک وغیرہ کرکے نہیں آتی کیونکہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، غیروں کی بہ نسبت اپنے غیر محارم رشتہ داروں سے پردہ زیادہ ہے۔

چنانچہ ایک گھر میں رہتے ہوئے اگر پردہ زیادہ مشکل ہو تو کم از کم غیر محرم رشتہ داروں کے سامنے سر کے بال موٹے دوپٹے سے بالکل ڈھکے ہوں لپ اسٹک وغیرہ نہ ہو اور بلاوجہ ہرگز سامنے نہ آئیں، دعوتوں میں بھی اور ویسے عام زندگی میں بھی شوہر کے مرد رشتہ دار اور دوست احباب وغیرہ ڈرائنگ روم میں بیٹھیں، خواتین بچوں سے انہیں سلام ودعا کہلوادیں اور خاطر مدارات کی چیزیں بھجوادیں۔

الرحیل، الرحیل

زندگی بہت مختصر ہے، موت کا فرشتہ صبح و شام آوازیں لگا رہا ہے۔ الرحیل، الرحیل یعنی اے مسافروں کوچ کی تیاری کرو تمہارا سفر آخرت شروع ہونیوالا ہے جلد توشہ آخرت تیار کرلو کہ پھر ساتوں دنیاؤں کی دولت دیکر بھی ایک حکم پورا کرنا چاہو گے تو مہلت نہیں ملے گی. ﴿لَن یُؤَخِّرَ اللّٰہُ نَفساً اِذَا جَآءَ اَجَلُھَا وَاللّٰہُ خَبِیرٌ بِمَا تَعمَلُونَ﴾ ،یعنی ہرگز مہلت نہیں دیجائے گی کسی نفس کو اچھے عمل کی ۔جب اس کی اجل آپہنچے گی، اور اللہ جانتا ہے جو کچھ تم عمل کرتے ہو۔

دراصل سارے اعمال خیر عورتوں کے پردے ہی کی وجہ سے قبول کئے جائیں گے ورنہ ساری نمازیں، روزے، زکوۃ، خیرات، صدقات بے پردہ عورت کے ضائع کردیئے جائیں گے اور وہ میدان قیامت میں ایسے درخت بے برگ کی طرح کھڑی ہوگی جس کے سب پھول، پھل، شاخیں وغیرہ جھڑ گئی ہوں اور سوکھا تنا پڑا رہ گیا ہو اور اس کے ساتھ اس کا باپ، بھائی اور شوہر بھی ساتھ ساتھ جہنم میں داخل ہونگے جو اسے بے پردگی سے منع نہیں کرتے تھے۔ معراج شریف میں رسول اللہ ﷺ نے بے پردہ عورتوں کو آگ کے تندوروں میں دیکھا جن کے جسموں کو آگ کھا رہی تھی۔

کیونکہ بے پردگی

اور ڈاڑھی نہ رکھنا نہ صرف کھلم کھلا گناہ ہے بلکہ حقوق العباد کا بھی گناہ ہے جو کہ معاف نہیں کئے جائیں گے کہ غیر محارم پر نظر کرنے سے میاں، بیوی کی حق تلفی ہوتی ہے کیونکہ بیوی اگر غیر محارم پر نظر کرتی ہے تو شوہر کی حیثیت گرتی ہے اور شوہر غیر محارم پر نظر کرتا ہے تو بیوی کی حیثیت گرتی ہے۔

چنانچہ یہ مظلوم بیویاں قیامت کے دن بے پردہ عورت کی ساری نیکیاں چھین لیں گی اور وہ میدان قیامت میں اس درخت کی طرح کھڑی ہوگی جس کی تمام شاخیں، پھول، پھل سب جھڑ گئے ہوں اور وہ ایک سوکھا تنارہ گیا ہو۔

کھلم کھلا گناہ سے بچنے کیلئے

ہمارے بھائی شریعت کے مطابق پوری داڑھی رکھیں اور ٹخنے کھلے رکھیں کہ اس کا ثواب اتنا زیادہ ہے کہ ایک دفعہ حضرت ابن مسعودؓ جن کی پنڈلیاں بہت پتلی اور سوکھ گئیں تھیں ایک درخت پر چڑھے ہوئے تھے اور انہوں نے نبی کریم ﷺ کے حکم کے مطابق ٹخنے کھلے رکھے تھے۔ صحابہ کرامؓ نے جب ان کی سوکھی پنڈلیاں دیکھیں تو ہنسنے لگے، نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ابن مسعود کی یہ پنڈلیاں میزان عمل میں پوری کائنات سے زیادہ وزنی ہیں۔

داڑھی رکھنا اور ٹخنے کھولنا

مسلسل عبادت ہے جب کہ دوسری عبادتیں اپنے اپنے وقتوں پر ہوتی ہیں، یعنی روزہ رمضان میں ہوتا ہے، حج ذی الحج میں ہوتا ہے، نماز اپنے وقتوں پر ہوتی ہے، لیکن داڑھی رکھنا اور ٹخنے کھولنا ہمیشہ ہوتا ہے۔

عورتوں کا پردہ کرنا بھی

مسلسل عبادت ہے کہ جب گھر میں ہوتی ہیں تب بھی دیور، جیٹھ وغیرہ کے سامنے زینت کے ساتھ نہیں جاتیں، اور باہر بھی چہرہ و جسم ڈھک کر نکلتی ہیں ایسی عورتوں کا اجر بھی بے مثال ہے۔

چنانچہ اپنے رشتہ داروں کو داڑھی رکھنے، ٹخنے کھولنے اور عورتوں کو پردہ کرنے اور ٹی وی چھوڑنے کا عظیم ثواب بھی پہنچایئے۔

کفن خود چہرہ ڈھک دیگا

زندگی بہت مختصر ہے جلد ہی وقت پورا ہو جائے گا، اور کفن آ کر خود ہی چہرہ ڈھک دے گا لیکن اس وقت کا ڈھکنا کچھ کام نہ آئے گا اس کی قیمت تو بس اس وقت تک کی ہے جب کہ اپنے اختیار سے ڈھکا جائے۔

غیر محرم رشتہ دار

غیر محرم رشتہ داروں میں اپنے اور شوہر کے خالہ زاد، پھوپھی زاد، چچا زاد، ماموں زاد بھائی، شوہر کے چچا، ماموں، خالو، پھوپھا وغیرہ شامل ہیں۔

مرد کے غیر محارم

مرد بھی بیوی کی تمام رشتہ دار بہنوں، سگی بہن، اس کی بھاوج وغیرہ سے پردے کے پیچھے سے بات کریں۔ اللہ تعالیٰ نیک عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

نصیحت (۳۰)

سینما، ٹی وی اور وی سی آر کے خطرات سے خبردار رہیئے

اس لئے کہ ان چیزوں سے عام لوگوں کے اور نوجوانوں کے خاص طور پر اخلاق تباہ ہو جاتے ہیں اور وہ سینما بینی کے بعد اسی نہج پر چل پڑتے ہیں جیسا کہ وہ دیکھتے ہیں، چنانچہ موجودہ زمانے میں نابالغ بچوں، بچیوں کی ناگفتہ بہ حالت اور بگڑی ہوئی اخلاقی روش ٹیلی ویژن کی وجہ سے ہے، کیا خوب کسی شاعر نے کہا

ہے کہ:

ٹیلی ویژن کی بدولت فصل جلدی پک گئی
بچہ بچہ شہر کا بالغ نظر آنے لگا

یہ بات ہر شریف النفس آدمی سمجھتا ہے کہ سینما بینی نہ صرف ایک بڑا گناہ ہے بلکہ معاشرتی اعتبار سے بھی سینما بینی کرنے والا شخص اوچھا اور غیر مہذب شمار کیا جاتا ہے، یہی سبب ہے کہ پہلے لوگ اگر سینما دیکھنے جاتے تھے تو چھپ چھپا کر جاتے تھے کہ کوئی جاننے والا دیکھ نہ لے، اس کی وجہ یہ ہے کہ سینما دیکھنے والے شخص کے اخلاق خراب ہوتے ہیں، حیاء ختم ہو جاتی ہے، بدنظری، بدخلقی، بدکرداری، چوری، ڈکیتی، قتل و زنا اور شراب نوشی جیسی ان گنت برائیاں سینما بینی کے نتیجہ میں جنم لیتی ہیں۔

رسی کی سیڑھی

ایک بار دہلی سے شائع ہونے والے ایک اخبار ''قومی آواز'' میں یہ خبر پڑھی کہ دہلی کے مشہور لال قلعہ میں حیرت انگیز چوری ہوئی، ہوا یوں کہ چور نے لال قلعہ کے حرم سرا کے عقبی فصیل پر رسی کی بنی ہوئی سیڑھی پھینکی جو فصیل کی محرابی اینٹوں میں اٹک گئی اور اس طرح وہ چور عقبی فصیل پر چڑھنے میں کامیاب ہو گیا اور شاہی نوادرات و آثار میں سے بہت ساری قیمتی اشیاء چرالیں جن کی مالیت لاکھوں روپے کی تھی۔

اسی خبر میں آگے لکھا تھا کہ چند دنوں قبل دہلی کے بعض سینماؤں میں ایک فلم چل رہی تھی، جس میں رسی کی سیڑھی اور اس کی مدد سے ہونے والی چوری کا منظر دکھایا گیا ہے، چنانچہ لال قلعہ میں چوری کرنے والے شخص نے اسی فلم کو دیکھ کر یہ

کامیاب تجربہ کیا ہے۔

قارئین کرام! آپ ذرا غور کریں کہ چوری کا سبق فلم سے سیکھا اور اس کا تجربہ شاہی قلعہ پر ہوا، تو پھر دیگر جگہوں پر ایسے تجربات کرنے سے کیا جھجک ہوگی؟ العیاذ باللہ

یہ تو فلم بینی کا حال تھا اور یہ اس وقت کی بات ہے جب کہ بہت کم لوگ سینما دیکھتے تھے مگر اب تو حالت یہ ہے کہ ٹیلی ویژن اور وی سی آر نے ہر ہر گھر کو سینما بنا دیا ہے، پہلے فلم والے اشتہار پر لکھتے تھے کہ یہ فلم صرف بالغوں کے لئے ہے لیکن اب تو ٹیلی ویژن اور وی سی آر نے اس پابندی کو بھی اٹھا دیا ہے اور گھر کے بالغ و نابالغ سبھی آزادانہ طور پر ہر طرح کی بے حیائی اور حیاء سوز مناظر سے لطف اندوز ہوتے ہیں، ٹیلی ویژن کے ذریعہ جو مفاسد پھیلے ہوئے ہیں ان کو ایک سچا اور مخلص صاحب ایمان ہی محسوس کرسکتا ہے، آپ تھوڑی دیر کے لئے آیئے میرے ساتھ اپنی فکر کو ہم آہنگ کر کے سوچیئے! آپ ایک غیرت مند مسلمان ہونے کی حیثیت سے پہلے اپنے گھر میں کسی غیر محرم شخص کو کسی صورت داخل نہیں ہونے دیتے تھے، مگر آج آپ کے گھر میں ہمہ وقت ٹی وی کے ذریعہ غیر محرم لوگ موجود ہیں۔

☆ پہلے ہم بحیثیت مسلمان اس بات کا مکمل اہتمام کرتے تھے کہ ہماری مستورات غیر محرم لوگوں کی نظروں سے پوشیدہ رہیں مگر آج ہم نے خود اپنی انہی مستورات کی نظروں کے سامنے غیر محرم لوگوں کو ہی صرف نہیں بلکہ فاسقوں، فاجروں کو اور بدمعاشوں کو ٹی وی کے ذریعے سے لاکر بیٹھا رکھا ہے۔

☆ پردہ، تہذیب، سلیقہ مندی اور دینداری کی تعلیم ہم پہلے اپنی بچیوں کو بہت ہی اہتمام سے دیا کرتے تھے، مگر آج ہماری وہی بچیاں بے پردگی، عریانیت، غیر محرموں سے اختلاط، ناچ گانا، ڈانس کرنا، بے حیائی اور بے شرمی کی تمام باتیں گھر

میں ٹی وی کے ذریعے سیکھ رہی ہیں۔

☆ پہلے ہر مسلمان کے گھر سے صبح کے وقت تلاوت قرآن کی آواز آتی تھی، مگر افسوس صد افسوس! کہ آج مسلمانوں کے گھروں سے صبح ہوتے ہی ٹی وی کے ذریعہ ہندوؤں اور مشرکوں کے مذہبی گیت اور گانوں کی آواز آتی ہے۔

☆ ہم پہلے اسلامی غیرت کی وجہ سے کسی ہندو یا غیر مسلم کی مذہبی تبلیغ کو سننا تو دور کی بات ہے اس کی معاشرت واخلاقیات کے ادنی سے جراثیم کو بھی برداشت نہیں کرتے تھے، مگر آج مسلمانوں کے گھروں میں قرآن تو طاق میں رکھا ہوا ہے اور ہندومت کا مبلغ، عیسائیت کا مبلغ، قادیانیت کا مبلغ، اور باطل مذاہب کے مبلغین ٹی وی کے ذریعہ ڈٹ کر اپنے مذہب کی تبلیغ کر رہے ہیں۔

علاوہ ازیں ٹی وی سے جو اخلاقی انحطاط ہمارے معاشرے میں پیدا ہوا ہے وہ کسی کی نگاہ سے مخفی نہیں ہے، لہذا اس کے شدید خطرات ونقصانات سے خبردار ہونے کی سخت ضرورت ہے۔

ٹی وی باعث عذاب

ایک واقعہ ماہ رمضان شریف ۱۴۰۹ھ میں جنوبی ہند کے سفر میں احقر نے چند دیندار احباب سے سنا تھا، بڑا ہی عبرتناک اور ٹی وی سے عشق رکھنے والوں کے لئے سبق آموز ہے، واقعہ یہ ہے کہ مراد آباد میں ایک لڑکی تھی اور وہ تھی کچھ دیندار، ایک دن نہ معلوم اس پر شیطان کے بہکاوے کا کیسا اثر ہوا کہ وہ گھر کے کام کاج چھوڑ کر اپنی دینی مشغولیات سے غافل ہو کر گھر کی بالائی منزل پر ایک کمرے میں جا کر اکیلی ٹی وی کے سامنے کرسی پر بیٹھ کر کوئی خصوصی پروگرام دیکھنے میں مصروف ہوگئی، نیچے سے ماں نے کئی بار آواز دی مگر اس نے ایک نہ سنی جب کافی دیر ہوگئی سب لوگ رات کا کھانا وغیرہ کھا کر فارغ ہوگئے تو ماں نے اوپر جا کر دروازہ پر

دستک دی مگر بار بار کی دستک کے باوجود دروازہ نہ کھلا تو تشویش بڑھی، گھر کے مرد حضرات بھی اوپر آ گئے انہوں نے بھی دروازہ بہت پیٹا مگر اندر سے دروازہ بند ہی رہا سب نے مل کر دروازہ توڑا تو دیکھا کہ وہ لڑکی کرسی پر بیٹھی بیٹھی مر چکی ہے اور ٹیلی ویژن کا پروگرام بھی ختم ہو چکا ہے مگر ٹی وی چالو ہے، انا للہ و انا الیہ راجعون۔

اب سب گھر والوں نے اس کی لاش کرسی سے اٹھانے کی کوشش کی مگر لاش جیسے کہ کرسی کے ساتھ پیوست ہو چکی ہے ہر ممکن تدبیر اپنالی وہ لاش اٹھی ہی نہیں، اچانک کسی نے ٹی وی کو اپنی جگہ سے ہٹایا تو لاش بھی اٹھ گئی، چنانچہ ٹی وی کو ایک طرف کر کے دوبارہ لاش اٹھانے کی کوشش کی مگر ناکامی رہی، بالآخر بات سمجھ میں آ گئی کہ ٹی وی کے ساتھ ساتھ اس کو اٹھایا جائے، چنانچہ ایسا کرنے سے لاش اٹھ گئی اور اس کو مع ٹی وی کے نیچے لائے نہلا دھلا کر کفن پہنا کر جب جنازہ اٹھانے لگے تو جنازہ نہ اٹھے یہاں تک کہ ٹی وی کو اسی جنازہ کی چارپائی پر رکھنا پڑا تب جنازہ اٹھ سکا، اسی کیفیت کے ساتھ جنازہ قبرستان تک پہنچایا گیا، نماز جنازہ پڑھ کر جب قبر میں اتارنے کی باری آئی تو پھر چارپائی پر سے لاش نہ اٹھے چنانچہ ٹی وی کو ساتھ ہی ساتھ اٹھانا پڑا اور قبر میں بھی ساتھ ساتھ ٹی وی کو بھی دفنانا پڑا تب جا کر لوگوں کی جان چھوٹی، اس پوری ذلت آمیز اور رسوا کن کیفیت کا گھر والوں کو بہت ہی ملال ہوا لیکن اس ملال سے کیا حاصل؟ اب محسوس ہوا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے جو ارشاد فرمایا ہے:

"اَلْمَرْءُ مَعَ مَنْ اَحَبَّ"

ترجمہ: آدمی کا حشر اسی کے ساتھ ہوگا جس سے اس کو محبت ہوگی''

اس واقعہ سے اشارہ ملتا ہے کہ محبوبیت کا تعلق صرف انسان ہی کے ساتھ نہیں بلکہ غیر انسان کے ساتھ بھی ہے، چنانچہ آپ دیکھئے کہ اس لڑکی نے آخر ٹی وی سے محبت کی تو اس کا انجام بھی ٹی وی کے ساتھ ہوا اور اس حدیث کی روشنی میں معلوم

ہوتا ہے کہ اس کا حشر بھی ٹی وی کے ساتھ ہوگا۔ (نعوذ باللہ من ذلك)

اسی واقعہ کو پھر میں نے دیکھا کہ "ٹی وی کی تباہ کاریاں" نامی کتاب اور مفتی عبدالرؤف سکھروی مدظلہ نے اپنے رسالہ ٹی وی اور عذاب قبر" میں قدرے بسط وتفصیل کے ساتھ ذکر کیا ہے۔ وہاں ملاحظہ فرماسکتے ہیں۔

(ٹی اور عذاب قبر ص: ۲۳۔۲۶)

کتنی عبرت کا مقام ہے کہ ٹی وی نے آخر دائمی تباہی تک پہنچادیا، اللہ تعالی ٹی وی اور وی سی آر کی تباہ کاریوں سے مسلمانوں کو بچنے کی توفیق عطاء فرمائے۔ آمین۔

ٹی وی گھروں میں ایک خدا کا عذاب ہے

شاعر دکن جناب اظہار افسر صاحب نے اسی واقعہ کو منظوم کیا ہے اور بہت عمدہ انداز میں اس کو بیان کیا ہے، واضح رہے کہ محترم افسر صاحب کی نظم میں یہ واقعہ کچھ زیادہ تفصیل سے بیان ہوا ہے ملاحظہ فرمائیں:

یہ واقعہ ہے دوستو! اپنے ہی ملک کا
رمضان کے مہینہ میں یہ حادثہ ہوا
ہم نے پڑھا تھا واقعہ یہ ایک کتاب میں
جو پیش کر رہے ہیں تمہاری جناب میں
منہ کو کلیجہ آگیا دل ہل کے رہ گیا
رکھتی نہ تھی محلہ میں اپنا کوئی جواب
سنجیدہ تھی متین بھی تھی اور ہونہار
تھی وہ پڑھائی اور لکھائی میں ہوشیار

ماحول کا شکار وہ معصوم ہوگئی
ٹی وی کی اس کو عادت مذموم ہوگئی
اک روز اس کی ماں نے کہا اس سے وقت شام
روزہ کا وقت ہوگیا اے میری نیک نام
کچھ انتظام آؤ کہ افطار کا کریں
مغرب کا وقت ہوگیا ہے روزہ کھول لیں
لڑکی یہ ماں سے کہنے لگی ٹھہر جایئے
اس وقت کوئی کام نہ مجھ کو بتایئے
یہ کہہ کے گھر کی دوسری منزل پر چڑھ گئی
رکھا تھا ٹی وی جس جگہ اس روم میں گئی
دروازہ بند کر لیا اندر سے روم کا
اس خوف سے کہ پھر نہ کوئی لے مجھے بلا
اس کے دل و دماغ پر ٹی وی سوار تھا
ٹی وی سے اس کو عشق تھا الفت تھی پیار تھا
نیچے گئی نہ لوٹ کے جب دیر ہوگئی
ماں باپ بھائی بہنوں کو کچھ فکر سی ہوئی
کیا بات ہے کیوں لوٹ کے آئی نہیں ابھی
بیٹی کو دیکھنے کے لئے پہلے ماں گئی
بہنیں بھی، بھائی، باپ بھی پھر سب کے سب گئے
دروازہ بند دیکھ کے حیران رہ گئے

چلائی زور زور سے ، کیں ماں نے منتیں
بہنوں نے اور بھائیوں نے کیں سماجتیں
لیکن جواب کوئی نہ اندر سے جب ملا
بادل سروں پر چھا گیا خوف و ہراس کا
داخل ہوئے وہ کمرے میں دروازہ توڑ کر
کہرام جیسے مچ گیا منظر یہ دیکھ کر
ہوں ہاں تھی منہ سے جسم میں حرکت نہ تھی کوئی
اوندھی زمیں پر لڑکی تھی مردہ پڑی ہوئی
ماں چیخی تجھ کو کیا ہوا اے میری لخت جاں ؟
کچھ تو زباں سے بول ہوئی کیوں تو بے زباں ؟
اٹھ میری نور عین لگالوں تجھے گلے
اٹھ اور ماں کے صبر کا تو امتحاں نہ لے
سب رو رہے ہیں اور تو چپ چاپ ہے پڑی
آنکھیں تو دیکھ کھول کے اے میری لاڈلی
میت زمیں پر اس کی تھی بے حس پڑی ہوئی
کوشش ہر اک اٹھانے کی بے سود ہوگئی
بے چاری اب اٹھے گی کہاں پہلے حشر سے
رشتہ سدا کا ہوگیا ہے اس کا قبر سے
اس کو اٹھا اٹھا کے ہر اک شخص تھک گیا
لڑکی پہ اس کا کوئی نہ لیکن اثر ہوا

حیراں تھے لوگ دیکھ کے نظارہ یہ عجیب
خائف بھی اس سے تھے کوئی جاتا نہ تھا قریب
ہمت سی کر کے جب کہ اٹھایا گیا اسے
ٹی وی بھی ساتھ اٹھنے لگا قہر دیکھئے
ٹی وی کا شوق دیکھئے کیا کام کر گیا
اس کو جہاں میں رسوا و بدنام کر گیا
ہوتی ہے جس کو جس سے بھی نسبت حیات میں
ہوتا ہے اس کا حشر بھی بس اس کے ساتھ میں
اس دور میں ہیں لوگ بہت کم بچے ہوئے
ہیں واعظوں کے گھر میں ہی ٹی وی لگے ہوئے
القصہ مختصر کہ رہا ٹی وی اس کے ساتھ
اٹھا جنازہ جب، تو اٹھا ٹی وی اس کے ساتھ
اللہ کی پناہ عجب تھا یہ ماجرا
کاندھوں پہ تھا جنازہ تو ٹی وی سروں پہ تھا
منظر یہ جس نے دیکھا وہ حیران ہوگیا
رہ گیر بھی ہر ایک پریشان ہوگیا
حیران ہوکے پوچھتے تھے لوگ کیا ہوا ؟
میت کے ساتھ ٹی وی بھی یہ ماجرا ہے کیا ؟
سب کے لئے یہ ایک نئی واردات تھی
میت کے ساتھ ٹی وی انوکھی سی بات تھی

چاروں طرف تھا دیکھنے والوں کا ازدھام
جیسے کہ ایک حشر سا برپا تھا وقت شام
اللہ کی پناہ تھا ہر اک زبان پر
خوف و ہراس طاری تھا مرد و زنان پر
تھیں عورتیں گھروں کی چھتوں پر چڑھی ہوئیں
مبہوت اپنی اپنی جگہوں پر کھڑی ہوئیں
آنکھوں میں اشک چہروں پر گرد ملال تھی
گویا ہر ایک سوزش غم سے نڈھال تھی
کہتی تھی ایک دوجی سے عبرت کا ہے مقام
لڑکی یہ جس کی لاش ہے ٹی وی کی تھی غلام
اس واقعہ سے لے گا نہ کوئی سبق اگر
بد بخت اس سے بڑھ کے نہ ہوگا کوئی بشر
اک قہر ہے، غفلت ہے، سراسر عتاب ہے
ٹی وی گھروں میں ایک خدا کا عذاب ہے
میت کے بات کرنے کا ہوتا اگر رواج
میت زبان حال سے کہتی یہ سب سے آج
لوگوں! خدا کے قہر کو گھر میں جگہ نہ دو
برباد مفت میں نہ کرو اپنے آپ کو
مرنے کے بعد مجھ پہ بیتی ہے گر سنو
ٹی وی کا زندگی میں کبھی نام تک نہ لو

ہوتی خبر مجھے یہ ہے اتنا بڑا گناہ
اپنے ہی ہاتھوں آپ کو کرتی نہ میں تباہ
میت غرض کہ گور غریباں پہنچ گئی
رکھا گیا جنازہ کے ہمراہ ٹی وی بھی
لوگوں نے کی خدا سے دعا یہ بہ چشم تر
پروردگار رحم کر تو اس کے حال پر
بہر رسول پاک اسے بخش دیجئے
اس کے عذاب قبر کو آسان کیجئے
کر کے دعا یہ دفن جنازہ کو کردیا
واپس گھروں کو چلنے لگا پھر یہ قافلہ
ہمراہ ٹی وی لے کے چلے لوگ جس گھڑی
قدرت خدا کی دیکھئے کہ قبر پھٹ پڑی
آواز قبر پھٹنے کی لوگوں نے جب سنی
دیکھا پلٹ کے نعش تھی باہر پڑی ہوئی
یہ حال لوگ دیکھ کے حیران رہ گئے
خوف و ہراس طاری ہوا کانپنے لگے
ایسا کسی نے عمر میں دیکھا نہ تھا کبھی
ان میں جواں بھی بوڑھے بھی تھے اور ادھیڑ بھی
حیرت سے ایک دوسر کو دیکھنے لگے
اللہ سے کرم کی دعا مانگنے لگے

کہنے لگے خدا کا یہ اس پر عتاب ہے
ٹی وی کے دیکھنے کی سزا ہے عذاب ہے
بار دگر بھی نعش کو دفنا دیا گیا
کر کے سپرد قبر چلا پھر یہ قافلہ
ٹی وی اٹھا کے جب کہ گھروں کی طرف چلے
دیکھا کہ بند قبر کے پھر ٹوٹنے لگے
اور دیکھتے ہی دیکھتے پھر قبر شق ہوئی
پہلے کی طرح لڑکی تھی باہر پڑی ہوئی
ایسا سلوک قبر نے سہ مرتبہ کیا
لڑکی کا لاشہ پیٹ سے اپنے اگل دیا
کچھ بھی سمجھ میں آتا نہیں تھا کہ کیا کریں
دفنائیں پھر سے نعش کو یا یونہی چھوڑ دیں
ان میں سے ایک شخص نے یہ مشورہ دیا
چارہ نہیں ہے کوئی بھی اب اس کے ماسوا
میت کے ساتھ ٹی وی کو بھی رکھ کے دیکھ لو
ایسا کہیں اسی لئے ہوتا ہو، ہو نہ ہو
اس بات کو ہر ایک نے منظور کر لیا
میت کے ساتھ ٹی وی کو بھی رکھ دیا گیا
محبوب کو محبّ نے نہ اپنے جدا کیا
مرنے کے بعد بھی اسے پہلو میں رکھ لیا

منکر نکیر آکے کریں گے سوال جب
سوچو تو اس غریب کا کیا ہوگا حال جب
ماں باپ ذمہ دار ہیں بچوں کی کیا خطا
بچپن سے شوق ٹی وی کا ان کو لگادیا
ٹی وی کی لعنتوں سے ضروری ہے اجتناب
کردار کش ہے کرتا ہے اخلاق بھی خراب
لوگو! خدا کے خوف سے ڈرتے رہو سدا
کرتے رہو تم اپنے کئے کا محاسبہ
مندرجہ بالا واقعہ عبرت ہے دوستو
دنیا و آخرت کو نہ برباد یوں کرو
افسؔر نہ اب بھی ٹی وی سے جو باز آئے گا
باغی ہے وہ خدا کا اور اس کے رسول کا

ٹیلی ویژن چونکہ بدنگاہی و بدنظری کا بڑا ذریعہ ہے اور اس کے مفاسد بھی مختلف الانواع ہیں جیسا کہ اوپر گزرا ہے، یہاں پر اپنے پیرومرشد حضرت شیخ مولانا شاہ حکیم محمد اختر صاحب مدظلہ کی ایک نظم نقل کر رہا ہوں جو بدنظری سے متعلق ہے اس کا عنوان ہے ''حفاظت نظر'' اللہ تعالی ہم سب کو عمل کی توفیق نصیب فرمائے۔ آمیں۔

بے پردہ حسینوں سے ہوا تنگ زمانہ
آنکھوں نے شروع کردیا اب دل کو ستانا
ممکن نہیں صورت میں نہ ہوکوئی تغیر
بیکار ہے پھر ان سے تیرا دل کا لگانا
لیکن اگر آنکھوں کو نہ تو ان سے بچائے
ممکن نہیں پھر دل کا ترا ان سے بچانا
آنکھوں کی حفاظت میں ہے اس دل کو سکوں بھی
گو نفس کرے تجھ سے کوئی اور بہانا
دھوکہ ہے تجھے لطف حسینوں سے ملے گا
ابلیس کے کہنے سے کبھی اس پہ نہ جانا
پاگل کی طرح پھرتے ہیں عشاق مجازی
بے چین ہیں دن رات یہ بد نام زمانہ
رہنا ہے اگر چین سے سن لو یہ مری بات
آنکھوں کو حسینوں کی نظر سے نہ ملانا
اخترؔ کی ایک بات نصیحت کی سنو تم
ان مردہ حسینوں سے کبھی دل نہ لگانا

ٹیلی ویژن کے مفاسد پر آپ نے جو کچھ ملاحظہ کیا ہے وہ عبرت ونصیحت کے لئے کافی ہے تاہم بزرگوں کے مواعظ وارشادات سے کچھ مزید استفادہ کرتے ہوئے کچھ اقتباسات پیش ہیں:-

نصیحت آموز خواب

۳۰/ اکتوبر ۱۹۹۰ء کو جب ہندوستان میں ہر طرف مسلمانوں کا قتل عام ہورہا تھا مسلمانوں کی جائدادوں کو آگ لگائی جارہی تھی، عورتوں کی بے حرمتی کی جارہی تھی، تو ۳۱/ اکتوبر ۹۰ء کو میں استخارہ کی نیت سے سوگیا خواب میں ایک بزرگ تشریف لاتے ہیں میں نے ان سے عرض کیا کہ حضرت! مسلمانوں کا قتل عام ہورہا ہے ان کے مال وجائداد کو آگ لگائی جارہی ہے، عورتوں کی بے حرمتی کی جارہی ہے ہر طرف مسلمان پریشان حال ہیں کوئی عمل بتایئے جس سے مسلمانوں کی پریشانیاں دور ہوجائیں۔ ان بزرگ نے فرمایا کوٹھوں پر سے چھتریاں اتروادو (یعنی ٹیلی ویژن کے انٹینا اتروادو) میں مسلمانوں سے گزارش کرتا ہوں کہ جن صاحب کے گھر یا دوکان پر ٹیلی ویژن ہو وہ فوراً ہٹادیں، ہماری بھلائی اور کامیابی اسی میں ہے اور گناہوں سے توبہ واستغفار کریں، داڑھی رکھیں، نماز باجماعت ادا کریں، اپنے لئے اور امت مسلمہ کے لئے دعاء خیر کریں۔

عبرتناک واقعہ

یہ ایک حیرت انگیز واقعہ ہے کہ دو دوست تھے ایک جدہ میں رہتا تھا، دوسرا ریاض میں دونوں میں گہری دوستی تھی دونوں ہی دیندار اور پرہیز گار تھے۔ ریاض والے دوست کے گھر والوں نے بہت ضد کی کہ وہ گھر میں ٹی وی لے آئے اپنے بچوں اور بیوی کے اصرار پر گھر والوں کے لئے ٹی وی خرید لیا، کچھ دنوں کے بعد اس کا انتقال ہوگیا۔ جدہ والے دوست نے اس کو تین مرتبہ خواب میں دیکھا ہر مرتبہ اس کو عذاب کی حالت میں پایا اور اس نے خواب میں تینوں مرتبہ اس جدہ

والے دوست سے کہا خدا کے لئے میرے گھر والوں سے کہو کہ وہ گھر سے ٹی وی نکال دیں کیونکہ جب سے ان لوگوں نے مجھے دفن کیا ہے مجھ پر اس ٹی وی کی وجہ سے عذاب مسلط ہے کیونکہ میں نے خرید کر گھر میں رکھا تھا وہ لوگ اس بے حیائی سے مزے لے رہے ہیں اور میں عذاب میں گرفتار ہوں۔

جدہ والا دوست جہاز کے ذریعہ ریاض پہنچا اور اس کے گھر والوں کو خواب سنایا اور یہ بھی بتایا کہ میں نے تین مرتبہ ایسا دیکھا ہے گھر والے سن کر رونے لگے۔ اس کا بڑا بیٹا اٹھا اور غصہ میں ٹی وی کو اٹھا کر پٹخا اس کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گئے پھر اٹھا کر کوڑے کچرے کے ڈبے میں پھینک دیا۔ جدہ والا دوست جب جدہ واپس پہنچا تو اس نے پھر دوست کو خواب میں دیکھا اس بار وہ اچھی حالت میں تھا اس کے چہرے پر ایک رونق تھی اس نے اپنے ہمدرد دوست کو دعا دی کہ اللہ جل شانہ تجھے بھی مصیبتوں سے نجات دلائے جس طرح تو نے میری پریشانی دور کرائی۔

اس واقعہ میں ان لوگوں کے لئے عبرت کا سامان موجود ہے جو اولاد اور بیوی یا دوسرے رشتہ داروں کی وجہ سے گناہ کرتے ہیں اور اپنے گھر کو ٹی وی، وی سی آر کی لعنت سے برباد کرتے ہیں نہ معلوم اتنے بے غیرت کیوں اور کیسے ہوتے جا رہے ہیں کہ یہ گوارہ کر لیتے ہیں کہ گھر کی بہو بیٹیاں نامحرم مردوں کو ٹی وی اسکرین پر دیکھیں اور اپنی شرم وحیا کو غارت کریں اور خود بھی نامحرم عورتوں کا نظارہ کرتے رہتے ہیں یہاں تک کہ گھر کو سینما گھر بنا دیتے ہیں۔ اپنی اولاد کو اور خود اپنی جان کو دوزخ کے گڑھے میں دھکیلنے کو تیار ہو جاتے ہیں اللہ عزوجل ہدایت دے۔ (آمین) (تعمیر حیات لکھنؤ، بھارت)

الحاج بھائی عبدالوہاب صاحب کا ایک خواب

برادرم محترم حافظ کفایت اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ میں بھائی عبد الوہاب صاحب کے کمرے میں ان کی چارپائی کے قریب بیٹھا تھا اور وہ سو رہے تھے کہ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا کہ بھئی عجیب خواب دیکھا ہے۔ میرے استفسار پر فرمایا کہ میں (عبدالوہاب) تمہارے والد کی عیادت کے لئے انارکلی والے گھر گیا واپس جب سیڑھیوں سے اتر رہا تھا تو سیڑھیوں کے درمیان میں پانی ٹپک رہا تھا جس سے عجیب قسم کی بدبو اور تعفن آ رہا تھا۔ میں نے دل میں خیال کیا کہ صغیر نے یہ کیسا مکان بنوایا ہے۔

بس پھر میری آنکھ کھل گئی، حافظ کفایت اللہ صاحب نے ان سے کہا کہ اوپر کی منزل میں ہمارے قریبی عزیز کرایہ پر رہتے ہیں اور سیڑھیوں کے اوپر ٹی وی کا انٹینا لگا ہوا ہے۔ اس پر وہ خاموش رہے۔ حافظ کفایت اللہ صاحب نے یہ خواب بندہ کو سنایا تو طبیعت بہت پریشان ہوئی کہ ہمارے کس عمل کی یہ بدبو ہے اور خواب حضرت شیخ نور اللہ مرقدہ کی خدمت میں تحریر کر دیا۔ حضرت نے تحریر فرمایا کہ ''یہ بدبو اور تعفن ٹی وی ہی کا ہے''۔ (از مرتب)

ٹی وی کے مہلک نتائج

اب آپ ملاحظہ فرمائیں کہ مغربی دانشور اور مفکرین اپنی اس مسموم ایجاد کے متعلق کیا فرماتے ہیں۔

(۱) مشہور امریکی رسالہ ''ٹائم'' کی ایک خاتون ایسوسی ایٹ ایڈیٹر ''مارتھا مجلس'' کے الفاظ میں ملاحظہ کیجئے۔ ''اس طرح پریس اور ٹی وی پر انسان کی جسمانی حرکات اور کنڈوم (مانع حمل غلاف) جیسے جنسی تحفظات کے استعمال پر مفصل مذاکرے ہونے لگے ہیں کہ اس کے نتیجہ میں جنسی عمل کے طریقے عوام میں اتنے واضح ہو کر پھیل گئے ہیں کہ ایک سال پہلے ان کے اس طرح کے گھر گھر پھیلنے کا تصور بھی نہیں کیا جاسکتا تھا''۔

(۲) ایک امریکن رسالہ میں امریکی تہذیب کی افسوسناک حالت وہاں کے اخلاقی جرائم اور جنسی بے راہ روی اور جذبات کی شورش کے اسباب بیان کرتے ہوئے لکھا گیا ہے کہ ''تین شیطانی قوتیں ہیں جن کی تثلیث آج ہماری دنیا پر چھا گئی ہے اور یہ تینوں ایک جہنم تیار کرنے میں مشغول ہیں۔

۱۔ فحش لٹریچر جو جنگ عظیم کے بعد حیرت انگیز رفتار کے ساتھ اپنی بے شرمی اور کثرت اشاعت میں بڑھتا جارہا ہے۔

۲۔ متحرک تصویریں جو شہوانی محبت کے جذبات کو نہ صرف بھڑکاتی ہیں بلکہ عملی سبق بھی دیتی ہیں۔

(۳) رابطہ عالم اسلامی کے ترجمان اخبار ''اخبار العالم الاسلامی'' میں مصر کی ایک سروے رپورٹ میں بتایا گیا ہے کہ مصر میں ۹۱ فیصد بچے ٹی وی پر نشر ہونے والے اعلانات دیکھتے ہیں اس کے بعد لکھا ہے کہ یہ (۹۱ فیصد) نسبت قطعی طور پر اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ بچوں کی طرف سے تمام اوقات وایام میں اعلانات کا مشاہدہ کرنے کا اہتمام ہوتا ہے۔

مزید سنئے کہ بچوں میں سے ۹۳ فیصد ایسے تھے جو فلمی اعلانات کے صرف نام بتا سکیں جو ٹی وی پر دو ماہ سے زیادہ عرصہ میں دیکھے گئے جب کہ ۶۶ فیصد بچے

ایسے تھے جو فلم کے ناموں کے ساتھ بعض تفاصیل بھی یاد رکھتے تھے جو ٹی وی پر تین ہفتوں میں آئے ہیں اور ۲۷ فیصد بچے ایک ہفتہ کے اندر فلمی اعلان کو پوری تفصیل سے یاد رکھتے تھے۔

(۴) شیخ عبداللہ حمید سابق جسٹس سپریم کورٹ آف سعودیہ عربیہ نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ ''ایک جرمنی کے ماہر اجتماعیات نے مختلف درسگاہوں اور اداروں کے براہ راست بھرپور مطالعہ کے بعد سوسائٹی اور نئی نسل پر ٹی وی کے خطرات واثرات کا گہرائی سے جائزہ لے کر کہا کہ ''ٹی وی اور اس کے نظام کو تباہ کردو، اس سے قبل کہ یہ تمہیں برباد کردے''۔

ٹیلی ویژن بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتا ہے

(۵) ٹیلی ویژن پر تشدد اور جنس سے متعلق نشر ہونے والے پروگرام بچوں پر تباہ کن اثرات مرتب کرتے ہیں۔ یہ بات برطانیہ کے وزیر صحت نے کہی ہے ان کا کہنا ہے کہ حکومت کو ٹیلی ویژن نشریات پر کنٹرول کرنا چاہئے اور اس کے ساتھ ساتھ والدین بھی بچوں پر پابندی لگائیں اور ان کو ایک حد میں رکھیں، جس سے آگے بچے قدم نہ اٹھائیں۔ انہوں نے کہا کہ والدین کو ان کی ذمہ داری محسوس کرنی چاہئے اور بچوں کو بڑوں کی عزت کرنا اور برے بھلے کی تمیز کرنا سکھانا چاہئے۔
(بحوالہ روزنامہ ''نوائے وقت'')

ٹی وی سے کینسر

(۶) الف: ڈاکٹر این ویگمور مشہور جرنلسٹ اور عیسائی مشن کی معزز رکن ہیں اپنی کتاب Whysuffer میں لکھتی ہیں کہ ''سچائی تو یہ ہے کہ ٹی وی ایک طرح کی ایکسرے مشین ہے۔ ڈاکٹر جس ایکسرے مشین کا استعمال کرتے ہیں اس

میں خطرات سے بچنے کا مناسب انتظام ہوتا ہے جب کہ ٹی وی میں اب تک ایسا کوئی انتظام نہیں ہے۔ ایکسرے کی کرنیں بہت مہلک ہوتی ہیں انسان کے نازک اعضاء و جوارح پر اس کے اثرات کیسے مرتب ہو رہے ہیں اس خیال ہی سے کلیجہ کانپ اٹھتا ہے وہ مزید لکھتی ہیں کہ لڑکے اور لڑکیاں ٹی وی سیٹ کے سامنے بیٹھ کر پروگرام دیکھتے ہیں۔ چنانچہ اس کے زہریلے اثرات کا اندازہ اس سے ہوسکتا ہے کہ امریکہ کے بوسٹن نامی شہر میں صرف ایک ہسپتال میں خونی کینسر کا شکار چھ سو لڑکے اور لڑکیاں زیر علاج ہیں''۔

(ب) ڈاکٹر ''گروڈ بے'' لکھتے ہیں کہ ''سیاہ سفید ٹی وی سیٹ میں ۱۹ کلو والٹ، رنگین ٹی وی میں ۲۵ کلو والٹ تک کی ٹیوب ہوتی ہیں۔ شروع میں ۱۶، ۱۶ کلو والٹ والی ایکسرے مشین بھی ان کا استعمال کرنے والے ٹیکنیشن کے جسموں میں کینسر کا کیڑا پیدا کر دیتی تھی،'' اندازہ کیجئے کہ جب ۱۶ کلو والٹ کی ایکسرے مشین بھی کینسر پیدا کر دیتی تھی تو ٹی وی جو ۱۹ اور ۲۵ کلو والٹ کے ہوتے ہیں وہ کیا کچھ تباہی نہ پیدا کرتے ہوں گے۔

(ج) عکسی تصویر کے مشہور ماہر ڈاکٹر ''آنلکر وب'' نے شکاگو امریکہ کے ایک ہسپتال میں جان کنی کے عالم میں نہایت تلخی کے ساتھ یہ تاکید کی ''گھروں میں ٹی وی کا وجود ایک جان لیوا کینسر کی مانند ہے جو بچوں کے جسموں میں رفتہ رفتہ سرایت کرتا ہے''۔

شیخ عبد اللہ بن حمید سابق چیف جسٹس سعودی عربیہ نے اسی ڈاکٹر آنلکر وب کے بارے میں لکھا ہے کہ ''یہ ڈاکٹر بھی ٹی وی کی شعاؤں سے پیدا شدہ مہلک مرض کینسر کا شکار تھا'' اس کی وفات سے پیشتر کینسر کے جراثیم کے استحصال کے لئے چھیانوے دفعہ اس کا سرجری آپریشن کیا گیا مگر اس کا کوئی فائدہ نہ ہوا

کیونکہ یہ مرض اپنی انتہاء کو پہنچ چکا تھا اور اس کا بازو نیز چہرہ کا کافی حصہ کٹ کر گر گیا تھا۔ ان تفصیلات سے روز روشن کی طرح واضح ہو گیا کہ ٹی وی کی شعائیں اور کرنیں نہایت درجہ مہلک اور مادہ کینسر کی حامل ہیں۔

ٹی وی سے دیگر نقصانات

اس کے علاوہ ٹی وی سے اور بھی جسمانی نقصانات ہوتے ہیں مثلاً بعض تجربات سے پتہ چلتا ہے کہ اس سے فالج ہوتا ہے نیز اس کی شعاعوں سے آنکھوں کی بینائی پر نہایت مضر اثرات پڑتے ہیں۔ ڈاکٹر ایچ پی شوین کا تجربہ ہے کہ ایک حاملہ کتیا پر دو ماہ تک ٹی وی کی شعائیں پڑنے دیں اس کے بعد کتیا نے چار بچوں کو جنم دیا یہ چاروں بچے فالج زدہ تھے ان میں تین تو اندھے بھی تھے۔ ایک اور شخص نے دو طوطے خریدے طوطے کا پنجرہ ٹی وی سیٹ کے سامنے رکھ دیا گیا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ طوطوں کے پیر بیکار ہو گئے ان تجربات سے واضح ہوتا ہے کہ ٹی وی کی شعائیں جسمانی صحت کے لئے بھی تباہ کن اور خطرناک اثرات اور کئی کئی قسم کی مہلک بیماریوں کو جنم دینے والی ہیں۔

ٹی وی کے فضائی اثرات

ان سب کے علاوہ مزید خطرناک بات یہ ہے کہ ٹی وی سے نکلنے والے مادے جو اوپر جاتے اور فضا میں پھیل جاتے ہیں وہ نہایت درجہ مہلک اور خطرناک ہوتے ہیں، روزنامہ ''مسلمان'' مدراس نے مورخہ ۵/ اگست ۱۹۹۲ء کی اشاعت میں لکھا ہے کہ ''رپورٹ'' میں بتایا گیا کہ گھریلو الیکٹرانکس مثلاً ٹی وی سے جو زہریلے مادے گیسوں کی شکل میں خارج ہوتے ہیں وہ نیوکلیائی تجربہ گاہ پر بم پھٹنے کے بعد پائی جانے والے اثرات سے ۵ گنا زیادہ خطرناک ہوتے ہیں۔ (بشکریہ ''ختم نبوت'' جلد ۱۱ شمارہ ۴۴)

اس کے علاوہ انہیں اہل یورپ کی رپورٹس میں سکولوں میں پڑھنے والے لڑکے لڑکیوں کے شہوات و جنسیات اور بے راہ روی پر مبنی ایسے واقعات اور ایسی باتیں درج ہیں جن کا نقل کرنا ہمارے بس کی بات نہیں۔ اللہ ہی اپنے فضل سے سب کی حفاظت فرمائے اور غیرت کی توفیق نصیب فرمائے اور اپنے گھروں کو اس ٹی وی، وی سی آر اور فحش عریاں لٹریچر کی لعنت سے پاک کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

رسالہ ٹی وی کا زہر سے تین واقعات

(۱) یہ دماغی رگ ٹی وی دیکھنے سے پھٹی ہے

یہاں کراچی میں ایک لڑکی کے دماغ کی رگ پھٹ گئی دماغی امراض کے مشہور سپیشلسٹ ڈاکٹر جمعہ خان نے معائنہ کر کے بتایا کہ ''یہ دماغی رگ ٹی وی دیکھنے سے پھٹی ہے۔

(۲) بینائی پر ٹی وی کا اثر

ایک لڑکی آنکھوں کے سپیشلسٹ کے پاس نظر ٹیسٹ کرانے آئی ڈاکٹر نے کہا کہ اس کی نظر ٹی وی دیکھنے سے کمزور ہو گئی ہے۔

(۳) ڈاکٹر والٹر بوہلر کی رپورٹ

جب سے ٹی وی ایجاد ہوا ہے، ڈاکٹر اس کے جسمانی نقصانات سے آگاہ کرتے آرہے ہیں، جرمنی کے مشہور ڈاکٹر ''والٹر بوہلر'' لکھتے ہیں کہ بعض چھوٹے چھوٹے جانور چوہا، چڑیا وغیرہ اگر ٹی وی کے سامنے رکھ دیئے جائیں تو

اس کی اسکرین کی شعاؤں کی تیزی سے کچھ دیر کے بعد یہ مرجائیں گے۔ اس سے اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ انسانی صحت اس سے کس قدر متاثر ہوتی ہوگی۔ ماہرین فن کا فیصلہ ہے کہ ایک کمرے میں ٹی وی چل رہا ہوتو ساتھ والے کمرے میں بیٹھنے والے لوگوں کی صحت بھی اس سے متاثر ہوتی ہے۔

ہرٹی وی دیکھنے والے گھرانے کا تجربہ ومشاہدہ ہے کہ جب بچوں کوٹی وی دیکھنے کی لت پڑ جاتی ہے تو ان کی طبیعت تعلیم سے تو اچاٹ ہو ہی جاتی ہے کسی اور کام کے بھی نہیں رہتے نہ دین کے نہ دنیا کے۔ خسر الدنیا والاخرۃ کے مصداق ہو کر دنیا وآخرت دونوں برباد کر لیتے ہیں۔ (تفصیل کے لئے رسالہ ''ٹی وی کا زہر'' ضرور ملاحظہ فرمائیں)

یہ امریکہ ہے:-

ایک حالیہ جائزے کے مطابق امریکہ میں غیر شادی شدہ ماؤں کی تعداد ایک کروڑ دس لاکھ ہے اس وقت امریکہ کی آبادی تقریباً تیں کروڑ ہے۔ اتنی آبادی والے ملک میں غیر شادی شدہ ماؤں کی یہ تعداد انتہائی زیادہ ہے اور اس بات کا ثبوت بھی ہے کہ جنسی آوارگی اور بے راہ روی نے امریکی معاشرے کو کس اخلاقی پستی میں گرادیا ہے امریکہ میں خاندان کا تصور ختم ہوگیا ہے۔ نوجوان لڑکے اور لڑکیاں شادی کے بغیر شوہر بیوی کی طرح زندگی گزار رہے ہیں۔

ہم جنس پرست مردوں اور عورتوں کی ایک بڑی تعداد وہاں موجود ہے اور اپنی ان شرمناک اور قبیح حرکات کا کھلے عام اعتراف کرتی ہے۔ ہم جنس پرستوں کے کلب اور ادارے قائم ہیں اور ان کے بہت سے جریدے بھی شائع ہوتے ہیں،

منشیات کے استعمال ''نائٹ کلبوں، جوئے خانوں اور جرائم پیشہ افراد کے منظم مافیا گروپوں کے وجود نے جنسی بے راہ روی کے ساتھ مل کر امریکی معاشرہ کو ایک ایسا معاشرہ بنا دیا ہے جہاں اصلاح کی بہت کم گنجائش باقی رہ گئی ہے۔

لیکن اللہ کے کچھ بندے اس امریکی معاشرہ میں پھیلی ہوئی تاریکی میں اسلام کی روشنی پھیلانے میں مصروف ہیں اور امریکیوں کو بتا رہے ہیں کہ ان کے مسائل کا حل اور ذہنی اور سماجی انتشار سے پیدا ہونے والے حالات کی کنجی اسلام ہے۔ وہاں کچھ ایسی پیاسی روحیں ہیں جو خود اسلام کے چشمہ فیض تک کھنچی چلی آ رہی ہیں ان کو کسی تعلیم یا راہنما کی ضرورت نہیں۔ (ختم نبوت جلد ۱۱ شمارہ ۴۴)

گانا گانے اور سننے پر وعیدات

(۱) ''گانے والی عورتوں کی کمائی حرام ہے'' (کنز العمال، الترمذی، ابوداؤد)

(۲) ''خوشی کے موقع پر باجے تاشے کی آواز پر لعنت کی گئی ہے''۔
(رواہ البزار، ابن مردویہ، وکنز العمال)

(۳) ''گانا دل میں اس طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے''۔ (حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۴) ''گانا شیطان کے سوا کوئی نہیں گاتا''۔ (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۵) ''گانا ابلیس کی طرف سے ہوتا ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک شرک جیسا گناہ ہے''۔ (حضرت جابر رضی اللہ تعالیٰ عنہ)

(۶) ''خدائے رحمٰن کے بندے گانے (باجوں) کی محفل میں شریک نہیں ہوتے''۔ (امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۷) ''گانا ایک فضول اور مکروہ شغل ہے، جو باطل سے مشابہت رکھتا ہے''
(امام شافعی)

(۸) ''گانا دل میں نفاق پیدا کرتا ہے اور میں اسے ناپسند کرتا ہوں''۔
(امام احمد بن حنبل رحمہ اللہ تعالیٰ)

(۹) ''گانا مردار کی طرح حرام ہے''۔ (حارث محاسبی)

(۱۰) ''اللہ تعالیٰ گانے والے اور جس کے لئے گایا جائے دونوں پر لعنت بھیجتا ہے''۔ (حضرت قاسم بن محمد)

(۱۱) ''گانا فعل باطل ہے''۔ (حضرت قاسم بن محمد)

(۱۲) ''گانا شرم وحیا کو گھٹاتا ہے اور شہوت ونفسانیت کو بڑھاتا ہے''۔ (عثمان لیثی)

(۱۳) ''گانا شراب کا نائب ہے، نشہ کا کام کرتا ہے، اخلاق مروت کو ختم کرتا ہے''۔ (عثمان لیثی)

(۱۴) ''گانا زنا کا محرک ہے کم از کم عورتوں کو اس سے دور رکھو''۔ (عثمان لیثی)

(۱۵) ''گانا مال کے ضیاع، اللہ تعالیٰ کی ناراضگی اور دل کے بگاڑ کا سبب ہے''۔
(محدث ضحاک)

(۱۶) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ اس امت میں خاص نوعیت کے چار فتنے ہوں گے۔ ان میں آخری اور سب سے بڑا فتنہ راگ ورنگ اور گانا بجانا ہوگا۔

(ابن ابی شیبہ، ابوداود، عصر حاضر)

(۱۷) حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص گانا سنتا ہے اسے جنت میں روحانیوں کی آواز سننے کی اجازت نہیں ملے گی'' کنز العمال میں یہ بھی اضافہ ہے کہ کسی نے پوچھا ''روحانیوں سے کون لوگ مراد ہیں''؟ تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے جواب دیا ''جنت کے قراء''۔ (کنز العمال ۷/۳۳۳)

(۱۸) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ دو قسم کی آوازیں ایسی ہیں جن پر دنیا اور آخرت میں لعنت کی گئی ہے۔ ایک تو خوشی کے موقع پر باجے تاشے کی آواز دوسرے مصیبت کے موقع پر آہ بکا اور نوحہ کی آواز ہے''

(رواہ البزار وابن مردویہ، البیہقی وکنز العمال)

(۱۹) حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرکار دو عالم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ: گانا دل میں اسی طرح نفاق پیدا کرتا ہے جس طرح پانی کھیتی اگاتا ہے۔

(۲۰) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم نے دف ڈھول اور بانسری بجانے سے منع فرمایا ہے۔

(۲۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ وآلہ وسلم اپنے گھر میں کوئی ایسی چیز نہ چھوڑتے تھے جس پر تصویر ہو اور آپ اس کو توڑ نہ ڈالتے ہوں۔ (بخاری ومشکوۃ)

(۲۲) خلیفہ ثانی سیدنا حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا حکیمانہ اور مدبرانہ فرمان ہے:

كُنتُمْ اَذَل النَاس وَاحقَر النَاس وَاَقَل النَاس فَاَعَزَكُم اللّٰه بِالِاسْلَام فَمَهْمَا تَطْلَبُوا العِزة بِغَيْرِ اللّٰه يذلكم اللّٰه "۔

تم (اسلام سے قبل) دنیا میں سب سے زیادہ ذلیل، سب سے زیادہ حقیر اور پست تھے اللہ تعالیٰ نے اسلام کے ذریعہ تمہیں عزت بخشی، پس جب کبھی تم غیر اللہ کے ذریعہ سے عزت حاصل کرنے کی کوشش کروگے تو اللہ تعالیٰ تمہیں ذلیل کردے گا۔

نصیحت (۳۱)

ٹیلی فون کے نقصانات سے بھی احتیاط برتنا ضروری ہے

بسا اوقات ٹیلی فون بھی نوجوانوں کے لئے راہ ہدایت سے بھٹکنے اور ارتکاب معاصی کا سبب بن جاتا ہے، اور ماحول میں بے راہ روی اور بد اخلاقی پھیل جاتی ہے، لہذا اس بات پر توجہ کرنی چاہئے، نوجوان لڑکے اور لڑکیاں گھریلو ماحول میں کس کا ٹیلی فون سن رہی ہیں یا کس کو فون کر رہی ہیں؟

اس کی مناسب نگرانی سے کسی بڑے نقصان سے بچا جا سکتا ہے اور اس پہلو سے غفلت طرازی کبھی کبھی ایسے ضرر کا باعث ہو جاتی ہے جس کی تلافی ناممکن ہو جاتی ہے اسی بناء پر ہم دیکھتے ہیں کہ بعض شریف اور صالح لوگ اپنے گھر کی لڑکیوں یا عورتوں کو ٹیلی فون رسیو کرنے کو قطعاً منع کرتے ہیں تا آنکہ گھر کا کوئی مرد نہ آ جائے، اور پھر گھر کا مرد ہی ٹیلی فون رسیو کرے گا، اگر صرف خواتین ہی گھر میں موجود ہوں تو قطعاً کوئی بچی یا عورت اسے رسیو نہ کرے، اس طرز عمل سے عام مسلمانوں کو بھی سبق لینا چاہئے۔

ٹیلی فون کے نقصانات پر جب ہم طائرانہ نظر ڈالتے ہیں تو ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ اس سے غفلت برتی گئی تو گھر کی عزت پامال ہو جاتی ہے، اور آدمی معاشرے میں رسوا ہو جاتا ہے چنانچہ اس کی دو مثالیں ہم ذیل میں نقل کرتے ہیں۔

ٹیلی فون باعث طلاق

ایک صاحب سے ہماری ملاقات ہوئی تو انہوں نے ہماری خیریت معلوم کرنے کے بعد اپنی جو خیریت سنانی شروع کی تو ہم سمجھ گئے کہ یہ صاحب بہت ہی بے چین ہیں اور قلق میں مبتلا ہیں، حالانکہ وہ صاحب خود ایک طبیب معالج ہیں لوگوں کا علاج معالجہ کرتے ہیں اور اچھی شہرت رکھتے ہیں۔

انہوں نے دوران گفتگو بڑے ہی دردمندانہ لہجے میں احقر کو نصیحت کرتے ہوئے کہا: ''جناب! میرا مشورہ ہے کہ آپ اپنی بیگم کو ٹیلی فون اٹھانے کی اجازت قطعاً نہ دیں، ورنہ ایک دن آپ کا اعتماد اپنی بیوی پر سے ختم ہو جائے گا...... ''میں نے پوچھا: حکیم صاحب! خیریت تو ہے؟ آپ کے لہجے سے اتنی پریشانی اور ایسا درد کیوں محسوس ہو رہا ہے؟ تو پھر انہوں نے کہنا شروع کیا: میں ایک ایسے غم میں مبتلا ہوں کہ نہ گھر میں سکون ملتا ہے اور نہ مطب میں، اور نہ ہی کھانا پینا اچھا لگتا ہے، میں نے پوچھا: آخر ماجرا کیا ہے؟ کہنے لگے: جناب! آج میں پہلی مرتبہ اپنا یہ درد آپ کو سنا رہا ہوں، اور اس سے قبل کسی کو بھی نہیں بتایا، کیونکہ آپ میرے مزاج کے آدمی ہیں اس لئے آپ سے کہہ رہا ہوں: بات یہ ہے کہ میں نے یہ ٹیلی فون لگوایا ہے اس کا ایک کنیکشن دوکان میں لگا ہوا ہے اور دوسرا گھر میں ہے تا کہ جب گھر میں رہوں تو وہاں کی ضرورت پوری ہو سکے اور دوکان میں رہوں تو دوکان کی ضرورت بھی پوری ہو سکے۔

لیکن اب صورتحال یہ ہوگئی ہے کہ میری بیوی جو کہ دیندار اور تہجد گزار باپردہ ہے، ایک بار میری غیر موجودگی میں کسی کا فون آیا اور اس نے بات کر لی اور اس شخص نے رفتہ رفتہ باتوں کا سلسلہ بذریعہ ٹیلی فون شروع کر دیا اور پھر یہ بھی فون کرنے لگی، اور اب نوبت یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ شخص میری بیوی پر عاشق ہو گیا ہے، اور یہ بھی

اس شخص میں دلچسپی لینے لگی ہے آمنا سامنا بھی ان کا کہیں کسی موقع پر ہوگیا ہے، ایک دوسرے کو پہچاننے لگے ہیں، اب وہ مجھ سے پہلی جیسی الفت ومحبت سے بات نہیں کرتی، میں تو بالکل غم اور قلق سے اندرونی طور پر گھلتا جارہا ہوں، میری سمجھ میں نہیں آتا کہ میں کیا کروں؟ اتنا کہہ کر وہ آبدیدہ ہوگئے اور موٹے موٹے آنسوؤں کے قطرے ان کے رخساروں پر بہنے لگے۔

میں نے اپنی جیب سے رومال نکال کر اپنے ہاتھ سے ان کے آنسو صاف کیے، ان کو تسلی دی اور اطمینان دلایا، تو پھر وہ کہنے لگے: میں نے اپنی بیوی پر پابندی لگادی ہے کہ وہ کہیں ٹیلی فون نہیں کرے گی، مگر اب مصیبت یہ ہے کہ اس کے عاشق کو پتہ ہے کہ میں کس وقت گھر اور مطب سے باہر جاتا ہوں اور کتنے وقت کے لئے باہر رہتا ہوں، اسی دوران وہ ٹیلی فون کرتا ہے، میں نے ہر ممکن کوشش کی ہے مگر معاملہ قابو سے باہر ہوتا جارہا ہے، اس لئے میں نے اپنی ساس کو بلاکر ساری صورت حال اس کے آگے رکھ دی ہے، اب وہ ساس کہہ رہی ہے کہ: حکیم صاحب! آپ ہم لوگوں کو معاف کردیں، ہم سے راضی ہوجائیں اور آپ غم نہ کریں بلکہ ہماری بیٹی کو آج ہی طلاق دیدیں ہم دوسرے ہی دن اپنی دوسری کنواری بیٹی جو اس سے چھوٹی ہے آپ کے نکاح میں دے دیتے ہیں۔

پھر حکیم صاحب نے اپنا ایک خواب سنایا جس کی تعبیر احقر نے حکیم صاحب کو بتادی کہ آپ بے فکر رہیں کہ آپ کی بیوی سے ابھی تک کوئی عملی اقدام نہیں ہوا ہے صرف قولی اقدامات ہی تک کہانی پہنچی ہے، تب جاکر وہ کچھ مطمئن ہوئے مگر ان کی گفتگو سے لگتا تھا کہ اب شاید ہی وہ اپنی بیوی کو رکھیں۔

قارئین کرام! دیکھ لیا آپ نے ٹیلی فون سے غفلت کا انجام، اللہ تعالیٰ ہم سب کی حفاظت فرمائے۔ آمین۔

ٹیلی فون باعث فراق

ایک صاحب تھے پولیس انسپکٹر، بہت ہی کھلے دل کے آدمی تھے اور مزاج بھی بڑا خیرا خواہانہ تھا انہوں نے ایک خاتون سے شادی کر لی وہ ان کی بڑی خدمت کرتی تھی، صاحب بھی اس سے بڑے خوش تھے کہ بڑی سلیقہ منداور خدمت گزار بیوی ہے، کچھ مدت گزری کہ آپس میں معمولی قسم کی کھٹ پٹ شروع ہوگئی جیسی کہ عام طور پر میاں بیوی میں ہوتی ہے، صاحب جو تھے وہ ٹیلی فون کے معاملہ میں نہ صرف غفلت شعار تھے بلکہ بڑے فراخ دل واقع ہوئے تھے، بیوی کو ٹیلی فون سننے اور کہیں ٹیلی فون کرنے پر کوئی پابندی نہ تھی، چنانچہ ان بن کے ایام ہی میں کسی شخص کا ٹیلی فون آیا بیوی نے بات کی اور گھر کے حالات اور باہمی ناچاقی کی داستان اس شخص کو سنا ڈالی اوران کہنی باتیں بھی کر ڈالیں۔

اس شخص نے کمزور پہلو محسوس کرتے ہوئے محترمہ کے ساتھ تعاون کا ہاتھ بڑھایا محترمہ نے یہ پیش کش قبول کر لی اور پھر محترمہ اور صاحب کے درمیان اس شخص نے دوستی کی شکل میں مداخلت کی اور ایک طویل مدت تک آمد و رفت رکھی، پھر نوبت یہاں تک پہنچی کہ صاحب کے جعلی دستخط حاصل کئے اور فرضی و جعلی طلاق نامہ بنوالیا گیا اور پھر ایک رات پروگرام کے تحت محترمہ نے صاحب سے خوب لڑائی کی اور لڑائی کو بنیاد بنا کر بھائیوں کو بلوایا اور ان کے ساتھ میکے چلی گئی۔

اور پھر ایک دن یہ خبر آئی کہ محترمہ تو صاحب کو داغ فراق دے کر فرار ہو چکی ہیں اور ٹیلی فون کے جادو کا شکار ہوگئی ہیں، اور اسی شخص کے گھر میں جا کر قیام پذیر ہوگئیں جس سے ٹیلی فون پر پوشیدہ دوستی قائم کی تھی۔

یہ انسپکٹر صاحب بڑے پریشان اور غمگین ہوئے اور رات کا چین دن کا سکون سب برباد ہو گیا، بالآخر چند دنوں تک وہ محترمہ بالکل آزادانہ طور پر اسی شخص کے ساتھ بلا نکاح کے رہتی رہیں اور پھر اسی سے شادی رچالی، نہ انسپکٹر صاحب سے طلاق حاصل کی اور نہ خدا اور رسول سے حیاء کی، دنیا والوں کی بھی کوئی پرواہ نہ کی ......، اس طرح سے گویا اس خاتون نے اپنی زندگی کو داغدار کیا، دین وایمان اور شریعت کے تمام تقاضوں کو پس پشت ڈال کر اپنی آخرت بھی خسارہ میں ڈال دی، نہ معلوم اس خاتون کا مستقبل کیا ہوگا اور نہ معلوم اس کی قبر وآخرت کیسی ہوگی؟

یہ سب کچھ ٹیلی فون کی وجہ سے ہوا، معلوم ہوا کہ ٹیلی فون سے اپنی مستورات کو دور رکھنا چاہئے ورنہ مذکورہ بالا دونوں واقعات گواہی دے رہے ہیں کہ اس میں اگر غفلت برتی گئی تو گھر بھی برباد ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو ٹیلی فون کی آفات سے بچائے۔ آمین۔ شاعر مشرق نے خوب کہا ہے:

حیات تازہ اپنے ساتھ لائی لذتیں کیا کیا
رقابت، خود فروشی، ناشکیبائی ہوسنا کی

نصیحت (۳۲)

غیروں کی مشابہت سے بچئے

گھر میں سے ہر ایسی چیز کو لازمی طور پر ہٹا دینا چاہئے جس میں کافروں کے باطل مذاہب، ان کے معبودوں اور بتوں کی نشانی یا اس کی علامت پائی جاتی ہو۔

اس میں بھی کوئی شک نہیں کہ گھر میں ایسی چیزوں کو سجا کر سنوار کر رکھنا

جن کا تعلق غیر مسلموں کی عقیدت مندی اوران کی مذہبی زندگی سے ہو، فکری اور ایمانی شر ونقصان کا باعث ہے جو غیر محسوس طریقہ پر اثر انداز ہوتا ہے۔ لہذا اس سے بچنا چاہئے کیونکہ اگر وہ تصاویر اور مجسموں کی شکل میں ہے تو رحمت خداوندی سے دوری کا سبب ہوگا ورنہ غیروں کی مشابہت تو کم از کم ضرور ہوگی۔ اس لئے یہ قطعاً مناسب نہیں ہے، نیز گھر میں آنے والے مہمانوں کو بھی ان چیزوں کی وجہ سے بدگمانی ہوسکتی ہے کہ نہ معلوم آپ کے خیالات اور عقائد پر باطل کے جراثیم اثر انداز ہورہے ہیں جس کی وجہ سے یہ چیزیں گھر میں رکھی ہوئی ہیں۔ لہذا ان چیزوں سے اجتناب ہی بہتر ہے۔

خوش رہے اللہ بھی، راضی رہے شیطان بھی

ایک صاحب نے سنایا کہ ہم مشرقی پنجاب میں ایک صاحب کے گھر گئے جو کہ اپنے علاقے میں سماجی کارکن کی حیثیت سے معروف شخصیت کے مالک تھے، جب ہم ان کی بیٹھک میں داخل ہوئے تو دیکھا کہ انہوں نے اپنی مخصوص نشست گاہ کے اوپر ایک قرآن کریم لٹکایا ہوا ہے ایک صلیب، ایک ترشول اور ایک مورتی بھی ترتیب سے لٹکا رکھی ہے۔

ہم نے جب ان سے چاروں مذاہب کی علامات اور نشانیوں کے اجتماع کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا: میرے پاس ملنے ملاقات کرنے کے لئے جو لوگ آتے ہیں وہ سارے کسی ایک مذہب کے ماننے والے نہیں ہوتے، بلکہ کوئی مسلمان ہوتا ہے، کوئی عیسائی ہوتا ہے کوئی سکھ اور کوئی ہندو، چنانچہ مسلمانوں کے مذہبی مزاج کی رعایت سے قرآن کریم رکھا ہے، عیسائیوں کی رعایت سے صلیب لٹکائی ہوئی ہے، سکھوں کی رعایت سے ترشول اور ہندوؤں کی رعایت سے مورتی لٹکا رکھی ہے تاکہ ہر مذہب کے پیروکار کو میرے گھر میں آکر کوئی اجنبیت محسوس نہ

ہو بلکہ اپنی مذہبی اور فکری فضا محسوس ہو۔

ہمیں ان صاحب کے جواب پر بڑی حیرت ہوئی کہ انہوں نے حق و باطل سب کو ایک جگہ جمع کر رکھا ہے اور ہر ایک کی نظر میں مقبولیت کے حصول کی خاطر یہ حرکت کر رکھی ہے، خدا ان کو ہدایت دے۔ شعر

حج کعبہ بھی کیا اور گنگا کا اشنان بھی
خوش رہے اللہ بھی راضی رہے شیطان بھی

محترم قارئین کرام! اس طرح گھریلو ماحول میں غیروں کی مشابہت نہایت ہی قبیح صفت ہے، اسی طرح بعض لوگ گھروں میں ایسے برتن اور شوپیس سجا کر رکھتے ہیں جو ہندوؤں کی تہذیب کی عکاسی کر رہے ہوتے ہیں، ان سے بھی احتراز ضروری ہے۔

برتنوں میں تصویریں

ایک مرتبہ ایک ڈاکٹر صاحب نے احقر کی دعوت کی اور کہا: آپ میرے گھر چلیں گے، میں نے ایک گھر شہر میں بنا رکھا ہے وہاں آپ کو لے چلیں گے میں نے ان کی دعوت قبول کر لی۔

ڈاکٹر صاحب کی دو بیویاں تھیں ایک اس گاؤں میں رہتی تھی جہاں میری ان سے ملاقات ہوتی تھی اور دوسری بیوی نومسلم تھی جس کو انہوں نے مسلمان بنا کر شادی کی تھی اور وہ تقریباً ساٹھ ستر میل کے فاصلہ پر ایک شہر میں رہتی تھی، چنانچہ ہم ڈاکٹر صاحب کے ساتھ ان کے گھر گئے انہوں نے جب دستر خوان بچھایا اور ہم نے کھانا شروع کر دیا تو انہوں نے اپنی نومسلم بیوی کی روداد سنانی شروع کر دی جو کہ ہماری میزبانی کر رہی تھی جب کھانا آدھا کھا چکے تو غور سے پلیٹ اور پیالہ وغیرہ پر

باریک بینی سے دیکھا تو معلوم ہوا کہ ان برتنوں پر تو جانوروں کی تصویریں اور ہندو مذہب کی علامات بنی ہوئی ہیں، یہ دیکھ کر طبیعت میں بڑا انقباض ہوا لیکن اس وقت ہم نے ڈاکٹر صاحب کو اس لئے کچھ نہیں کہا کہ خواہ مخواہ ان کو ملال ہوگا، دوسرے یہ کہ ان کی بیوی ابھی نئی نئی مسلمان تھی کہیں اسلام سے بدگمانی اس کے دل میں نہ آجائے۔

اب سوچیئے! کہ ایک مسلمان کے لئے ایسی غیروں سے مشابہت کیسے درست ہوسکتی ہے؟ اور پھر یاد رکھئے! کہ ایسی مشابہت کے اثرات بھی زندگیوں پر ضرور پڑتے ہیں اللہ تعالیٰ ہم لوگوں کو غیروں کی مشابہت سے بچائے۔ آمین۔

نصیحت (۳۳)

ذی روح چیزوں کی تصاویر گھر سے ہٹادیں

جی ہاں گھروں میں جو جاندار چیزوں کی تصاویر فریم کرواکر لگائی جاتی ہیں اور افراد خاندان کی خاص طور پر مرحومین کی تصویریں بھی لٹکائی جاتی ہیں ان سے احادیث مبارکہ میں ممانعت آئی ہے، اور ارشاد نبوی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ: جس گھر میں ایسی تصویریں ہوتی ہیں اس میں رحمت کے فرشتے داخل نہیں ہوتے۔

اس کے لئے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا کی روایت بھی واضح دلیل ہے فرماتی ہیں کہ: ایک مرتبہ میں نے گھر کی دیوار پر بطور سجاوٹ کے ایک پردہ لٹکا دیا جس میں چھوٹی چھوٹی تصویریں بنی ہوئی تھیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے تو دروازے کے باہر ہی کھڑے ہوگئے گھر میں داخل نہ

ہوئے میں نے سبب پوچھا تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ ''پہلے میری نگاہوں کے سامنے سے یہ پردے ہٹاؤ تب میں گھر میں آؤں گا'' چنانچہ وہ پردہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے ہٹا دیا پھر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم گھر میں تشریف لائے اور فرمایا کہ: ''رحمت کے فرشتے اس گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر کتا اور جنبی موجود ہوں'' لہٰذا ان چیزوں سے بچنا چاہیے۔

تصویر سازی کا عذاب

حضرت قتادہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ: میں ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے پاس موجود تھا ان سے تصویروں کے متعلق سوال کیا جا رہا تھا، ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے جواب میں فرمایا: ''میں نے حضرت رسالت مآب صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو یہ بات فرماتے ہوئے سنا: جو شخص دنیا میں تصویریں بنائے گا اسے قیامت کے دن ان میں روح ڈالنے کے لئے زور دیا جائے گا مگر وہ ان میں روح نہیں ڈال سکے گا''۔ (بخاری شریف، مشکوۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام آئے تھے کہہ رہے تھے: میں رات کو حاضر ہوا تھا لیکن گھر کے دروازے پر کسی جاندار کا مجسمہ سا تھا، گھر کے ایک طاق کے پردے پر تصویریں تھیں، اور گھر میں کتا بھی تھا، اس لئے میں اندر داخل نہ ہوا۔ آپ مجسمے کا سر کٹوا دیں، پردے کا تکیہ بنوالیں (تاکہ تصویریں چھپ جائیں) اور کتے کو نکلوا دیں، چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ایسا ہی کیا۔ (ترمذی شریف، ابوداؤد شریف، مشکوۃ شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ایک اور روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا: قیامت کے دن جہنم میں سے ایک گردن نمودار ہوگی جس کی دو آنکھیں ہوں گی جن سے وہ دیکھے گی، دو کان ہوں

گے جن سے وہ سنے گی اور زبان ہوگی جس سے وہ بولے گی اور کہے گی کہ: مجھے تین طرح کے لوگوں پر مسلط کیا گیا ہے:

(۱) ہر ظالم متکبر شخص پر۔

(۲) ہر اس شخص پر جس نے اللہ کے علاوہ کو معبود کی حیثیت سے پکارا۔

(۳) تصویر بنانے والوں پر۔ (ترمذی شریف، مسند احمد ۲/۳۳۶)

اس حدیث کی روشنی میں معلوم ہوا کہ تصویر بنانا اتنا زبردست گناہ ہے کہ اس پر روز قیامت خصوصی قسم کا عذاب مسلط کیا جائے گا۔

سوال:- بعض لوگ سوال کرتے ہیں: تصویر بنانا تو مانا کہ گناہ ہے مگر تصویر رکھنا اور تصویر دیکھنا کیوں گناہ ہے؟

جواب:- تصویر رکھنے کے لئے عام طور پر جو صورت ہوتی ہے وہ یہ کہ لوگ فریم وغیرہ میں لگا کر گھر میں لٹکاتے ہیں۔ اس کی قباحت تو مذکورہ بالا روایات سے معلوم ہوگئی ہوگی کہ رحمت کے فرشتے ایسے گھر میں نہیں آتے جس میں تصویر لگی ہو، علماء امت نے ایک اور بھی وجہ بیان فرمائی ہے کہ سابقہ زمانوں میں جب کہ جاہلیت کا دور تھا لوگ اپنے بزرگوں کی تصویریں بنا کر رکھ لیتے تھے اور ان کا احترام کرتے تھے، اور پھر یہ احترام بڑھتے بڑھتے اس حد تک بڑھا کہ تصویروں کی پوجا شروع ہوگئی، پھر اسی کی روشنی میں بت سازی ہوئی اور بت پرستی شروع ہوگئی جیسا کہ بت پرستی کی تاریخ سے پتہ چلتا ہے۔

لہذا شریعت اسلامیہ نے سد باب کے طور پر شرک اور بت پرستی تک پہنچنے کے ذریعے کی ہی ممانعت فرمادی۔

اس کی تائید ایک روایت سے ہوتی ہے چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا سے مروی ہے کہ جب نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کا مرض بڑھ گیا تو

بعض ازواج مطہرات نے آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے سامنے یہود و نصاریٰ کے ایک عبادت خانہ کا تذکرہ کیا جس کا نام ''ماریہ'' تھا، حضرت ام سلمہ اور حضرت ام حبیبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہما چونکہ حبشہ جا چکی تھیں چنانچہ دونوں نے اس عبادت خانہ کی خوبصورتی اور اس میں بنی ہوئی تصویروں کا تذکرہ کیا، یہ سن کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے سر اٹھایا اور فرمایا:

''اُولٰئِكَ اِذَا مَاتَ فِيْهِمِ الرجُل الصَّالِح بَنوْا عَلٰى قَبْرِه مَسْجداً ثُمَّ صَوَّرُوْا فِيْه تِلْكَ الصوَر، اُولئكَ شِرَار خَلق اللّٰه'' (بخاری و مسلم، مشکوۃ شریف)

ترجمہ: ان لوگوں کے ہاں رواج یہ تھا کہ جب ان میں کوئی اچھا آدمی مر جاتا تو اس کی قبر پر مسجد (عبادت خانہ) تعمیر کر دیتے، پھر اس میں یہ تصاویر بنا دیتے، اس وجہ سے یہ لوگ اللہ کی مخلوق میں بدترین لوگ ہیں۔

معلوم ہوا کہ تصویر سازی کا مقصد پہلے زمانے میں احترام و عقیدت ہوتا تھا، پھر آگے ترقی کر کے تصویروں کی شباہت لے کر مجسمہ سازی شروع ہوگئی۔ خلاصہ یہ کہ تصویر کا گھر میں لگا رکھنا اس وجہ سے ممنوع ہے۔

جہاں تک تصویر دیکھنے کی بات ہے تو اگر وہ غیر محرم کی تصویر ہے تو یہ بدنظری کا پہلا زینہ ہے، یہیں سے بدنظری شروع ہوتی ہے، اور آپ کو معلوم ہونا چاہئے کہ بدنظری کا گناہ اتنا منحوس گناہ ہے کہ ایک بار اگر ہوجائے تو چہرے سے صلحاء کا نور ختم ہو جاتا ہے، اور ایک بار کی بدنظری سے اہل تقویٰ کے نزدیک چالیس دن کی ریاضت و عبادت کی برکتیں ختم ہو جاتی ہیں۔

لہٰذا تصویر دیکھتے دیکھتے نفس جسارت کرتا ہے اور چلتی پھرتی تصویریں یعنی ٹیلی ویژن اور وی سی آر دیکھنے پر آمادہ کر دیتا ہے اور پھر ترقی کر کے گھر سے

باہر کوچہ و بازار میں چلتے پھرتے غیر محرموں کو دیکھنا شروع کر دیتا ہے بات یہیں پر ختم نہیں ہوتی بلکہ بدنظری کی نحوست کبھی زنا پر جا کر ختم ہوتی ہے، اللہ ہم سب کو بد نظری کے گناہ سے بچائے۔ آمین۔

تصویر کا فتنہ

ایک واقعہ سننے میں آیا کہ ہندوستان کے شہر پٹنہ کے قریب کسی بستی میں ایک لڑکا کسی لڑکی سے نظر بازی اور نظارہ بازی کے نتیجہ میں محبت بازی کے مرحلے تک پہنچ گیا، اور باہمی تعلقات کی راہ کچھ ہموار ہوگئی اسی دوران لڑکے نے لڑکی سے اس کی تصویر مانگی، چنانچہ لڑکی نے خواہشِ عاشق کی تعمیل کرتے ہوئے اپنی تصویر بنوائی اور اس کو دیدی۔

محبت وعشق کے تعلقات چلتے رہے اور یہ سب کچھ خفیہ انداز میں ہوتا رہا، ہوتے ہوتے ایک دن ان دونوں میں کسی معمولی سی بات پر ان بن ہوگئی اور اختلافات شروع ہوگئے اور دوستی ومحبت کے نقشے دشمنی اور نفرت میں بدلنے لگے تو لڑکے نے چال یہ چلی کہ اس کے پاس تو پہلے ہی سے لڑکی کی تصویر موجود تھی اسی سائز کی اپنی ایک تصویر بنوائی پھر دونوں تصویروں کو ایک ساتھ جوڑ کر ان دونوں تصویروں کا فوٹو بنوایا، چنانچہ ایک ایسی اوریجنل تصویر بن گئی جس میں لڑکا اور لڑکی ایک ساتھ نظر آنے لگے، یہ کام کر کے لڑکے نے لڑکی کے محلہ میں جا کر افواہ پھیلائی اور لوگوں سے کہنے لگا کہ اس لڑکی سے میری خصوصی ملاقاتیں ہو چکی ہیں۔ اور دلیل کے طور پر ہر ایک کو وہی تصویر دکھاتا جس میں لڑکا لڑکی دونوں ایک ساتھ نظر آرہے تھے، پورے معاشرے میں اس حرکت کی وجہ سے لڑکی کے والدین کی بڑی رسوائی ہوئی اور خود لڑکی کی بھی بے عزتی ہوئی اس طرح اس شاطر لڑکے نے

لڑکی کی دشمنی کا بدلہ لیا۔ (معاذ اللہ)

حضرات! آپ نے دیکھا اس طرح سے بھی تصویر کے فتنے نمایاں ہوتے ہیں، لہذا دعا ہے کہ اللہ تعالی تصویر کی فتنہ سامانیوں سے ہماری حفاظت فرمائے۔ آمین۔

نصیحت (۳۴)

اپنے گھروں میں تمباکونوشی کو منع کردو

بیڑی، سگریٹ اور اسی طرح سگار وغیرہ کا استعمال بھی نفاست پسند لوگوں کے ماحول کو مکدر کر دیتا ہے اور سلیم الطبع لوگ اس سے بڑا حرج محسوس کرتے ہیں، اس کی مکروہ بدبو اس پر مستزاد ہے، پھر اسی بدبودار منہ کے ساتھ قرآن کریم کی تلاوت کی جائے گی تو اللہ تعالی کو یہ کیسے اچھا محسوس ہوگا؟

آپ جانتے ہیں کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم نے نماز کے اوقات میں مسجد میں آنے والوں کو پیاز، لہسن اور مولی وغیرہ کھانے کو منع کیا ہے اس کی وجہ بھی یہی ہے کہ حالت نماز میں اللہ سے مناجات ہوتی ہے اور فرشتے موجود ہوتے ہیں جنہیں اس بو سے تکلیف ہوتی ہے اسی بناء پر تمباکونوشی بھی منع ہے کہ اس کی بو سے تو کہیں زیادہ فرشتوں کو تکلیف ہوگی۔

تمباکونوشی کے نقصانات

تمباکونوشی، نسوار سگار اور حقہ نوشی جیسی چیزیں ہمارے معاشرے میں بالکل عمومی کیفیت اختیار کر چکی ہیں، آج کل ہم دیکھتے ہیں کہ چھوٹے چھوٹے بچے، جوان، بوڑھے، عورتیں اور نوجوان لڑکیاں تک سگریٹ نوشی کے نشہ کی عادی

ہو چکی ہیں، حالانکہ تمبا کو نوشی میں در حقیقت کوئی فائدہ نہیں ہے، البتہ نقصانات بے شمار ہیں، چنانچہ آپ ذیل میں ملاحظہ فرمائیں کہ اس کے نقصانات کے حوالہ سے کیا معلومات سامنے آئی ہیں۔

(۱) عالمی ادارہ صحت کے یک بورڈ نے ۱۹۷۵ء میں اعلان کیا تھا کہ تمبا کو نوشی انسانی صحت کے لئے مضر ہے اور تپ دق جذام، طاعون اور چیچک سب کے مجموعہ سے زیادہ خطرناک ہے۔

(۲) طبی تحقیق کے مطابق یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمبا کو نوشی مردوں میں جنسی قوت کو کمزور کر دیتی ہے، اور عورتوں میں اسقاط حمل اور بانجھ پن کی بیماری پیدا کرتی ہے۔

(۳) عالمی صحت کے ادارے کی رپورٹ میں ہے کہ تمبا کو نوشی سے پرہیز کرنا صحت کی بہتری کے لئے تمام تر طبی وسائل سے کہیں زیادہ موثر ہے۔

(۴) تمبا کو نوشی صحت عامہ پر بری طرح اثر انداز ہوتی ہے چنانچہ قوئی نظر اور دل کو کمزور کرتی ہے، پورے جسم اور رگوں میں اس کا اثر پھیل جاتا ہے، جس کی وجہ سے غذا کا پورا فائدہ جسم کو نہیں ملتا۔

(۵) علاوہ ازیں دانتوں کے کیڑے، مسوڑھوں کی سوزش، حلق کا ورم، کھانسی، صدری، نزلہ جو کہ بسا اوقات سانس کی بیماری کا باعث ہو جاتا ہے، وغیرہ امراض پیدا ہو جاتے ہیں۔

(۶) تمبا کو نوشی کو سینے کی بیماریوں کا بڑا سبب شمار کیا گیا ہے مثلاً تپ دق وغیرہ۔

(۷) تمبا کو نوشی کینسر کے اسباب میں سے ایک ہے۔

تمبا کو نوشی سے ہونے والی اموات

اس کے علاوہ ڈاکٹر کیتھ بول کا کہنا ہے کہ: دوسری عالمی جنگ کے بعد

سے صرف برطانیہ میں تمبا کونوشی کے سبب سے اب تک دس لاکھ افراد موت کا شکار ہو چکے ہیں، اور اگر تمبا کونوشی کی صورت حال یہی رہی تو بیسویں صدی کے اختتام سے پہلے پہلے مزید دس لاکھ افراد تمبا کونوشی کی بھینٹ چڑھ جائیں گے۔

دوسری طرف امریکی وزارت صحت کے ایک نمائندے نے بتلایا ہے کہ صرف امریکہ میں تمبا کونوشی کی وجہ سے ہونے والی اموات کی شرح سالانہ ساڑھے تین لاکھ انسان ہیں۔ (تذکیر الاخوان باضرار الشیشہ والدخان)

قارئین کرام! اندازہ کیجئے کہ تمبا کونوشی کے نتائج کس قدر بھیانک ہیں۔ (نعوذ باللہ من ذلک)

تمبا کونوشی اور علماء کے فتوے

(الدلائل الوضحات علی تحریم المسکرات والمفترات ص:۱۶۹)

شیخ خالد بن احمد بن عبداللہ المالکی رحمۃ اللہ علیہ ساکن مکہ المکرمہ سے تمبا کونوشی کرنے والے شخص کی امامت اور شہادت کے بارے میں پوچھا گیا تو آپ نے جواب دیا: ''تمبا کونوشی کرنے والے کی امامت درست نہیں ہے اگر چہ وہ عادی نہ ہو، اس کے پیچھے نماز پڑھنا راجح قول کے مطابق فاسد ہوگا ، اسی طرح ایسے شخص کی شہادت بھی باطل ہوگی'' واللہ اعلم

علامہ شیخ عمر بن احمد مصری حنفی رحمۃ اللہ علیہ نے اسی مسئلہ کا جواب دیتے ہوئے فرمایا: تمبا کونوشی کی حرمت پر مصر، دیار روم، حجاز مقدس اور یمن کے بہت سارے قابل اعتماد علماء کرام کا اتفاق ہے۔ اس کی حرمت کے بارے میں وہی شخص تردد ظاہر کرسکتا ہے جو ہٹ دھرم اور معاند ہو، اور اللہ نے جس کی علمی بصیرت کو اندھے پن میں بدل دیا ہو، وجہ اس کی یہ ہے کہ تمبا کونوشی نشہ آور ہے، بدبودار ہے،

جسم، دل، دین اور مال کے لئے نقصان دہ ہے اس میں مبتلا لوگوں کو نشہ زدہ دیکھا گیا ہے، ایسا شخص لاشعوری طور پر آتش خوری کرتا رہتا ہے اور اسے پتہ بھی نہیں چلتا۔

علامہ شیخ ابن علان صدیقی شافعی رحمۃ اللہ علیہ نے ''اعلام الاخوان بتحری تناول الدخان'' میں فرمایا: تمبا کو نوشی کرنے والا ہر شخص اس بات کا اعتراف کرتا ہے کہ تمبا کو نوشی کی وجہ سے پہلی بار لازمی طور پر سر میں چکر محسوس ہوتا ہے، بس یہی اس کی حرمت کی دلیل کے لئے کافی ہے، کیونکہ ہر وہ چیز جو کسی بھی طرح عقل میں تغیر پیدا کر دے یا کسی طور پر اس پر اثر انداز ہو جائے ایسی چیز کا استعمال حرام ہے، چنانچہ حدیث شریف میں ہے:

''كُلّ مُسْكِر خَمْر وَ كُل خَمْر حَرَام''

ترجمہ: ہر نشہ آور چیز شراب کے حکم میں ہے اور ہر شراب حرام ہے۔
(مسلم شریف)

یہاں نشہ سے مراد مطلقاً عقل پر چھا جانا ہے اگر چہ وہ نشہ بدمستی کی حد تک نہ پہنچے، اور اس میں کوئی شک وشبہ نہیں ہے کہ جو بھی پہلی بار تمبا کو نوشی کرتا ہے اس کو ضرور یہ نشہ لاحق ہوتا ہے۔

اس کا عادی ہو جانے کے بعد اس کے استعمال سے نشہ کا نہ ہونا اس کی حرمت ثابت کرنے سے مانع نہیں ہے، کیونکہ پھر تو شراب کا عادی شخص بھی یہ بات کہہ سکتا ہے کہ شراب نوشی سے مجھے نشہ نہیں ہوتا، تو کیا اس کے حق میں شراب کی حرمت ختم ہو جائے گی؟ ہر گز نہیں! کیونکہ عقل پر بنیادی طور پر طاری ہونے والا تغیر ہی معتبر ہے جو تمبا کو نوشی میں پایا جاتا ہے لہذا یہ حرام ہو گی۔

تمباکو نوشی سے منہ بدبودار ہو جاتا ہے جو کہ ذکر اللہ کا مقام ہے اور ہونٹ بھی کالے پڑ جاتے ہیں لہذا جو شخص تقوی چاہتا ہے اس کو لازما اس سے پرہیز کرنا چاہئے۔

واقعی تمباکو پلید ہے

تمباکو کے استعمال کی چاہے جو بھی شکل ہو۔ بیڑی ہو، سگریٹ ہو، سگار ہو حقہ ہو، پان ہو، گٹکا ہو، نسوار ہو یا اور بھی جو شکلیں ہو سکتی ہیں بہر صورت اس کی قباحت و مضرت مسلم ہے، اس سے اختلاف رائے ممکن نہیں، ہم ذیل میں علامہ شیخ سعد ندا کی بیان کردہ تعلیقات نقل کرتے ہیں جن کو پڑھ کر آپ اندازہ کرلیں گے کہ واقعی تمباکو پلید ہے۔ وہ فرماتے ہیں

۱۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ دانتوں کو خراب کر دیتا ہے اور ان کی جڑوں اور شکلوں کو برباد کر دیتا ہے۔

۲۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ منہ کو نقصان دیتا ہے اور اس میں مختلف ناگوار سوزشیں پیدا کر دیتا ہے۔

۳۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ یہ حلق کو نقصان پہنچاتا ہے اور اس میں مختلف قسم کے پھوڑے پیدا کر دیتا ہے۔

۴۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ سانس کے نظام کو خراب کر دیتا ہے۔

۵۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ نظام ہاضمہ کو خراب کر دیتا ہے۔

۶۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ نظام خون کو برباد کر دیتا ہے۔

۷۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ اعصابی نظام کو برباد کر دیتا ہے۔

۸۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ سر میں موجود قوتوں پر اثر انداز ہوتا ہے۔

چنانچہ سوچ سمجھ کی قوت خراب اور کمزور ہو جاتی ہے

۹۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ بھیانک بیماریوں کا باعث ہو جاتا ہے جن میں سب سے بڑی بیماری کینسر ہے۔ (العیاذ باللہ)

۱۰۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ انسانی جان کے قتل وہلاکت کا باعث ہے۔

۱۱ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ منہ کو بدبودار کرتا ہے۔

۱۲۔ تمباکو پلید ہے کیونکہ وہ مال کو برباد کرتا ہے۔ (۱۴۴)

تمباکو کا مختصر تعارف

☆ میکسیکو اور امریکہ کی دوسری ریاستوں میں تمباکو کا وجود ڈھائی ہزار سال قبل دریافت ہوا جب کہ یورپ میں اس کو پندرہویں صدی عیسوی میں دریافت کیا گیا۔

☆ تمباکو نوشی کی عادت عالم اسلام میں سلطنت عثمانیہ کے دور میں ترکی کے ذریعہ منتقل ہوئی۔

☆ جس دن سے تمباکو عالم اسلام میں داخل ہوا اسی دن سے علماء اسلام نے اس کے خلاف آواز بلند فرمائی۔ اور ان میں سے اکثر علماء نے تمباکو کے مختلف طریقوں سے استعمال کو حرام کہا ہے۔

☆ انسان نے جو زہر اب تک دریافت کئے ہیں ان میں سب سے خطرناک زہر نیکوٹن ہے جو شہ رگ کو اگر لگ جائے تو انسان کی جان لینے کے لئے ایک ملی گرام زہر کافی ہے۔

☆ دنیا بھر کی تمباکو ساز کمپنیاں یومیہ اتنی زیادہ سگریٹ بیڑی وغیرہ بناتی ہیں کہ روئے زمین پر بسنے والے ہر انسان کے لئے یومیہ دو سگریٹ کا تناسب بنتا ہے۔ اور نیکوٹن کی جو مقدار سگریٹ کی اتنی بڑی مقدار میں موجود ہے اگر وہ انسانی شہ

رگ پر اثر انداز ہو جائے یا منہ کے راستے سے اندر داخل ہو جائے تو پوری انسانیت کی ہلاکت کے لئے کافی ہے۔

عالمی ادارۂ صحت نے ۱۹۷۵ء میں اعلان کیا تھا کہ تپ دق، جذام، طاعون، اور چیچک جیسی بیماریاں اکٹھی ہو کر جو نقصان انسانی جسم کو پہنچا سکتی ہیں اس سے کہیں زیادہ نقصان تمباکو نوشی سے پہنچتا ہے۔

☆ یہ ثابت ہو چکا ہے کہ تمباکو نوشی مردوں میں جنسی قوت کے ضعف اور عورتوں میں اسقاط حمل بلکہ بسا اوقات بانجھ پن کا سبب بن جاتی ہے، نیز ماں باپ میں سے کوئی بھی تمباکو نوشی کرے تو اس کا برا اثر دودھ پیتے بچہ پر پڑتا ہے۔
(التدخین و اثرہ علی الصحۃ)

تمباکو سے متعلق شرح مشکوۃ مظاہر حق میں لکھا ہے:

''اسی طرح تمباکو بھی حرام ہے جیسا کہ درمختار میں لکھا ہے اور حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے حقہ نوشی کو مکروہ تحریمی کہا ہے کیونکہ حقہ پینے سے پیاز لہسن کی مانند بدبو ہی نہیں آتی بلکہ اس میں ایک طرح سے دوزخیوں کی مشابہت بھی ہے کہ جس طرح دوزخیوں کے منہ سے دھواں نکلے گا اسی طرح حقہ پینے والے کے منہ سے بھی دھواں نکلتا ہے، علاوہ ازیں حقہ نوشی ایک ایسی عادت ہے جس کو طبیعت سلیمہ مکروہ جانتی ہے اور حقہ پینے سے بدن میں بہت زیادہ سستی پیدا ہو جاتی ہے اور بعضوں پر غشی بھی طاری ہو جاتی ہے اور یہ چیز مفتر میں داخل ہے اور ایک روایت کے مطابق جس کو امام احمد رحمۃ اللہ علیہ وغیرہ نے نقل کیا ہے: جو چیز مفتر یعنی سستی پیدا کرنے والی ہو وہ حرام ہے۔ (مظاہر حق جدید ۳/۲۴۶)

☆ توجہ فرمائیں

تمباکو نوشی یا تمباکو خوری کے بارے میں ہند و پاک کے موجودہ علماء و

فقہاء کی رائے میں کچھ نرمی ہے جب کہ عرب علماء وفقہاء اس کو حرام و ناجائز کہتے ہیں، ایسی صورت میں احتیاط پر عمل کرنا چاہئے اور احتیاط یہی ہے کہ تمباکو نوشی اور تمباکو خوری کو ترک کر دیا جائے۔ جیسا کہ جھینگا کھانے کے بارے میں بنگلہ دیش کے علماء جائز کہتے ہیں اور پاکستان کے علماء ناجائز کہتے ہیں تو اس صورت میں بھی ہم سب احتیاط پر عمل کرتے ہیں اور جھینگا خوری کو ترک کرتے ہیں اور یہی اصول فقہ کا مسئلہ ہے کہ ایسی صورتوں میں احتیاط پر عمل کرے۔

نصیحت (۳۵)

گھروں میں کتے پالنے سے خبردار رہیں

کیونکہ جس حدیث میں آیا ہے کہ رحمت کے فرشتے گھر میں داخل نہیں ہوتے وہاں تصویر والا گھر اور ایسا گھر جس میں جنبی شخص پڑا ہوا ہو اور نماز کا وقت نکل رہا ہو مراد ہے، وہیں یہ بھی مذکور ہے کہ جس گھر میں کتا ہو اس میں بھی رحمت کے فرشتے نہیں آتے، پھر تو گویا کہ آج کل بہت سے لوگ جو محض شوق کی وجہ سے گھروں میں کتے پالتے ہیں وہ رحمت سے دور ہیں اور رحمت سے دوری ہی لعنت کا مفہوم ہے، ہاں البتہ بعض صورتوں میں کتا پالنے کی اجازت ہے مثلاً:

مویشیوں کی حفاظت کے لئے، کھیتی باڑی کی حفاظت کے لئے یا شکار کے لئے، علاوہ ازیں کتا پالنا بے مقصد ہے، لہذا بے مقصد محض شوقیہ طور پر کتا پالنا جائز نہیں ہے اس کی وجہ سے رحمت کے فرشتے گھر میں نہیں آتے۔

جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نہیں آئے

اس سلسلے میں کتب احادیث میں متعدد روایات ملتی ہیں چنانچہ حضرت

ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ اپنی خالہ ام المومنین حضرت میمونہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے نقل کرتے ہیں کہ: ایک روز صبح کو نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم اٹھے تو چپ چاپ اور غمگین تھے، پھر خود ہی فرمانے لگے: حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ رات کو ملاقات کروں گا مگر پوری رات گزر گئی اور وہ نہیں آئے، اللہ کی قسم انہوں نے مجھ سے اب تک کبھی وعدہ خلافی نہیں کی ہے، (آج نہ معلوم کیا ہوگیا) پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو خیال آیا کہ کتے کا بچہ آپ کی چارپائی کے نیچے آ بیٹھا تھا (شاید اسی وجہ سے جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نہیں آئے) چنانچہ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا تو اس پلّے کو وہاں سے بھگایا گیا پھر آپ نے خود اپنے دست مبارک سے اس جگہ پر پانی کا چھڑکاؤ کیا۔

چنانچہ جب شام ہوگئی تو جبرئیل امین تشریف لائے، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: آپ نے تو مجھ سے وعدہ کیا تھا کہ رات کو ہی آکر ملاقات کریں گے (تو پھر کیا ہوا کہ نہیں آئے؟) حضرت جبرئیل علیہ الصلاۃ والسلام نے فرمایا: وعدہ تو بے شک میں نے کیا تھا مگر ہم (رحمت کے) فرشتے ایسے گھر میں داخل نہیں ہوتے جس میں کتا یا تصویر موجود ہو، اسی دن صبح ہوتے ہی آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے کتوں کو قتل کرنے کا حکم دیا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اگر چھوٹے موٹے باغ کی رکھوالی کے لئے کتا پالا گیا ہے تو اس کو بھی قتل کردو ہاں البتہ بڑے باغ کے لئے جو کتا رکھا گیا ہو اس کو معاف فرمایا۔

(مسلم شریف، مشکوۃ شریف ص: ۳۸۵)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ رحمت کے فرشتے کتے یا تصویر کی موجودگی میں گھر میں نہیں آتے، اب آپ خود ہی اندازہ لگائیں کہ جس گھر میں شب وروز ٹی

وی اور وی سی آر کا ماحول رہتا ہے اور تصویروں کا مظاہرہ ہوتا رہتا ہے اس کا کیا حال ہوگا؟

ایک اور حدیث ہے جو حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جو شخص مویشیوں کی حفاظت اور شکار کی غرض کے علاوہ بلا ضرورت کتا پالے گا اس کے اعمال میں سے یومیہ دو قیراط کمی ہوتی چلی جائے گی۔ (بخاری و مسلم شریف، مشکوٰۃ شریف ص:۳۵۹)

قیراط ایک مقدار کا نام ہے۔

اس روایت سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت شرعیہ کتا پالنا ایسا منحوس عمل ہے کہ آدمی کے نیک اعمال میں خود بخود کٹوتی ہوتی رہتی ہے، یہ تو واقعی بڑے خسارے کی بات ہے۔

کتے کی موت مرے گا

سید اسماعیل شہید رحمۃ اللہ علیہ کے بچپن کا واقعہ ہے کہ گھر کی خادمہ ان کو بہلانے کھلانے کے لئے ادھر ادھر لئے پھرتی تھی یعنی کہ سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ ان دنوں بالکل صغیر السن تھے مگر گھر کے ماحول میں بہت ہی پاکیزہ تربیت حاصل ہوئی تھی، چنانچہ ایک دن ایک شخص سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کے سامنے سے گزرا جس نے ہاتھ میں کتا لیا ہوا تھا معصوم بچے نے اس شخص کو ٹوکا: یہ کتا کیوں لئے پھرتے ہو؟ اسے تم نے کیوں پالا ہوا ہے؟ وہ شخص بولا کہ اس میں کون سا گناہ ہے؟ سید صاحب نے اسے حدیث شریف سنائی کہ حضور اقدس صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جہاں کتا ہو وہاں فرشتہ نہیں آتا، رحمت کا لفظ نہیں کہا صرف فرشتہ کہا، بعض احادیث میں بھی ایسا ہی آیا ہے (بخاری شریف) لیکن وہاں بھی

مرادرحمت کے فرشتے ہیں، آگے سے وہ احمق شخص بولا: اسی لئے تو یہ کتا پالا ہے کہ اس کے ہوتے ہوئے نہ کبھی فرشتہ آئے گا نہ میں مروں گا، اس شیطان کے بندے نے اپنے تیئں بڑا مدلل اور مسکت جواب دیا کہ فرشتہ کبھی آئے گا ہی نہیں تو میں مروں گا کہاں سے؟

لیکن آگے سے معصوم سید صاحب رحمۃ اللہ علیہ کا جواب سنئے، بات یہ ہے کہ دل میں اللہ کی سچی محبت ہو تو کم سنی میں بھی عقل کامل ہوتی ہے، اور گناہوں کی نحوست سے بڑوں کی عقل پر بھی پردہ پڑ جاتا ہے۔ شاہ صاحب نے جواب دیا: اگر یہی بات ہے تو ایک دن اس کتے نے بھی تو مرنا ہے، بس جو فرشتہ اسے مارنے آئے گا وہ تیری بھی روح قبض کرے گا، گویا تو کتے کی موت مرے گا، اس پر وہ شخص خاموش ولاجواب ہوگیا۔ (اللہ کے باغی مسلمان ص: ۵۹۔ ۶۰)

آج کل مسلمانوں میں مغرب پرستی کا ایسا رواج پڑا ہے کہ بے پردگی عام ہوتی جارہی ہے اور صرف بے پردگی ہی پر مصیبت ختم نہیں ہو جاتی بلکہ اس مصیبت پر مصیبت یہ ہے کہ جوان لڑکیاں بے پردہ اور ہاتھ میں کتے کی لگام پکڑی ہوئی پارکوں اور تفریح گاہوں میں گھومتی پھرتی نظر آتی ہیں۔

کتنی افسوس ناک صورت حال ہے کہ آج کل مسلمان لڑکیاں کتوں کو لے کر ٹہلنے گھومنے کو فیشن سمجھنے لگی ہیں۔ ان سے کوئی پوچھے تو یہ جواب ملے گا کہ کتے میں بعض صفات اور خوبیاں ایسی ہیں جو دیگر جانوروں میں نہیں ہیں۔ ان میں ایک صفت یہ ہے کہ کتا بڑا وفادار ہوتا ہے، وقت کا پابند ہوتا ہے وغیرہ، اس لئے ہم کتے کو پالتے ہیں۔

کوئی ان نادانوں سے یہ پوچھے کہ آخر کتے کی ایک خاص صفت تو پاخانہ خوری بھی تو ہے جس کے بغیر اس کو چین نہیں ملتا، اور پھر سب سے بڑی بات یہ ہے

کہ رہبر انسانیت ﷺ نے ہمیں بتادیا ہے کہ کتا ایسا منحوس جانور ہے کہ بلا ضرورت گھر میں پالنے سے خدا کی رحمت سے پورا گھر محروم ہو جاتا ہے، اس لئے تمام مسلمانوں کو اس سے کامل اجتناب کرنا چاہئے مغربی تہذیب کے پرستاروں کے لئے شاعر مشرق علامہ اقبال رحمۃ اللہ علیہ نے خوب کہا تھا:

خود ان کی تہذیب اپنے ہاتھوں سے آپ ہی خود کشی کرے گی
جو شاخ نازک پہ آشیانہ بنے گا ناپائیدار ہوگا

نصیحت (۳۶)

گھر کو مزین کرنے سے بچنا

اس کی ایک وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ عام طور پر گھر کی آرائش وزینت بھی نظر بد کا باعث بن جاتی ہے جس کا پھر بعد میں نقصان ہوتا ہے کیونکہ حدیث شریف میں آتا ہے "العین حق" (مشکوۃ شریف) یعنی کہ نظر بد کا اثر برحق ہے، اور کبھی کبھی خود کی بھی نظر لگ جاتی ہے، اس لئے جب بھی ان نعمتوں اور اچھی چیزوں پر نظر پڑے تو ماشاء اللہ کا لفظ ضرور کہے کہ اس عمل سے نظر بد اثر نہیں کرتی، اور پھر مناسب ہے کہ گھر کا بیرونی حصہ سادہ ہو اور اندرونی حصہ چاہے اپنی خواہش کے مطابق کچھ بہتر بنالے تو اس میں قباحت نہیں ہے۔

ہاں اگر تزئین وآرائش ایسی چیزوں سے کی جائے جن میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو یہ مناسب نہیں ہے، جیسا کہ آج کل وال پیپر کا رواج ہے یا ایسے پردوں کا استعمال جن پر جانوروں اور پرندوں کی تصویریں یا انسانی تصویریں ہوتی ہیں، بعض لوگ ایسے پردوں سے صرف کھڑکیاں ہی نہیں بلکہ پوری پوری دیوار کو چھپا دیتے ہیں، گویا کہ یہ لوگ دیواروں کو لباس پہناتے

ہیں جو پسندیدہ نہیں ہے۔

چنانچہ حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم ایک مرتبہ سفر جہاد پر تشریف لے گئے تھے، واپسی سے پہلے میں نے ایک پردہ لیا جس پر ہلکا پھلکا کام کیا ہوا تھا (یعنی اس میں پھول پتیاں بنی ہوئی تھیں) میں نے اس پردہ سے دروازہ و دیوار کو چھپادیا تھا، جب آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے اور پردہ دیکھا تو اسے دست مبارک سے کھینچ کر پھاڑ ڈالا اور فرمایا:

"اِنَّ اللّٰہَ لَمْ یَاْمُرْنَا اَنْ نَکْسُوا الْحِجَارَۃِ وَالطِّیْنَ" (بخاری و مسلم)

ترجمہ: اللہ تعالی نے ہمیں یہ حکم نہیں دیا کہ ہم گارہ مٹی اور پتھروں (دیوار) کو کپڑا پہنائیں۔

حدیث شریف سے معلوم ہوا کہ گھروں کو اس طرح مزین کرنا کہ دیواروں کو ہی کپڑوں اور منقش پردوں سے چھپادیا جائے یہ مزاج نبوی کے خلاف ہے، لہذا جب ہم نبی صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم سے محبت کرتے ہیں تو ہمیں بھی ان کی اتباع کرنی چاہئے۔

ایک حدیث شریف ہے حضرت عائشہ رضی اللہ تعالی عنہا فرماتی ہیں:
میں نے ایک مرتبہ ایک گاؤ تکیہ خریدلیا جس میں چھوٹی چھوٹی تصویریں بنی ہوئی تھیں آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم تشریف لائے، آپ کی نظر اس تکیہ پر پڑی تو دروازے پر کھڑے رہے اندر نہیں آئے، میں نے آپ صلی اللہ تعالی علیہ وآلہ وسلم کے چہرہ مبارک پر ناگواری کے آثار محسوس کر لئے اور عرض کیا: یا رسول اللہ! میں اللہ اور اس کے رسول کے آگے توبہ کرتی ہوں، مجھ سے کیا گناہ

ہو گیا ہے کہ آپ گھر کے اندر تشریف نہیں لا رہے ہیں؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: یہ تکیہ کیسا پڑا ہے؟ میں نے عرض کیا: یہ تو میں نے آپ کے لئے خریدا تھا تاکہ آپ اس پر بیٹھیں اور ٹیک لگائیں، حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: ''یہ تصویریں بنانے والے لوگ روز قیامت مبتلائے عذاب ہوں گے اور ان سے کہا جائے گا کہ جو کچھ تم نے بنایا ہے اس میں جان ڈالو، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: جس گھر میں تصویر ہوتی ہے اس میں (رحمت کے) فرشتے نہیں آتے۔ (بخاری ومسلم)

معلوم ہوا کہ ایسے پردوں اور وال پیپروں کے استعمال سے بچنا چاہئے جن میں تصویریں ہوں۔

دیواروں کو کپڑا پہنایا جائے گا

حضرت محمد بن کعب القرضی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں کہ مجھے حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے حدیث سن کر ایک شخص نے بتایا کہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ ایک دن ہم لوگ نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ مسجد نبوی میں بیٹھے ہوئے تھے کہ اچانک ہم لوگوں کے سامنے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ آگئے اس وقت ان کے جسم پر صرف ایک چادر تھی جس میں پوستین کے پیوند لگے ہوئے تھے، جب انہیں حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس حال میں دیکھا تو ان کی سابقہ عیش وعشرت کی زندگی اور موجودہ فقر وفاقہ کی حالت کو سوچ کر رونے لگے، پھر آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"كَيْفَ بِكُمْ اِذَا غَدَا اَحَدُكُمْ فِيْ حُلَّةٍ وَرَاحَ فِيْ حُلَّةٍ وَ وُضِعَتْ بَيْنَ يَدَيْهِ صَحْفَةٌ وَ رُفِعَتْ اُخْرىٰ وَ سَتَرْتُمْ بُيُوْتَكُمْ كَمَا تُسْتَرُ الْكَعْبَةُ؟"

ترجمہ: لوگو! تمہارا اس زمانے میں کیا حال ہوگا جب تم میں کا ایک شخص صبح کے وقت ایک جوڑا پہنے گا اور شام کو دوسرا جوڑا پہنے گا اور اس کے آگے (مرغن غذاؤں کی) ایک پلیٹ رکھی جائے گی اور دوسری اٹھائی جائے گی ، اور گھروں کو تم کپڑوں سے اس طرح ڈھانکنے لگو گے جس طرح خانہ کعبہ کو ڈھانکا جاتا ہے؟ تو صحابہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ پھر تو اس زمانے میں ہماری حالت آج سے بہتر ہوگی کہ ہم عبادت کے لئے فارغ ہوں گے اور اخراجات سے بے فکر ہوں گے، تو حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

"لَا ! اَنْتُمُ الْيَوْمَ خَيْرٌ مِنْكُمْ يَوْمَئِذٍ " (مشکوۃ شریف)

ترجمہ: نہیں! بلکہ اس زمانے سے کہیں زیادہ بہتر تم آج ہو۔

اس روایت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ گھروں کو اس طرح سے مزین کرنا کہ کپڑوں اور منقش پردوں سے دیواریں ڈھانک دی جائیں یہ قرب قیامت کی علامات میں سے ہے اور خود آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے اس کو پسند نہیں کیا ہے لہذا اس سے اجتناب کرنا چاہئے۔

اس حدیث میں جو حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا تذکرہ آیا ہے جنہیں دیکھ کر حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو رونا آگیا تھا یہ مکہ مکرمہ میں قبیلہ قریش کے بہت بڑے مالدار تھے، پہلے ان کے بڑے ٹھاٹھ باٹ تھے مگر جب ایمان لے آئے تو سارا ناز و نعم اور مال و دولت مکہ مکرمہ ہی میں چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کر کے آگئے تھے اور اصحاب صفہ میں سے ان بزرگ صحابہ میں آپ کا شمار ہوتا تھا جو مسجد قباء میں مقیم تھے۔ (حاشیہ مشکوۃ شریف ص: ۴۵۹)

حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان فقر

ٹھیک اسی طرح کا ایک واقعہ خود حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کا

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سامنے پیش آیا تھا جب کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی ملاقات کے لئے بالا خانے پر حاضر ہوئے تو دیکھا کہ حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم ایک پرانی سی چٹائی پر لیٹے ہوئے ہیں اس چٹائی پر کوئی بستر یا کپڑا تک بچھا ہوا نہ تھا، آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کے پہلو مبارک پر اس چٹائی کے گہرے نشانات پڑ چکے تھے، ساتھ ہی آپ نے ایک ایسے تکئے پر ٹیک لگا رکھی تھی جو چمڑے کا تھا جس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی، یہ منظر دیکھ کر حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ رونے لگے، کیونکہ انہیں قیصر و کسریٰ کی عیش کوشیاں اور حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کی شان فقر کا خیال بیک وقت آ گیا تھا۔

چنانچہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا: یا رسول اللہ! آپ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ وہ آپ کی امت پر خوش حالی و آسودگی کے دروازے کھول دے، کیونکہ فارس و روم والوں کو خوش حالی و آسودہ حالی میسر ہے حالانکہ وہ تو اللہ کو پوجتے بھی نہیں!۔

تو حضور اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا: اے ابن خطاب! کیا تم جیسا آدمی بھی ایسے خیالات میں مبتلا ہو گیا؟ ارے یہ لوگ تو ایسے ہیں کہ انہیں سارے مزے دنیا کی زندگی میں ہی دے دیئے گئے۔

ایک اور روایت میں ہے: اے عمر! کیا تمہیں یہ بات پسند نہیں ہے ان کے لئے صرف دنیا کے مزے ہوں اور ہمارے لئے (دنیا کے ساتھ آخرت کے مزے بھی ہوں؟ (بخاری و مسلم، مشکوۃ ص: ۴۴۷)

یہ دو روایتیں بر سبیل تذکرہ سپرد قلم ہو گئیں، مگر مقصد یہ ہے کہ گھر میں بے ضرورت اور بے مقصد آرائش و تزئین اور اس پر فضول خرچی کوئی اچھی بات نہیں

ہے، بلکہ اس سے حد درجہ اجتناب کرنا چاہئے!

بعض لوگ گھروں میں محض شو کے لئے اپنے شوکیسوں میں انسانی مجسموں ،کتوں، بلیوں وغیرہ کی شکلیں جو پلاسٹک وغیرہ کی بنی ہوتی ہیں انہیں سجا کر رکھتے ہیں یا گڑیا، گڈے جو پلاسٹک کے بنے ہوتے ہیں بالکل بچوں کی شکل پر ہوتے ہیں انہیں شو کے لئے رکھتے ہیں، اسی طرح ہم نے بعض لوگوں کے یہاں دیکھا کہ ڈرائینگ روم میں ہرن کا سر می کیا ہوا دیوار پر لگا رکھا ہے کیونکہ صاحب مکان کسی زمانے میں شکاری تھے اس لئے اپنے شکاری کارنامے کی یادگار کے طور پر اسے لٹکایا ہوا ہے۔

تو یہ ساری صورت حال اسلام میں ناپسندیدہ ہے اس سے دور رہنا چاہئے، اللہ تعالی نیک عمل اور اسلامی طرز معاشرت کی توفیق بخشے۔ آمین۔

نصیحت (۳۷)

گھر کا اندرونی و بیرونی خاکہ

بلاشبہ ایک مسلمان اپنے گھر کے انتخاب اور اس کی اسکیم سازی کے وقت ایسی چند باتوں کا خیال رکھتا ہے جن کا خیال غیر مسلم نہیں رکھتا چنانچہ جائے وقوع کے اعتبار سے مثلاً: (الف) اس بات کا خیال رکھتا ہے کہ گھر کسی مسجد کے قریب ہو چنانچہ اس میں اتنے بڑے فوائد ہیں جو کسی سے مخفی نہیں ہیں مثلاً: اذان کی آواز اس کے لئے یاددہانی اور نماز کے لئے بیداری کا ذریعہ ہوتی ہے، اسی طرح گھر کی خواتین مسجد کے لاؤڈ اسپیکر سے وعظ و نصیحت اور تلاوت کلام پاک سن کر دینی فائدہ حاصل کرتی ہیں، نیز بچے مسجد میں لگنے والے حفظ قرآن اور تعلیم وغیرہ کے حلقوں

سے استفادہ کرسکتے ہیں۔

(ب) یہ خیال بھی ہوتا ہے کہ گھر کسی ایسی عمارت میں نہ ہو جس میں فاسقوں اور بدکاروں کی رہائش ہو۔ یا ایسی کالونی میں نہ ہو جہاں کافروں کی آبادی ہو اور درمیان میں کوئی ایسا مخلوط سوئمنگ پول وغیرہ ہو، جہاں مرد و زن اور کافر و مسلم کا اجتماع ہو، کیونکہ اس قسم کے اختلاط والے ماحول سے اخلاق و نفسیات پر گہرا اثر پڑتا ہے۔

(ج) یہ بھی ملحوظ خاطر رہے کہ گھر کا پردہ نہ ہٹے اور نہ ہی اس کا پردہ کھولا جائے، اور اگر کبھی اس طرح کی بے پردگی واقع ہو جائے تو پردے لٹکا کر یا دیواریں اونچی کر کے پردہ داری قائم کی جائے تاکہ بے پردگی کا اندیشہ دور ہو جائے۔

اور اسکیم سازی کے اعتبار سے مثلاً:

(الف) اس بات کا خیال رکھا جائے کہ آنے جانے والے اجنبی ملاقاتیوں میں سے مرد حضرات سے عورتوں کو علیحدہ رکھا جائے، جیسے کہ گھر میں داخل ہونے کے دروازے، کامن اور ڈرائنگ روم میں علیحدگی کا انتظام، اور یہ علیحدگی میسر ہونے میں دشواری ہو تو گھر والوں کو چاہئے کہ پردوں اور رکاوٹوں کے ذریعے اس کا انتظام کریں تاکہ غیر محرم سے سامنا نہ ہو۔

(ب) یہ بھی خیال رہے کہ کھڑکیاں بھی پردوں سے ڈھکی رہیں اس کا انداز یہ ہو کہ کمرے میں موجود لوگ پڑوس والوں کو اور سڑک پر چلنے والوں کو نظر نہ آئیں، خاص طور پر رات کے وقت جب کہ کمرے کے اندر لائٹیں جل رہی ہوں۔

(ج) اس بات کا خیال رکھا جائے کہ استنجا خانوں کا رخ استعمال کرتے وقت قبلہ کی طرف نہ ہو کیونکہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس سے منع فرمایا ہے:

"اِذَا اَتَیْتُمُ الغَائِط فَلَا تَسْتَقْبِلُوا القِبْلَةَ وَ لَا تَسْتَدْبِرُوْهَا" (ترمذی)

ترجمہ: جب تم استنجا خانہ میں جاؤ تو قبلہ کی طرف نہ رخ کرو نہ پشت کرو۔

(د) اس بات کا بھی خیال رہے کہ وسیع گھر اور اس میں ضروریات کی چیزیں وافر مقدار میں ہوں، اور یہ مقصد چند وجوہ کی بنا پر ہے ان میں سے پہلی وجہ یہ حدیث ہے:

"اِنَّ اللّٰه یُحِبّ اَنْ یَرَی اَثَر نِعْمته عَلَی عَبْدِه" (ترمذی)

ترجمہ: اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ اپنی نعمتوں کے اثرات اپنے بندے پر دیکھیں۔ دوسری وجہ ایک اور حدیث ہے:

"ثَلَاثَة مِنَ السَّعَادَةِ وَ ثَلَاثَة مِنَ الشَّقَاء فَمِنَ السعادة المَرْأة الصَّالِحَة تَرَاهَا فَتُعْجِبكَ وَ تَغِیب عَنْهَا فَتَأْمَنُهَا عَلٰی نَفْسِهَا وَ مَالِكَ، وَالدَابة تَكُوْن وَطِیْئه فَتَلْحِقكَ بِاَصْحَابِكَ وَالدَارِ تَكُوْنُ وَاسِعَة كَثِیْرَة المَرَافِق وَ مِنَ الشقَاء المَرْاَة تَرَاهَا فَتسوءَ كَ، وَ تَحمل لِسَانها عَلَیْكَ وَاِنْ غِبْت عَنْهَا لَمْ تَامِنُهَا عَلٰی نَفْسِهَا وَ مَالكَ وَالدابه تَكُوْنُ قطوفا فَاِنْ ضَرَبتهَا اتعبتكَ وَاِنْ تَرَكْتَهَا لم تُلحقكَ بِاَصْحَابِكَ وَالدَار تَكُوْن قَلیلة المَرَافِق" (مستدرک حاکم)

ترجمہ: تین چیزیں باعث نیک بختی و کامیابی ہیں، اور تین باتیں باعث بدبختی و ناکامی ہیں، کامیابی کے اسباب میں سے پہلی چیز ایسی صالح عورت (بیوی) ہے جسے تو دیکھے تو اس سے تجھے خوشی حاصل ہو اور اگر تو اس سے دور رہے تو اس کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں تو اس سے مطمئن رہے، دوسری چیز وہ سواری ہے جو تیری تابعدار ہو اور تجھے تیرے قافلہ کے ساتھیوں سے جا ملائے، تیسری چیز ایسا گھر جو وسیع اور کثیر المنافع ہو یعنی ضرورت کی تمام اشیاء پر بقدر وافر مشتمل ہو۔

اورنا کامی کے اسباب میں سے ایسی بیوی ہے جسے تو دیکھے تو وہ تجھے بری لگے اور تیرے خلاف بدزبانی کرے اور اگر تو اس سے دور رہے تو اس کی ذات اور اپنے مال کے بارے میں تو اس سے مطمئن نہ رہے، دوسری چیز ایسی سواری جو اڑیل ہو کہ اگر تو اس کو مارے تو وہ تجھے تھکا دے اور اگر اسے چھوڑ دے تو تجھے وہ تیرے قافلہ کے ساتھیوں کے ساتھ جا کر نہ ملائے، تیسری چیز ایسا گھر ہے جس میں ضروریات کی اشیاء کمیاب ہوں۔

حفظان صحت کے اصولوں پر پوری توجہ رکھنا مثلاً

ہوا کا بندوبست کرنا، اور سورج کی شعاعوں کو گھر میں پہچانے کی ترتیب قائم کرنا۔

یہ اور اس جیسی دیگر چیزیں مادی قدرت اور میسر آنے والے امکانات کے ساتھ مہیا ہو سکتی ہیں۔

نصیحت (۳۸)

گھر سے پہلے پڑوس کا انتخاب کرو

یہ مسئلہ چونکہ اہم ہے اس لئے اس کے حل کے لئے چند افراد کی ضرورت پڑتی ہے۔

اس کی وجہ یہ بھی ہے کہ ہمارے زمانے میں ایک پڑوسی دوسرے کے لئے کچھ زیادہ ہی اثر انداز ہوتا ہے، اس کی وجہ رہائش گاہوں کا قریب قریب ہونا، مختلف بلڈنگوں اور بلاکوں میں لوگوں کا اکٹھا ہونا اور رہائشی علاقوں کی کمیٹیوں میں شامل ہونا ہے۔

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اسباب خوش بختی چار بتلائے ہیں، ان میں سے ایک صالح اور نیک پڑوسی بھی ہے، اسی طرح چار باتیں اسباب بدبختی کے طور پر شمار کرائی ہیں ان میں سے ایک برا پڑوسی ہے۔ (ابونعیم)

اور آخر الذکر شخص کے خطرناک ہونے کی وجہ سے نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اپنی دعاؤں میں اس سے اللہ کی پناہ مانگا کرتے تھے اور فرماتے تھے:

"اَللّٰھُمَّ اِنِّی اَعُوْذُبِكَ مِنْ جَارِ السُّوْءِ فِیْ دَارِ المقَامِ فَاِنَّ جَارَالبَادِیَةِ یَتَحَوَّل" (مستدرك حاكم)

ترجمہ: اے اللہ میں تیری پناہ چاہتا ہوں ایسے برے پڑوسی سے جو مستقل رہائش گاہ کے قریب رہتا ہو کیونکہ دیہاتی پڑوسی تو تبدیلی مکان کر بھی جاتا ہے۔

اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسلمانوں کو بھی حکم دیا ہے کہ وہ بھی اس سے پناہ مانگیں۔

"تَعُوْذُوا بِاللّٰهِ مِنْ جَارِ السوءِ فِی دَارِ المقَامِ فَاِنَّ جَارَالبَادِیَةِ یَتَحَوَّل عَنْكَ" (ادب المفرد للبخاری نمبر ۱۱۷)

ترجمہ: تم اللہ کی پناہ مانگو برے پڑوسی سے جو مستقل رہائش کے قریب رہتا ہو کیونکہ دیہاتی پڑوسی تو تمہارے پاس سے منتقل ہو سکتا ہے۔

زوجین اور اولاد کی زندگیوں پر برے پڑوسی کے اثرات اور اس کی طرف سے صادر ہونے والی مختلف الانواع ایذائیں اور اس کے پڑوس میں پیش آنے والی زندگی کی پیچیدگیاں ایسی طویل گفتگو کا مبحث ہیں جس کے لئے یہ مقام قاصر اور تنگ دامنی کا شاکی ہے، لیکن مذکورہ بالا روایات کو اگر ظاہری صورتحال پر منطبق کیا جائے تو صاحب عبرت نگاہ کے لئے کافی ہے۔

اور شاید اس مشکل کا عملی حل یہ بھی ہوسکتا ہے کہ جیسا بعض شریف الطبع لوگ یہ کرتے ہیں کہ وہ اپنے خاندان کے لوگوں کے پڑوس میں کوئی رہائش گاہ کرایہ پر لے لیتے ہیں تاکہ پڑوس کا مسئلہ حل ہو سکے اگر چہ اس کے لئے مالی اخراجات بھی زیادہ کرنے پڑیں کیونکہ اچھا پڑوسی مال کی قیمت سے خریدا نہیں جا سکتا۔

نصیحت (۳۹)

ضروری اصلاحات اور اسباب راحت کا اہتمام کرنا

ایسے وسائل و اسباب راحت جو اللہ نے ہمیں اس دنیاوی زندگی کے امور میں آسانیوں کے لئے عطا فرمائے ہیں وہ یقیناً ہمارے لئے اس موجودہ زمانے کی عظیم نعمتوں میں سے ہیں، ان وسائل کی وجہ سے ہمارے وقت کی بھی بچت ہوتی ہے مثلاً ایئر کنڈیشن ہے، فریزر ہے اور واشنگ مشین وغیرہ ذلک۔

لہذا حکمت و دانشمندی کا تقاضا یہی ہے کہ ان اشیاء کو گھر میں ایسی عمدہ ترتیب سے رکھا جائے کہ ان کو صاحب خانہ اسراف اور مشقت کے بغیر صحیح طرح برت سکتا ہو۔

اب ضروری یہ بھی ہے کہ مفید ڈیکوریشن کی اشیاء اور بے قیمت و بے فائدہ بھرتی کی چیزوں کے مابین فرق کیا جائے۔

گھر کے ساتھ دلچسپی کا تقاضا تو یہ ہے کہ جو اشیاء گھر کی ضروریات اور متعلقات میں سے خراب ہونے والی ہوں ان کو درست کر کے رکھا جائے تاکہ وہ بوقت ضرورت کام آسکیں۔

بعض لوگ گھریلو ذمہ داریوں سے غفلت برتتے ہیں تو ان کی بیویاں ایسے گھروں کے بارے میں شکوہ کرتی ہیں، جہاں کیڑے مکوڑوں کی کثرت اور بھر مار ہوتی ہے وہاں سوراخوں کی کثرت ہوتی ہے اور کوڑا کرکٹ بدبودار ہو جاتا ہے اور جہاں ٹوٹے پھوٹے فرنیچر کے ٹکڑے بکھرے ہوئے ہوتے ہیں۔ اور اس میں کوئی شک نہیں کہ یہ باتیں گھریلو زندگی کی خوش حالی کے لئے مانع ہیں، نیز میاں بیوی کے درمیان کھڑے ہونے والے اور صحت کے لئے پیدا ہونے والے مسائل و مشکلات کا باعث بن جاتی ہیں لہذا عقلمند وہ ہے کہ جو اس صورت حال کا علاج کرے۔

نصیحت (۴۰)

گھر والوں کی تندرستی وصحت اور اصول حفظان صحت کا خیال رکھنا

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت مبارکہ یہ تھی کہ اگر کوئی فرد اہل خانہ میں سے بیمار ہوتا تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر معوذات یعنی چاروں قل پڑھ کر دم کر دیتے تھے۔

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی عادت شریفہ تھی کہ جب کبھی آپ کے اہل خانہ کو بیماری لاحق ہوتی تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ''حسا'' نامی معروف سالن پکانے کا حکم دیتے پھر آپ مریض کو دیتے وہ اسے گھونٹ گھونٹ کر پی لیتا اور آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس پر فرماتے: یہ سالن غمگین آدمی کے دل میں مضبوطی پیدا کرتا ہے، مریضوں کے دل سے پریشانی کو زائل کرتا ہے جیسا کہ تم میں سے کوئی

عورت اپنے چہرے سے میل کچیل دور کرتی ہے''۔

تحفظ اور بچاؤ کی تدابیر

نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"اذا امسیتم فکفوا صبیانکم فان الشیاطین تنتشر حینئذ فاذا ذھب ساعة من اللیل فخلوھم فغلقوا الابواب واذکروا اسم اللّٰہ، و خمروا آنیتکم واذکروا اسم اللّٰہ، و لو ان تعرضوا علیھا شیئا واطفئوا مصابیحکم۔(بخاری)

ترجمہ: جب رات ہوجائے تو بچوں کو باہر جانے سے روک لیا کرو۔ کیونکہ شیاطین اس وقت ادہر ادہر بکھر جاتے ہیں اور جب رات کا ایک حصہ گزر جائے تو پھر ان کو چھوڑ دو، پھر دروازہ بند کرتے ہوئے اللہ کا نام لیا کرو، برتنوں کو بسم اللہ پڑھ کر ڈھانپ دیا کرو! اگر چہ تم ان برتنوں پر کوئی لکڑی وغیرہ جیسی چیز ہی رکھ کر انہیں ڈھانپ دو اور چراغوں کو بجھا دیا کرو۔(بخاری شریف)

فائدہ: مطلب یہ ہے کہ مذکورہ بالا سارے کام بسم اللہ پڑھ کر کرنے چاہئیں۔

ایک اور روایت مسلم شریف میں ہے:

"اغلقوا ابوابکم و خمروا آنیتکم واطفئوا سراجکم واوکئوا اسقیتکم فان الشیطان لا یفتح بابا مغلقا و لا یکشف غطاء و لا یحل وکاءأ و ان الفویسقة تضرم البیت علی اھلہ"(مسند احمد)

ترجمہ: گھر کا درواز بند کرلیا کرو برتنوں کو ڈھانپ دیا کرو چراغوں کو بجھا دیا کرو، پانی کے برتنوں کو ڈاٹ لگا دیا کرو، اس لئے کہ شیطان نہ تو بند دروازہ کھول سکتا ہے نہ کسی ڈھکن کو ہٹا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی ڈاٹ کھول سکتا ہے البتہ چھوٹا فاسق (

چوہا) گھر کو جلا کر گھر والوں کو نقصان پہنچا دیتا ہے آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ارشاد ہے:

"لَا تَتْرُکُوا النَّارَ فِیْ بُیُوْتِکُمْ حِیْنَ تَنَامُوْنَ" (بخاری شریف)

ترجمہ: رات کو سوتے وقت گھروں میں آگ نہ چھوڑا کرو۔

یہ ساری ہدایات گھر کو بہتر طریقہ سے منظم کرنے اور اس کو سعادت گاہ بنانے کے بارے میں عمدہ رہنما ہیں۔ آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تعلیمات و ارشادات ساری امت کے لئے رہتی دنیا تک کے لئے بیش قیمت اور سبق آموز ہیں اس کتاب کے آخر میں مناسب معلوم ہوتا ہے کہ زندگی میں عمومی طور پر کام آنے والی مفید باتیں اور رہنمائی کرنے والی مختصر مختصر مگر جامع ترین نصیحتیں درج کردی جائیں جن سے ہر خاص و عام کو انشاء اللہ فائدہ ہوگا۔

اصول حفظان صحت کی پاسداری کا تقاضا ہے کہ لباس پوشاک اور اسباب زینت ایسے اختیار کئے جائیں جو ضرر رساں نہ ہوں، اس حوالے سے ہم یہاں جدید تحقیق کی روشنی میں چند اقتباسات پیش کر رہے ہیں، اللہ تعالیٰ توجہ اور عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

کلف دار کاٹن اور جدید سائنس

حضور اقدس ﷺ نے سوتی لباس زیب تن فرمایا سوتی لباس کی افادیت پہلے گزر چکی ہے لیکن فیشن کی دنیا نے اس سوتی لباس کی افادیت کو بگاڑ دیا ہے اور مطلوبہ فوائد سے خالی کر دیا ہے۔

کلف لگے لباس جسم کے لئے کس حد تک مفید ہیں پہلے کچھ کلف کا ذکر یہ دراصل نشاستہ مکئی یا گندم کا میدہ ہوتا ہے جس کو پانی میں ابال اور پکا کر پھر پانی میں

گھول کر کپڑوں پر لگایا جاتا ہے۔

☆ چونکہ کلف لگا لباس اکڑ جاتا ہے لہٰذا جسم کو اکڑا کر متکبر بنا دیتا ہے اور فرائیڈ ماہر نفسیات کے مطابق اعصاب اور دماغ کا گھن ہے اور اس سے انسان بے شمار اعصابی امراض کا شکار ہو جاتا ہے۔

☆ کلف دار لباس سے جلد پر رگڑ پہنچتی ہے، جلد رگڑ برداشت نہیں کر سکتی جس سے طرح طرح کے جلدی امراض جنم پاتے ہیں۔

☆ کلف دار لباس سے ہوا کا گزر نہ ہونے کی وجہ سے پسینہ خشک نہیں ہوتا مزید یہ کہ کپڑا پسینہ جذب نہیں کرتا۔

☆ پسینہ کی وجہ سے شارچ یا کلف کا مواد بدن کو لگتا رہتا ہے اور جلد پر چپکتا رہتا ہے جس سے جلدی مسام بند ہو کر پھپھوند کا خطرہ لاحق رہتا ہے۔

بریزئر کا خطرناک استعمال

فیشن کی دنیا نے زمانے کے اطوار بدل کر لوگوں کے مزاج بدل دیئے ہیں، حسن نسواں کے لئے پستانوں کو بہت اہمیت حاصل ہے پستانوں کو تحفظ اور حسن فراہم کرنے کے لئے فیشن نے بریزئر کا استعمال کرنا سکھایا ہے۔ حضور اقدس ﷺ کے زمانے میں اس کا استعمال نہیں تھا، لیکن اب اس کا استعمال ہر خاتون کی ضرورت ہے۔

ساخت

بندہ نے ہوزری کے ماہرین سے ملاقاتیں کیں اور بریزئر کے میٹریل کا بغور مطالعہ کیا تو اس نتیجے پر پہنچا:

۱۔ فوم: بریزئر میں فوم کی تہہ اس کو ابھار دار اور نرم بنانے کے لئے ہوتی ہے، فوم

جلدی غدود خاص طور پر روغنی گلینڈز کو بہت متاثر کرتا ہے اس فوم کی تہہ کیوجہ سے ہوا کا داخلہ بند ہو کر گھٹ جاتے ہیں چونکہ پستان بہت حساس اور زود اثر ہوتے ہیں اس لئے یہ تھوڑی سے سختی بھی برداشت نہیں کر سکتے۔

۲۔ پولسٹر یا نائیلون کا کپڑا: تمام بریزیر میں استعمال ہونے والا کپڑا پولسٹر یا نائیلون کا ہوتا ہے جو نہ تو پسینہ جذب کرتا ہے اور نہ ہوا کو داخل یا خارج ہونے دیتا ہے۔

۳۔ شکنجا: چونکہ بریزیر کا مقصد پستانوں کو ڈھلکنے سے بچانا ہے اس لئے بریزیر اس انداز سے بنایا جاتا ہے کہ یہ پستانوں کو کھینچ کر رکھیں، بریزیر بذات خود ایک شکنجا نما چڑھاوا بن کر بے شمار امراض کا باعث بن جاتا ہے اس کی سختی کو مزید سخت کرنے کے لئے اس کے تسمے جلتی پر تیل کا کام کرتے ہیں۔

۴۔ بریزیر اور بریسٹ کینسر: ڈاکٹر خالدہ عثمانی کینسر سپیشلسٹ لاہور نے انکشاف کیا ہے کہ میرے پاس پستانوں کے کینسر میں مبتلا اکثر مریض عورتیں ایسی ہیں جن کو صرف بریزیر کی وجہ سے کینسر ہوا اور جب اس امر کی تحقیق کی گئی تو معلوم ہوا کہ ان کے کینسر کی وجہ بریزیر کا استعمال ہے۔

کام کی باتیں

۱۔ تمام ترقیاں اس پر موقوف ہیں کہ شریعت پر ثابت قدم رہے۔

۲۔ قرب الٰہی میسر ہوتا ہے علم شریعت اور اتباع سنت سے۔

۳۔ آمدنی غیر اختیاری ہے۔

۴۔ شریعت علم است طریقت عمل است۔

۵۔ طریقت نام ہے شریعت کے مسائل پر عمل کرنے کا۔

۶۔ اصلاح نفس فرض ہے۔
۷۔ مقصود طریق ومنزل مراد رضائے الٰہی ہے۔
۸۔ رضا مرتب ہوتی ہے اتباع شریعت پر۔
۹۔ بیعت سنت ہے۔
۱۰۔ رذائل کی اصلاح کے لئے کسی مصلح سے تعلق واجب ہے۔
۱۱۔ اپنا احتساب کرتے رہنا۔
۱۲۔ مراقبۂ موت کو لازم رکھنا۔
۱۳۔ اپنے کو کچھ نہ سمجھنا سلوک کا پہلا قدم ہے۔
۱۴۔ بیعت وعدۂ مسنونہ ہے۔
۱۵۔ اطلاع واتباع میں کامیابی ہے۔
۱۶۔ کمال استاد کے بغیر حاصل نہیں ہوتا۔
۱۷۔ کامل کی صحبت کے بغیر کوئی کامل نہیں بن سکتا۔
۱۸۔ مربی کی تجویز وتشخیص میں دخل نہ دے۔
۱۹۔ نیک صحبت نیک بناتی ہے۔
۲۰۔ نفع کے لئے مناسبت شرط ہے۔
۲۱۔ اولیاء کے قلوب خدا کے نور سے روشن ہیں۔
۲۲۔ شیخ کی دعا باذن حق ہوتی ہے۔
۲۳۔ شیخ کی دعا فضل الٰہی کی علامت ہے۔
۲۴۔ مرشد کے کلام کو رد نہ کرے۔
۲۵۔ اعتقاد رکھے کہ شیخ کی خطا میرے صواب سے بہتر ہے۔
۲۶۔ سکوت کا ثمرہ نجات ہے۔

۲۷۔ بات زیادہ نہ کرے۔

۲۸۔ مجاہدہ کی حقیقت نفس کی مخالفت ہے۔

۲۹۔ مجاہدہ کی مشق قائم رکھے۔

۳۰۔ مجاہدہ کی ضرورت ہمیشہ رہتی ہے۔

۳۱۔ پورا کھائے پورا سوئے کم ملے کم بولے۔

۳۲۔ پہلے تول پھر بول۔

۳۳۔ ہمیشہ خیال رکھے کہ میرا اللہ مجھ سے راضی حبیب خدا مجھ سے راضی میرا شیخ مجھ سے راضی رہے کبھی تنزل نہ ہوگا۔

۳۴۔ زندگی گزارنے کے دو اصول صبر و شکر۔

۳۵۔ نقصان سے بچنے کے دو گر استغفار و استعاذہ۔

۳۶۔ ہزاروں اہل بصیرت کا تجربہ ہے کہ تعلقات اور دوستیاں بڑھانے میں نقصان ہے۔

۳۷۔ حکیموں اور شاعروں کی صحبت سے بچو کہ مال و ایمان کے خسارے کا خطرہ ہے۔

۳۸۔ خلوت کو محبوب رکھو۔

۳۹۔ جلوت اولیاء کے ساتھ ہو۔

۴۰۔ ماموارت کا اہتمام منہیات سے اجتناب معمولات کی پابندی علامت ترقی ہے۔

۴۱۔ خلق خدا کو خوش رکھنے سے خدا خوش ہوتا ہے۔

۴۲۔ ہمیشہ بڑی عمر والوں کے پاس بیٹھو۔

۴۳۔ اخلاق حسنہ خدائی ہتھیار ہیں۔

۴۴۔ طبیعت سے بچو عقل سے کام لو شریعت کی مانو۔

۴۵۔ جائز دنیاوی امور میں قناعت کو غالب رکھو۔

۴۶۔ تبلیغ و تعلیم و تدریس کے حریص رہو۔

۴۷۔ اصلاح نیت لازم نیز اصلاح ملزوم ہے۔

۴۸۔ بعضوں کی ابتداء میں انتہاء نظر آتی ہے۔

۴۹۔ توبہ کی تکمیل ضروری ہے۔

۵۰۔ توبہ کی حقیقت ندامت ہے۔

۵۱۔ ذکر الٰہی بہ نیت محبت الٰہی ہو۔

۵۲۔ نوجوان جباریت قہاریت کا دھیان رکھیں۔

۵۳۔ بیمار ضعیف امید کو غالب رکھیں۔

۵۴۔ دنیا میں رہ کر آخرت کی رغبت ہو۔

۵۵۔ صرف اللہ سے مانگو اور اللہ ہی سے مدد چاہو۔

۵۶۔ فنائے عالم کا مراقبہ کیا کرو قناعت حاصل ہو گی۔

۵۷۔ صبر کی ضرورت ہر عمل میں ہے۔

۵۸۔ شکر فرض ہے۔

۵۹۔ شکر سے صبر آسان ہو جاتا ہے۔

۶۰۔ تامل سے تحمل پیدا ہوتا ہے۔

۶۱۔ حقیقی صبر یہ ہے کہ گناہ نہ کرے۔

۶۲۔ حقیقی شکر یہ ہے کہ کسی نعمت کا اپنے کو حق دار نہ سمجھے۔

۶۳۔ شکر سے حفاظت ہوتی ہے۔

۶۴۔ شاکر متواضع ہوتا ہے۔

۶۵۔ صابر متوکل ہوتا ہے۔

۶۶۔ زاہد قانع ہوتا ہے۔

۶۷۔ ایمان کا خلاصہ کمال تقوی ہے۔

۶۸۔ اسلام کا خلاصہ کمال تواضع ہے۔

۶۹۔ درود وسلام کی خاصیت اتباع سنت ہے۔

۷۰۔ اتباع سنت کی تاثیر شفاعت رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم ہے۔

۷۱۔ حب صحابہ کا جوہر کمال ہدایت ہے۔

۷۲۔ اولیاء کی محبت محبت الٰہی کا وسیلہ ہے۔

۷۳ اولیاء کا محبوب مقرب خدا ہے۔

۷۴۔ اہل اللہ کی مجالس معیت ربی ہے۔

۷۵۔ فیصلہ خداوندی پر دل سے راضی رہنا مقام رضاء ہے۔

۷۶۔ تجویز کو فنا کرنا تصرفات میں حکمت کا یقین رکھنا تفویض ہے۔

۷۷۔ نفس کی مخالفت اور کثرت ذکر طریق فنا ہے۔

۷۸۔ اخلاق حمیدہ میں ملکہ پیدا ہو جانا بقا ہے۔

۷۹۔ مرید صادق سلسلہ شیخ کی اشاعت کا حریص ہوتا ہے۔

۸۰۔ نفس کے تقاضوں کو روکنے سے طمع ختم ہوتی ہے۔

۸۱۔ غصہ اچھی چیز ہے لیکن دشمن کے لئے۔

۸۲۔ اتفاق بین المسلمین کے لئے جھوٹ سے سہارا لینا پسندیدہ ہے۔

۸۳۔ خدا پسندی خود پسندی کا علاج ہے۔

۸۴۔ متکبرین سے تکبر برتنا عجز و نیاز ہے۔

۸۵۔ بدعتی کی تعظیم سے بچو ورنہ دین کی بڑائی دل سے نکل جائے گی۔

۸۶۔ کینہ انسان کو بے نور کر دیتا ہے۔

۸۷۔ جاہی باہی حالات سے بچو۔

۸۸۔ جس لذت کا ثمرہ آخرت میں مرتب نہ ہو وہ دنیا ہے۔

۸۹۔ لمبے چوڑے منصوبے اور سامان نہ کرنا یہ موت کو کثرت سے یاد کرنا ہے۔

۹۰۔ انس صرف خدا سے ہو ورنہ مخلوق میں پھنس جائے گا۔

۹۱۔ نیکی کا تقاضا الہام ہے۔

۹۲۔ ولی بننا فرض ہے۔

۹۳۔ ولایت کے آثار میں ہے کہ دوام اطاعت ہو اور کثرت ذکر بار بار دل ہی دل میں اللہ کا دھیان رہنا ہے۔

۹۴۔ سنت کی مخالفت سے باز رہو۔

۹۵۔ عورتوں کی نرمی اور بے ریش لڑکوں کی صحبت سے بچو۔

۹۶۔ زبان درازی علامت محرومی ہے۔

۹۷۔ شیخ کی سب باتیں مرید پسند کرے تو یہ علامت مناسبت کی ہے۔

۹۸۔ ہر غیر اختیاری پریشانی تعلق مع اللہ کا سبب ہے۔

۹۹۔ اعمال اختیاریہ بہت آسان ہیں۔

۱۰۰۔ ہمیشہ یاس و ناز سے بچے آس و نیاز کو اختیار کرے۔

۱۰۱۔ شغل باذن شیخ کرے۔

۱۰۲۔ مواعظ ملفوظات کے مطالعے کو مثل مجلس شیخ سمجھے۔

۱۰۳۔ جان پہچان والوں سے بہت بچو کہ وقت ضائع ہوتا ہے۔

۱۰۴۔ بات بنایا مت کرو اس سے تکلیف پہنچتی ہے۔

۱۰۵۔ پہلا قدم اخلاص آخری قدم احسان یہی صراط مستقیم ہے۔

۱۰۶۔ اخوان طریق سے حسد علامت تباہی کی ہے۔

۱۰۷۔ حسن ظن رکھنے کے لئے کسی دلیل کی ضرورت نہیں۔
۱۰۸۔ کام کرنے والوں کے لئے سب موسم برابر ہیں سست کے لئے ہر موسم مانع بن جاتا ہے۔
۱۰۹۔ مدرسہ میں حقیقی طالب علم دو چار ہی ہوتے ہیں۔
۱۱۰۔ بے تکلفی اتنی ہو کہ بس بے ادبی نہ ہو۔
۱۱۱۔ زیادہ کھانا زیادہ طاقت پیدا نہیں کرتا۔
۱۱۲۔ ہر آدمی دوسرے کو ہم خیال بنانا چاہتا ہے۔
۱۱۳۔ کسی کام کو جب صحیح طریق سے کیا جائے گا تو نفع ضرور ہوگا۔
۱۱۴۔ عبادت میں جی لگے تو سمجھو غذا ہے اگر جی نہ لگے تو سمجھو دوا ہے۔
۱۱۵۔ جو بھی سفر ہو عبرت کی نظر ہو۔
۱۱۶۔ کلام میں مخاطب کی رعایت ضروری ہے۔
۱۱۷۔ وہ آدمی ہی کیا جس میں خدمت کا جذبہ نہ ہو۔
۱۱۸۔ کون کسی کا ساتھ دیتا ہے بس توفیق الٰہی ہی کا ساتھ ہوتا ہے۔
۱۱۹۔ آدمی کی طبیعت میں خیر غالب ہو تو اصلاح کے لئے اپنے نام کا مراقبہ کافی ہے۔
۱۲۰۔ وہ ولی نہیں جو نبی کے طریق پر نہیں۔
۱۲۱۔ فرق مراتب ضروری امر ہے۔
۱۱۲۔ ہر چیز میں نظم کی ضرورت ہے۔
۱۲۳۔ ہر مہتمم کو متفکر اور محنتی ہونا چاہئے۔
۱۲۴۔ سفر میں کچھ نہ کچھ مشقت ضرور ہوتی ہے۔
۱۲۵۔ شیخ کو بھی اپنی اصلاح سے غافل نہیں ہونا چاہئے۔

۱۲۶۔ مال اور عقل میں تلازم نہیں۔

۱۲۷۔ ترقی درجات کا مدار اعمال پر ہے۔

۱۲۸۔ تصوف یہ ہے کہ فرائض کو نوافل پر مقدم رکھا جائے۔

۱۲۹۔ خلوت بقلب ہوتی ہے نہ کہ الگ بیٹھ جائے۔

۱۳۰۔ بازار سے بیزار رہنا چاہئے۔

۱۳۱۔ مشائخ کو اپنا بچپن بھی یاد رکھنا چاہئے۔

۱۳۲۔ اعتراض کا منشا جہالت ہے۔

۱۳۳۔ محبت کے لئے دیکھنا ضروری نہیں دھیان ضروری ہے۔

۱۳۴ غیر اختیاری خیالات سے بے خیال ہو جانا بہت ہی پریشانیوں کا علاج ہے۔

۱۳۵۔ علماء کو عوامی جھگڑوں کا ثالث نہیں بننا چاہئے۔

۱۳۶۔ ذمہ دار کو لمبی بات کی عادت لائق نہیں۔

۱۳۷۔ کسی کا عیب کھولنا یا تلاش کرنا بدترین خصلت ہے۔

۱۳۸۔ علم کی زندگی سوال اور عمل ہے۔

۱۳۹۔ بدگمانی تمام عیوب کی جڑ ہے۔

۱۴۰۔ سالک اگر میل ملاقات سے نہیں بچتا تو سلوک طے ہونا مشکل ہے۔

۱۴۱۔ ہمت پر مدد ہوتی ہے۔

۱۴۲۔ جیسی جیسی ہمت ویسی ویسی مدد۔

۱۴۳۔ ہمت موعود ہے، ہمت مرداں مدد خدا۔

۱۴۴۔ شیخ کو زبان، مرید کو کان ہونا چاہئے۔

۱۴۵۔ اپنے متعلقین کی ناشائستہ حرکت پر روک ٹوک کرے۔

۱۴۷۔ بڑے کی قابلیت اس سے چھوٹوں میں نظر آتی ہے جبکہ چھوٹوں نے قدر کی ہو۔

۱۴۸۔ کسی شخص کا شمار جب علماء میں ہونے لگے تو اسے صفت علم کا لحاظ رکھنا

بہت ضروری ہے۔

۱۴۹۔ اصل کام ہے نام نہیں نام تو کام کے تابع ہے۔

۱۵۰۔ تصوف میں وہم کا کوئی کام نہیں۔

۱۵۱۔ لالچی آدمی ہمیشہ ذلیل رہتا ہے۔

۱۵۲۔ ٹیلی ویژن مسلمانوں کے ایمان کو تباہ کرنے کے لئے ہے۔

۱۵۳۔ کہتے ہیں چاہ مشکل ہے۔

۱۵۴۔ سب غلط ہاں نباہ مشکل ہے۔

۱۵۵۔ آج کل سب سے زیادہ خطرناک لڑکوں کا لڑکوں کے پاس اٹھنا بیٹھنا ہے اس میل جول سے نوجوان تباہ ہو گئے۔

۱۵۶۔ اب تو ہر آدمی اپنا ہی معتقد بنا ہوا ہے۔

۱۵۷۔ ہمت بلند رکھنے سے بہت سی مشکلات آسان ہو جاتی ہیں۔

۱۵۸۔ عوام کی تو کیا شکایت اب تو خواص کی بھی حالت خراب ہوتی جا رہی ہے۔

۱۵۹۔ تحقیق سے کام لیا جائے تو جھگڑے کی نوبت بہت کم آئے۔

۱۶۰۔ اجتماعیت کیساتھ کچھ کام کرنے کا دور نہیں بس اب تو انفرادی طریقے سے جو خدمت ہوتی رہے کرتے رہنا چاہئے۔

۱۶۱۔ آج کل ذہن کی فراوانی ہے عقل کا قحط ہے۔

۱۶۲۔ پیر اور باپ اور استاد بننے کا شوق ہے اور بننا آتا نہیں کیوں؟ شفقت نہیں۔

۱۶۳۔ آج کل حافظ قاری تو بہت ملتے ہیں مگر آدمی نہیں ملتے۔

۱۶۴۔ آج کل عورتوں کو بھی سفر کا بہت شوق ہو گیا ہے جو کہ بہت مضر ہے۔

۱۶۵۔ بڑا بننے اور بڑا بنائے جانے میں بڑا فرق ہے۔

۱۶۶۔ جو شخص حلیم نہیں وہ ذلیل ہے۔

۱۶۷۔ اگر کہیں مجھے غصہ مل جائے تو میں اسے ذبح کردوں اس نے تباہی پھیلادی ہے۔

۱۶۸۔ شجاعت کا اظہار تو آسان ہے مگر موقع پر شجاع رہنا مشکل ہے۔

۱۶۹۔ آج کل لوگوں میں اظہار کا مادہ زیادہ ہے اور وقت پر ظہور بہت کم ہوتا ہے۔

۱۷۰۔ مشائخ نہ اخفا کا اہتمام کریں نہ اظہار کا۔

۱۷۱۔ اپنے پر عجب وتکبر کی نگاہ نہ ہو دوسروں پر حقارت کی نگاہ نہ ہو۔

۱۷۲۔ حسن اخلاق حسن کلام بتقوی بتواضع زندگی بھر کا دستور بنالو۔

۱۷۳۔ طبیعت میں شفقت غالب رکھو۔

۱۷۴۔ بات بات پر برامت مانو۔

۱۷۵۔ نسبت پر شکر کرو نسبت میں ترقی کی دعا کرتے رہو۔

۱۷۶۔ اللہ تعالیٰ حق و باطل میں فاروقیت سے نوازیں جدت نوازی سے محفوظ رکھیں۔

۱۷۷۔ دعا مانگنے والا محروم نہیں رہتا۔

۱۷۸۔ ڈرنے والے کی حفاظت کی جاتی ہے۔

۱۷۹۔ اکثر درگزر کرنے کے عادی رہو۔

۱۸۰۔ طول صحبت کی ضرورت ہے ورنہ مکاتبت بمتابعت قائم مقام صحبت شیخ ہے۔

۱۸۱۔ حسد کا علاج سخاوت ہے۔

۱۸۲۔ اخلاص واحسان کی بار بار تجدید ذریعۂ ترقی ہے۔

۱۸۳۔ اپنے منصب ونسبت کا اور دوسرے کے منصب ونسبت کا لحاظ رکھو۔

۱۸۴۔ حساب جو جو ثواب سو سو۔

۱۸۵۔ عاقل وہ ہے جس میں موقع شناسی اور مردم شناسی ہو۔

۱۸۶۔ قلب اللہ کی زمین ہے لا اللہ لا اللہ تخم ہے اس ایمانی بیج کو بونے کے بعد اس کی آبیاری اعمال صالحہ سے کرنا ہوگی۔

۱۸۷۔ طریقت ان طریقوں کا نام ہے جو شریعت کے ذریعے بندے کو خالق سے جوڑ دیں۔

۱۸۸۔ اپنے نفس کو مشغول رکھو قبل اس کے کہ وہ تمہیں اپنے شغل میں لگالے۔

۱۸۹۔ اشاعت دین سے نصرت ہوگی۔

۱۹۰۔ ذکر اللہ سے معیت نصیب ہوگی۔

۱۹۱۔ ھود کے معنی لغو لایعنی سے بچنے والا لہذا اسی بنا پر جو لغویت و لایعنیت سے نہیں بچتا نہیں بچا تا وہ بے ہودہ کہلاتا ہے ہر سالک کو ھود ہونا چاہئے۔

۱۹۲۔ زمانہ بہت نازک ہے زمانہ کو پہچاننے کی ضرورت ہے کسی کو اپنا بنانے میں جلدی نہیں کرنا چاہئے۔ نفاق عام ہو چکا ہے۔

۱۹۳۔ ناگواری کو ناگواری سے برداشت کرنا تحمل ہے ناگواری کو خوشگواری سے برداشت کرنا حلم ہے۔

۱۹۴۔ قلب میں علماء کی عظمت بہت زیادہ ہو۔

۱۹۵۔ تبلیغ کا کام نہ کرنے والوں پر طعن و تشنیع و اعتراض نہ ہو۔

۱۹۶۔ خانقاہ میں رہتے ہوئے زبان پر سکوت دل میں سکون کسی سے دوستی نہ ہو۔

۱۹۷۔ علماء کی دینی خدمات کو سب سے اعلیٰ و افضل سمجھو۔

۱۹۸۔ ہر وقت یہ خیال رکھو میرا اللہ مجھے بہت محبت سے دیکھ رہا ہے۔

۱۹۹۔ سالانہ ایام رخصت اپنے شیخ کی رہنمائی میں بسر کرو۔

۲۰۰۔ خوش رہو آباد رہو خوب پھلو پھولو غم کھاؤ غصہ پیو میٹھا کھلاؤ انشاء اللہ تعالیٰ دنیا تمہارے قدم چومے گی۔

ماؤں میں دودھ کی کمی

سفید زہر یعنی خشک دودھ کی مانگ تیسری دنیا کے ممالک میں بڑھ گئی ہے حتیٰ کہ وہ دودھ جو یورپین ممالک میں ناجائز اور خلاف صحت قرار دے دیا گیا ہے ان پر پابندی عائد کردی گئی ہے وہی دودھ تیسری دنیا کے ممالک میں کھلے عام فروخت ہوتا ہے۔

اب سے کچھ عرصہ قبل کیا یہ دودھ بچوں کے لئے تھا؟
کیا مائیں ان چیزوں سے واقف تھیں؟
کیا ڈاکٹر علامہ اقبال ڈبے کے دودھ سے پلے تھے؟
کیا قائداعظم ڈبے کے دودھ سے پلے تھے؟
کیا مولانا ظفر علی خان ڈبے کے دودھ سے پلے تھے؟
کیا نپولین ڈبے کے دودھ سے پلے تھے؟
کیا ابراہم لنکن ڈبے کے دودھ سے پلے تھے؟
مادر ملکہ آف برمنگھم انگلینڈ نے کون سی کمپنی کے ڈبے کا دودھ پیا تھا؟

بندہ کے پاس علاج کی غرض سے بے شمار خواتین آتی ہیں ان میں سے اکثر یہی شکایت کرتی ہیں کہ ہمارا دودھ خشک ہوگیا ہے اور ہمیں ڈاکٹر نے ڈبے کا دودھ استعمال کرنے کو کہا ہے۔

۱۔ موجودہ دولت کی حرص نے بعض مفاد پرستوں کی آنکھوں پر ظلم کی عینک چڑھادی ہے، کمپنیاں بعض مفاد پرست معالجین کوٹی وی، ڈش، فریج، اے سی وغیرہ دے کران کو کہتی ہیں کہ صرف ہماری کمپنی کی دوائی رکھیں اور یہی حال ڈبے والے دودھ کا ہورہا ہے اور بعض معالج دانستہ عورتوں کو مشورہ دیتے ہیں کہ وہ بچوں کو ڈبہ کا دودھ استعمال کرائیں۔

۲۔ بعض عورتیں پستانوں کے حسن کو برقرار رکھنے کے لئے دودھ نہیں پلاتیں کہ شاید وہ ڈھلک نہ جائیں۔

۳۔ اکثر خواتین کو کسی مرض یا بیرونی اثر مثلاً بریزئر کی وجہ سے دودھ خشک ہو جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ دودھ سے محروم ہوتی ہیں۔

لہذا یاد رکھیں کہ بریزئر کا استعمال عورتوں کے دودھ کو کم اور ختم کرتا ہے۔

جلدی حساسیت

بریزئر کے استعمال سے چونکہ پستان ڈھکے اور گھٹے رہتے ہیں اس لئے ان کے اندر حساسیت پیدا ہو جاتی ہے مزید یہ کہ دن بھر کے کام کاج عورتوں کو اوپر نیچے ہونے پر مجبور کرتے ہیں جس کی وجہ سے پستان بریزئر سے رگڑ کھاتے رہتے ہیں اور یہی رگڑ مریض کے لئے الرجی کا باعث بن جاتی ہے جس سے وائرس اور بیکٹریا کے جراثیم حملہ آور ہوتے ہیں حتی کہ اگزیما، جلدی خارش پھنسیاں اور سوزش کے مریض تو اکثر پریکٹس میں ملتے ہیں۔

توجہ طلب مثال

آپ اپنے ہاتھ کو ایک ایسی تھیلی میں جس کے اوپر اور نیچے پولیسٹر کا کپڑا اور درمیان میں فوم ہو چھ گھنٹے اس میں ہاتھ بالکل بند رکھیں تو چھ گھنٹے کے بعد ہاتھ کی کیفیت کیا ہوگی بلکہ پورے جسم کی کیفیت کیا ہوگی؟

تو پھر سوچیں ہاتھ کیسی سخت چیز ہے جبکہ پستان ایک نرم، حساس اور نازک عضو ہے۔ تو اس کے ساتھ کیا کیفیت ہوگی ایک فزیوتھراپسٹ کے مطابق بریزئر عورت کی جنسی خواہش کو ضرورت سے زیادہ کر دیتا ہے جس سے زنا کے خطرات بڑھ جاتے ہیں۔

اعصابی امراض

تحقیقات سے یہ ثابت ہو گیا ہے کہ پستانوں پر بریزر کے دباؤ کا اثر جسم کے تمام اعصابی نظام کو متاثر کرتا ہے ایسی خواتین ہمہ وقت مندرجہ ذیل کیفیات کا شکار ہو سکتی ہیں۔

☆ ایسی خواتین بہت حساس ہو جاتی ہیں اور چھوٹی موٹی باتیں زیادہ محسوس کرتی ہیں۔
☆ خواتین میں چڑچڑاپن ہو کر ہسٹریائی کیفیت بن جاتی ہے۔
☆ کمر اور شانوں کے درد کی مستقل مریض بن جاتی ہیں۔
☆ سر بوجھل اور دل پر گھٹن کے اثرات ہوتے ہیں۔

نوٹ: بندہ نے کتب حدیث اور علمائے حدیث سے تحقیق کی ہے کہ حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں خواتین میں بریزر کا استعمال قطعی نہیں تھا اگر آپ واقعی بریزر کے استعمال پر مصر ہیں تو باریک کاٹن کے کپڑے کی بریزرا استعمال کر سکتی ہیں۔

ناخن پالش اور جدید سائنس

ناخن بھی جسم انسانی کی طرح زندہ ہیں انہیں بھی آکسیجن اور ہوا کی ضرورت ہوتی ہے یہ پانی کے طلب گار رہتے ہیں اگر انہیں کوئی تکلیف پہنچے تو تمام جسم ان سے متاثر ہوتا ہے ایک خاتون کو ہاتھوں پر دانے ، خارش اور پیپ دار پھنسیاں تھیں ، بہت علاج کرائے لیکن افاقہ نہ ہوا ایک ماہر امراض جلد کے پاس گئیں موصوف عمر رسیدہ اور بہت ماہر مانے جاتے تھے ،ڈاکٹر صاحب مریضہ کا معائنہ کر کے فرمانے لگے، آپ ناخن پالش کتنے عرصے سے استعمال کر رہی ہیں۔ مریضہ کہنے لگی گزشتہ ساڑھے پانچ سالوں سے اور مرض کو کتنا عرصہ ہوا ہے۔ مریضہ

نے جواب دیا پانچ سال سے مسلسل مرض موجود ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے فرمایا آپ ناخن پالش لگانا چھوڑ کر پھر مناسب مختصر علاج کریں مریضہ کا کہنا ہے کہ صرف تیسرے ہفتے میں مکمل صحت یاب ہوگئی۔

کروموپیتھی کا اصول

کروموپیتھی کے ماہرین کے مطابق رنگ انسانی زندگی پر اثر انداز ہوتے ہیں اور انسان جس رنگ کو بار بار دیکھتا ہے اس کا اثر اس کی زندگی پر غالب ہوتا ہے چونکہ اکثر ناخن پالش سرخ رنگ کی ہوتی ہے اور یہ رنگ اشتعال، غصہ بلڈ پریشر ہائی کرتا ہے اس لئے وہ لوگ جو پہلے سے اس مرض میں مبتلا ہوں ان کے امراض میں فوری اضافہ ہوجاتا ہے اور صحت مند آدمی بھی آہستہ آہستہ ان امراض کی طرف مائل ہوجاتا ہے۔

انسانی صحت اور تندرستی کے لئے ہر رنگ کا ایک منفرد مزاج ہوتا ہے، موجودہ فیشن نے مختلف ناخن پالش کے استعمال کی ترغیب دی ہے ان مختلف رنگوں کی الرجی عام آدمی کے لئے بھی ناقابل برداشت ہے تو کیا ایک مریض برداشت کرسکے گا؟

ناخن پالش ناخن کے مسامات کو بند کردیتی ہے مزید چونکہ ناخن پالش میں رنگدار کیمیکل ہوتے ہیں اس لئے یہ کیمیکل بے شمار امراض کا باعث بنتے ہیں، خاص طور پر اس کا اثر جسم کے ہارموزی سسٹم پر بہت برا پڑتا ہے، جس سے خطرناک زنانہ امراض پیدا ہوتے ہیں۔

میک اپ اور جدید سائنس

حضور اکرم ﷺ کے زمانے میں موجودہ طرز کے میک اپ ہرگز نہیں

تھے۔اربوں روپے خرچ کرنے کے بعد فطرت کی طرف لوٹنا صرف ناکامی ہے اس فیشن کی جس کی چکا چوند عالم کو گھیرے ہوئے تھی، اس ضمن میں مشہور مغربی مفکر اور ماہر حفظان صحت کیا کہتا ہے اس کی زبانی غور سے سنیئے!

ڈیل کارنیگی کے انکشافات

''میری زندگی فطرت کے مسلسل مطالعے میں گزری ہے اس بات کو غور سے دیکھا کہ ہم فطرت کے قریب رہتے ہوئے فطرت سے دور تو نہیں جا رہے۔

فیشن اور رواج کی دنیا نے ہمیں صرف دھوکا اور فریب دیا ہے میک اپ اب حسن نسواں کے لئے تھا لیکن جتنا نقصان اس نے حسن نسواں کو دیا ہے شاید ہی کسی چیز نے دیا ہو، جنگوں نے ماحول اور حالات بدلے، بارود نے تباہ کاریوں کی انتہا کر دی لیکن میں سمجھتا ہوں ان کا نقصان کم ہے اس نقصان سے جو میک اپ سے ہوا ہے''۔(زندہ رہنا سیکھیے)

کیا آپ نے کبھی غور کیا کہ میک اپ کے سامان میں کتنا خطرناک کیمیکل استعمال ہوتا ہے اس سے کیا کیا نقصانات ہو رہے ہیں؟

چند درج ذیل ہیں:

☆ چہرے کے مہاسے Acne Vaugaris

☆ سیاہ دانے چہرہ پر Black Head

☆ لیس دار تھیلی نما مہاسے Cyst

☆ کیل اور چھائیاں Acne Rosavea

☆ ناک پر دانوں کا بگاڑ Rhinophyma

☆ عام پھوڑے پھنسیاں Folliculitis

☆ داد Rinzworm Tinea Corporis

☆ پھپھوندسے پیدا ہونیوالے امراض Fungal Ingections

یہ وہ امراض ہیں جو جدید سائنس نے دریافت کیئے ہیں (یعنی میک اپ کی وجہ سے یہ امراض ہوتے ہیں)

بے شمار ایسے واقعات معاشرتی طور پر ملتے ہیں جس سے خواتین کے خوبصورت چہرے بدصورتی میں بدل جاتے ہیں۔

ایک خاتون نئی نویلی دلہن علاج کی غرض سے لائی گئی، موصوفہ کے چہرے پر سیاہ داغ اور ہلکے دانے تھے تمام گھر والے پریشان تھے۔ معلوم ہوا کہ تمام میک اپ کے کارنامے ہیں، اسی طرح ایک غیر شادی شدہ خاتون نے اپنے بھائی کی شادی پر میک اپ کیا کچھ عرصے کے بعد چہرے پر سیاہ داغ دھبے اور لکیریں پڑ گئیں، حتی کہ مونچھوں اور داڑھی کے بال نکل آئے۔

اسلام نے خواتین کے لئے گھر میں آرائش حسن (صرف اپنے خاوند کے لئے) سے منع نہیں فرمایا لیکن اس کے لئے مصنوعی اور زہریلی ادویات میک اپ کی شکل میں ہمیشہ نقصان دہ ہیں اور اب تو جدید اور پڑھا لکھا طبقہ میک اپ سے دل برداشتہ ہو کر پھر سے سادگی کی طرف لوٹ رہا ہے۔ ع

پہنچی وہیں پہ خاک جہاں کا خمیر تھا

لپ اسٹک کا نقصان

لپ سٹک ہونٹوں کا قدرتی حسن چھین لیتی ہے:

زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے سے ہونٹوں کا قدرتی حسن

ختم ہو جاتا ہے اور اگر خواتین فوری علاج نہ کریں تو ہونٹوں کا قدرتی رنگ ہمیشہ کے لئے ختم ہو جاتا ہے۔ اس امر کا انکشاف ایک غیر ملکی جریدے کی بیوٹی رپورٹ میں کیا گیا ہے، رپورٹ کے مطابق نوعمری سے خواتین زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈی اشیاء کھانے پینے کی شوقین ہوتی ہیں جس سے ہونٹ متاثر ہوتے ہیں۔ بعض اوقات ہونٹوں کے ٹشوز مستقل طور پر مرجاتے ہیں، ماہرین کے مطابق لپ سٹک بھی ہونٹوں کو قدرتی حسن سے محروم کرتی ہے بالخصوص ماحولیاتی آلودگی کی تہہ جم جانے سے ہونٹوں پر بے شمار ایسے وائرس جنم لیتے ہیں جو نہ صرف ہونٹوں کی صحت کو خراب کرتے ہیں بلکہ دانتوں اور بعض اوقات منہ کے سارے نظام کو بگاڑ دیتے ہیں۔

علاج نہ کرنے سے سرطان کا مرض بھی لگتا ہے ماہرین کا کہنا ہے کہ خواتین کو لپ سٹک لگانے کے چھ گھنٹے تک ہونٹوں کو کھانے پینے اور آلودگی سے بچانا چاہئے ورنہ ہونٹوں پر فنگس ہونے کے خدشات بڑھ جاتے ہیں۔ لہذا خواتین کے لئے لپ سٹک مضر ہے۔ (بیوٹی رپورٹ، ویکلی سن)

اس لئے اسلام نے زیادہ گرم اور زیادہ ٹھنڈے کھانے پینے سے منع فرمایا۔

نیل پالش کا استعمال

صحت مند شخص کی انگلیوں کے ناخن ہر ماہ انچ کا آٹھواں حصہ بڑھتے ہیں اور ایک عام آدمی کی زندگی کے ۵۰ سال میں اس کی انگلیاں چھ فٹ ناخن پیدا کرتی ہیں ایک خلیجی اخبار کی رپورٹ کے مطابق طبیبوں نے آج سے ۲ ہزار سال قبل انگلیوں کے ناخنوں اور صحت کے درمیان تعلق کو دریافت کرلیا تھا اور آج کل بھی ڈاکٹر کی نظر مریض کو دیکھتے ہوئے تیزی سے اس کے ناخنوں پر پڑتی ہے ناخنوں کا

رنگ سفید ہو جانا خون میں سرخ خلیوں کی کمی کا اشارہ ہے۔

رپورٹ کے مطابق قدیم مصر کی عورتیں بھی اپنے ناخنوں پر رنگ وروغن کرتی تھیں اور ''نیل پالش'' کا رواج فرعونوں کے دور کی یادگار ہے اس دور کی خواتین رنگ وروغن تیل سے صاف کرتی تھیں لیکن آجکل نیل وارنش استعمال کی جاتی ہے جو ناخنوں کے لئے خطرناک ہے سستے نیل پالش ریمور ناخنوں کے قدرتی تیل کو جذب کر لیتے ہیں جس کی وجہ سے ان کی چمک ماند پڑ جاتی ہے۔

رپورٹ میں کہا گیا ہے کہ ناخنوں کو بہت زیادہ لمبے نہیں کرنا چاہئے یہ انہیں کمزور اور بیمار کر سکتا ہے۔ ناخن چبانا بچوں کی نسبت بڑوں میں زیادہ تشویشناک عادت ہے یہ اعصابی بیماری کی علامت ہے جس میں مریض بظاہر کوئی جسمانی بیماری نہ ہونے کے باوجود پریشان اور غمزدہ رہتا ہے بچوں میں ناخن چبانے کی عادت اتنا سنگین مسئلہ نہیں لیکن کوشش کی جانی چاہئے کہ انعام دینے کا وعدہ کر کے انہیں ناخن چبانے کی عادت چھوڑنے پر آمادہ کرنا چاہئے کیونکہ بہت زیادہ ناخن چبانے کی عادت انہیں مستقل طور پر نقصان پہنچا سکتی ہے۔

(بحوالہ فیلڈ ان پیراسائیکالوجی)

ناخن کاٹنا سنت نبوی بھی، علاج بھی

حضور اکرم ﷺ کا معمول بعض روایات کے مطابق جمعہ کے دن اور بعض روایات میں جمعرات کے دن ناخن ہائے مبارک ترشوانے کا تھا۔

(اسوۂ رسول اکرم ﷺ)

آپ ﷺ پندرھویں دن ناخن کاٹتے تھے۔ (اسوۂ رسول اکرم ﷺ)

میڈیکل کے اصول اور قانون کے مطابق پیٹ کے کیڑوں کے انڈے

انسانی ناخن میں پوشیدہ ہوتے ہیں اور انسان جب کھانا کھاتا ہے تو یہ انڈے کھانے میں شامل ہو کر پیٹ میں چلے جاتے ہیں اور اندر ہی اندر پھلتے پھولتے رہتے ہیں۔

میڈیکل کے قانون کے مطابق آنتوں کے کیڑوں کی گولی ہاتھ سے نہ اٹھائی جائے بلکہ کسی خشک کاغذ سے اٹھا کر منہ میں ڈالی جائے گولی کھانے سے قبل غسل کریں دھوپ میں خشک کئے ہوئے کپڑے پہنیں۔ بستر کو دھوئیں، بستر کی چادر کو دھو کر دھوپ میں خشک کریں اور پھر استری کر کے بچھائیں۔ رات کو گولی کھائیں پھر صبح اٹھیں تو اسی طرح غسل کریں، بستر بدلیں، چادر بدلیں، لباس بدلیں اور نیم گرم پانی سے نہائیں کیونکہ بعض اوقات کیڑوں کے انڈے ہاتھوں، بدن اور کپڑوں پر لگنے کی وجہ سے جسم کے اندر چلے جاتے ہیں اور اگر اس لباس کو صاف کریں گے اور ناخن کاٹیں گے تو انڈے دفع ہو کر صحت اور تندرستی کا باعث بنیں گے۔

تحقیق کے مطابق جو خواتین ناخن بڑھاتی ہیں وہ خون کی کمی کا شکار ہو جاتی ہیں۔ ایسی خواتین نفسیاتی امراض کا زیادہ شکار ہوں گی۔ حتیٰ کہ ایک ماہر نفسیات کے بقول ناخن بڑھانا اتنا خطرناک ہے کہ انسان کو اتنا نفسیاتی مریض بنا دیتا ہے کہ انسان خودکشی کی طرف مائل ہو جاتا ہے۔

انسان کی صحت و تندرستی کا تعلق اس کے ملبوسات سے بھی ہوتا ہے، صرف ماکولات و مشروبات ہی صحت کی ضامن نہیں ہیں، اس لئے ملبوسات پر خاص توجہ کی ضرورت ہے نیز جسمانی طور پر بھی اپنی صفائی ستھرائی کا پورا خیال رکھنا چاہئے اور یہ لباس و پوشاک، خورد و نوش نیز جسمانی صفائی کا اہتمام مرد و زن دونوں کے لئے بہت اہم ہے۔

چند مفید ٹوٹکے

ایک گھر کے ذمہ دار کو ضرورت ہوتی ہے کہ وہ کم از کم اتنی بنیادی قسم کی طبی معلومات رکھے، یا ایسے گھریلو ٹوٹکے اسے معلوم ہوں جن کی مدد سے وہ اہل خانہ خصوصاً بچوں کی چھوٹی موٹی تکلیفوں کا مداوئی خود کر سکے، اس مقصد کے پیش نظر ہم نے چند گھریلو ٹوٹکے یہاں درج کر دیئے ہیں۔ یاد رکھیں کہ شفاء منجانب اللہ ہوتی ہے اس لئے اگر درج ذیل ٹوٹکوں سے خدانخواستہ کسی کو فائدہ نہیں ہوتا، یا نسخہ موافق نہ ہونے کی وجہ سے کوئی نقصان ہوتا ہے تو مصنف یا ناشر پر کوئی الزام نہیں ہوگا لہذا اپنے ڈاکٹر یا معالج سے مشورہ ضرور کریں۔ شکریہ!

قبض

☆ پکے ہوئے ٹماٹر کا ایک کپ رس پینے سے آنتوں میں پھنسا ہوا فضلا خارج ہو جاتا ہے اور قبض دور ہو جاتا ہے۔

☆ نہار منہ تھوڑا سا گرم پانی پینے سے بھی قبض دور ہو جاتا ہے۔

☆ رات کو ہلکے گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈال کر پینے سے قبض میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ رات کو کھجور پانی میں بھگو کر رکھیں، صبح مسل کر اور چھان کر اس کا پانی پئیں تو قبض میں افاقہ ہوگا۔

☆ گرم پانی میں ادرک کا رس ایک چمچ، لیموں کا رس ایک چمچ اور شہد دو چمچ ملا کر پینے سے قبض دور ہو جاتا ہے۔

☆ رات کو سوتے وقت ایک یا دو سنگترے کھانے سے قبض دور ہو جاتا ہے۔

☆ تھوڑی سی سونف دودھ یا نیم گرم پانی کے ساتھ لینے سے قبض میں افاقہ ہوتا ہے۔

یرقان / پیلیا

☆ شہد اور گاجر کا رس ملا کر پینے سے یرقان میں افاقہ ہوتا ہے۔
☆ شہد کے ساتھ پکے ہوئے کیلے کھانے سے یرقان میں افاقہ ہوتا ہے۔
☆ ادرک کا رس اور گڑ کھانے سے یرقان میں افاقہ ہوتا ہے۔
☆ گنے کو شبنم میں رکھیں اور پھر اسے چوسیں، یرقان میں افاقہ ہوگا۔
☆ لیموں کو چیر کر اس پر خوردنی سوڈا لگائیں ۔اسے علی الصبح چوسنے سے یرقان میں افاقہ ہوتا ہے۔
☆ گاجر کا جوشاندہ پینے سے یرقان سے پیدا شدہ ضعف وخون کی کمی ختم ہوجاتی ہے۔
☆ نیم کے پتوں کا رس اور شہد علی الصبح نہار منہ پینے سے یرقان دور ہوتا ہے۔
☆ ریٹھوں کا پانی ناک میں ڈالنے سے یرقان میں افاقہ ہوتا ہے۔

ٹانسل . گلے دکھنا

☆ معمولی گرم پانی میں نمک گھول کر دن میں دو دفعہ غرارے کرنے سے ٹانسل کی تکلیف دور ہوجاتی ہے۔
☆ ہلدی کو شہد میں ملا کر ٹانسل پر لگانے سے بڑھے ہوئے ٹانسلز بیٹھ جاتے ہیں۔
☆ کیلے کا چھلکا گلے پر (باہر کی طرف) باندھنے سے ٹانسلز ہوں تو ان میں افاقہ ہوجاتا ہے۔

کان کا درد

☆ تیل میں لہسن کڑکڑا کر اس تیل کے قطرے کان میں ٹپکانے سے کان کی ٹیسیں ختم ہو جاتی ہیں اور کان رسنا بند ہو جاتا ہے۔

☆ ادرک کا رس کان میں تھوڑا سا ٹپکانے سے کان کی ٹیس اور کسک ختم ہو جاتی ہے۔

☆ پیاز کا رس اور شہد ملا کر اس کے قطرے ڈالنے سے ٹیسیں ختم ہو جاتی ہیں اور مواد بھی ختم ہو جاتا ہے۔

☆ آم کے پتے کا رس گرم کر کے اس کے قطرے ڈالنے سے ٹیس اور درد میں آرام ملتا ہے۔

☆ سونف کو تھوڑا سا کوٹ کر پانی میں جوش دیں اور اس پانی کی بھاپ کان میں لیں۔ اس سے بہرا پن، کان کا درد اور کان میں آتی ہوئی سائیں سائیں کی آوازیں ختم ہو جاتی ہیں۔

☆ کان میں اگر کوئی کیڑا چلا گیا ہو تو سرسوں کے تیل کے قطرے ڈالنے سے وہ مر جاتا ہے۔

ہیضہ

☆ لونگ کے تیل کے دو تین قطرے شکر یا بتاشوں کے ساتھ لینے سے ہیضے میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ لیموں اور پیاز کا رس ملا کر پینے سے ہیضے میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پودینہ کا رس لینے سے ہیضہ ختم ہو جاتا ہے۔

☆ ایک تولہ جائفل کا چورن گڑ میں ملا کر چھوٹی چھوٹی گولیاں بنالیں۔ پھر ایک ایک گولی ہر آدھ گھنٹے کے بعد لیں اور اوپر سے تھوڑا سا نیم گرم پانی پی لیں۔ ہیضے میں فائدہ ہوگا۔

☆ پیاز کے رس میں چٹکی بھر ہینگ ملا کر ہر آدھ گھنٹے بعد لینے سے ہیضے سے شفاء ملتی ہے۔

کرم (پیٹ کے کیڑے)

☆ تھوڑے سے گرم پانی میں سپاری کا چورہ ڈال کر دن میں تین چار دفعہ لینے سے کرم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ پودینہ کا رس پینے سے کرم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ روزانہ لہسن کھانے سے کرم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ پیاز کا رس پینے سے کرم کا خاتمہ ہوتا ہے۔

☆ کریلے کے پتوں کا رس تھوڑا سا گرم کر کے پانی کے ساتھ لینے سے کرم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ اناس یا سنگترہ کھانے سے کرم سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ مٹھی بھر چنے کو گرم پانی میں بھگو کر صبح نہار منہ کھانے سے کرم کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

کف یا بلغم

☆ پیاز کا جوشاندہ پینے سے کف صاف ہو جاتا ہے۔

☆ آدھ تولے کے برابر شہد دن میں چار دفعہ چاٹنے سے کف ختم ہو جاتا ہے۔

☆ ڈیڑھ سے دو تولے ادرک کے رس میں شہد ملا کر پینے سے کف ختم ہو جاتا ہے۔

☆ الائچی۔ لاہوری نمک، گھی اور شہد ملا کر چاٹنے سے کف کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ روزانہ تھوڑی سی کھجور کھا کر اوپر سے گرم پانی کے پانچ گھونٹ پینے سے بلغم پتلا ہو کر خارج ہو جاتا ہے اور پھیپھڑے صاف ہو جاتے ہیں۔

☆ ادرک کا رس، لیموں کا رس اور لاہوری نمک کھانے کے ساتھ لینے سے کف، سانس کی تکلیف اور کھانسی سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ رات کو سوتے وقت تین چار تولے بھنے ہوئے چنے کھا کر اوپر سے پاؤ بھر دودھ پی لینے سے سانس کی نالی میں جمع شدہ بلغم خارج ہو جاتا ہے۔

پھوڑے وغیرہ

☆ پھوڑے پر مکھن لگا کر روئی کی پٹی باندھنے سے پھوڑا پھوٹ جائے گا۔

☆ گیہوں کے آٹے میں ہلدی اور نمک ڈال کر پوٹلی بنا لیں اور اسے پھوڑے پر باندھ دیں۔ پھوڑا پک کر پھٹ جائے گا۔

☆ پیاز کو کتر کر گھی یا تیل میں سینک لیں پھر اس میں ہلدی ملا کر ایک پوٹلی بنا کر پھوڑے پر باندھ دیں۔ اس سے پھوڑا پک کر پھوٹ جائے گا۔

☆ لہسن اور کالی مرچ پیس کر ان کا لیپ کرنے سے پھوڑا پک کر پھوٹ جائے گا۔

☆ روزانہ صبح کو نیم کے پتوں کا رس پینے سے دست صاف آتا ہے اور پھوڑے وغیرہ نہیں ہوتے اور ہوں بھی تو وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

کیل-مہاسے

☆ مولی کے پتوں کا رس لگانے سے کیلیں ایک ہفتے میں ختم ہو جاتی ہیں۔
☆ جامن کی گھٹلیوں کو پانی میں گھس کر کیل پر لگانے سے کیل ختم ہو جاتی ہے۔
☆ دودھ کی بالائی کے ساتھ جائفل گھس کر لگانے سے مہاسے ختم ہو جاتے ہیں۔
☆ کچے ناریل کا پانی روزانہ پینے اور تھوڑے پانی سے منہ دھونے سے کیل ختم ہو جاتے ہیں۔
☆ چھاچھ سے منہ دھونے سے چہرہ کے سیاہ دھبے دور ہو جاتے ہیں۔
☆ رات کو سوتے وقت گرم پانی سے منہ دھوئیں، پھر چرونجی دودھ کے ساتھ گھس کر اس کا لیپ بنائیں۔ یہ لیپ رات کو منہ پر لگا کر سو جائیں اور صبح اٹھ کر صابن سے منہ دھولیں۔ اس طرح کیل اور مہاسوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔
☆ خوب پکے ہوئے پپیتے کو چھیل کر کچل دیں اور پھر اس کی مالش منہ پر کریں۔ پندرہ بیس منٹ بعد جب وہ سوکھ جائے تب پانی سے دھولیں اور موٹے تولئے سے منہ کو اچھی طرح پونچھ کر صاف کرلیں اور جلدی سے ناریل کا تیل لگالیں۔ ایک ہفتے تک یہ عمل دہرانے سے منہ پر کیل اور داغ وغیرہ ختم ہو جاتے ہیں اور چہرے کی شکنوں، جھریوں اور سیاہی کا بھی خاتمہ ہو جاتا ہے۔

خارش، کھجلی، داد، چنبل

☆ گاجر کو پیس کر تھوڑا سا نمک ڈالیں پھر گرم کر کے خارش پر باندھ دیں۔ اس طرح خارش ختم ہو جائیگی۔
☆ چھوہارے یا کھجور کی گٹھلی کو جلا کر اس کی راکھ کافور اور ہینگ کے ساتھ ملا

کر خارش پر لگائیں۔ خارش ختم ہو جائیگی۔

☆ پیاز کا رس خارش پر لگانے سے خارش ختم ہو جاتی ہے۔

☆ خارش پر نیم کے ابالے ہوئے پتے باندھنے سے اور روزانہ صبح و شام نیم کا رس آدھا کپ پینے سے خارش جاتی رہتی ہے۔

☆ کھوپرا کھانے اور کھوپرے کو باریک پیس کر جسم پر لیپ کرنے سے کھجلی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ ٹماٹر کے رس میں دوگنی مقدار کھوپرے کا تیل ملا کر جسم پر اس کی مالش کریں۔ آدھ گھنٹے کے بعد نہالیں۔ اس سے خارش میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ چنے کا آٹا پانی میں ملا کر جسم پر مالش کریں اور تھوڑی دیر بعد نہالیں۔ کھجلی ختم ہو جائے گی۔

گلا

☆ گلا آ گیا ہو تو سرکہ کے غرارے کرنے سے ٹھیک ہو جاتا ہے۔

☆ پان کھانے سے منہ آ گیا ہو تو منہ میں لونگ رکھنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ آواز بیٹھ گئی ہو تو گرم پانی میں ہینگ ڈال کر پینے سے آواز کھل جاتی ہے۔

☆ گلا بیٹھ گیا ہو تو گرم دودھ میں تھوڑی سی ہلدی ڈال کر پینے سے افاقہ ہو جاتا ہے۔

☆ آواز بیٹھ گئی ہو تو پکا ہوا انار کھانے سے کھل جاتی ہے۔

☆ آواز بیٹھ گئی ہو تو بیری کی چھال کا ٹکڑا چوسنے سے کھل جاتی ہے۔

☆ لونگ کو ذرا سا سینکنے کے بعد منہ میں رکھ کر چوسنے سے گلے کی سوجن ختم ہو جاتی ہے۔

☆ پیاز کا کچومر، زیرہ اور سندھو نمک (Rock Salt) ملا کر کھانے سے

گلا صاف رہتا ہے۔ بلغم کی خرخراہٹ ختم ہو جاتی ہے۔

☆ ہرا دھنیا چبا چبا کر چوسنے سے گلے کا ہر قسم کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

جل جانے پر

☆ جلے ہوئے حصے پر کڑکڑایا ہوا تیل (ٹھنڈا ہونے کے بعد) ملنے سے خوب فائدہ ہوتا ہے۔

☆ جلے ہوئے گھاؤ پر فوراً کھوپرے کا تیل مل دینے یا آلو کاٹ کر رگڑ دینے سے پھپھولے نہیں ہوتے۔

☆ جلے ہوئے حصہ پر مہندی کے پتے پانی میں گھس کر لگانے سے سکون آ جاتا ہے۔

☆ جلے ہوئے حصے پر خوب پکے ہوئے کیلے کو بالکل مسل کر چپکا دیں اور پٹی باندھ دیں۔ اس طرح فوراً سکون آ جاتا ہے۔

☆ گرم پانی یا بھاپ سے جل جانے کی صورت میں جلے ہوئے حصے پر چاول کا آٹا چھڑکنے سے آرام آ جاتا ہے۔

☆ جلے ہوئے زخم پر انڈے کی سفیدی لگانے سے زخم مندمل ہو جاتا ہے اور داغ نہیں رہتا۔

☆ جلے ہوئے حصے پر مٹی کا تیل لگانے سے فوراً سکون ہو جاتا ہے اور زخم فوراً مندمل بھی ہو جاتا ہے۔

☆ چنے کا پتلا کیا ہوا آٹا جلنے کی صورت میں خوب کام دکھاتا ہے۔

کیڑے کا کاٹنا

☆ شہد کی مکھی کے کاٹے پر نمک لگانے سے تکلیف ختم ہو جاتی ہے۔

☆ شہد کی مکھی کے کاٹنے پر شہد لگانے اور شہد پینے سے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ کن کھجورے کے کاٹنے پر پیاز اور لہسن پیس کر لگانے سے اس کا زہر اتر جاتا ہے۔

☆ کن کھجورا اگر کان میں گھس جائے تو شکر کا پانی کان میں ڈالنے سے کن کھجورا نکل جاتا ہے اور آرام آجاتا ہے۔

☆ کن کھجورا اور کوئی دیگر کیڑا کان میں گھس جائے تو شہد اور تیل ملا کر کان میں ڈالنے سے وہ نکل جاتا ہے اور آرام آجاتا ہے۔

☆ کوئی بھی زہریلا کیڑا کاٹ لے تو فوری طور پر تلسی کے پتے پیس کر اس جگہ پر لگائیں جہاں کیڑے نے کاٹا ہے۔ زہر کا اثر زائل ہو جائے گا۔

☆ ہلدی پیس کر اور گرم کر کے کسی بھی کیڑے کے کاٹے پر لگانے سے تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

☆ بچھو کے کاٹے پر پیاز کاٹ کر باندھنے سے بچھو کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔

☆ املی کا بیج پانی میں اس حد تک رگڑیں کہ اس کی سفیدی ظاہر ہو جائے۔ اس طرح سفید کیا ہوا املی کا بیج بچھو کے ڈنک والے حصے پر لگانے سے وہ تمام زہر جذب کر لیتا ہے اور اپنے آپ اکھڑ کر گر جاتا ہے۔ اس طرح بچھو کے ڈنک کا زہر زائل ہو جاتا ہے۔

☆ مچھر یا کیڑے مکوڑوں کے کاٹے پر لیموں کا رس لگا دینے سے تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

☆ کیڑے مکوڑوں کے کاٹنے پر لہسن کا رس لگانے سے تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

☆ مچھر کے ڈنک کی جگہ پر چونا لگانے سے تکلیف رفع ہو جاتی ہے۔

☆ سانپ کے کاٹنے کی صورت میں دس سے بیس تولے اصلی خالص گھی پینا چاہئے۔اس کے پندرہ منٹ بعد نیم گرم پانی پینے سے قے ہوجائیگی اوراس طرح زہر خارج ہوجائے گا۔

☆ سانپ یا بچھو نے کاٹ لیا ہوتو اس کے کاٹے پرلہسن پیس کر لگادینے سے اورلہسن کا دو چمچ رس شہد میں ملا کر چاٹنے سے آرام آجاتا ہےاور زہر کا اثر زائل ہوجاتا ہے۔

(زہریلے کیڑے اور سانپ کے کاٹنے پر مندرجہ بالا ابتدائی امداد دے کر ڈاکٹر سے رجوع کریں)

جلدی بیماریاں

☆ ایک گرام کالی مرچ کا چورن گھی میں ملا کر دوبار کھانے سے اور جلد پر لیپ کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ ایک بالٹی نیم گرم پانی میں دو سے چار چمچ کھانے کا سوڈا (سوڈا بائی کارب) ڈال کر غسل کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

کتے کا کاٹنا

☆ کتے کے کاٹے ہوئے حصے پر ہینگ پانی میں گھول کر لگانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆ اگر باؤلا کتا کاٹ لے تو پیاز کا رس شہد میں ملا کر زخم پر لگانے سے جلدی مندمل ہوجاتا ہےاور زہر کا اثر بھی ختم ہوجاتا ہے۔

چیچک

☆ چیچک کی وبا چل رہی ہوتو اس دوران املی کے پتے اور ہلدی ٹھنڈے پانی

میں ملا کر پینے سے چیچک نکلنے کا امکان نہیں رہتا۔

☆ چیچک نکلنے کی صورت میں دھنیا پانی میں بھگو کر رکھ دیں اور پھر اسے مسل کر اور چھان کر اس سے آنکھیں دھوئیں۔ اس سے آنکھوں میں چیچک نہیں نکلتی۔

☆ چیچک نکلنے کی صورت میں سپاری کا باریک چورا پانی کے ساتھ ملا کر پینے سے چیچک کا زہر نکل جاتا ہے اور تکلیف میں کمی آ جاتی ہے۔

بخار

☆ پودینہ اور ادرک کا جوشاندہ پینے سے کسی بھی قسم کے بخار میں افاقہ ہو جاتا ہے۔

☆ سخت بخار کی صورت میں سر پر ٹھنڈے پانی کے پھائے رکھنے سے بخار ٹوٹ جاتا ہے اور بخار کی گرمی دماغ میں نہیں چڑھتی۔

☆ فلو کی حالت میں پیاز کا رس بار بار پینے سے بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

☆ دس گرام دھنیا اور تین گرام سونٹھ کا جوشاندہ بنائیں پھر اس میں شہد ڈال کر پینے سے فلو کے بخار میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پودینہ اور ادرک کا رس جوش دے کر پینے سے روزانہ آنے والے بخار سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ پودینہ کا تازہ رس شہد کے ساتھ ملا کر ہر دو گھنٹے کے بعد پینے سے نمونیا میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پودینہ اور تلسی کا جوشاندہ پینے سے روزانہ آنے والے بخار سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ تین دانے چھوٹی الائچی اور چار دانے کالی مرچ رات کو پانی میں بھگو دیں

اور صبح اسے اچھی طرح نچوڑ کر پانی کو چھان لیں۔ یہ پانی دن میں تین چار دفعہ پینے سے پرانے اور دائمی بخار سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ سونف اور دھنئے کا جوشاندہ بنا کر اس میں شکر ملائیں۔ اس کے پینے سے پیٹ کا بخار اتر جاتا ہے۔

☆ فلو کی حالت میں تین تولے پانی میں ایک لیموں کا رس ملا کر دن میں چار پانچ مرتبہ پینے سے فلو کا بخار ٹوٹ جاتا ہے۔

دانت کا درد

☆ ہینگ کو پانی میں جوش دے کر کلی کرنے سے دانت کا درد رفع ہو جاتا ہے۔

☆ دانت ہل رہے ہوں اور ان میں درد ہو تو ہینگ یا عقل گرہ دانت میں دبانے سے آرام آ جاتا ہے۔

☆ علی الصبح سیاہ تل خوب چبا کر کھانے اور اوپر سے تھوڑا سا پانی پی لینے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔

☆ برگد کی شاخ کی مسواک کرنے سے دانت مضبوط ہوتے ہیں۔

☆ لیموں کا رس دانت کے مسوڑھوں پر ملنے سے دانت سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

☆ تل کا تیل منہ میں دس پندرہ منٹ تک بھر کر رکھیں۔ اس سے پائیریا سے نجات ملتی ہے۔

☆ رائی کے تیل کے ساتھ نمک ملا کر ملنے سے پائیریا میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ مسوڑھے میں سوزش ہو تو نمک اور ہلدی کا پاؤڈر ملا کر ملنے سے وہ ٹھیک ہو جاتا ہے۔

☆ سیب کا رس سوڈے کے ساتھ ملا کر ملنے سے دانتوں سے خون آنا بند ہو جاتا ہے اور دانتوں پر جمنے والی سفیدی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ دانت اگر سڑنے لگیں تو بار بار نمک کے پانی سے کلی کرنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ کافی کا جوشاندہ بنا کر اس سے کلی کرنے سے دانت کی سڑاند ختم ہو جاتی ہے اور درد سے نجات ملتی ہے۔

☆ پیاز کھانے سے دانت دودھ کی طرح سفید ہو جاتے ہیں۔

☆ دانت اگر پیلے پڑ گئے ہوں تو پسا ہوا نمک اور کھانے کا سوڈا ملا کر دانت پر ملنے سے پیلاہٹ ختم ہو جاتی ہے۔

☆ جامن کے درخت کی چھال دھو کر اور صاف کر کے معمولی سا کوٹ لیں۔ پھر ایک سیر پانی میں جوش دیں۔ جب آدھا سیر پانی رہ جائے پانی کو ٹھنڈا کر کے اس سے کلی کریں۔ اس سے مسوڑھے مضبوط ہوں گے اور پائیریا بھی ختم ہو جائے گا۔

☆ زیرے کو سینک کر کھانے سے پائریا کی بدبو ختم ہو جاتی ہے۔

نکسیر پھوٹنا

☆ لیموں کا رس نکال کر ناک میں پچکاری کی صورت میں مارنے سے نکسیر کا عارضہ مستقل طور پر ختم ہو جاتا ہے۔

☆ نکسیر پھوٹنے کی صورت میں پھٹکری کا چورن سنگھایا جائے اور پھٹکری کا پانی ناک میں ڈالا جائے۔ اس سے خون فوراً بند ہو جائے گا۔

☆ گیہوں کے آٹے میں شکر اور دودھ ملا کر پینے سے ناک سے آنے والا خون بند ہو جاتا ہے۔

☆ سیاہ مرچ کو دہی اور پرانے گڑ میں ملا کر پینے سے ناک سے خون آنا بند ہو جاتا ہے۔

پیٹ کا درد

☆ ادرک اور لیموں کے رس میں آدھ چمچ سیاہ مرچ کا چورن ڈال کر پینے سے پیٹ کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ کچھ لوگوں کو کھانے کے بعد دو تین گھنٹوں تک پیٹ میں درد ہوتا ہے۔ اس صورت میں سونٹھ، تل اور گڑ برابر مقدار میں لیکر دودھ میں ڈالیں اور صبح وشام پی لیا کریں۔ اس سے افاقہ ہوگا۔

☆ گڑ اور چونا ملا کر گرم پانی کے ساتھ لینے سے پیٹ کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ لیموں کے رس میں مولی کا رس ملا کر پینے سے کھانے کے بعد ہونے والا پیٹ کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

☆ پودینے کے رس میں شہد ملا کر پینے سے پیٹ کے جملہ امراض میں فائدہ ہوتا ہے۔ آنتوں کی پرانی شکایت بھی ختم ہو جاتی ہے۔ یہ ایک بہترین علاج ہے۔

☆ ادرک کا رس، لیموں کا رس، اور نمک ملا کر پینے سے ہاضمہ قوی ہوتا ہے۔

☆ الائچی، دھنئے کا چورن چار سے چھ رتی کے برابر اور سینکی ہوئی ہینگ ایک رتی کے برابر لیموں کے رس میں ملا کر چاٹنے سے گیس، پیٹ کا درد اور اپھارا ختم ہو جاتا ہے۔

پیشاب

☆ پیشاب اٹکتا ہو تو مولی کا رس پینے سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔

☆ آدھ تولہ لیموں کے بیج کا چورن پانی کے ساتھ کھانے سے فوراً پیشاب کھل کر آتا ہے۔

☆ پیشاب اٹک اٹک کر آتا ہو، زیادہ آتا ہو یا جلن کے ساتھ آتا ہو تو ان حالات میں تل کھانے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆ رات کو گیہوں پانی میں بھگو کر رکھیں اور صبح انہیں پیس کر اور شکر ملا کر حلوا بنالیں۔ اسے کھانے سے پیشاب کھل کر آتا ہے۔

☆ جو ابال کر ان کا پانی پینے سے پیشاب صاف آتا ہے اور پیشاب کی جلن میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ گنے کا رس پینے سے پیشاب کھل کر آتا ہے، جلن ختم ہو جاتی ہے اور اگر پیشاب میں خون آتا ہو تو وہ بھی آنا بند ہو جاتا ہے۔

☆ سونف اور گوکھرو کا جوشاندہ بنا کر پینے سے پیشاب کی جلن میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ ادرک کے رس میں مصری شکر ملا کر صبح اور رات کو پینے سے بار بار کے پیشاب سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ دس گرام آملہ رات کو پانی میں بھگو دیں اور صبح کو مسل کر کپڑے سے چھان لیں۔ اس پانی میں ادرک کا رس ایک چمچ اور شکر ایک چمچ ملا کر شربت تیار کر لیں۔ یہ شربت صبح وشام پینے سے بار بار کے پیشاب سے نجات مل جاتی ہے۔

پتھری

☆ ناریل کے پانی میں لیموں کا رس ملا کر روزانہ صبح وشام پینے سے پتھری ختم ہو جاتی ہے۔

☆ کریلے کا رس چھاچھ کے ساتھ پینے سے پتھری کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ مولی کے پتوں کا رس نکال کر اور اس میں بوریکس ملا کر روزانہ صبح وشام پینے سے پتھری پگھل جاتی ہے۔

☆ پالک کی بھاجی کا رس پینے سے پتھری پگھل جاتی ہے۔

☆ پرانا گڑ اور ہلدی چھاچھ میں ملا کر پینے سے پتھری پگھل جاتی ہے۔

☆ سیاہ کشمش کو جوش دے کر پینے سے پتھری پگھل جاتی ہے۔

☆ گیہوں اور چنے کو ملا کر جوش دیں اور پھر اس جوشاندے میں چٹکی بھر بوریکس ملا کر پئیں۔ اس سے پتھری ٹوٹ کر بکھر جاتی ہے۔

بچوں کے امراض

☆ کھجور کا ایک دانہ ابلے ہوئے چاول کے پانی کے ساتھ خوب اچھی طرح پیس لیں پھر اس میں تھوڑا سا پانی ملا کر بچوں کو دو تین مرتبہ دینے سے کمزور بچے تندرست و توانا ہو جاتے ہیں۔

☆ ایک چمچ پالک کی بھاجی کا رس شہد میں ملا کر روزانہ پلانے سے نہایت کمزور بچہ بھی صحتمند و مضبوط ہوتا ہے۔

☆ بچے رات میں پیشاب کر دیتے ہوں تو تل کھلانے سے یہ عادت نکل جاتی ہے اور ان کا جسم توانا ہوتا ہے۔

☆ روزانہ پیاز اور گڑ کھلانے سے بچوں کی اونچائی بڑھتی ہے۔

☆ دودھ پلانے سے قبل بچے کو ایک چمچ ٹماٹر کا رس پلانے سے دودھ کی قے بند ہو جاتی ہے۔

☆ لہسن کے ایک دو دانے دودھ میں پکا کر اور چھان کر دودھ پلانے سے بچوں کو بڑی کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ لہسن کے دانوں کو کچل کر ایک پوٹلی بنائیں۔ اسے بچوں کے گلے میں باندھ کر رکھنے سے بچوں کو کالی کھانسی (وہ کنگ کف) سے نجات ملتی ہے۔

☆ ایک چمچ پیاز کا رس پلانے سے اناج کھانے والے بچوں کے کرم مر جاتے ہیں اور پھر دوبارہ نہیں ہوتے۔

☆ گلوکوز ملے ہوئے پانی میں لیموں نچوڑ کر دن میں دو دو چمچ چار دفعہ دینے سے بچے کے ابتدائی دانت آسانی سے آ جاتے ہیں اور دست وغیرہ نہیں ہوتے۔

☆ بچوں کے مسوڑھوں پر شہد اور سندھو نمک (Rock Salt) ہلکے ہلکے لگانے سے بچے کے دانت آسانی سے نکل آتے ہیں۔

☆ دانت آتے وقت پانی جیسے دست ہوتے ہوں تو جوتری کو توے پر سینک کر اس کا پاؤڈر شہد کے ساتھ ماں کے دودھ میں دینے سے دست میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ بچوں کو گاجر کا رس پلانے سے دانت نکلنے میں آسانی ہوتی ہے اور دودھ بھی اچھی طرح ہضم ہوتا ہے۔

☆ شیر خوار بچے کو چولائی کا رس ایک چمچ پلانے سے قبض رفع ہو جاتی ہے۔

☆ بچے کو پیٹ میں درد ہو رہا ہو تو ناف پر ہینگ لگانے سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ چھوٹے بچوں کو چھاچھ پلانے سے دانت نکلنے میں تکلیف نہیں ہوتی۔

سردی

☆ گرم گرم چنے سونگھنے سے سردی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ ادرک کا رس اور شہد ایک چمچ صبح و شام پینے سے سردی سے نجات ملتی ہے۔

☆ پودینہ اور ادرک کا جوشاندہ پینے سے سردی جاتی رہتی ہے۔

☆ گرم دودھ میں سیاہ مرچ کا چورہ اور شکر ڈال کر پینے سے سردی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ ہلدی کا دھواں سونگھنے سے سردی فوراً رفع ہوتی ہے۔

☆ پیاز کے رس کے قطرے ناک میں ڈالنے سے سردی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پودینے کا تازہ رس پینے سے سردی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پودینہ کے رس کے قطرے ناک میں ڈالنے سے پینس (زکام) میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ گرم پانی میں لہسن کا رس ملا کر غرارے کرنے سے سردی میں افاقہ ہوتا ہے۔

عورتوں کے امراض

☆ بار بار بے ہوش ہو جانے کا عارضہ ہو تو ایسی عورتوں کو کچھ ماہ تک کھجور کھلانے سے اس ہسٹریائی عارضے سے نجات مل جاتی ہے۔

☆ لہسن کو پیس کر ناک سے سونگھنے سے ہسٹریائی کیفیت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ ایک پکا ہوا کیلا آدھ تولہ گھی کے ساتھ کھانے سے پانی گرنا بند ہو جاتا ہے۔

☆ اگر عورت کو ماہواری کے وقت بہت زیادہ تکلیف ہو یا ایام صحیح نہ آتے ہوں تو انہیں تل کھانے چاہئیں۔ ایک تولہ کالے تل کو بیس تولہ پانی میں جوش دیں۔ جب پانی پانچ تولہ کے برابر رہ جائے تو اس میں گڑ ڈال کر دوبارہ جوش دیں۔ اس کے پینے سے ماہواری کی تکلیف کم ہو جاتی ہے اور ایام درست ہو جاتے ہیں۔ بہت زیادہ خون آتا ہو اور چکر آتے ہوں تو تلسی کے رس میں شہد ملا کر پینے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆ کچی پیاز کھانے سے ماہواری صاف آتی ہے اور درد نہیں ہوتا۔

☆ زیرہ پھانکنے سے عورت کے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ زچگی کے دوران عورتوں کو چاہئے کہ وہ سویا کا استعمال زیادہ رکھیں۔ اس سے دودھ خوب اترتا ہے، کمر میں درد نہیں ہوتا اور نظام ہضم ٹھیک رہتا ہے۔

☆ اگر زچگی کے دوران عورت کو بھوک نہ لگتی ہو تو پاؤ چمچ اجما کا چورن، دو چمچ ادرک کا رس اور سپاری جتنا گڑ ملا کر صبح و شام کھانے سے خوب کھل کر بھوک لگتی ہے۔

☆ لونگ کو گرم پانی میں بھگو کر پانی پینے سے زچہ کو قے میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ موسمی کھانے سے زچہ کو قے بند ہو جاتی ہے۔

☆ زچگی کے وقت رحم کو ہینگ کی دھونی دینے سے زچگی میں آسانی ہو جاتی ہے۔

☆ زچہ کو کبھی زیادہ دودھ آنے لگتا ہے جس کے نتیجہ میں چھاتی میں سوزش آ جاتی ہے اور تکلیف ہوتی ہے۔ اس پر پان گرم کر کے باندھنے سے جمع شدہ دودھ چھوٹ جاتا ہے اور سوزش کا خاتمہ ہو کر تکلیف میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ ارہر کی دال کا سوپ بنا کر اور اس میں دو تین چمچ گھی ڈال کر پینے سے دودھ میں اضافہ ہوتا ہے۔

☆ عورتوں کو زچگی میں اکثر تاخیر ہوتی ہے۔ درد میں مطلوبہ شدت نہیں آتی اس وقت زیادہ سے زیادہ پرانا گڑ تیس سے چالیس گرام لے کر ایک سو گرام پانی میں ملا کر گرم کریں۔

☆ آدھ چمچ سونٹھ کا چورن اور ایک چمچ گڑ صبح اور رات کو پینے سے رحم میں کوئی نقص ہو تو دور ہو جاتا ہے اور اس میں قوت آ جاتی ہے۔

☆ چالیس دن تک روزانہ صبح کو ایک لونگ کھانے سے حمل کا امکان نہیں رہتا۔

☆ پکا کیلا گھی اور شکر کے ساتھ کھانے سے خون آنے کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔

☆ روزانہ گاجر کا ایک سو گرام رس پینے سے عورتوں کو خون آنے کی شکایت رفع ہو جاتی ہے۔

ہچکی

☆ پیاز کے رس کے قطرے ناک میں ڈالنے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے۔

☆ دودھ میں سونٹھ جوش دے کر اس کے چند قطرے ناک میں ڈالنے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے۔

☆ مولی کا رس پینے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے۔

☆ گنے کا رس پینے سے ہچکی بند ہو جائے گی۔

☆ گائے کا دودھ ابال کر پینے سے ہچکی بند ہو جاتی ہے۔

آنکھ کی تکلیف

☆ آنکھ میں چونا، تیزاب وغیرہ چلا جائے تو آنکھ کے اندر اور باہر گھی لگانے سے سکون ہو جاتا ہے۔

☆ آنکھ اگر سرخ رہتی ہو تو آنکھ میں گھی لگانے سے سرخی ختم ہو جاتی ہے۔

☆ روزانہ تازہ مکھن کھانے سے آنکھ کی روشنی بڑھتی ہے اور آنکھوں کی سرخی اور جلن میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ آنکھوں میں جلن ہو تو آنکھوں کے اندر اور باہر مکھن لگانے سے جلن ختم ہو جاتی ہے۔

☆ آنکھوں کے سامنے اندھیرا سا چھا جاتا ہو تو دھنیا، سونف اور شکر برابر برابر مقدار میں لے کر ان کا چورن بنائیں۔ اسے روزانہ کھانا کھانے کے بعد پانی کے ساتھ کھانے سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ بکری کے دودھ میں لونگ پیس کر آنکھوں میں لگانے سے رات کے اندھے پن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ شکر اور گھی کے ساتھ زیرے کا چورن ملا کر چاٹنے سے رات کے اندھے

پن کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ پکے ہوئے ٹماٹر کا رس صبح وشام پینے سے اندھے پن میں فائدہ ہوتا ہے۔

☆ آنکھوں میں میل کے چیپڑ (چیپٹ) ہوں تو پیاز کے رس میں مصری شکر گھس کر رات کو دو چار قطرے آنکھوں میں ڈالنے سے فائدہ ہوتا ہے۔

☆ آنکھ میں روزانہ صبح وشام ٹھنڈے پانی کے چھینٹے مارنے سے آنکھوں کی گرمی دور ہوتی ہے اور بینائی بڑھتی ہے۔

☆ سفید پیاز کا رس شہد میں ملا کر آنکھ میں ڈالنے سے دکھتی ہوئی آنکھ اچھی ہو جاتی ہے اور اس کی بینائی بڑھتی ہے۔

☆ آنکھوں میں انار کا رس ڈالنے سے عینک کے نمبر کم ہو جاتے ہیں۔

تیزابیت

☆ سفید پیاز کے رس میں شکر ڈال کر پینے سے تیزابیت کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ اناس کے قتلے پر شکر اور کالی مرچ چھڑک کر کھانے سے تیزابیت دور ہوتی ہے۔

☆ سفید پیاز کو پیس کر اور اس میں شکر اور دہی ملا کر کھانے سے تیزابیت ختم ہو جاتی ہے۔

☆ دھنیا اور زیرے کا چورن شکر ڈال کر پینے سے تیزابیت میں افاقہ ہوتا ہے اور سینے کی جلن بھی ختم ہوتی ہے۔

☆ گاجر کا رس پینے سے تیزابیت سے نجات ملتی ہے۔

☆ نیم کے پتوں اور آملہ کا جوشاندہ پینے سے تیزابیت سے نجات ملتی ہے۔

☆ نرم مولی اور شکر ملا کر پینے سے تیزابیت ختم ہوتی ہے۔

ضعف . کمزوری

☆ گاجر کا رس پینے سے جسم میں اچھی خاصی طاقت آ جاتی ہے جسے کمزوری کی شکایت ہو اس کے لئے گاجر کا رس نہایت مفید ہے۔

☆ کھانا کھانے کے بعد تین چار پکے ہوئے کیلے کھانے سے کمزوری رفع ہو جاتی ہے۔

☆ انجیر کو دودھ میں جوش دے کر کھانے سے اور اس دودھ کو پینے سے قوت آتی ہے اور خون بڑھتا ہے۔

☆ سفید پیاز خالص گھی میں سینک کر کھانے سے جسمانی کمزوری، پھیپھڑوں کی کمزوری، دھات کی کمزوری وغیرہ سے نجات ملتی ہے۔

☆ موسمی کا رس پینے سے جسمانی کمزوری دور ہوتی ہے۔

☆ کھجور کے پانچ دانے گھی میں سینک کر چاول کے ساتھ کھانے سے اور آدھ گھنٹہ نیند لینے سے ضعف دور ہو جاتا ہے۔

☆ دودھ میں بادام، پستہ، الائچی، زعفران اور شکر ڈال کر خوب جوش دیں۔ اس کے پینے سے جسم میں خوب توانائی آتی ہے۔

آدھا سیسی۔ آدھے سر کا درد اور معمولی درد سر

☆ لہسن کو پیس کر کن پٹی پر لیپ کرنے سے آدھا سیسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ کشمش اور دھنیے کو ٹھنڈے پانی میں بھگو کر پینے سے آدھا سیسی کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

☆ ہینگ کو پانی میں ملا کر ناک میں قطرے ڈالنے سے آدھا سیسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ دودھ میں گھی ملا کر پینے سے آدھا سیسی اور درد سر سے نجات ملتی ہے۔

☆ ایک کپ پانی میں ایک چمچ ہلدی ڈال کر جوش دے کر پینے سے یا اس کی بھاپ لینے سے سر کا درد ختم ہو جاتا ہے۔

☆ ناریل کا پانی پینے سے آدھا سیسی اور سر درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ نیم گرم پانی میں نمک ڈال کر دونوں پیر اس پانی میں رکھنے سے پندرہ منٹ میں آدھے سر کے درد میں افاقہ ہوتا ہے۔

کھانسی

☆ پیاز کے رس میں شہد ملا کر پینے سے ہر قسم کی کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پیاز کا جوشاندہ بنا کر پینے سے کف کا خاتمہ ہوتا ہے اور کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ لیموں کے رس میں اس سے چار گنا شہد ملا کر چاٹنے سے کھانسی سے آرام ملتا ہے۔

☆ لونگ کو منہ میں رکھ کر چوسنے سے کھانسی سے نجات ملتی ہے۔

☆ تھوڑی سی ہینگ سینک کر اور گرم پانی ملا کر پینے سے کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ انار کے چھلکے کا ٹکڑا منہ میں رکھ کر چوسنے سے کھانسی سے نجات ملتی ہے۔

☆ تھوڑی سی کھجور کھا کر اوپر سے تھوڑا سا گرم پانی پینے سے بلغم پتلا ہو کر خارج ہو جاتا ہے اور کھانسی اور دمہ میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ گرم دودھ میں ہلدی اور گھی ملا کر پینے سے کھانسی اور بلغم میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ پودینہ کا رس پینے سے کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ نصف تولہ شہد دن میں چار بار چاٹنے سے بلغم پتلا ہوکر خارج ہوجاتا ہے اور کھانسی میں افاقہ ہوتا ہے۔

دست مروڑ

☆ گاجر کا رس پینے سے دست میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ چیکو کے چھلکے کا جوشاندہ پینے سے دست میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ نیم گرم پانی میں تھوڑا سا نمک اور لیموں کا رس ڈال کر پینے سے دست اور مروڑ میں افاقہ ہوتا ہے۔

☆ مکھن اور شہد مصری شکر ملا کر کھانے سے مروڑ کا خاتمہ ہوتا ہے۔

☆ ادرک کا رس ناف پر لگانے سے دست بند ہوتے ہیں۔

☆ پیاز کو باریک پیس کر چار بار پانی سے دھوئیں۔ پھر دہی ملا کر کھائیں۔ اس سے جلاب کے ساتھ خون کا گرنا بند ہوجاتا ہے۔

☆ تھوڑے سے تل اور شکر کو پیس کر شہد کے ساتھ چاٹنے سے دست میں خون آنا بند ہوجاتا ہے۔

☆ کچا پپیتا پانی میں جوش دے کر پینے سے دست میں افاقہ ہوتا ہے۔

بالوں کی حفاظت

☆ بال گر رہے ہوں تو ارنڈی کا تیل گرم کر کے بار بار بالوں میں لگانے سے بال گرتے نہیں ہیں۔

☆ سر پر پیاز کا رس ملنے سے بیماری میں گر جانے والے بال دوبارہ آنے لگتے ہیں۔

☆ شکر اور لیموں کا رس مساوی لے کر اس سے سر دھونے سے جوؤں اور خشکی سے نجات ملتی ہے۔

☆ چنوں کو چھاچھ میں بھگو لیں۔ جب چنے ایک دم نرم پڑ جائیں تب انہیں سر پر مسل کر دو گھنٹے کے بعد سر دھو لیں۔ اس سے جوؤں اور خشکی کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ پاؤ بھر ناریل کے تیل میں ایک مٹھی مہندی کے پتے ابالیں اور اس تیل کو روزانہ خوب مل کر سر میں لگائیں۔ اس سے سر کے بال خوب بڑھتے ہیں اور کالے بھی ہوتے ہیں۔

☆ پیاز کا رس سر میں ڈالنے سے جوئیں مر جاتی ہیں۔

☆ نیم کے پتوں کو پانی میں پیس کر، اس پانی سے سر دھوئیں۔ اس سے سر کی خشکی اور بفا دور ہو جاتی ہے۔

☆ ککڑی چھلکوں کے ساتھ کھانے سے بالوں میں چمک پیدا ہوتی ہے۔

جلدی امراض

☆ مولی کے رس میں تھوڑا سا دہی ملا کر چہرے پر ملنے سے چہرہ ریشمی اور چمک دار ہو جاتا ہے۔

☆ ایک بالٹی گرم یا ٹھنڈے پانی میں ایک لیموں نچوڑ کر اس سے نہانے سے جلد نرم اور چمک دار ہو جاتی ہے۔

☆ نرم اور نیم پکے ہوئے کریلوں کے پتوں کا رس ملنے سے جلد کا کوئی بھی پرانا عارضہ ختم ہو جاتا ہے۔

☆ تل کا تیل نیم گرم کر کے روزانہ مالش کرنے سے خشک اور مردہ جلد میں زندگی اور چمک آ جاتی ہے۔

☆ ککڑی کو چھیل کر اس کا رس ملنے سے چکناہٹ والی اور شکن شدہ جلد میں نرمی اور تازگی آ جاتی ہے۔

☆ ہاتھ یا پیر کی جلد پھٹ جائے تو برگد کا دودھ ملنے سے افاقہ ہوتا ہے۔

☆ سنگترے کے چھلکے سکھا کر اس کا پاؤڈر بنائیں۔ اس میں عرق گلاب ملا کر منہ پر لگائیں اور پھر آدھ گھنٹے کے بعد دھولیں۔ اس سے جلد ملائم ہوتی ہے۔ نیز داغ دھبوں اور شکنوں کا خاتمہ ہو جاتا ہے۔

☆ ہاتھ یا پیر پھٹے ہوں یا گرمی دانے نکلے ہوں تو ایک حصہ لیموں کے رس میں تل کا یا ناریل کا تیل ملا کر لگانے سے راحت ہوتی ہے۔

☆ چنے کے آٹے میں پانی اور تھوڑا سا گھی ملا کر جسم اور منہ پر مالش کرنے سے جلد گوری اور چمک دار ہو جاتی ہے۔

☆ آلو کے چھلکے جسم پر رگڑنے سے جلد ملائم ہو جاتی ہے۔

☆ اگر کسی کا رنگ سانولا ہو یا چہرہ غیر دلکش ہو تو اسے چاہئے کہ آملہ کے چورن کو ہلدی کے پاؤڈر میں ملا کر دودھ میں ہلکا جوش دیں اور غسل کرتے وقت اسے چہرے پر خوب ملیں۔

☆ کچھ لوگ چہرے کو خوشبودار بنانے کے لئے کریم استعمال کرتے ہیں۔ اس کے بجائے غسل کرنے کے بعد دو قطرے سندل کے منہ پر مل لیں۔ اس سے چہرے سے خوشبو آتی ہے اور جلد کو بھی ٹھنڈک رہتی ہے۔

و باللہ التوفیق

مراجع وماٰخذ

اس رسالہ کی ترتیب میں درج ذیل کتب سے مدد لی گئی ہے۔

نمبر	کتاب	نمبر	کتاب
۱	قرآن کریم ترجمہ وتفسیر حضرت تھانوی	۲۷	فیض القدیر
۲	تفسیر ابن کثیر	۲۸	مظاہر حق شرح مشکوۃ
۳	صحیح بخاری	۲۹	السلسلۃ الاحادیث الصحیحۃ
۴	صحیح مسلم	۳۰	حصن حصین
۵	جامع ترمذی	۳۱	التبلیغ (مواعظ حضرت تھانویؒ)
۶	سنن ابوداؤد	۳۲	اغلاط العوام
۷	سنن نسائی	۳۳	قصد السبیل
۸	سنن ابن ماجہ	۳۴	اصلاح خواتین
۹	مسند احمد	۳۵	زاد المسیر
۱۰	مسند الفردوس للدیلمی	۳۶	حکایت صحابہ
۱۱	صحیح ابن حبان	۳۷	اخلاق النبی ﷺ
۱۲	معجم طبرانی	۳۸	فتاویٰ نسائیہ
۱۳	فتح الباری شرح بخاری	۳۹	الجواب الکافی لمن سال عن الدواء الشافی
۱۴	صحیح الجامع	۴۰	تذکیر الاقوال
۱۵	شعب الایمان للبیہقی	۴۱	الدلائل الواضحات علی تحریم
۱۶	مصنف ابن ابی شیبہ	۴۲	المدحین دائرہ علی الصحۃ
۱۷	الحلیۃ لابی نعیم	۴۳	اللہ کے باغی مسلمان
۱۸	تفسیر طبری	۴۴	اسلامی پردہ
۱۹	ارواء الغلیل	۴۵	حقوق البیت
۲۰	الادب المفرد	۴۶	سنت نبوی وجدید سائنس
۲۱	مستدرک حاکم	۴۷	مواعظ حضرت تھانویؒ
۲۲	سنن الدارمی	۴۸	پیارے نبی کی پیاری سنتیں
۲۳	مشکوۃ المصابیح	۴۹	دس گناہ گار عورتیں
۲۴	ریاض الصالحین	۵۰	نصیحت برائے آخرت
۲۵	الکمال فی الدین للنساء	۵۱	اللہ میاں کی سچی باتیں
۲۶	تحفۃ الاحوذی شرح ترمذی	۵۲	حدود ستر وحجاب